

شارح

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ حجاز دیوبند

تفصیلات

تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد دہم

شارح : حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند 09412873888

سائز : ۲۰×۳۰/۸

صفحات : ۶۲۴

تاریخ طباعت : باراول محرم الحرام ۱۴۳۶ ہجری مطابق اکتوبر ۲۰۱۴ عیسوی

کمپیوٹر کتابت : روشن کمپیوٹرز، محلّہ اندرون کوٹلہ دیوبند

کاتب : مولوی حسن احمد پالن پوری فاضل دار العلوم دیوبند 09997658227

پریس : ایچ، ایس پرنٹرس، ۱۴-اے چاندی محل، دریا گنج دہلی (011)23244240

09811122549

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور۔(یو، پی)

09997866990 ------- 09358974948

فہرست مضامین

کتاب فضائل القرآن

کتاب النکاح

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

کتاب الطلاق

کتاب النفقات

كتاب الأطعمة

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

کتاب العقیقۃ

کتاب الذَّبائح والصَّید والتسمیة

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب الأضاحي

کتاب الأشربة

کتاب المرضیٰ

مکتبہ حجاز دیوبند

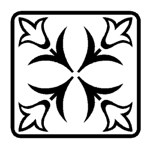
کتاب الطب

مکتبہ حجاز دیوبند

کتاب اللباس

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند



عربی ابواب کی فہرست

کتاب فضائل القرآن

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب النكاح

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب الطلاق

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب النفقات

كتاب الأَطعمة

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب العَقِيقَة

كتاب الذَّبائح والصَّيد والتسمية

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب الأضاحِی

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب الأشْرِبَةِ

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب المَرْضٰى

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب الطب

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

كتاب اللباس

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

مکتبہ حجاز دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فضائل القرآن

ارتباط: یہ کتاب کتاب التفسیر کا تتمہ ہے، ابھی سابقہ سلسلہ مضامین چل رہا ہے، کتاب الأنبیاء میں تمام نبیوں کا تذکرہ کیا تھا، مگر سید المرسلین ﷺ کا ذکر باقی رکھا تھا، اس کے لئے مستقل کتاب المناقب لائے تھے، اوراس میں باب علامات النبوۃ قائم کیا تھا، اس میں قرآنِ کریم کے علاوہ دیگر معجزات کا ذکر کیا ہے، اور قرآن مجید کے تذکرہ کے لئے کتاب التفسیر رکھی ہے، کتاب فضائل القرآن اسی کا تتمہ ہے —— فضائل: فضیلة کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: بلند درجہ، خصوصیت وامتیاز، اور قرآن: اللہ کی کتاب کا نام ہے۔ قرآنِ کریم کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، جو نبی ﷺ کی طرف وحی کیا گیا ہے، دوسری کتابیں اللہ کی کتابیں تھیں، وہ کلام باری نہیں تھیں، کتاب التفسیر کے شروع میں یہ بات حضرت نانوتوی قدس سرہ کے حوالے سے گذر چکی ہے۔

اس کی تھوڑی تفصیل یہ ہے کہ انبیاء کو ان کے زمانوں کے تقاضوں کے لحاظ سے معجزات دیئے جاتے ہیں، ہر نبی دعوت وحجت کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے، وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے، اور لوگوں کو قائل ومائل کرنے کے لئے حجت کے ذریعہ اس کو قوی کیا جاتا ہے، یہ حجت نبی کے معجزات کہلاتے ہیں، یہ معجزات زمانوں کے حالات کے مطابق ہوتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا زور تھا تو ان کو عصا اور ید بیضاء کے معجزات دیئے گئے جو جادو کے مشابہ تھے، جنھوں نے تمام جادوگروں کو عاجز کردیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب وحکمت کا چرچا تھا چنانچہ وہ اندھے کو بینا اور کوڑھی کو چنگا کرتے تھے، جس سے تمام اطباء عاجز تھے، اور ثمود پہاڑ تراش کر مکان بناتے تھے تو صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا، انھوں نے چٹان میں سے زندہ اونٹنی نکال کر دکھائی، اور قوم کا ہنر دھرا کا دھرا رہ گیا، اور خاتم النّبیین ﷺ کے زمانہ میں زبان دانی اور فصاحت وبلاغت کا زور تھا، اس لئے آپ کو خاص معجزہ کلام فصیح وبلیغ کا دیا گیا، جس کا مانند لانے سے تمام ادباء عاجز رہ گئے۔

علاوہ ازیں: ہر نبی کا خاص معجزہ مقامی اور وقتی ہوتا تھا، اس کو خاص زمان ومکان کے لوگوں نے دیکھا، اور آخری نبی ﷺ کو خاص معجزہ ایسا عطا ہوا جو چار دانگ عالم پہنچا، اور رہتی دنیا تک باقی رہے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی نبوت عام وتام ہے، آپؐ سارے جہاں کے لئے اور قیامت تک کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں، پس ضروری ہے کہ آپ کو باقی

رہنے والا معجزہ دیا جائے، اور ایسا معجزہ اللہ کا کلام ہی ہوسکتا ہے، کیونکہ اس میں بتدیلی ممکن نہیں، اور وہ زمانہ گذرنے کے ساتھ پرانا نہیں ہوتا، یہ قرآنِ کریم کی عظیم فضیلت ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ؟ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

وحی کس طرح نازل ہوئی؟ اور پہلی وحی

شروع میں آٹھ ابواب تمہیدی ہیں، پھر فضائل کے ابواب شروع ہونگے۔

وحی کے لغوی معنی ہیں: اشارہ خفیہ، چپکے سے بات کرنا، اس طرح بات کرنا کہ دوسرا اسن نہ سکے۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو القاء کیا جانے والا پیغام، اور سورۃ الشوری (آیت ۵۱) میں ہے کہ وحی تین طرح آتی ہے:

(۱) کوئی مضمون دل میں ڈالا جاتا ہے، یہ جاگتے ہوئے بھی ہوسکتا ہے اور نیند میں بھی اور بصورت خواب بھی (انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں) اس صورت میں عموماً الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں آتے، صرف مضمون قلب نبوت پر وادر ہوتا ہے، پھر نبی اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کرتا ہے (وَحْيًا کا یہ مطلب ہے)

(۲) نبی بیداری میں کوئی کلام پس پردہ بلا واسطہ سنے، جیسے موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ کا کلام سنا، اور معراج میں فوق السماوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا کلام سنا، اور یہ پردہ کوئی غیر نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ کے نور کو کوئی چیز چھپا نہیں سکتی، بلکہ یہ اللہ کے انوار کا پردہ ہوتا ہے، معراج کی روایت میں ہے: نورٌ أنّٰى أُرَاہ: وہ نور ہیں، میں ان کو کیسے دیکھتا! یعنی انسان کی بینائی کا ضعف مانع رویت بنا (من وراء حجاب کا یہ مطلب ہے)

(۳) کسی فرشتہ (جبرئیلؑ وغیرہ) کو اپنا کلام دے کر بھیجتے ہیں، وہ رسول کو پڑھ کر سناتا ہے، قرآنِ کریم اسی طرح نازل ہوا ہے، پھر اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک: فرشتہ پیکر محسوس اختیار کرتا ہے، وہ ملکوت سے ناسوت کی طرف اترتا ہے، یہ صورت نبی کے لئے آسان ہوتی ہے، جیسے پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی صورت میں نمودار ہوئے تھے، دوم: نبی کو ناسوت سے ملکوت کی طرف عروج کرنا پڑتا ہے، یہ صورت نبی کے لئے بھاری ہوتی ہے، سخت سردی میں آپؐ کے ماتھے سے پسینہ موتیوں کی طرح گرنے لگتا تھا، قرآنِ کریم اکثر اسی طرح نازل ہوا ہے۔

اور سورۃ الشوری کی آیت ۵۱ یہ ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَايَشَاءُ، إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾: کسی بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے رودررو کلام فرمائیں، ہاں اشارہ خفیہ کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجیں اور وہ پیغام پہنچائے اللہ کے حکم سے جو وہ چاہیں، بے شک وہ عالی شان بڑی حکمت والے ہیں (شانِ عالی کا تقاضا عدم رویت ہے اور حکمت کا تقاضا پیغام رسانی کی کوئی صورت نکالنا ہے)

کیف کی تین قسمیں ہیں:

کتاب الصلوٰۃ کے شروع میں بیان کیا ہے کہ کیف کی تین قسمیں ہیں: کیف مکانی، کیف زمانی اور کیف حالی، اور کیف بمعنی کم بھی آتا ہے، اور باب میں سب مراد ہیں:

۱- کیف مکانی کا مطلب یہ ہے کہ پہلی وحی کہاں نازل ہوئی؟ اس کے لئے حدیث نہیں لائے، باب میں اشارہ کیا ہے کہ پہلی وحی غار حراء میں نازل ہوئی، پہلے (حدیث ۳ و ۴۹۵۳ میں) آیا ہے کہ غارِ حراء کے سامنے سب سے پہلے سورۃ العلق کی پانچ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

۲- کیف حالی کا مطلب یہ ہے کہ سابقہ کتابوں کے تعلق سے قرآنِ کریم کا کیا حال ہے؟ فرمایا: قرآنِ کریم سابقہ کتابوں کا محافظ ونگہبان ہے۔ سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) میں ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ، مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ، وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾: اور ہم نے یہ کتاب (قرآن مجید) آپ کی طرف اتاری، جو برحق تعلیمات پر مشتمل ہے، جو تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو قبل ازیں آچکی ہیں، اور جو اُن کتابوں کی محافظ ونگہبان ہے۔

مُهَيْمِن: اسم فاعل، هَيْمَنَةٌ مصدر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ الأمين کیا ہے، الامین کے معنی ہیں: محافظ ونگراں یعنی قرآنِ کریم سابقہ تمام کتابوں کا محافظ ونگہبان ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے (سورۃ الحشر آیت ۲۳) اور ابن عباسؓ کا یہ قول سورۃ المائدہ کے شروع میں آچکا ہے۔

۳- اور کیف زمانی کا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن میں کتنا زمانہ لگا؟ باب کی پہلی روایت میں ہے کہ بیس سال لگے، دس سال ہجرت سے پہلے اور دس سال ہجرت کے بعد، مگر حقیقت میں تیئیس سال لگے، ہجرت سے پہلے تیرہ سال تک وحی آئی ہے، مگر راویوں نے کسر چھوڑ دی ہے، عربوں کا یہی انداز ہے، یا یہ کہا جائے کہ زمانۂ فترت (وقفۂ وحی) کے تین سال چھوڑ دیئے (مگر صحیح قول یہ ہے کہ زمانۂ فترت چھ ماہ ہے) اور حاشیہ میں الخیر الجاری کے حوالہ سے ہے: هذا يفيد الكمية لنزول الوحی یعنی یہ کیف بمعنی کم کا بیان بھی ہوسکتا ہے۔

٦٦- كتابُ فضائل القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم

[١-] بَابٌ: كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ؟ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمُهَيْمِنُ: الأَمِيْنُ، الْقُرْآنُ أَمِيْنٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

[٤٩٧٨ و٤٩٧٩-] حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ

عَائِشَةُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، قَالاَ: لَبِثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ یُنْزَلُ عَلَیْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرًا. [حدیث ٤٤٧٨ طرفہ: ٤٤٦٤، حدیث ٤٤٧٩ راجع: ٣٨٥١]

پھر باب کی روایات میں چار باتیں بیان کی ہیں:

پہلی بات: فرشتہ کبھی انسانی صورت اختیار کرتا ہے، جبرئیل علیہ السلام کبھی ملکوت سے ناسوت کی طرف نزول فرماتے تھے، ملأاعلیٰ لطیف (نوری) مخلوق ہیں، اور لطیف کثیف کا پیکر اختیار کرسکتا ہے، اس کا برعکس نہیں ہوسکتا، جنات انسان بن کر سامنے آسکتے ہیں، مگر انسان جنات کا پیکر اختیار نہیں کرسکتا، حضرت جبرئیل علیہ السلام متعدد مواقع میں انسان کی صورت اختیار کرکے لوگوں کے سامنے آئے ہیں، جیسے حدیث جبرئیل میں، اور باب کی حدیث میں یہ واقعہ ہے کہ جب نبی ﷺ غزوۂ احزاب سے لوٹے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آکر ہتھیار اتارنے لگے، فوراً جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے اور حکم دیا کہ بنوقریظہ پر ہلّہ بول دیا جائے، ام سلمہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس سے باتیں کررہے تھے؟ آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے دیکھا؟ انھوں نے کہا: ہاں! آپؐ نے پوچھا: تمہارے خیال میں وہ کون تھا؟ انھوں نے کہا: دحیہ کلبی، آپؐ خاموش ہوگئے، پھر مسجد میں جاکر لوگوں سے خطاب کیا کہ ابھی جبرئیل علیہ السلام آئے تھے، انھوں نے حکم دیا ہے کہ بنوقریظہ پر چڑھائی کی جائے، تب ام سلمہؓ سمجھیں کہ وہ دحیہ کلبی نہیں تھے، جبرئیل علیہ السلام تھے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٤٩٨٠-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ، عَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ، قَالَ: أُنْبِئْتُ: أَنَّ جِبْرَئِیْلَ أَتَى النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ یَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأُمِّ سَلَمَةَ: "مَنْ هٰذَا؟" أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هٰذَا دِحْیَةُ، فَلَمَّا قَامَ: وَاللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلاَّ إِیَّاهُ، حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِخَبَرِ جَبْرَئِیْلَ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَ أَبِیْ: فَقُلْتُ لِأَبِیْ عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ. [راجع: ٣٦٣٤]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۱۷۲) میں آئی ہے۔

دوسری بات: دیگر انبیاء کے خاص معجزات میں اور آپ ﷺ کے خاص معجزہ (قرآنِ مجید) میں موازنہ کیا ہے اور قرآنِ کریم کی مزیت (امتیاز) سمجھائی ہے، ارشاد فرمایا: ما من الأنبیاء نبیٌّ إلا أُعْطِیَ ما مثلُه آمن علیه البشر: کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے مگر وہ ایسا معجزہ دیئے گئے جس سے مغلوب ہوکر لوگ ایمان لائے —— ما: نافیہ، مِنْ: زائدہ، نفی کی تاکید کے لئے، أُعْطِیَ: فعل مجہول، مَا: موصولہ، مِثْل: برائے تحسین کلام، اس کا ترجمہ نہیں ہوگا، جیسے ﴿لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَیْئٌ﴾ میں مِثْل: تحسین کلام کے لئے ہے، اس کا ترجمہ نہیں کیا جاتا، صرف کاف کا ترجمہ کرتے ہیں (سورۃ الشوری آیت ۱۱) مثلُه: مبتدا، ضمیر ما موصولہ کی طرف عائد، آمن علیه البشر: خبر، پھر جملہ اسمیہ خبریہ: صلہ، پھر موصول صلہ مل کر أُعطی کا

مفعول ثانی، اور نفی اثبات سے حصر ہوا ـــــ یعنی ہر نبی دعوت کے ساتھ حجت (معجزہ) بھی دیا جاتا ہے جس سے مائل وقائل ہوکر لوگ ایمان لاتے ہیں، آمن میں غلبہ کے معنی کی تضمین ہے، اس لئے علیہ صلہ آیا ہے۔

آگے ارشاد ہے: وإنما کان الذی أُوتیتُ وحیا، أوحاہ اللہ إلَیَّ: اور میرا خاص معجزہ جو میں دیا گیا ہوں وہ وحی ہے، جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے ـــــ الذی: کان کا اسم اور وحیا خبر ـــــ یعنی نبی ﷺ کی دعوت وحجت (معجزہ) کو قرآن میں جمع کردیا گیا ہے، اور قرآن دائم وقائم ہے، پس آپؐ کی دعوت بھی مسلسل ہے اور قرآن کا اعجاز برابر لوگوں کو مائل وقائل کرتا رہے گا۔

پھر فرمایا: وأرجو أن أکون أکْثَرَھُمْ تابعا یوم القیامۃ: اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن انبیاء میں سب سے زیادہ پیروی کیا جانے والا میں ہونگا، یعنی میری امتِ اجابہ سب نبیوں سے بڑی ہوگی ـــــ اس حدیث میں نبی ﷺ کے خاص معجزہ (قرآنِ مجید) کا دوسرے انبیاء کے خاص معجزات کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے، اور اپنے معجزہ کی برتری ظاہر فرمائی ہے۔

[۴۹۸۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: ثَنَا اللَّیْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ الْمَقْبُرِیُّ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا مِنَ الأَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ إِلَّا أُعْطِیَ مَا مِثْلُہُ آمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ أُوْتِیْتُ وَحْیًا أَوْحَاہُ اللّٰہُ إِلَیَّ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَکُوْنَ أَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"

[طرفہ: ۷۲۷۴]

تیسری بات: شروع میں وحی کم آتی تھی، آخر میں بکثرت آنے لگی، جیسے شروع سال میں سبق آہستہ چلتا ہے، آخر سال میں تیز ہوجاتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شروع سال میں 'اخذِ کتاب' کی صلاحیت کم ہوتی ہے، اور آخر میں بڑھ جاتی ہے، چنانچہ ابتدائے نبوت میں زمانۂ فترت بھی آیا ہے، آخر میں نہیں آیا، دوسری وجہ یہ ہے کہ سال کے آخر میں کتاب ختم کرانی ہوتی ہے، اسی طرح وفاتِ نبوی سے پہلے جو وحی آنی تھی آنی تھی، پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا، اس لئے آخر حیات میں وحی بہ کثرت آنے لگی، اور تیسری وجہ یہ ہے کہ احکام ہجرت کے بعد نازل ہوئے ہیں، اور لمبی سورتیں بھی آخر میں اتری ہیں، اور لوگ بھی آخر میں بہ کثرت اسلام میں داخل ہوئے، وفود کا تانتا بندھ گیا ہے، اس لئے سوالات بکثرت ہوئے اور جوابات بھی بکثرت اترے، اور آخری وجہ یہ ہے کہ نزول کے ساتھ ہی حفظ قرآن کا سلسلہ شروع ہوا تھا، حفظ کی صلاحیت بھی شروع میں کم ہوتی ہے، اس لئے سبق کم دیا جاتا ہے، آخر میں یہ صلاحیت بڑھ جاتی ہے تو سبق بڑھا دیا جاتا ہے۔

حدیث: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: وفات نبوی سے پہلے اللہ تعالیٰ نبی ﷺ پر وحی مسلسل بھیجنے لگے، یہاں تک کہ جب آپؐ کی وفات کا وقت آیا تو وحی زیادہ سے زیادہ اترنے لگی، اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھا لئے گئے! (یہ حدیث اسی جگہ ہے) اور حافظ صاحب نے حدیث کو کیفیتِ نزول کا بیان قرار دیا ہے، پس یہ کیف حالی یا کیف بمعنی کم ہوسکتا ہے۔

[۴۹۸۲-] حدثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَابَعَ عَلٰى رَسُوْلِهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَاكَانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدُ.

چوتھی بات: وحی مسلسل نہیں آتی تھی، وقفہ وقفہ سے آتی تھی، اوراس میں بہت سی حکمتیں تھیں، جیسا کہ ابھی گذرا، اس کی یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے کچھ ناراض ہوگئے، اس لئے آپؐ کو چھوڑ دیا، جیسا کہ آپؐ کی چچی عوراء (کانی) سوختہ ڈھونے والی، ابولہب کی بیوی سمجھتی تھی، اور حدیث ابھی جلد تاسع میں والضحی کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔

[۴۹۸۳-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا، يَقُوْلُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ [الضحى: ١-٣] [راجع: ١١٢٤]

بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ

قرآن قریش اور عربوں کی زبان میں اترا ہے

سوال: سورۃ یوسف کی آیت ۲ ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾: ہم نے اس (کتاب مبین) کو عربی زبان میں پڑھنے کی کتاب بنا کر اتارا ہے تاکہ تم سمجھو! —— اور سورۃ الشعراء کی آیت ۱۹۵ ہے: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾: (قرآن) صاف عربی زبان میں ہے —— اور باب کی پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۱۰۰ میں) گذری ہے کہ قرآن لغتِ قریش میں نازل ہوا ہے: یہ تخالف وتعارض ہے؟

جواب: لغتِ قریش اور لغتِ عرب ایک ہیں، قریش کی زبان عربوں کی فصیح ترین زبان تھی، وہ عربی زبان سے کوئی علاحدہ چیز نہیں تھی، باب میں والعرب اسی سوال کے جواب کے لئے بڑھایا ہے۔

[۲-] بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ

﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ [يوسف: ٢] ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ [الشعراء: ١٩٥]

[۴۹۸۴-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ

هِشَامٍ، أَنْ يَنْسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لَهُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرآنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوْا. [راجع: ۳۵۰۶]

آئندہ حدیث: بھی پہلے (تحفۃ القاری ۴:۳۲۲) گذری ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ جعرانہ میں ایک بدّو نے جبّہ پہن کر خوب خوشبو لگا کر عمرہ کا احرام باندھا، کسی نے اس کو بتایا کہ یہ صحیح نہیں، مگر جو غلطی ہوگئی اس کا کیا؟ چنانچہ وہ مسئلہ پوچھنے آیا، آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، پھر وحی نازل ہوئی، اور آپؐ نے اس کو بتایا کہ جبّہ نکال دے، اور بدن سے خوشبو تین مرتبہ دھوڈال، اور حج کی طرح عمرہ کر یعنی جنایت کو جانے دیا، کیونکہ یہ صورت پہلی مرتبہ پیش آئی تھی، پس یہ تشریع کے وقت کی ترخیص ہے۔

یہاں شارحین بہت پریشان ہوئے ہیں کہ حدیث کی باب سے کیا مناسبت ہے؟ جب مناسبت سمجھ میں نہ آئی تو ٹھیکرا کاتبوں کے سر پھوڑا کہ یہ گذشتہ باب کی حدیث ہے، کاتبوں نے یہاں لکھ دی ہے —— حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث اس باب میں یہ بیان کرنے کے لئے لائے ہیں کہ وحی غیر متلو (حدیثیں) بھی لغتِ قریش میں نازل ہوئی ہیں (احادیث میں وحی کے ذریعہ مضمون آتا ہے، نبی ﷺ اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر فرماتے ہیں، اور آپؐ قریشی ہیں تو لغت قریش ہی میں بیان فرمائیں گے، پس گویا حدیثیں بھی لغتِ قریش میں نازل ہوئی ہیں) کیونکہ آپؐ نے بدّو کو جو مسئلہ بتایا ہے وہ قرآن میں نہیں ہے، حدیث میں ہے، اور یہ مسئلہ نزول وحی کے بعد بتلایا ہے، معلوم ہوا کہ حدیثیں بھی قرآن کی طرح وحی ہیں، فرق صرف متلوّ اور غیر متلوّ کا ہے، آج ہمارے پاس جو قرآن ہے وہ لغتِ قریش میں ہے، اسی طرح حدیثوں کا جو ذخیرہ ہے وہ بھی لغتِ قریش میں ہے، یہ بات بیان کرنے کے لئے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۴۹۸۵-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ، وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ؟ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَاعَةً، فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى: أَنْ تَعَالَ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: "أَيْنَ الَّذِيْ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا؟" فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيْءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ" [راجع: ۱۵۳۶]

بَابُ جَمْعِ الْقُرْآن

جمع قرآن کی تاریخ

جمع قرآن کا مطلب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ کریم نبی ﷺ کے زمانہ میں موجودہ صورت میں جمع نہیں تھا، صحابہ نے اس کو جمع کیا، یہ بات صحیح نہیں، قرآن مکمل ومرتب تھا اور اسی طرح حافظوں کو یاد تھا، فَمِیْ بِشَوْقٍ کی منزلیں صحابہ میں معروف تھیں، اور نبی ﷺ اور صحابہ مرتب قرآن پڑھتے تھے، اور جبرئیل علیہ السلام ہر سال نبی ﷺ کے ساتھ مل کر قرآن کا دور کرتے تھے اور آخری سال تو دو مرتبہ دور کیا تھا، اور اس پر اجماع ہے کہ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب توفیقی ہے، البتہ وہ ایک جگہ کتابی صورت میں لکھا ہوا نہیں تھا، نہ قرآن کی اصلی تحریریں نبی ﷺ کی تحویل میں تھیں، اور کسی ایک صحابی کے پاس بھی سب تحریریں نہیں تھیں، اصلی تحریریں متفرق صحابہ کے پاس تھیں، اور صحابہ کو قرآن کے ساتھ حدیثیں لکھنے سے منع کیا گیا تھا، تاکہ بوقت ضرورت قرآن کی تحریروں کے ساتھ دوسری تحریریں مشتبہ نہ ہوجائیں اور ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری امت کی تھی، حکومت کی ذمہ داری نہیں تھی، اگر قرآن کی اصلی تحریریں نبی ﷺ کی تحویل میں رہتیں تو حفاظت کی ذمہ داری حکومت کی سمجھی جاتی۔

دورِ صدیقی میں پورا قرآنِ کریم سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا

پھر جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی سخت خوں ریزی ہوئی، اور اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر آگے بھی یہ صورت پیش آتی رہی تو قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہوجائے، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن کو سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا، اس کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا، حضرت ابوبکرؓ کو پہلے اس پر شرح صدر نہیں تھا، وہ کہتے تھے کہ وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟! یعنی جب نبی ﷺ نے قرآن کی اصلی تحریریں اپنی تحویل میں نہیں رکھیں، قرآن امت کو سونپا ہے تو میں اس کو سرکاری ریکارڈ میں کیسے لوں؟ بعد میں آپ کو شرح صدر ہوگیا تو یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپا گیا، انھوں نے مختلف پرچوں سے، کھجور کی شاخوں سے، سفید باریک پتھروں سے اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کیا، یعنی لوگوں سے قرآن کی اصلی تحریریں طلب کیں، جو نبی ﷺ نے نزول وحی کے ساتھ ہی کاتبین وحی سے لکھوائی تھیں، اور جو آپ کے ملاحظہ سے گذر چکی تھیں، اور اس کے اصلی تحریر ہونے پر دو گواہ بھی طلب کئے، پھر حافظوں کے حفظ سے ان تحریروں کا مقابلہ کیا، اور جب ہر طرح اطمینان ہوگیا تو متفرق چیزوں پر ان کو نقل کیا، اور ایک تھیلے میں بھر کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا، کتابی صورت نہیں دی، یہ تھا قرآن کو حکومت کی تحویل میں لینا، باب کی پہلی حدیث میں اس کا بیان ہے، اور حدیث جلد نہم میں سورہ توبہ کی آخری آیتوں کی تفسیر میں آچکی ہے (حدیث ۴۶۷۹) مزید تفصیل تحفۃ

الالمعی کے مقدمہ (۱:۶۱-۶۶) میں ہے، اس کی ضرور مراجعت کرلی جائے۔

[۳-] بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ

[۴۹۸۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّيْ أَخْشَى إِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّيْ أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ! فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ، وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ. قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لاَنَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَ اللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَاكَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرَهُ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ [التوبة: ۱۲۸] حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. [راجع: ۲۸۰۷]

حضرت عثمان رضی اللہ نے قرآن کو سرکاری ریکارڈ سے نکال کر امت کو سونپ دیا اور امت کو لغتِ قریش پر جمع کردیا

پھر زمانہ آگے بڑھا، اور خطرہ ٹل گیا، بعد کی جنگوں میں حفاظ بکثرت شہید نہیں ہوئے، اور بچوں نے بھی حفظ شروع کردیا، پس ایک حافظ شہید ہوتا تو دس نئے حافظ تیار ہوجاتے، اس لئے قرآن والا تھیلا کھولنے کی نوبت نہیں آئی، البتہ قرآنِ کریم کو مختلف طرح سے پڑھنے کی جو سہولت دی گئی تھی اس کی بنا پر لوگوں نے مختلف طرح سے قرآن لکھ رکھے تھے، کسی نے نزول کی ترتیب سے، کسی نے لوح محفوظ کی ترتیب سے، کسی نے مختلف الفاظ سے اور کسی نے تفسیری کلمات کے ساتھ قرآن لکھ رکھے تھے، اس سے اختلاف پیدا ہونا ناگزیر تھا، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ نے دو کام کئے: اول: جو قرآن سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا تھا: اس کو ریکارڈ سے نکال کر مسلمانوں کو سونپ دیا، جیسے نبی ﷺ نے ان کو سونپا تھا۔ دوم: مصاحف تیار کرائے اور لوگوں کو موجودہ قرآن (لغتِ قریش) پر جمع کر دیا، اس لئے آپؓ جامعُ الناسِ علی ھذا القرآن ہیں، اور مجازاً جامع القرآن کہلاتے ہیں، اور حدیث اس تفصیل سے پہلے نہیں آئی۔

[٤٩٨٧-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ، وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّامِ فِيْ فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَآذَرْبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِيْ الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ: أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا، حَتّٰى إِذَا نَسَخُوْا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ، وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [راجع: ٣٥٠٦]

[٤٩٨٨-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ، قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِهَا، فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ [الأحزاب: ٢٣] فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. [راجع: ٢٨٠٧]

وضاحت: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سفر سے لوٹ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور حضرت عثمانؓ لڑنے کے لئے روانہ کیا کرتے تھے، شام والوں کو آرمینیہ اور آذربیجان فتح کرنے کے لئے عراق والوں کے ساتھ، حضرت حذیفہؓ اس لشکر میں گئے تھے، وہاں انھوں نے لوگوں میں قرآن پڑھنے میں جو اختلاف دیکھا: اس نے ان کو گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا، چنانچہ انھوں نے عثمانؓ سے کہا: آپؓ امت کو سنبھالیں اس سے پہلے کہ وہ قرآن پڑھنے میں مختلف ہو جائیں یہود ونصاریٰ کے مختلف ہونے کی طرح، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ تھیلا منگوایا جس میں متفرق چیزوں پر لکھا ہوا قرآن تھا، پھر آپؓ نے چار آدمیوں کی کمیٹی بنائی، جن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان کو مصاحف تیار کرنے کا حکم دیا، انھوں نے لوگوں سے اصلی تحریریں مع گواہوں کے طلب کیں، اور تھیلے والے ریکارڈ سے،

اصلی تحریروں سے اور حافظوں کے حفظ سے مقابلہ کرکے چند مصاحف تیار کیے، جو ملک کے مختلف حصوں میں بھیج دیئے گئے، اور حکم بھیجا کہ اب لوگ اسی سے نقلیں لیں، اور اس کے علاوہ جو لوگوں نے مختلف قرآن لکھ رکھے ہیں وہ پایۂ تخت کو بھیج دیں، جب وہ آئے تو ان کو پہلے دھوڈالا (دھونے کا ذکر ایک روایت میں ہے) پھر جلادیا، اس طرح قرآن کو سرکاری ریکارڈ سے نکال کر امت کو سونپ دیا، اور امت کو لغتِ قریش پر جمع کردیا۔

بَابُ کَاتِبِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی

کتابتِ وحی کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہ سے لیا ہے، چنانچہ کاتبینِ وحی کی تعداد چالیس تک شمار کی گئی ہے، اور زادالمعاد میں اکیس کاتبین وحی کے نام لکھے ہیں، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے، حاشیہ میں ابن کثیر نے اس پر اپنی حیرت کا اظہار کیا ہے، اور حافظ صاحب نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہیں کہ دیگر کاتبین کے سلسلہ کی روایات امام بخاری کی شرط کے مطابق نہیں تھیں، اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا۔

حفاظتِ قرآن کا اصل مدار تو حفظ پر تھا، نزول قرآن کے ساتھ ہی اس کے حفظ کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، لیکن خاص وجوہ سے کتابتِ قرآن کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا تھا، قرآنِ کریم میں متعدد ایسے امور تھے جن کی حفاظت لکھ کر ہی کی جاسکتی تھی، مثلاً: گول دائرہ والی آیات توقیفی ہیں، اور بعض جگہ اتنی چھوٹی آیتیں ہیں کہ ایک سانس میں کئی آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں، پس ان کی حفاظت کی کتابت کے علاوہ کیا صورت ہوسکتی تھی؟ اسی طرح قرآنِ کریم کا رسم الخط توقیفی ہے، اور وہ عربی رسم الخط سے قدرے مختلف ہے، اس کی حفاظت بھی کتابت ہی کے ذریعہ ممکن تھی، چنانچہ نزول کے ساتھ ہی قرآن پتھروں کی سلوں پر، چمڑے کے پارچوں پر، کھجور کی شاخوں پر اور جانوروں کی ہڈیوں پر لکھ لیا جاتا تھا، اس زمانہ میں کاغذ کم یاب تھا، پھر یہ لکھا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا جاتا، کوئی کمی ہوتی تو آپؐ اس کی اصلاح کرتے۔ طبرانی کی روایت میں حضرت زیدؓ کا بیان ہے کہ جب میں وحی لکھ کر فارغ ہوتا تو آپؐ فرماتے: ''پڑھو'' میں پڑھ کر سناتا، اگر اس میں کوئی فروگذاشت ہوتی تو آپؐ اس کی اصلاح فرماتے، پھر اسے لوگوں کے سامنے لایا جاتا (علوم القرآن ص:۱۷۸) اور باب کی دونوں حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

[٤-] بَابُ کَاتِبِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم

[٤٩٨٩-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ، فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ

أَحدِهِمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ [التوبة:١٢٨] إِلىٰ آخِرِهِ. [راجع: ٢٨٠٧]

حوالہ: یہ حدیث جلدنہم میں سورۃ التوبہ کی آخری آیتوں کی تفسیر میں گذری ہے۔

[٤٩٩٠-] حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لاَيَسْتَوِىْ الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ [النساء:٩٥] قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " ادْعُ لِيْ زَيْدًا، وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوْ: الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ" ثُمَّ قَالَ: "اكْتُبْ: ﴿لاَيَسْتَوِىْ الْقَاعِدُوْنَ﴾" وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ الأَعْمَى، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَمَا تَأْمُرُنِيْ فَإِنِّيْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ؟ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا: ﴿لاَيَسْتَوِىْ الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ [النساء: ٩٥] [راجع: ٢٨٣١]

وضاحت: لِيَجِئْ به: فعل امر: لائیں .... كَتِف: شانہ کی ہڈی .... ضرير البصر: نابینا .... مَكانَها: اسی وقت۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابٌ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

قرآنِ کریم سات حروف پر اتارا گیا

یہ مشکل ترین حدیث ہے، حاشیہ میں ہے کہ متشابہات کی طرح اس حدیث کے معنی بھی غیر واضح ہیں (مگر یہ بات صحیح نہیں) اور عوام جو سات حروف سے سات قراءتیں مراد لیتے ہیں وہ تو آخری درجہ کی جہالت ہے (حاشیہ) کیونکہ سات قراءتیں تو اسی لغتِ قریش میں پڑھی جاتی ہیں —— پھر سات حروف سے کیا مراد ہے؟ ابن حبان نے ۳۵ قول ذکر کئے ہیں، منذری کہتے ہیں: ان میں سے اکثر اقوال غیر مختار ہیں —— اور راجح قول جو میں نے امام طحاوی رحمہ اللہ کی عبارت سے سمجھا ہے وہ یہ ہے:

شروع میں قرآنِ کریم کو حافظے کی مدد سے پڑھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی، معنی کی حفاظت کے ساتھ اگر الفاظ میں تبدیلی ہوجائے تو اس کی اجازت تھی، اس وقت اس کی سخت ضرورت تھی، بعض قبائل بعض حروف کا تلفظ نہیں کر سکتے تھے، بعض قبائل کے لہجے قریش کے لہجہ سے مختلف تھے، کوئی امالہ کرتا تھا کوئی نہیں کرتا تھا، بعض عرب تعریف کے لئے ال کے بجائے م لگاتے تھے، اور ابتداء میں سب قبائل کو لغتِ قریش پر جمع کرنا مشکل تھا، اس لئے مختلف طرح قرآن پڑھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی، پھر بعد میں جب ضرورت باقی نہ رہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کو لغتِ قریش پر جمع کر دیا، جس کو نزول کے ساتھ

لکھ کر محفوظ کرلیا گیا تھا، اور وہ عارضی اجازت موقوف کردی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن کا حفظ نزول کے ساتھ ہی شروع ہوگیا تھا، اور اہل لسان کے لئے دشواری یہ ہے کہ وہ رٹ کر یاد نہیں کرسکتے، اور عرب ذہین قوم تھی، رٹنا اس کے بس کی بات نہیں تھی، اور لوگ عام طور پر ناخواندہ تھے، وہ لکھا ہوا قرآن دیکھ کر پڑھ نہیں سکتے تھے، اس لئے مضمون کی حفاظت کے ساتھ الفاظ بدل کر پڑھنے کی اجازت دی گئی (مثال تحفۃ الالمعی میں ہے) باب میں حضرت عمرؓ اور حضرت ہشام کا جو واقعہ ہے اس سے یہ بات واضح ہے، دونوں قریشی تھے، ان میں نہ لہجوں کا اختلاف تھا نہ قواعد کا، پھر دونوں سورۃ الفرقان مختلف کیسے پڑھ رہے تھے؟ اس کی یہی صورت ہوسکتی تھی کہ دونوں کے الفاظ مختلف تھے، اور نبی ﷺ نے دونوں کی تصویب فرمائی، معلوم ہوا کہ شروع میں معنی کی حفاظت کے ساتھ الفاظ کی تبدیلی کی اجازت تھی، اس کے علاوہ حدیث کا کوئی اور مطلب فٹ نہیں بیٹھتا (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الالمعی ۷: ۹۴)

[۵-] بَابٌ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

[۴۹۹۱-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَقْرَأَنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. [راجع: ۳۲۱۹]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: "جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک حرف پر قرآن پڑھایا یعنی وہ لغت قریش میں قرآن لائے، پس میں برابر ان سے اضافہ طلب کرتا رہا یہاں تک کہ وہ سات حرفوں تک پہنچے یعنی سات طرح سے قرآن پڑھنے کی انھوں نے مجھے اجازت دی (تحفۃ القاری ۶: ۴۸۳)

[۴۹۹۲-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ، حَدَّثَاهُ: أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَ تِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ" فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَ ةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى

الله عليه وسلم:" كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ:" اقْرَأْ يَا عُمَرُ"! فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِىْ أَقْرَأَنِىْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ" [راجع: ۲۴۱۹]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حیاتِ نبوی میں ہشام کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے اس کا پڑھنا بغور سنا، وہ بہت سے ایسے حروف پڑھ رہا تھا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھائے تھے، پس میں قریب تھا کہ نماز میں اس پر حملہ کردوں (ساورہ مساورۃ وسوارًا: کسی پر حملہ آور ہونا) پس میں نے بہ تکلف صبر کیا، یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا، پس میں نے اس کی چادر اس کے گریبان میں ڈال کر اس کو کھینچا، اور پوچھا: تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے، جس طرح میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے، میں نے کہا: جھوٹ! مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت اس کے علاوہ پڑھائی ہے جس طرح تو نے پڑھی ہے، پھر میں اس کو کھینچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، آپؐ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو! ہشام! پڑھ'' پس اس نے آپؐ کے سامنے پڑھی اس طرح جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا، آپؐ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے'' پھر آپؐ نے فرمایا: ''عمر! تم پڑھو'' پس میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آپؐ نے مجھے پڑھائی تھی، آپؐ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے، بے شک یہ قرآن سات حروف پر اتارا گیا ہے، پس ان میں سے جو آسان ہو وہ پڑھو''

بَابُ تَأْلِيْفِ الْقُرْآنِ

قرآنِ کریم کو کتابی شکل دینا

قرآنِ کریم حیاتِ نبوی میں ذہنی طور پر مرتب و مدون تھا، سورتوں اور آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے، لوحِ محفوظ کی ترتیب کے موافق حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بتائی ہوئی ہے، اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کو سات منزلوں میں تقسیم کیا تھا، وہ اسی کے مطابق ورد کرتے تھے اور ایک ہفتہ میں قرآن ختم کرتے تھے، ابوداؤد شریف میں روایت ہے: حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ جو قبیلۂ ثقیف کے وفد کے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تھے: بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ روزانہ عشاء کے بعد صحابہ کے ساتھ اس وفد کے پاس تشریف لاتے تھے اور دین کی تعلیم دیتے تھے، ایک رات دیر سے تشریف لائے تو ان حضرات نے وجہ دریافت کی، آپؐ نے فرمایا: ''میرا قرآن کا ورد باقی رہ گیا تھا، اس کو پورا کرنے سے پہلے مجھے آنا پسند نہیں آیا'' اوسؓ کہتے ہیں: میں نے ان صحابہ سے جو آپؐ کے ساتھ آئے تھے دریافت کیا کہ آپ حضرات قرآن کا ورد کس طرح کرتے ہیں؟ انھوں نے بتایا: تین سورتیں (بقرۃ، آل عمران اور نساء) پانچ سورتیں (مائدہ، انعام، اعراف، انفال اور توبہ) سات سورتیں (یونس تا النمل) نو سورتیں (بنی اسرائیل تا الفرقان) گیارہ سورتیں (الشعراء

تالیس) تیرہ سورتیں (الصافات تا الحجرات) اور تمام مفصلات ایک ساتھ (قٓ سے آخر قرآن تک) (بذل مجہود ۷: ۱۸۴ مصری) یہی منازل فَمِیْ بِشَوْقٍ کے نام سے مشہور ہیں: ف سے فاتحہ، م سے مائدہ، ی سے یونس، ب سے بنی اسرائیل، ش سے الشعراء، واو سے والصافات اور ق سے سورۃ ق مراد ہے، یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن عہدِ نبوی میں ذہنی طور پر مدون ومرتب تھا، البتہ اس کو کتابی شکل نہیں دی گئی تھی، جس کی مختلف وجوہ تھیں، بڑی وجہ یہ تھی کہ نزول کا سلسلہ چل رہا تھا، اور عام طور پر کاغذ دستیاب نہیں تھا، جس پر مکمل قرآن لکھا جاتا، اس لئے متفرق چیزوں پر لکھا گیا تھا۔

قرآنِ کریم تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا

حفظ کی سہولت کے لئے قرآن تھوڑا تھوڑا نازل کیا جاتا تھا، اور تشریع کے مقصد سے بھی قرآن متفرق نازل کیا گیا ہے، سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۱۰۶) میں یہ دونوں حکمتیں بیان کی ہیں: ﴿وَقُرْآنًا: فَرَقْنَاهُ، لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيْلاً﴾: اور قرآن کو: جدا جدا کیا ہم نے اس کو، تاکہ آپؐ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھیر ٹھیر کر پڑھیں، اور ہم نے اس کو بتدریج تھوڑا تھوڑا اتارا ہے —— اس آیت میں دو باتوں کی ایک حکمت بیان کی ہے:

پہلی بات: قرآنِ کریم کی عبارت اور اندازِ بیان دوسری کتابوں سے مختلف ہے، اس کو چھوٹی بڑی ایک سو چودہ سورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پھر ہر سورت کو آیتوں میں بانٹ کر جدا جدا کیا ہے، اور لمبی آیتوں کے درمیان بھی وقفے رکھے گئے ہیں، تاکہ لوگوں کے لئے پڑھنے میں، یاد کرنے میں اور سمجھنے میں سہولت ہو، اگر عبارت مسلسل ہوتی تو بات سمجھنے میں دقت ہوتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''قرآنِ کریم پانچ پانچ آیتیں کر کے سیکھو، کیونکہ جبرئیل علیہ السلام پانچ پانچ آیتیں اتارا کرتے تھے'' (بیہقی شعب الایمان) اور ابونضرہ کہتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں صبح پانچ آیتیں پڑھاتے تھے اور شام کو پانچ آیتیں، اور فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام بھی پانچ پانچ آیتیں لاتے تھے (حوالہ بالا)

دوسری بات: اب تو عام طور پر بچے قرآن حفظ کرتے ہیں، جن کا اور کوئی مشغلہ نہیں ہوتا، مگر نزولِ قرآن کے وقت بچوں نے نہیں، بلکہ بڑوں نے قرآن حفظ کیا تھا، اور ہر عمر کے بڑوں نے حفظ کیا تھا، جن کے دیگر مشاغل بھی تھے، ان کو تھوڑا تھوڑا سبق دیا جائے تو کامیابی ہوگی، ایک ساتھ سارا قرآن ان کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ چہ می کنم میں مبتلا ہو جائیں گے، اور یہ تدریجی نزول ہی کی برکت تھی کہ جب ۲۳ سال میں قرآن کا نزول مکمل ہوا تو ہزاروں مرد وزن مکمل قرآن کے یا اس کے کچھ حصہ کے حافظ موجود تھے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آج تو ہمیں چھپے ہوئے قرآن میسر ہیں، ہم اس کی ایک مقدار متعین کر کے کسی بچہ کو دیدیتے ہیں، وہ اپنے طور پر رٹ کر یاد کر لاتا ہے، مگر دورِ اول میں عام طور پر لوگوں کو ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن میسر نہیں تھے، اس زمانہ میں تلقین کے ذریعہ قرآن یاد کرایا جاتا تھا، استاذ ایک آیت پڑھتا، طالب علم اس کو دُوہراتا، پھر استاذ وہی آیت پڑھتا، طالب علم دُوہراتا، یہاں تک کہ وہ آیت یاد ہو جاتی، پس اگر قرآن کی عبارت مسلسل ہوتی تو اس کو کس طرح یاد کرایا جاتا؟

الگ الگ آیتیں ہونے کی وجہ سے ایک ایک آیت کر کے یاد کرانا آسان ہوگیا، لوگوں کے سامنے ٹھیر ٹھیر کر پڑھنے کا یہ مطلب بھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو سورتیں ابتدا میں نازل ہوئی ہیں ان کی آیتیں چھوٹی ہیں، سورۃ المدثر کو دیکھئے کتنی چھوٹی آیتیں ہیں، اور عبارت کی بندش کتنی مضبوط ہے، اہل لسان کو ایک دو بار پڑھتے ہی یاد ہو جاتی ہے، پھر جب حفظ کرنے کی مشق ہوگئی تو بڑی آیتوں والی سورتیں نازل کی گئیں، اور ان میں بھی درمیان میں وقفے رکھے گئے، تاکہ یاد کرنے میں اور سمجھنے میں سہولت ہو۔

پھر جوں جوں قرآن نازل ہوتا رہا کاتبین وحی سے لکھوایا جاتا رہا، جب تک سورت مکمل نہیں ہوتی تھی کاتبین وحی کے پاس رہتی تھی، پھر جب کوئی سورت مکمل ہو جاتی تو پوری سورت ایک ساتھ لکھی جاتی، اور نبی ﷺ کے ملاحظہ سے گذرتی، آپؐ کوئی ہدایت دینی ہوتی تو دیتے، پھر وہ سورت جو صحابی مانگتے ان کو دیدی جاتی، دوسرے لوگ ان سے اس کی نقلیں لیتے، لکھا ہوا قرآن نبی ﷺ کے گھر میں محفوظ نہیں رکھا جاتا تھا، کیونکہ قرآن لوگوں کی طرف بواسطہ رسول اللہ ﷺ اتارا گیا ہے (سورۃ النحل آیت ۴۴) پس اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی امت کی ہے، پھر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں بطور احتیاط قرآن کو سرکاری ریکارڈ میں لیا گیا، مگر اس ریکارڈ سے استفادہ کی کبھی نوبت نہیں آئی۔

علاوہ ازیں: بعض حضرات نے اپنے طور پر بھی قرآن لکھے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نزول کی ترتیب سے قرآن لکھا تھا، اور اسی کی نقلیں عراق میں شائع ذائع تھیں، اسی طرح معنی کی حفاظت کرتے ہوئے الفاظ بدل کر شروع میں جو قرآن پڑھنے کی سہولت دی گئی تھی اس کے مطابق بھی متعدد حضرات نے قرآن لکھے تھے، بلکہ بعض نے تو تفسیری کلمات بھی ساتھ لکھے تھے، اس وجہ سے آگے چل کر اختلاف ہوا، اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ قرآن کو لغتِ قریش میں لکھا جائے، جس میں اس کا نزول ہوا ہے، قرآن کی اصلی تحریریں صحابہ کے پاس محفوظ تھیں، اور سرکاری ریکارڈ میں بھی موجود تھیں، اور کاغذ بھی دستیاب ہوگیا تھا، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قرآنِ کریم کو کتابی شکل دی گئی، یہ خارج میں بھی قرآن مرتب ہوگیا، اس وقت صحابہ نے صرف ایک کام کیا، دو سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لئے بسم اللہ لکھی، پھر مرتب قرآن کا نام مُصْحَفْ رکھا، مگر اس وقت اوراق علاحدہ علاحدہ تھے، ان کو دو گتّوں کے درمیان رکھا گیا تھا، أَصْحَفَ الکتاب کے معنی ہیں: لکھے ہوئے اوراق یکجا کرنا، اور مُصْحَف (اسم مفعول) کے معنی ہیں: لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ، پھر اس کا غالب استعمال قرآنِ کریم کے لئے ہونے لگا۔

[٦-] بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرآنِ

[٤٩٩٣-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ، قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ جَاءَ هَا عِرَاقِيٌّ، فَقَالَ: أَيُّ

الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ! وَمَا يَضُرُّكَ؟ قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَرِيْنِي مُصْحَفَكِ، قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّى أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ. قَالَتْ: وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ، إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ، فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتّٰى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الإِسْلاَمِ، نَزَلَ الْحَلاَلُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْئٍ: لاَ تَشْرَبُوْا الْخَمْرَ، لَقَالُوْا: لاَنَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا. وَلَوْ نَزَلَ: لاَتَزْنُوْا، لَقَالُوْا: لاَنَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا. لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَإِنِّى لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾[القمر: ٤٦] وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلاَّ وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آىَ السُّوَرِ.[راجع: ٤٨٧٦]

وضاحت: یہ حدیث پہلے بہت مختصر آئی ہے، گویا نہیں آئی اور آگے بھی نہیں آئے گی ـــــ اس کی سند میں جو وأخبرنی یوسف ہے: نسفی کے نسخہ میں واو نہیں ہے، اور وہی نسخہ صحیح ہے، ابن جریج یوسف بن ماہک سے روایت کرتے ہیں۔

ترجمہ: یوسف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہ اچانک ان کے پاس ایک عراقی آیا، اس نے پوچھا: کونسا کفن بہتر ہے؟ صدیقہؓ نے فرمایا: باؤلے! کیا چیز تجھے نقصان پہنچائے گی؟ یعنی جب تو مرگیا، اور تجھے کفن دیدیا گیا تو تیرا کیا نقصان ہے؟ (کفن دینا پسماندگان کا کام ہے اور ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اچھا کفن دیں، اگر بغیر عذر کے برا کفن دیں گے تو وہ ماخوذ ہونگے، رہی میت تو اس کے حق میں اچھا اور برا کفن یکساں ہے)

اس نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ مجھے اپنا قرآن دکھلائیں، صدیقہ نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: شاید میں اپنا قرآن اس پر تالیف کروں (یہاں باب ہے) اس لئے کہ (عراق میں) قرآن غیر مؤلف پڑھا جاتا ہے (عراق میں ابن مسعودؓ کا قرآن رائج تھا، جو نزول کی ترتیب پر لکھا گیا تھا، اس میں بعض آیات موقعہ محل میں نہ ہونے کی وجہ سے سمجھنے میں دشواری پیش آتی تھی) صدیقہؓ نے کہا: اور تجھے کیا ضرر پہنچائے گا خواہ تو کوئی سا پہلے پڑھے! یعنی تلاوت مرتب کرنی ضروری نہیں، جس طرح بھی پڑھے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، مگر سمجھنے میں بعض جگہ دشواری پیش آئے گی، پھر فرمایا: قرآن کی سب سے پہلے مفصلات کی سورتیں اتری ہیں جن میں جنت ودوزخ کا تذکرہ ہے (اسلام کے بنیادی عقائد: توحید، رسالت وآخرت ہیں، مکی سورتوں میں بار بار یہی عقائد بیان ہوئے ہیں اور ان کے ماننے نہ ماننے پر جنت کی بشارت اور دوزخ کی وعید سنائی ہے) یہاں تک کہ جب لوگ (اسلام کی طرف) لوٹے یعنی مائل ہوئے (اور اسلام پھیلا) تو حلال وحرام اترا یعنی احکام مدنی دور میں نازل ہوئے ہیں، اور اگر شروع ہی میں اترتا کہ شراب مت پیئو تو لوگ کہتے: ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے! اور اگر حکم اترتا کہ زنا مت کرو تو لوگ کہتے: ہم زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے! اور بخدا! مکہ میں نبی ﷺ پر نازل ہوا درانحالیکہ میں بچی تھی، کھیلتی تھی: ''بلکہ قیامت ان کے وعدہ کا وقت ہے، اور قیامت بڑی سخت اور بڑی ناگوار چیز ہے'' اور سورۃ البقرۃ اور سورۃ النساء نہیں نازل ہوئیں مگر درانحالیکہ میں آپؐ کے پاس تھیں یعنی میری رخصتی ہوچکی تھی، پھر انھوں نے عراقی کے

لئے قرآن نکالا اوراس کوسورتوں کی آیتیں لکھوائیں، یعنی ان آیتوں کا سورتوں میں موقع ومحل بتلایا۔

[٤٩٩٤-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ، سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ، وَالْكَهْفِ، وَمَرْيَمَ، وَطٰهٰ، وَالْأَنْبِيَاءِ: إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ.[راجع: ٤٧٠٨]

حوالہ: یہ حدیث کتاب التفسیر میں سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں آئی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پانچ سورتوں (بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، اورانبیاء) کے بارے میں فرمایا: یہ پرانی سورتیں ہیں اور میرا پرانا سرمایہ ہیں، یعنی یہ سورتیں نہایت عمدہ (فصیح وبلیغ) ہیں اور مجھے بہت قدیم زمانہ سے یاد ہیں یہ سورتیں ابن مسعودؓ کے مصحف میں شروع میں لکھی ہوئی ہونگی، کیونکہ ان کا نزول مقدم ہے، مگر جب قرآن کو کتابی شکل دی گئی تو ذہنی ترتیب کے مطابق ان کو ان کی جگہ رکھا گیا۔

[٤٩٩٥-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ، قَالَ: تَعَلَّمْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم.

وضاحت: یہ حدیث اسی جگہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ الاعلیٰ مکی سورت ہے، ہجرت سے پہلے یہ سورت براءؓ نے یاد کرلی تھی، مگر ترتیب میں اس کا نمبر ٨٧ ہے۔

[٤٩٩٦-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِی رَكْعَةٍ. فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ، وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَأْلِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، آخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيْمِ: حٰمٓ الدُّخَانُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ.[راجع:٧٧٥]

حوالہ: یہ حدیث تفصیل سے پہلے (تحفۃ القاری ٣: ٩٧) آئی ہے، النظائر: ہم مضمون، ان بیس سورتوں کی تفصیل ابوداؤد (حدیث ١٣٩٦باب تحزیب القرآن) میں ہے، ان سورتوں میں اتر تی ترتیب نہیں ہے، نوافل میں خلاف ترتیب پڑھ سکتے ہیں اوران بیس کی آخری سورتیں سورۃ الدخان اور سورۃ النبأ تھیں۔

بَابٌ: كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نبی ﷺ کے ساتھ مل کر قرآن کا دور کرنا

حفاظ کرام میں رمضان میں قرآن کا دور کرنے کا رواج ہے، اس کی اصل یہ باب ہے، نبی ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام

ہر رمضان میں ہر رات مل کر قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ عَرَضَ (ض) الشیئَ کے معنی ہیں: پیش کرنا، یاد سے پڑھنا، باب میں یعرض کا فاعل جبرئیل علیہ السلام ہیں، اور ابن عباسؓ کی حدیث میں نبی ﷺ فاعل ہیں، اور باب کی معلق روایت میں جو پہلے (تحفۃ القاری ۷:۱٦۷) گذری ہے: یُعَارِضُنِیْ: باب مفاعلہ سے ہے، جس کا خاصہ اشتراک ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کو قرآن سناتے تھے، اور ایک روایت میں یُدَارِسُنِیْ ہے، مُدَارَسَة کے معنی بھی مل کر پڑھنا ہیں، اسی کو دور کرنا کہتے ہیں۔ حافظ کو خواہ کتنا ہی مضبوط قرآن یاد ہو دوسرے حافظ کے ساتھ مل کر قرآن کا دور ضرور کرنا چاہئے، تنہا پڑھنے میں کبھی کوئی آیت چھوٹ جاتی ہے، اور کبھی کوئی حرف غلط بھی پڑھا جاتا ہے، دور کرنے میں اس کی اصلاح ہو جاتی ہے، اور بڑی عمر میں ڈبل دور کرنا چاہئے، آخری سال میں جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ دور کیا ہے، پس بڑھاپے میں پڑھنے کی مقدار بڑھا دینی چاہئے، بڑی عمر میں حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، اس کی تلافی اسی طرح ممکن ہے۔

[٧-] بَابٌ: كَانَ جَبْرَئِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ: عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَنَّ جِبْرَئِيْلَ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عَارَضَنِيْ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ"[راجع: ٣٦٢٤]

[٤٩٩٧-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، لِأَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.[راجع:٦]

[٤٩٩٨-] حدثنا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ.[راجع: ٢٠٤٤]

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

قرآنِ کریم پڑھنے پڑھانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

دورِ اول میں حافظ اور حفاظ کی اصطلاح نہیں تھی، قاری اور قراء کی اصطلاح تھی، وہ صحابہ جن کی حفظ قرآن میں شہرت تھی، اور وہ قرآن کی تعلیم میں لگے ہوئے تھے قراء کہلاتے تھے، اور حافظ صاحب نے فرمایا ہے کہ سلف کے عرف میں جس نے قرآن کا فہم حاصل کیا ہو اس کو بھی قاری کہتے تھے (فتح) —— قرائے صحابہ بہت تھے، تمام اصحابِ صفّہ قراء تھے، جن

کی تعداد چار سو تک پہنچی ہے، بیر معونہ کے واقعہ میں ستّر قراء تعلیم قرآن کے لئے بھیجے گئے تھے جن کو شہید کیا گیا، جنگ یمامہ میں ستّر یا سات سو قراء شہید ہوئے، غرض قرائے صحابہ کی تعداد بہت ہے، یہ سب متعلّمین اور معلّمین تھے، اور اکابر صحابہ کا ان میں شمار نہیں، ان کا مقام ومرتبہ ان سے بہت بلند تھا —— حضرت امام بخاریؒ نے اس باب میں چھ حدیثیں ذکر کی ہیں:

[۸-] بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[٤٩٩٩ -] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ: ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " خُذُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ، وَمُعَاذٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ"

[راجع: ۳۷۵۸]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۶۲ میں) آچکی ہے..........خُذوا: لوتم یعنی سیکھو —— چار میں سے اول دو مہاجری ہیں اور آخری دو انصاری —— حضرت عبداللہ بن عمرو کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت تھی، اس وجہ سے کہ وہ قرآن کے ماہر تھے، پس اہل علم سے محبت کرنی چاہئے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٥٠٠٠ -] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِضْعًا وَسَبْعِيْنَ سُوْرَةً، وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنِّيْ مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ، قَالَ شَقِيْقٌ: فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُوْلُوْنَ، فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: (یہ حدیث اسی جگہ ہے) شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقریر میں فرمایا: بخدا! میں نے نبی ﷺ کے دہنِ مبارک سے ستّر سے زیادہ سورتیں لی ہیں یعنی پڑھی ہیں (باقی سورتیں دیگر اکابر صحابہ سے پڑھی ہیں) بخدا! صحابہ یقیناً جانتے ہیں کہ میں قرآن کو ان سے (صحابہ سے) زیادہ جانتا ہوں، اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق کہتے ہیں: پس میں (دیگر اساتذہ کے) اسباق میں بیٹھا، میں ان کی باتوں کو سنتا تھا، پس نہیں سنا میں نے کسی تردید کرنے والے کو جو اس کے علاوہ کہتا ہو (حضرت ابن مسعودؓ کا قراء میں سے ہونا ثابت ہوا، یہی باب ہے)

تقریر کا پس منظر: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب قرآنِ کریم کو کتابی شکل دی گئی، اور امت کو لغتِ قریش پر اور لوحِ محفوظ کی ترتیب پر جمع کیا گیا، اور اس کے لئے مصاحف تیار کرا کر اطراف مملکت میں بھیجے گئے، اور ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ لوگوں نے جو مختلف قرآن لکھ رکھے ہیں وہ پایۂ تخت کو بھیج دیئے جائیں، تو سب نے بھیج دیئے مگر حضرت

ابن مسعودؓ نے پس وپیش کی، انھوں نے نزول کی ترتیب سے اپنا قرآن لکھ رکھا تھا، اور اسی کی نقلیں عراق میں پھیلی ہوئی تھیں، وہ اپنے قرآن کو بھیجنے کے لئے تیار نہیں تھے، بلکہ عراقیوں سے کہہ دیا کہ اپنا قرآن چھپاؤ، اس موقعہ پر آپؓ نے مذکورہ تقریر کی ہے، اس میں آپؓ نے اپنی جو فضیلتیں بیان کی ہیں وہ مسلّم تھیں، ان کا کوئی منکر نہیں تھا، مگر انھوں نے جو اپنا قرآن نہ بھیجنے کا فیصلہ کیا اس کو اکابر صحابہ نے پسند نہیں کیا، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما نے آپ کو سمجھایا، اور آپ کو قرآن بھیجنے پر آمادہ کیا، چنانچہ انھوں نے بادل ناخواستہ اپنا قرآن بھیج دیا۔

[۵۰۰۱-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: کُنَّا بِحِمْصَ، فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ یُوْسُفَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هٰکَذَا أُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: أَحْسَنْتَ. وَوَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: أَتَجْمَعُ أَنْ تُکَذِّبَ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ. فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.

ترجمہ: (یہ حدیث اسی جگہ ہے اور متفق علیہ ہے) علقمہؒ کہتے ہیں: ہم حمص میں تھے (یہ شام کا شہر ہے) پس ابن مسعودؓ نے (لوگوں کی درخواست پر) سورۂ یوسف پڑھی، ایک شخص نے کہا: (یہ سورت) اس طرح نہیں اتاری گئی! ابن مسعودؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یاد کرکے) سنائی تو آپؐ نے فرمایا: ''تم نے ٹھیک پڑھا!'' (یہاں باب ہے) پھر ابن مسعودؓ نے اس سے شراب کی بو محسوس کی تو فرمایا: کیا تو اکٹھا کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے! یعنی چوری اور سینہ زوری! پھر آپ نے اس کو حد لگائی (ابن مسعودؓ کے نزدیک بو محسوس ہونے پر حد جاری کی جاسکتی تھی)

[۵۰۰۲-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ غَیْرُهُ! مَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ: أَیْنَ أُنْزِلَتْ؟ وَلَا أُنْزِلَتْ آیَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ: فِیْمَ أُنْزِلَتْ؟ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ تَبْلُغُهُ الإِبِلُ لَرَکِبْتُ إِلَیْهِ.

ترجمہ: (یہ حدیث اسی جگہ ہے اور متفق علیہ ہے) ابن مسعودؓ نے فرمایا: اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! نہیں اتاری گئی قرآن کی کوئی سورت مگر میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کہاں اتاری گئی؟ اور نہیں اتاری گئی قرآن کی کوئی آیت مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس سلسلہ میں وہ اتاری گئی؟ اور اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ مجھ سے زیادہ قرآن کا علم رکھتا ہے اور اس تک اونٹ پہنچا سکتا یعنی سفر کرکے اس تک پہنچنا ممکن ہوتا تو میں سوار ہو کر اس تک پہنچتا!

وضاحت: اس ارشاد کا بھی پس منظر وہی ہے جو ابھی اوپر بیان کیا ہے، آیات وسور کے نزول کا، اس کے موقع محل کا اور ان کے مصادیق کا علم یقیناً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ سے زیادہ تھا، کیونکہ انھوں نے شروع سے اس کا

خاص اہتمام کیا تھا، کسی اور نے اس کا اہتمام نہیں کیا تھا، اور انھوں نے اپنا قرآن بھی نزول کی ترتیب پر لکھا تھا، اس لئے ان کو اس کا علم یقیناً دوسرے صحابہ سے زیادہ تھا، مگر قرآنِ کریم کو کتابی شکل لوحِ محفوظ کی ترتیب کے مطابق دینی چاہئے یا نزول کے مطابق؟ یہ دوسرا مسئلہ ہے، اور اس مسئلہ میں دوسرے صحابہ کی رائے صحیح تھی، اور ابن مسعودؓ نے بھی آخر میں ان کی موافقت کی تھی۔

[۵۰۰۳-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُوْ زَيْدٍ. تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۳۸۱۰]

[۵۰۰۴-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، وَثُمَامَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ: أَبُوْ الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ زَيْدٍ. قَالَ: وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ. [راجع: ۳۸۱۰]

وضاحت: پہلی روایت پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۹۳) آئی ہے اور متفق علیہ ہے اور دوسری روایت اسی جگہ ہے اور وہ تنہا امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے، اور اس میں جو حضرت ابی بن کعبؓ کی جگہ حضرت ابوالدرداءؓ کا نام ہے، وہ راوی کا وہم ہے (عمدۃ) اور اس روایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حفاظ صرف چار تھے، حفاظ تو بہت تھے، عینیؒ نے لکھا ہے: **وقد ظهر من هذا ان الذين جمعوا القرآن على عهده صلى الله عليه وسلم لا يُحْصِيْهِمْ أَحَدٌ ولايَضْبِطُهُمْ عَدَدٌ** (عمدۃ) بلکہ حضرت انسؓ کے اس قول کا تعلق ایک مفاخرۃ (مقابلہ میں برتری ثابت کرنے) سے ہے، اوس نے کہا: ہم میں چار ہیں: (۱) سعد بن معاذ جن کے لئے عرشِ الٰہی فرحت وشادمانی سے جھوم گیا (۲) خزیمۃ بن ثابت (ذوالشہادتین) جن کی گواہی دو کے قائم مقام گردانی گئی (۳) حنظلہ بن ابی عامر (غسیل الملائکہ) جن کو جنگِ احد میں فرشتوں نے غسل دیا (۴) عاصم بن ثابت جن کی لاش کی بھڑوں نے حفاظت کی —— پس خزرج نے جواب دیا: ہم میں سے چار نے عہدِ نبوی میں مکمل قرآن حفظ کیا: ابی، معاذ، زید اور ابوزید، حضرت انسؓ خزرجی ہیں، انھوں نے خزرج کی یہی بات بیان کی ہے، پس یہ بات عام نہیں، اوس کے مقابلہ میں ہے —— اور ابوزید کا جلدی انتقال ہوگیا تھا، وہ انسؓ کے خاندانی چچا تھے، اور لاولد فوت ہوئے تھے، انسؓ کہتے ہیں: ہم ان کے وارث ہوئے —— یہ چار حفاظ چار قراء تھے، پس باب ثابت ہوا۔

[۵۰۰۵-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: عَلِيٌّ أَقْضَانَا وَأُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحَنِ أُبَيٍّ،

وَأُبَيٌّ يَقُوْلُ: أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلاَ أَتْرُكُهُ لِشَيْئٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَـأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾[البقرة: ١٠٦] [راجع: ٤٤٨١]

حوالہ: یہ حدیث نویں جلد میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۰۶ کی تفسیر میں آچکی ہے۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں قضاء (فیصلوں) کے ماہر علیؓ ہیں، اور قرآن کے ماہر (اقرأ) ابیؓ ہیں، اور ہم ابی کا بعض پڑھا نہیں لیتے (لَحن: نغمہ: مراد قراءت ہے) ابی کہتے ہیں: میں نے اس کو نبی ﷺ کے دہنِ مبارک سے لیا ہے، پس میں اس کو کسی بھی وجہ سے نہیں چھوڑوں گا، حالانکہ قرآن میں ناسخ ومنسوخ ہیں، اور منسوخ آیات کو پڑھنے کا کوئی جواز نہیں۔

تشریح: حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات جیسی ہے، ابن مسعودؓ بھی کہتے تھے: میں نے قرآن نبی ﷺ سے اسی طرح (نزول کی ترتیب سے) لیا ہے، پس میں اس کو نہیں چھوڑونگا، حالانکہ اخذ تو نزول کے اعتبار سے ہی ہوگا، جو کلام جس وقت نازل ہوگا اسی وقت لیا جائے گا، رہی یہ بات کہ نازل شدہ آیات کا موقعہ محل کیا ہے: یہ دوسری بات ہے۔

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ الفاتحہ کی فضیلت

سورۃ الفاتحہ کی اہمیت نا قابل بیان ہے، یہ سورت قرآنِ کریم کا دیباچہ ہے، یہی بات اس سورت کی سب سے بڑی فضیلت ہے، کیونکہ یہ بات بغیر کسی اہمیت کے نہیں ہوسکتی، پھر اس کے ڈھیر سارے نام بھی اس کی اہمیت پر دال ہیں، کیونکہ وصفی ناموں کا تعدد اوصاف (خوبیوں) کے تعدد پر دلالت کرتا ہے —— اور باب میں دو حدیثیں ہیں، اور دونوں پہلے آچکی ہیں، پہلی حدیث نویں جلد میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں آئی ہے —— اور دوسری حدیث (تحفۃ القاری ۵: ۳۲۲ میں) آئی ہے اور دونوں حدیثوں کی باب پر دلالت واضح ہے —— اور باقی باتیں حدیثوں کے بعد ذکر کی جائیں گی۔

[٩-] بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

[٥٠٠٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّى فَدَعَانِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ أُجِبْهُ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّى، قَالَ: "أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾[الأنفال: ٢٤] ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ

مکتبہ حجاز دیوبند

قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟" فَأَخَذَ بِيَدِيْ، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ"[راجع: ٤٤٧٤]

وضاحت: السبع المثاني: بار بار دوہرائی جانے والی سات آیتیں، المثانی: السبع کی صفت ہے، اور ﴿مَثَانِيَ﴾ اگرچہ قرآنِ کریم کی بھی صفت ہے (الزمر آیت ۲۳) مگر وہ یہاں مرادنہیں اور جس روایت میں من المثانی ہے وہ روایت بالمعنی ہے —— والقرآنُ العظیم: عام کا خاص پر عطف ہے یا کسی چیز کے دو وصفوں میں سے ایک کا دوسرے پر عطف ہے؟ دونوں احتمال ہیں۔ پہلی صورت میں قرآنِ عظیم سے سارا قرآن مراد ہوگا، اور دوسری صورت میں قرآنِ عظیم سے بھی سورۃ الفاتحہ ہی مراد ہوگی، سورۃ الفاتحہ کے دو دو وصف ہیں: (۱) وہ بار بار دوہرائی جانے والی سورت ہے (۲) وہ قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس لئے اس کو قرآنِ عظیم کہا گیا ہے۔

[٥٠٠٧-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا فِيْ مَسِيْرٍ لَنَا، فَنَزَلْنَا فَجَاءَ تْ جَارِيَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيْمٌ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غُيَّبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ، مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ، فَرَقَاهُ فَبَرَأَ، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلاَثِيْنَ شَاةً، وَسَقَانَا لَبَنًا، فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ: أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ: كُنْتَ تَرْقِيْ؟ قَالَ: لاَ، مَا رَقَيْتُ إِلاَّ بِأُمِّ الْكِتَابِ. قُلْنَا: لاَ تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ: نَسْأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم. فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ:" وَمَا كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟! اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ" وَقَالَ أَبُوْمَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا. [راجع ٢٢٧٦]

لغات: معبد: محمد بن سیرینؒ کے بڑے بھائی ہیں .... سَلِيْم: سانپ گزیدہ.......... وأن نفرنا غیب: ہمارے مرد سفر میں گئے ہوئے ہیں اس لئے میں (عورت) آئی ہوں.......... أَبَنَ (ن،ض) أَبْنًا فلانا: عیب لگانا، تہمت لگانا، ہم اس پر منتر کی تہمت نہیں لگاتے تھے یعنی ہمارے علم میں وہ جھاڑ پھونک کرنے والانہیں تھا.......... وما کان: اور کس چیز نے اس کو بتلایا کہ فاتحہ سانپ کاٹے کا منتر ہے؟ یعنی اس کا ذہن اس طرف کیسے منتقل ہوا؟ یہی اس سورت کی فضیلت ہے، سورۃ الفاتحہ سورۃ الشافیہ ہے، اس میں ہر بیماری کی شفا ہے، کوئی آزما کر دیکھے۔

ملحوظہ: جھاڑنے کی اجرت جائز ہے یا نہیں؟ اور حدیث سے استدلال درست ہے یا نہیں؟ اس پر گفتگو (تحفۃ القاری ۵:۳۲۱) میں آچکی ہے۔

فَضْلُ الْبَقَرَةِ

سورۃ البقرۃ کی فضیلت

سورۃ البقرۃ کی فضیلت میں حضرتؒ کے پاس صحیح میں لانے کے قابل کوئی روایت نہیں، نطاق (کمر کا پٹکا) تنگ ہے، اس کے لئے ترمذی شریف (تحفۃ الالمعی ۷:۳۶) دیکھیں، امام صاحبؒ باب میں دو روایتیں لائے ہیں، پہلی روایت پہلے (تحفۃ القاری ۸:۹۰) گذری ہے، اس میں سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت ہے، اور دوسری حدیث بھی پہلے (تحفۃ القاری ۵:۳۵٦) آئی ہے، اس میں آیت الکرسی کی فضیلت ہے، پس جزء کی فضیلت سے کل کی فضیلت پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جس طرح کل کی فضیلت جزء کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، جزء کی فضیلت بھی کل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

[١٠-] فَضْلُ الْبَقَرَةِ

[٥٠٠٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ: "مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ......

[٥٠٠٩-] وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ" [راجع: ٤٠٠٨]

سند: یہ حدیث ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے سلیمان اعمش اور منصور رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں، پس روایت ایک ہے۔

حدیث: جس نے کسی رات میں سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں پڑھیں: وہ اس کے لئے کافی ہونگی۔

تشریح: اس حدیث کے تین مطلب بیان کئے گئے ہیں:

١- اگر وہ اس رات میں تہجد اور تہجد میں قرآن نہ پڑھے تو بھی اس کو تہجد کا (اصلی) ثواب مل جائے گا۔

٢- وہ شخص اس رات میں شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، شیاطین الانس والجن اس کو ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔

٣- یہ دو آیتیں ہر برائی اور ہر خطرہ سے بچا لیتی ہیں (اس طرح حدیث کو عام رکھا جائے تو بہتر ہے)

[٥٠١٠-] وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَصَّ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ

إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: لَنْ يَزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظًا، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ. وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ" [راجع: ۲۳۱۱]

ملحوظہ: اس طرح کا واقعہ نسائی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا، اور طبرانی میں ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ کا، اور ابن ابی الدنیا میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھی مروی ہے، پس اس قسم کے واقعات متعدد صحابہ کے ساتھ پیش آئے ہیں، اور آج بھی پیش آتے ہیں، مگر آج شیطان نظر نہیں آتا اور سامان چوری ہوجاتا ہے، اور صحابہ کو شیطان نظر آتا تھا، جیسے نبی ﷺ کو ایک مرتبہ نماز میں شیطان نظر آیا، اور اس نے آپ کی نماز خراب کرنی چاہی، اور آپ نے اس کو پکڑ کر باندھ لینے کا ارادہ کیا، پھر نہیں باندھا۔

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

سورۃ الکہف کی فضیلت

سورۃ الکہف بڑی مبارک سورت ہے، تمام فتنوں سے خاص طور پر دجال اکبر کے فتنہ سے بچانے میں اس کا خاص عمل ہے، شیاطین کے مکائد وشرور سے بھی محفوظ رکھتی ہے، حضرت رحمہ اللہ نے صرف ایک روایت ذکر کی ہے، جو پہلے (تحفۃ القاری ۷:۱۵۹) آچکی ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۱۱-] بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

[۵۰۱۱-] حدثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ، وَإِلٰى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ" [راجع: ۳۶۱۴]

حدیث: حضرت اُسید بن حضیرؓ ایک باررات میں تہجد میں سورۃ الکہف پڑھ رہے تھے، مکان میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، اچانک گھوڑا ابدکنے لگا، انھوں نے دیکھا کہ ایک بادل چھایا ہوا ہے، اور وہ قریب آرہا ہے، پس گھوڑا بدکنے لگا، اور قریب ہی ان کا لڑکا سویا ہوا تھا، انھوں نے پڑھنا موقوف کردیا، صبح نبی ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا: "پڑھتے رہتے، وہ تو سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی"

لغات: حِصَان: عمدہ گھوڑا .... الشَّطَن: جانور کو باندھنے کی رسّی، جمع أَشْطَان، گھوڑا دو رسیوں سے باندھا جاتا

ہے،اس کے اگلے دو پیروں کی دوریاں دائیں بائیں دوکھونٹیوں سے باندھی جاتی ہیں۔

ملحوظہ: روایات میں سورۃ الکہف، سورۃ البقرۃ یا سورۃ الفتح پڑھنے کا تذکرہ ہے،اس کوتعدد واقعہ یا واقعہ کے متعلقات کا اختلاف قرار دیں۔

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

سورۃ الفتح کی فضیلت

نبی ﷺ نے فرمایا: ”آج رات مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی جو مجھے زیادہ محبوب ہے ان تمام چیزوں سے جن پر سورج طلوع کرتا ہے!“ یعنی دنیا ومافیہا سے زیادہ وہ سورت مجھ کو پسند ہے، پھر آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفتح پڑھ کر سنائی، یہی اس سورت کی فضیلت ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸:۲۸۲) آچکی ہے۔

[۱۲-] بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

[۵۰۱۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْئٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَلاَثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لاَ يُجِيْبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ”لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ“ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ [الفتح: ۱] [راجع: ٤١٧٧]

لغت: ثَكِلَتْكَ: تجھے تیری ماں گم کرے یعنی تو مرگیا ہوتا تو اچھا تھا!............نَزَرَ الشيئَ (ن) نَزْرًا: اصرار کرنا ....مَا نَشَبَ أن قال كذا: اس نے فوراً ہی ایسا کہا، زیادہ دیر نہیں لگی کہ اس نے ایسا کہا۔

بَابُ فَضْلِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

سورۃ الاخلاص کی فضیلت

سورۃ الاخلاص کی فضیلت میں صرف ایک حدیث ذکر کی ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! سورۃ الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے!''

تشریح: علماء نے اس حدیث کے دو مطلب بیان کئے ہیں:

۱-سورۃ الاخلاص کا فضلی (انعامی) ثواب تہائی قرآن کے اصلی ثواب کے برابر ہے: **إن ثواب قراء تها يضاعف بقدرِ ثوابِ قراءۃِ ثُلُثِ القرآن بغير تضعيف**: سورۃ الاخلاص پڑھنے کا ثواب بڑھایا جاتا ہے: بڑھائے بغیر تہائی قرآن پڑھنے کے ثواب کے بقدر (حاشیہ) اول فضلی (انعامی) ہے اور ثانی اصلی پس تہائی قرآن کا فضلی ثواب کہیں زیادہ ہوگا۔

۲-اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں: توحید، رسالت اور آخرت، قرآن میں انہی عقائد کی تفصیل ہے، اور سورۃ الاخلاص میں توحید کا بیان ہے، پس وہ تہائی قرآن کے برابر ہوئی۔

ملحوظہ: سورۃ الاخلاص کی طرح سورۃ الزلزال، سورۃ النصر اور سورۃ الکافرون کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے، اس کی تفصیل تحفۃ الالمعی (۷:۵۱) میں ہے۔

[۱۳-] بَابُ فَضْلِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

[۵۰۱۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"

[طرفاه: ۶۶۴۳، ۷۳۷۴]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیافی بھائی قتادۃ بن النعمان کو رات کے آخری حصہ میں سورۃ الاخلاص پڑھتے ہوئے سنا، وہ بار بار اسی کو پڑھ رہے تھے، صبح میں ابوسعید نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی، گویا ابوسعید اس کو بہت کم سمجھ رہے تھے، پس نبی ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ وہ تہائی قرآن کے برابر ہے (کم نہیں)

[۵۰۱۴-] وَزَادَ أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ: أَنَّ رَجُلاً قَامَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ لَايَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، نَحْوَهُ.

وضاحت: یہ پہلی ہی حدیث ہے، اس کو ابوسعید اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں، قتادہ نے حدیث اس انداز سے

بیان کی ہے کہ یہ کسی اور کا واقعہ ہے، حالانکہ وہ انہی کا واقعہ ہے (رُوات ایسا کرتے ہیں)

[٥٠١٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ، وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِیُّ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم لِأَصْحَابِهِ: "أَیَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ یَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِیْ لَیْلَةٍ؟" فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ، وَقَالُوْا: أَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: " اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ"

قَالَ الْفِرَبْرِیُّ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِیْ حَاتِمٍ وَرَّاقَ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: عَنْ إِبْرَاهِیْمَ مُرْسَلٌ، وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِیِّ مُسْنَدٌ.

وضاحت: یہ بھی سابقہ حدیث ہے، اس کو سلیمان اعمشؒ دو اساتذہ سے روایت کرتے ہیں: ابراہیم نخعیؒ سے اور ضحاکؒ مشرقی سے، پھر دونوں ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: "کیا تم میں سے ایک عاجز ہے اس سے کہ وہ ہر رات تہائی قرآن پڑھے؟" پس یہ بات صحابہ پر بھاری ہوئی، انھوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! یہ بات ہم میں سے کسی کے بس میں نہیں! پس آپؐ نے فرمایا: "سورۃ الاخلاص تہائی قرآن ہے!" (اس کو پڑھ لو تو گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)

فربری: ابوجعفر وراق سے امام بخاریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ إبراھیم عن أبی سعید: منقطع سند ہے اور مشرقی عن أبی سعید: موصول سند ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی فضیلت

الْمُعَوِّذَة (واو مشدد اور مکسور، اسم فاعل واحد مؤنث): پناہ دینے والی سورتیں/آیتیں، اور مراد سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں یا چاروں قل اور آیت الکرسی وغیرہ سب مراد ہیں، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٨: ٥٤٦) آچکی ہے۔

[١٤-] بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

[٥٠١٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَانَ إِذَا اشْتَكٰی یَقْرَأُ عَلٰی نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَیَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَیْهِ وَأَمْسَحُ بِیَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا. [راجع: ٤٤٣٩]

[٥٠١٧-] حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ،

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَوَى إِلٰى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [طرفاه: ۵۷۴۸، ۶۳۱۹]

ترجمہ: نبی ﷺ ہر شب جب اپنے بستر پر پہنچتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جمع کرتے، پھران میں دم کرتے، پھران میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھتے (تقدیم وتاخیر ہے، پہلے پڑھتے تھے پھر دم کرتے تھے) پھر دونوں کو اپنے جسم پر پھیرتے جہاں تک ہاتھ پہنچتا، پہلے اپنے سر، چہرے اور سامنے کے جسم پر پھیرتے، یہ عمل آپؐ تین مرتبہ کرتے۔

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سکون اور فرشتے نازل ہوتے ہیں

فضائل القرآن کے ابواب پورے ہوئے، اب ۲۳ ابواب تکمیلی ہیں، ان میں قرآن سے لگتے مضامین ہیں، جاننا چاہئے کہ فرشتوں کی غذا ذکر ہے، جماعت کی نماز میں فرشتے شریک ہوتے ہیں، محفلِ ذکر کو ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور سورۃ الرعد (آیت ۲۸) میں ہے: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾: سنو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، اور قرآن اللہ کا کلام ہے، اور افضل الذکر ہے، اس لئے جب اور جہاں قرآن پڑھا جاتا ہے تو فرشتے اترتے ہیں، اور ان کے ساتھ قاری اور سامعین پر سکون بھی اترتا ہے۔ اور قاری کی آواز خوبصورت ہو تو سماں بندھ جاتا ہے۔ اور سکون، سکینت اور اطمینان ایک چیز ہیں، یہ کیفیت نظر نہیں آتی مگر محسوس کی جاتی ہے، اور کبھی وہ پیکر محسوس بھی اختیار کرتی ہے، جیسا کہ حدیث باب میں ہے اور ترجمہ بعد میں ہے۔

[۱۵-] بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

[۵۰۱۸-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيْبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ: "اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ!" قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا

مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتّٰى لَا أَرَاهَا، قَالَ: "وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ"
قَالَ ابْنُ الْهَادِ: وَحَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

سند: حدیث کے شروع میں جو سند ہے وہ منقطع ہے، محمد کا اسید سے سماع نہیں، اور آخر میں جو سند ہے وہ موصول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے۔

ترجمہ: حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی آواز خوبصورت تھی، وہ رات میں (نماز میں) سورۃ البقرۃ (یا کوئی اور سورت) پڑھ رہے تھے، ان کا گھوڑا پاس میں بندھا ہوا تھا، اچانک گھوڑا بھڑکنے لگا، انھوں نے پڑھنا بند کیا تو گھوڑا پرسکون ہوگیا، تین بار ایسا ہی ہوا، پس انھوں نے نماز پوری کی، ان کا لڑکا یحییٰ گھوڑے کے پاس سویا ہوا تھا، وہ ڈرے کہ گھوڑا اس کو صدمہ نہ پہنچائے، پھر جب انھوں نے بیٹے کو وہاں سے ہٹالیا تو آسمان کی طرف سر اٹھایا، انھوں نے ایک سائبان جیسا دیکھا، جس میں بتیاں تھیں، پھر وہ نظروں سے غائب ہوگیا، انھوں نے صبح یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی، تو آپؐ نے فرمایا: "پڑھ اے ابن حضیر! پڑھ اے ابن حضیر!" یعنی پڑھتے رہتے، پڑھنا بند کیوں کیا! انھوں نے عرض کیا: لڑکا قریب تھا، میں ڈرا کہ گھوڑا اس کو کچل دے گا، آپؐ نے پوچھا: "جانتے ہو وہ کیا تھا؟" انھوں نے جواب دیا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے، تمہاری آواز سننے کے لئے قریب آئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح میں لوگ ان کو دیکھتے، وہ لوگوں سے نہ چھپتے!

نوٹ: حدیث کی عبارت مختل ہے، اس لئے لفظی ترجمہ نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

نبی ﷺ نے امت کو یہی قرآن دیا ہے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے

الدَّفَّة: پٹھا، کتاب کی دونوں جانب میں جو موٹا کاغذ یا گتّا حفاظت کے لئے لگاتے ہیں، کتاب کی جلد۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قرآن کو کتابی شکل دی گئی تو گتّوں کی فائل بنائی گئی، پھر اس میں قرآن کے اوراق جدا جدا رکھے گئے، یہ **ما بین الدَّفتین** ہے، مراد موجودہ قرآنِ کریم ہے —— شیعہ کہتے ہیں: موجودہ قرآن کامل و مکمل نہیں، اس کا کچھ حصہ ضائع ہوگیا ہے یا چھپالیا گیا ہے، قرآنِ کریم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کی صراحت تھی، جو اب موجود نہیں، صحابہ نے اس کو چھپالیا پھر ضائع کردیا، کامل قرآن امام غائب کے پاس ہے، حضرات ابن عباس اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہما نے اس کی تردید کی، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے امت کو یہی قرآن دیا ہے جو گتّوں کے فائل میں ہے، اس کا کوئی جزء نہ ضائع ہوا نہ چھپایا گیا —— حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں،

اوران کی پارٹی کے ہیں، ہر موڑ پر ان کے ساتھ رہے ہیں، وہ حضرت علیؓ کے احوال سے پوری طرح باخبر ہیں، اور محمد بن الحنفیہؒ بڑے ذی علم صاحبزادے ہیں، اگر قرآن میں ایسی کوئی صراحت ہوتی تو ضرور ان کے علم میں ہوتی، بیٹا باپ کے احوال سے واقف ہوتا ہے، پس شیعوں کی بات بے دلیل بکواس ہے!

[۱۶-] بَابُ مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

[۵۰۱۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ شَيْءٍ؟قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.قَالَ:وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ.

ترجمہ: عبدالعزیز اور شداد (پڑھنے کے لئے) ابن عباسؓ کے پاس گئے، شداد نے سوال کیا: کیا نبی ﷺ نے (موجودہ قرآن کے علاوہ) کوئی (تحریر) چھوڑی ہے؟ ابن عباسؓ نے کہا: نہیں چھوڑا انھوں نے مگر جو دو پٹھوں کے درمیان ہے، عبدالعزیز کہتے ہیں: پھر ہم محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے، اور ہم نے ان سے بھی یہی بات پوچھی: انھوں نے کہا: ''نہیں چھوڑا آپؐ نے مگر وہ قرآن جو فائل میں ہے!''

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ

قرآنِ کریم کی دیگر کلاموں پر فضیلت

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے، اور دوسروں کے کلام ان کے قائلین کی صفات ہیں، اور صفت موصوف کا درجہ ایک ہوتا ہے، پس اللہ کے کلام کی برتری دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خالق کی برتری مخلوقات پر۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں، پہلی نئی ہے اور دوسری پہلے آچکی ہے:

پہلی حدیث: تلاوتِ قرآن کے تعلق سے لوگوں کے درجات بیان کئے ہیں، فرمایا: جو مسلمان قرآن پڑھتا ہے (اور اس پر عمل کرتا ہے) وہ ترنج لیموں کی طرح ہے، جس کی بو اور مزہ دونوں عمدہ ہوتے ہیں، اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا (یا اس پر عمل نہیں کرتا) وہ کھجور کی طرح ہے جس میں بو تو نہیں ہوتی مگر مزہ عمدہ ہوتا ہے، اور جو بدکار (منافق عملی) قرآن پڑھتا ہے وہ خوشبودار پھول کی طرح ہے، جس کی بو اچھی ہوتی ہے، مگر مزہ تلخ ہوتا ہے، اور جو بدکار قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی طرح ہے، اس میں خوش بو نہیں ہوتی، اور مزہ تلخ ہوتا ہے۔

تطبیق: پہلے کو دوسرے پر اور تیسرے کو چوتھے پر جو برتری حاصل ہے وہ قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہے، وہ دیگر کلام

پڑھتا ہے یا نہیں؟ اس سے قطع نظر!

دوسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲:۴۱۸) آئی ہے، اس میں اس امت کی یہود ونصاری پر برتری کا بیان ہے، اس امت کا زمانۂ عمل کم ہے اور ثواب زیادہ، اس کی وجہ وہ کتاب ہے جو اس امت کو دی گئی ہے، قرآن اللہ کا کلام ہے اور تورات وانجیل اللہ کی کتابیں ہیں، وہ یا تو انبیاء کا کلام تھیں یا فرشتوں کا، پس یہ امت کلام اللہ کی برکت سے دوہرے ثواب کی مستحق ہے، کیونکہ اللہ کا کلام نبیوں اور فرشتوں کے کلام سے برتر ہوتا ہے۔

[۱۷-] بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ

[۵۰۲۰-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ: طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِيْ لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ: طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلاَ رِيْحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِيْ لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: طَعْمُهَا مُرٌّ وَلاَ رِيْحَ لَهَا" [أطرافه: ۵۰۵۹، ۵۴۲۷، ۷۵۶۰]

لغت: أُتْرُجَّة: ترنج لیموں، ایک قسم کا بڑا نیبو، چکوترا، نارنج کی قسم کا ایک پھل، اس کو مالٹا بھی کہتے ہیں...... الرَّيْحَانة: ہر خوشبودار پودا، جس کے پتے خوشبودار ہوں، جیسے نازبو، سیاہ تُلسی .... الحَنْظَلة: اندرائن، نارنگی جیسا پھل، مگر اس کا گودا انتہائی تلخ ہوتا ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۵۰۲۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلاَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلاَةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ، فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ، فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، قَالُوْا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوْا لاَ، قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ"

[راجع: ۵۵۷]

ملحوظہ: حاشیہ میں ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے، اس کی تفصیل تسہیل ادلۂ کاملہ میں ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللّٰهِ

قرآنِ کریم کو مضبوط تھامنے کی تاکید

الوَصَاة: الوصية: وہ بات جس کی کسی کو تاکید کی جائے، جمع وَصًی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۱۴۲) گذری ہے، وہاں حدیث کا پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے کہ طلحہ شیعوں کے پروپیگنڈے سے متأثر ہوئے تھے، شیعہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد متصل خلیفہ ہونے کی وصیت کی تھی، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے اس کی تردید کی، پس طلحہ نے سوال کیا کہ سورۃ البقرۃ (آیت ۱۸۰) میں وصیت کرنے کا حکم ہے، پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپؐ نے لوگوں کو وصیت کرنے کا حکم دیا ہو اور خود وصیت نہ کی ہو؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا: کوئی معین وصیت کرنا فرض نہیں، حکم مطلق ہے، اور آپؐ نے قرآن کو مضبوط تھامنے کی وصیت کی ہے، پس حکم مطلق پر عمل ہوگیا ـــــ قرآن کو مضبوط تھامنا یہ ہے: قرآن کی حفاظت کی جائے، اس کو تحریف لفظی و معنوی سے بچایا جائے، اس کا احترام کیا جائے، اس کو گندگی سے بچایا جائے، اس کے اوامر کی اتباع کی جائے اور نواہی سے کنارہ کش رہا جائے، مُدام اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا اہتمام کیا جائے۔

[۱۸-] بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللّٰهِ

[۵۰۲۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى: آوْصَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ: لاَ، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ: أُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ. [راجع: ۲۷۴۰]

نوٹ: آوْصٰی میں ایک ہمزہ استفہام ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

قرآنِ کریم بڑی دولت ہے

قرآنِ کریم بڑی دولت ہے، اس کی قدر پہچاننی چاہئے، اور اس کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ بنانا چاہئے، کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ ترمذی میں حدیث ہے (حدیث ۲۹۲۹ ابواب فضائل القرآن) حضرت عمرانؓ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے مانگا تو حضرت عمرانؓ نے إِنَّا لِلّٰهِ پڑھا، اور فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو قرآن پڑھے: چاہئے کہ وہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، عنقریب ایسے لوگ ہونگے جو قرآن پڑھیں گے اور

اس کے ذریعہ لوگوں سے مانگیں گے!''

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ قرآنِ کریم اللہ کا کلام ہے، اس کو سنوار کر خوبصورت آواز میں ترنم کے ساتھ پڑھنا چاہئے، مگر گانے کی صورت پیدا نہ ہو، عربی لہجہ میں پڑھنا چاہئے، حدیثوں میں عربی ترنم میں پڑھنے کا حکم ہے، اور فاسقوں اور گویوں کے راگوں میں پڑھنے کی ممانعت ہے (یہ حدیث مشکوۃ کی کتاب فضائل القرآن، باب آداب التلاوۃ میں ہے) نیز یہ بھی حکم ہے کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے خوبصورت بناؤ، اس لئے کہ اچھی آواز سے قرآن کا حسن بڑھتا ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ حدیث ابوہریرہ وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث آگے کتاب التوحید (حدیث ۷۵۲۷) میں آرہی ہے، اور حضرت سعدؓ کی حدیث مسند احمد (۱۷۲:۱) میں ہے، اس کے الفاظ ہیں: لیس مِنَّا مَن لم یَتَغَنَّ بالقرآن: تَغَنّٰی کے دو معنی ہیں: مالدار ہونا اور بے نیاز ہونا، پس حدیث کی دو تفسیریں ہیں:

۱- جو شخص قرآن کے ذریعہ بے نیاز نہیں بنتا، بلکہ قرآن کو کمائی کا ذریعہ بناتا ہے وہ نبی ﷺ کے مزاج کا نہیں، جب اللہ تعالیٰ نے کسی کو قرآن کی دولت دی، حافظ یا قاری بنایا تو وہ قرآن کو پڑھے سنائے اور اس کے وسیلے سے اللہ سے مانگے، اللہ کے خزانوں میں کیا کمی ہے؟ بلکہ قرآن میں مشغول شخص کو اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے زیادہ دیتے ہیں۔

۲- قرآنِ کریم کو سنوار کر بہترین لہجہ میں پڑھنا چاہئے۔ جب بندہ بہترین آواز میں قرآن پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتے ہیں یعنی اس کو پسند کرتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں، اور جو بھونڈی آواز میں پڑھتا ہے وہ نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں سورۃ العنکبوت کی آیت ۵۱ لکھی ہے: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾: کیا لوگوں کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ ہم نے آپؐ پر قرآن نازل کیا ہے جو ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے؟ بے شک اس کتاب میں ایمان لانے والوں کے لئے بڑی مہربانی اور نصیحت ہے!

تفسیر: اس آیت کا تعلق مسئلہ رسالت سے ہے، نبی ﷺ کے برحق نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل قرآنِ کریم ہے، یہ آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، اگر لوگ اس میں غور کریں تو وہ دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ﴿يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾ سے استدلال کیا ہے کہ قرآن پڑھو اور اس کو سناؤ، جب قرآن اچھی آواز میں پڑھا جاتا ہے سامعین متأثر ہوتے ہیں، غیر مسلم بھی تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ یہ عجیب کلام ہے، بلکہ بعض تو قرآن سن کر ایمان لے آتے ہیں۔

باب کی حدیث: پھر باب میں دو سندوں سے ایک حدیث کی تخریج کی ہے، عقیل کی سند سے اور ابن عیینہ کی سند سے، نبی ﷺ نے فرمایا: لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآن، أَذِنَ (س) أَذَنًا کے بھی دو معنی ہیں: کان لگا کر

سننا، اوراجازت دینا، پرمیشن دینا، پس حدیث کے دوترجمے ہونگے:

۱- کان لگا کر اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی نہیں سنی، جیسی اس نبی کی سنی جو قرآن ترنم سے پڑھتا ہے یعنی جب پیغمبر ﷺ ترنم سے قرآن پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اجازت نہیں دی، جیسی اجازت دی نبی ﷺ کو ترنم سے قرآن پڑھنے کی —— راگ گانا دل کو خراب کردیتا ہے، اسی لئے بانسری کی آواز کو شیطان کی آواز کہا گیا ہے، لیکن قرآن ترنم سے پڑھا جائے تو اس کی بات ہی اور ہے، قلوب سنور جاتے ہیں اور اللہ کی طرف مائل ہوجاتے ہیں، اس لئے قرآن کو ترنم سے پڑھنے کی اجازت دی، لیکن شاعروں اور گویوں کے لہجہ میں پڑھنے کی ممانعت کی۔

[۱۹-] بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآن

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾

[۵۰۲۳-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ" وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ: يُرِيْدُ: يَجْهَرُ بِهِ.

[أطرافه: ۵۰۲۴، ۷۴۸۲، ۷۵۴۴]

[۵۰۲۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ" قَالَ سُفْيَانُ: تَفْسِيْرُهُ يَسْتَغْنِيْ بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]

وضاحت: پہلی حدیث کے آخر میں ہے، امام زہریؒ نے کہا: ابوسلمہ کے ایک شاگرد (عبدالحمید بن عبدالرحمٰن) نے ابوسلمہ سے کہا: نبی ﷺ جہراً قرآن پڑھنا مراد لے رہے ہیں یعنی أَذِنَ کے معنی ترنم سے پڑھنا ہیں —— اور دوسری حدیث کے آخر میں ابن عیینہؒ نے بے نیاز بننا مراد لیا ہے، اس طرح حدیث کی دو تفسیریں ہوگئیں۔

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

صاحبِ قرآن کا رشک کرنا

صاحبِ کمال اپنے کمال پر رتجھتا ہے، صاحبِ فن اپنے فن پر فریفتہ ہوتا ہے، بڑا شاعر اپنی شاعری پر رشک کرتا ہے، اور بڑا مالدار اپنے من میں مگن رہتا ہے، پس صاحبِ قرآن کو بھی اپنی متاع گرانمایہ پر ناز کرنا چاہئے، جس کو تلاوت کا ذوق

ملا ہے، یا حقائق ومعارف کا باب وَا ہوا ہے وہ اس کو عظیم نعمت تصور کرے اور اس پر نازاں فرحاں ہو —— اور باب میں مصدر کی فاعل کی طرف اضافت ہے —— اور باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں: ایک: ابن عمرؓ کی، دوسری: ابو ہریرہؓ کی، یہ حدیثیں پہلے نہیں آئیں، مگر اس مضمون کی عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ١: ٣٤٧) آئی ہے، وہاں تفصیل ہے —— یہاں اس طرح استدلال کیا ہے کہ جب صاحبِ قرآن اور صاحبِ مال پر دوسروں کو رشک آتا ہے، تو خود ان کو اپنے کمال پر بدرجۂ اول ناز کرنا چاہئے۔

[٢٠-] بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

[٥٠٢٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لاَحَسَدَ إِلَّا عَلٰى اثْنَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ" [طرفه: ٧٥٢٩]

وضاحت: رشک کو حسد سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ دونوں کے ڈانڈے ملے ہوئے ہیں، پس یہ تنزیل الناقص منزلۃ الکامل ہے، غبطہ (رشک) جو ناقص حسد ہے اس کو کامل حسد کہہ دیا گیا ہے۔

[٥٠٢٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لاَحَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِيْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ فُلاَنٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِيْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ فُلاَنٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ" [طرفاه: ٧٢٣٢، ٧٥٢٨]

وضاحت: فسمعه جار له: یہ دوسرا (پڑوسی) رشک کر رہا ہے، اور وہ جائز ہے، اسی طرح خود بھی اپنی نعمت پر رشک کرنا جائز ہے۔

بَابٌ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھلاتا ہے

اسلام کا مدار قرآنِ کریم پر ہے، پس جب تک اللہ کی کتاب کی تعلیم وتعلّم کا سلسلہ جاری رہے گا دین تروتازہ رہے گا، اور جب لوگ قرآن وسنت سے ناآشنا ہوجائیں گے دین بدعات ورسومات کا مجموعہ ہوکر رہ جائے گا، اس لئے باب کی حدیث

میں فرمایا: ''تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھلاتا ہے'' —— قرآن سیکھنا اور سکھلانا عام ہے، خواہ الفاظ سیکھے، ناظرہ اور تجوید پڑھے خواہ معانی سیکھے یعنی تفسیر پڑھے: سب کو حدیث عام ہے، اسی طرح ناظرہ وتجوید پڑھانا یا تفسیر پڑھانا: دونوں کو حدیث شامل ہے۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں:

پہلی حدیث دوسندوں سے روایت کی ہے، شعبہؒ کی سند میں سعد بن عبیدۃ کا واسطہ ہے، ثوری کی سند میں یہ واسطہ نہیں، امام ترمذیؒ نے (تحفۃ الالمعی ۷:۶۵) لمبی بحث کی ہے کہ کونسی سند صحیح ہے؟ امام بخاریؒ نے دونوں سندیں صحیح میں لی ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں صحیح ہیں، پس شعبہ کی سند مزید فی متصل الاسناد ہے —— حدیث کے راوی ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں: اسی حدیث نے مجھے اس جگہ بٹھلایا ہے یعنی اسی حدیث کی وجہ سے میں قرآن کی تعلیم میں لگا ہوا ہوں، ابوعبدالرحمٰن سلمی کوفہ کے باشندے تھے، ان کا نام عبداللہ بن حبیب ہے، اور ان کا شمار قراء میں ہے، انھوں نے تعلیم قرآن کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حجاج کے زمانہ تک کیا ہے، یہ بہتر سال کا عرصہ ہے۔

اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۳۵۵) آئی ہے، ایک صحابی کا نکاح نبی ﷺ نے تعلیم قرآن کے عوض کیا، نکاح انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کو تعلیم قرآن کے ساتھ جوڑنے سے تعلیم قرآن کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

[۲۱-] بَابٌ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

[۵۰۲۷-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، سَمِعْتُ سَعْدَ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" قَالَ: وَأَقْرَأَنِيْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ: وَذَاكَ الَّذِيْ أَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا. [طرفه: ۵۰۲۸]

[۵۰۲۸-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ أَوْ عَلَّمَهُ" [راجع: ۵۰۲۸]

[۵۰۲۹-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، فَقَالَ: "مَالِيْ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيْهَا، قَالَ: "أَعْطِهَا ثَوْبًا" قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: "أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: "مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: "فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [راجع: ۲۳۱۰]

وضاحت: قوله: قال: وأَقْرَأَنِیْ أبو عبد الرحمن: یہ سعد بن عبیدۃ کا قول ہے، اور فتح اور عمدۃ میں: وَأَقْرَأَ أبو عبد الرحمن ہے اور یہی صحیح ہے، یعنی سعد نے خلافت عثمانی میں ابوعبدالرحمٰن سے نہیں پڑھا بلکہ ان کی مدت تعلیم بیان کی ہے.......... وَقَالَ: وذاك: ابوعبدالرحمٰن کا قول ہے .... اعْتَلَّ الرجلُ: بیمار ہونا، أی حَزِن وَتَضَجَّرَ لأجل ذلك: وہ غمگین ہوا اور تنگ دل ہوا اس کی وجہ سے یعنی ہاتھ میں کچھ نہ ہونے سے۔

بَابُ الْقِرَاءَ ةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

زبانی (حفظ سے) قرآن پڑھنا

قرآن حفظ کرنے کے فضائل تو آئے ہیں، مگر حفظ پڑھنے کی فضیلت میں کوئی روایت نہیں، چنانچہ امام صاحب نے باب میں لفظ فضل نہیں رکھا، پس یہ بات حالات کے تابع ہے، جیسے علانیہ صدقہ کرنا اور چھپا کر کرنا، جہراً قرآن پڑھنا اور سراً پڑھنا حالات کے تابع ہے، اسی طرح حفظ پڑھنا اگر حفظ کے بقاء کے لئے ہے تو وہ اولیٰ ہے، ورنہ قرآن میں دیکھنا بھی باعث اجر ہے۔

اور حدیث پہلے دوجگہ آئی ہے، مگر مختصر آئی ہے، ایک خاتون خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا: میں اپنا نفس آپؐ کو ہبہ کرنے آئی ہوں، آپؐ نے اس کو دیکھا اور نظر نیچی کرلی، وہ عورت بیٹھ گئی، ایک صحابی نے عرض کیا: اگر آپؐ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو میرا اس سے نکاح کردیں، آپؐ نے پوچھا: تمہارے پاس (اس کو دینے کے لئے) کیا چیز ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی چیز نہیں! آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور دیکھو کوئی چیز ہو، وہ گئے اور آئے اور عرض کیا: کچھ نہیں!، آپؐ نے فرمایا: پھر جاؤ اور دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو، وہ گئے اور آئے اور عرض کیا: لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں!، ہاں یہ میری لنگی ہے، راوی کہتا ہے: ان کے پاس اوڑھنے کی چادر نہیں تھی، میں اس کو آدھی لنگی دونگا، آپؐ نے فرمایا: لنگی سے کام کیسے چلے گا؟ اگر تم پہنے رہے تو اس کو کیا ملا؟ اور اس کو دیدی تو تمہارے پاس کیا رہا؟ وہ (مایوس ہوکر) بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چل دیئے، آپؐ نے ان کو واپس بلایا اور پوچھا: تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟ انھوں نے متعدد سورتیں گنائیں جو ان کو یاد تھیں، آپؐ نے پوچھا: کیا ان کو زبانی پڑھتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں (یہاں باب ہے) آپؐ نے فرمایا: ''جاؤ، میں نے تم کو اس عورت کا مالک بنادیا اس قرآن کے عوض جو تم کو یاد ہے'' یعنی یہ سب سورتیں عورت کو یاد کرادینا۔

[۲۲-] بَابُ الْقِرَاءَ ةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

[۵۰۳۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ

نَفْسِیْ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا. فَقَالَ: " هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْئٍ" فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: " انْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِیْ - قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْئٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْئٌ" فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُوَلِّيًا، فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: " مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" قَالَ: مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا، وَعَدَّهَا، قَالَ: " أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟" قَالَ: نَعَمْ قَالَ: " اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ"[راجع: ۲۳۱۰]

ملحوظہ: تعلیم قرآن نکاح میں مہر بن سکتا ہے یا نہیں؟ یہ اختلافی مسئلہ ہے، تفصیل کتاب النکاح میں آئے گی۔

بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

قرآنِ کریم کو یاد کرنا اور اس کی دیکھ بھال کرنا

اسْتَذْكَرَ الشيئَ: یاد کرنا.........تَعَاهَدَ الشیَّ: دیکھ بھال کرنا.........آدمی قرآنِ کریم جلدی بھول جاتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن اللہ کی طرح غیور ہے، جو شخص اس کو یاد رکھنے کا اہتمام کرتا ہے اسی کو یاد رہتا ہے، اور جو غفلت برتتا ہے اس کے ذہن سے رخصت ہوجاتا ہے۔ اور باب میں تین حدیثیں ہیں: ابن عمر کی، ابن مسعود کی اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی، اور تینوں کی دلالت باب پر واضح ہے۔

[۲۳-] بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ

[۵۰۳۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حافظ قرآن کی حالت پیر باندھے ہوئے اونٹوں والے جیسی ہے، اگر وہ ان کی دیکھ بھال کرے گا تو ان کو روکے رکھے گا، اور اگر ان کو کھول دے گا تو چلے جائیں گے" ـــــ الْمُعَقَّلَة: اسم مفعول: پیر باندھا ہوا۔

[۵۰۳۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: " بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُوْلَ: نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّیَ، فَاسْتَذْكِرُوْا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ"[طرفه: ۵۰۳۹]

حدثنا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، مِثْلَهُ، تَابَعَهُ بِشْرٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ شُعْبَةَ، وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ شَقِيْقٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بری ہے وہ چیز جو ان میں سے ایک کے لئے ہے کہ کہے: میں فلاں فلاں آیت بھول گیا، بلکہ (کہے) وہ بھلادیا گیا (یہ بولنے کا ادب ہے) پس قرآن کو یاد کرو یعنی مُدام پڑھتے رہو، پس بے شک وہ زیادہ بھاگ جانے والا ہے، مردوں کے سینوں سے چوپایوں سے''

لغات وترکیب: بِئْسَ: فعل ذم، ما نکرہ موصوفہ بمعنی شیئ اور أن یقول: مخصوص بالذم، أی بئس شیئًا کائنا للرجل.......... کَیْتَ کَیْتَ: اسم کنایہ أی کذا و کذا.......... نُسِّیَ (ماضی مجہول) أَنْسَاهُ الشیئَ وَنَسَاه وَنَسَّاه: کسی چیز سے غافل کرنا، بھلانا.......... اِسْتَذْکَرَ الشیئَ: یاد کرنا.......... تَفَصَّی من الشیئ: چھٹکارا پانا، بندش سے نکل جانا .... أشد تفصیا: اسم تفضیل ہے.......... من صدور الرجال میں اشارہ ہے کہ قرآن حفظ کرنا مردوں کی ذمہ داری ہے اور عورتوں کے لئے فضیلت ہے.......... النَّعم: چوپایہ، خاص طور پر اونٹ، جمع أنعام۔

سند: یہ حدیث منصور سے شعبہ، جریر اور ابن المبارک روایت کرتے ہیں، ان کی روایتوں میں صراحت نہیں کہ ابووائل شقیق بن سلمہ نے یہ حدیث ابن مسعودؓ سے سنی ہے، البتہ ابن جریج کی سند میں اس کی صراحت ہے۔

[۵۰۳۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ:" تَعَاهَدُوْا الْقُرْآنَ، فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الإِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا"

لغت: العُقُل (بضمتین) العِقَال کی جمع، اونٹ کے پیر باندھنے کی رسّی۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

سواری پر قرآن پڑھنا

بعض حضرات سواری پر، خاص طور پر اونٹ پر قرآن پڑھنے کو ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ سواری کے ہلنے سے حروف صحیح ادا

نہیں ہوتے، امام بخاریؒ نے یہ باب جواز ثابت کرنے کے لئے قائم کیا ہے، کیونکہ حدیبیہ سے واپسی میں جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو آپؐ نے اس کو اونٹ پر پڑھا ہے، اور حدیث نویں جلد میں سورۃ الفتح کی تفسیر میں آچکی ہے۔

[۲۴-] بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

[۵۰۳۴-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِيَاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُوْرَةَ الْفَتْحِ.[راجع: ۴۲۸۱]

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا

بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا جائز ہے، بعض سلف ناپسند کرتے تھے، کیونکہ بچے قرآن کا احترام ملحوظ نہیں رکھ سکتے، مگر نص اور تعامل سے جواز ثابت ہے، رہا احترام کا معاملہ تو وہ بچوں کو سکھلایا جائے، اور کوتاہی کریں تو وہ غیر مکلّف ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بلوغ سے پہلے تمام مفصلات پڑھ لئے تھے، باب کی حدیثوں میں اس کی صراحت ہے۔

[۲۵-] بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

[۵۰۳۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: إِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.[طرفه: ۵۰۳۶]

[۵۰۳۶-] حدثنا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا الْمُحْكَمُ؟ قَالَ: الْمُفَصَّلُ.[راجع: ۵۰۳۵]

وضاحت: مفصلات کہاں سے شروع ہوتے ہیں؟ اس میں دس قول ہیں، راجح قول یہ ہے کہ سورۃ الحجرات سے یا سورۃ قٓ سے شروع ہوتے ہیں اور ان کو مفصلات اس لئے کہتے ہیں کہ عام طور پر ان سورتوں میں آیتیں چھوٹی ہیں —— مفصلات کو محکمات بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان میں منسوخ آیات نہیں ہیں —— اور ابن عباسؓ کی عمر وفاتِ نبوی کے وقت دس سال سے زیادہ تھی، کسر چھوڑ دی ہے۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ، وَهَلْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا؟

قرآن بھول جانا، اور یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا

قرآنِ کریم کا کل یا جزء حفظ کرنے کے بعد یا ناظرہ پڑھنے کے بعد بھول جانا بہت بڑا گناہ ہے، ترمذی میں ضعیف حدیث (نمبر ۲۹۲۸) ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے امت کا ثواب پیش کیا گیا، یہاں تک کہ وہ تنکا بھی پیش کیا گیا جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے، اور میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کئے گئے، پس میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ کوئی شخص قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت دیا گیا، پھر وہ اس کو بھول گیا'' —— مگر وہ بھولنا مراد ہے کہ اندر دیکھ کر ناظرہ بھی نہ پڑھ سکے، یہ بات حضرت الاستاذ مفتی مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری قدس سرہ (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) نے فرمائی تھی —— اور پڑھتے ہوئے کوئی آیت بھول جانا، کوئی آیت چھوٹ جانا، یا غلط پڑھ جانا پھر لقمہ ملنے پر صحیح کر لینا: بھولنا نہیں، یہ بھولنا تو بشر کا خاصہ ہے، نبی ﷺ سے بھی ایسی بھول ہوئی ہے، اور درمیان سے آیت چھوٹ بھی گئی ہے، جو دوسرے کا پڑھنا سن کر یاد آئی ہے۔

آیت کریمہ: سورۃ الاعلیٰ کی (آیات ۶و۷) ہیں: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾: عنقریب پڑھائیں گے ہم آپ کو، پس آپ بھولیں گے نہیں، مگر جس قدر بھلانا اللہ کو منظور ہو —— اس میں لا نافیہ ہے اور استثناء منسوخ آیات کا ہے، نسخ کی یہ بھی ایک صورت تھی کہ سب لوگ کوئی آیت بھول جائیں تو یہ دلیل نسخ ہے، پس آیت کا مسئلہ باب سے کچھ تعلق نہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۲۶-] بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ، وَهَلْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝ إِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾

[۵۰۳۷-] حدثنا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ''يَرْحَمُهُ اللّٰهُ! لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُوْرَةِ كَذَا'' [راجع: ۲۶۵۵]

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى، عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ: أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَعَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ.

[۵۰۳۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: ''يَرْحَمُهُ اللّٰهُ! لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا'' [راجع: ۲۶۵۵]

وضاحت: یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں، اور پہلے (تحفۃ القاری ۶:۵۴) آئی ہیں، مسجد میں حضرت عباد بن بشرؓ پڑھ رہے تھے۔

[۵۰۳۹-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "بِئْسَ مَا لِأَحِدِهِمْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ هُوَ نُسِّيَ" [راجع: ۵۰۳۲]

وضاحت: یہ حدیث ابھی گذری ہے، اور یہ بولنے کا ادب ہے، مسئلہ نہیں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُوْلَ: سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا

سورۃ البقرۃ یا فلاں سورت کہنا جائز ہے

حاشیہ میں ایک موضوع سی روایت ہے کہ سورۃ البقرہ مت کہو، بلکہ کہو: وہ سورت جس میں بیل کا ذکر ہے، مگر صحیح روایات سے سورۃ البقرۃ وغیرہ کہنا ثابت ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ لمبے ناموں کو مختصر کرتے ہیں، بخاری شریف اور طحاوی شریف کے لمبے نام ہیں مگر لوگوں نے مختصر کئے اور **الجامع الصحیح** اور **معانی الآثار** کہنے لگے، پھر اور اختصار کیا اور بخاری شریف اور طحاوی شریف کہنے لگے، اسی طرح اصل تو یہ تھا کہ کہا جاتا: **السورۃ التی تُذکر فیها البقرۃ**، پھر اختصار کرکے سورۃ البقرۃ کہا گیا، پس مفصل اور مختصر ناموں کا ایک ہی مطلب ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۲۷-] بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُوْلَ: سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا

[۵۰۴۰-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِيْ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ: مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ"[راجع: ۴۰۰۸]

حوالہ: یہ حدیث ابھی اسی جلد میں (حدیث ۵۰۰۹) آئی ہے، اس میں سورۃ البقرۃ کہا گیا ہے۔

[۵۰۴۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ ابْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَ تِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَةِ،

فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ، فَوَ اللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَهُوَ أَقْرَأَنِىْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَقُوْدُهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّىْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِىْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ. فَقَالَ: "يَاهِشَامُ اقْرَأْهَا" فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَ ةَ الَّتِىْ سَمِعْتُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ: "اقْرَأْ يَا عُمَرُ" فَقَرَأْتُهَا الَّتِىْ أَقْرَأَنِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ"[راجع: ۲۴۱۹]

حوالہ: یہ حدیث بھی اسی جلد میں (حدیث ۴۹۹۲) آئی ہے، اس میں سورۃ الفرقان کہا گیا ہے............سَاوَرَهُ مُسَاوَرَةً: کسی پر حملہ آور ہونا............لَبَّبَ الرجلَ: لڑائی میں کسی کا گریبان پکڑ کر کھینچنا۔

[۵۰۴۲-] حدثنا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِى الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: "يَرْحَمُهُ اللّٰهُ! لَقَدْ أَذْكَرَنِىْ كَذَا وَكَذَا آيَةً، أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا"[راجع: ۲۶۵۵]

حوالہ: یہ حدیث بھی اسی جلد میں (حدیث ۵۰۳۷) آئی ہے، اس میں من سورة كذا سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ التَّرْتِيْلِ فِى الْقِرَاءَ ةِ، وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ

قرآن صاف واضح پڑھنا، اور اشعار کی طرح گنگنانے کی کراہیت

باب کے دو جزء ہیں، حضرتؒ نے دونوں کو جدا جدا کر دیا ہے، آدابِ تلاوت میں سے یہ بات ہے کہ قرآن صاف واضح پڑھا جائے، قراء والی ترتیل مراد نہیں، اور اس طرح پڑھنا کہ يعلمون، تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے مکروہ ہے، کیونکہ تلاوت کا بڑا مقصد دل کا قرآن کی عظمتوں سے رنگین ہونا ہے، اور یہ بات اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب پڑھا ہوا گلے سے نیچے اترے، دل و دماغ اس میں غور کریں، سپاٹے مارنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، پس بچوں کو حفظ بھی ترتیل کے ساتھ کرانا چاہئے، ورنہ وہ جس طرح حفظ کریں گے اسی طرح پڑھیں گے۔

پھر باب میں امام صاحب رحمہ اللہ نے دو آیتیں اور دو حدیثیں لکھی ہیں:

پہلی آیت: سورۃ المزمل میں ہے: ﴿يٰٓأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا ○ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ○ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾: اے کپڑوں میں لپٹنے والے! رات بھر تہجد پڑھیں، مگر کچھ مستثنیٰ ہے، یعنی آدھی رات یا

اس میں سے کچھ کم کریں، یا اس میں کچھ اضافہ کریں، اور قرآن خوب صاف صاف پڑھیں —— شروع اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی، کیونکہ صحابہ نے نزول قرآن کے ساتھ ہی حفظ شروع کیا تھا، اور بڑی عمر کا حفظ کچا رہتا ہے، پس ضروری تھا کہ ہر رات اللہ تعالیٰ کو پارہ سنایا جائے، پورا نازل شدہ قرآن تہجد میں پڑھا جائے، پس جب روز پڑھا جائے گا تو حفظ پکا ہوجائے گا، اور آیات کے آخر میں سوال مقدر کا جواب دیا ہے کہ اگرچہ ابھی قرآن تھوڑا نازل ہوا ہے، مگر ترتیل سے پڑھا جائے تو اس میں کافی وقت لگے گا، اس لئے رات کا بڑا حصہ تہجد میں مشغول رہا جائے۔ اس طرح ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم نکل آیا۔

دوسری آیت: سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۱۰۶ ہے: ﴿وَقُرْآنًا: فَرَقْنَاهُ: لِتَقْرَأَهُ عَلٰى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ، وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيْلًا﴾: اور ہم نے قرآن نازل کیا: ہم نے اس کو جدا جدا کیا: تاکہ آپ اس کو ٹھیر ٹھیر کر لوگوں کے سامنے پڑھیں، اور ہم نے اس کو بتدریج تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ہے —— ابن عباسؓ نے فرمایا: فرقناہ کے معنی فَصَّلْنَاہ ہیں: ہم نے اس کو جدا جدا کیا، یعنی آیتوں کے فاصلے رکھے اور آیتوں کے درمیان بھی وقفے رکھے، تاکہ اس کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا ممکن ہو —— سورۃ الدخان آیت ۴ میں بھی اس مادہ سے فعل آیا ہے: ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾: اس مبارک رات میں جدا کیا جاتا ہے ہر دانشمندانہ معاملہ —— پس ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا ترتیل ہے —— اور اشعار کی طرح گنگنانے کی کراہیت کا بیان حدیثوں میں ہے۔

[۲۸-] بَابُ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ

[۱-] وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ [المزمل: ٤]

[۲-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَقُرْءَ انًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلٰى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ [الإسراء: ١٠٦]

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ

﴿يُفْرَقُ﴾: يُفَصَّلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَّلْنَاهُ.

لغات: رَتَّلَ الكلامَ: ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا، اس طرح پڑھنا کہ تمام حروف وکلمات واضح ہوجائیں، قاریوں کے عرف میں جو ترتیل ہے وہ مراد نہیں .... هَذَّ الشيئَ: تیزی سے کاٹنا، هَذَّ القُرآنَ: تیزی سے پڑھنا، ایسا پڑھنا کہ حروف وکلمات پوری طرح واضح نہ ہوں، هَذَّ الشعر: اشعار گنگنانا، جلدی جلدی پڑھنا۔

[٥٠٤٣-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: غَدَوْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ،

إِنَّاقَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَ ةَ، وَإِنِّيْ لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ثَمَانَ عَشْرَةَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَيْنِ مِنْ آلِ ﴿حٰمٓ﴾[راجع: ۷۷۵]

حوالہ: یہ حدیث اسی جلد میں (حدیث ۴۹۹۶) گذری ہے............قال: غدونا: فاعل ابووائل شقیق بن سلمہ ہیں ....رجل: نہیک بن سنان نے کہا............البارحة: گذشتہ رات ....القرناء: ہم مضمون، نظائر .... اٹھارہ: دو کے ساتھ مل کر بیس ہوئیں، دوسری جگہ روایت میں بیس کا عدد آیا ہے۔

[۵۰۴۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿لَاتُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾[القيامة:۱۶] قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا نَزَلَ جَبْرَئِيْلُ بِالْوَحْيِ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ، فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ، وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الآيَةَ الَّتِيْ فِيْ: ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾: ﴿لَاتُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾[القيامة: ۱۶و۱۷] قَالَ: عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ، وَقُرْآنَهُ، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾[القيامة:۱۸] فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾[القيامة: ۱۹] قَالَ: إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ. قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ.[راجع: ۵]

حوالہ: یہ حدیث ابھی اسی جلد میں (حدیث ۵۰۴۴) آئی ہے، اور کتاب کے شروع میں بھی تفصیل سے آئی ہے...... و كان يُعرف منه: اور نزول وحی کی شدت آپ ؐ سے پہچانی جاتی تھی یعنی محسوس کی جاتی تھی۔

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَ ةِ

مدّ کر کے قرآن پڑھنا

مدّ کر کے قرآنِ کریم پڑھا جائے تو قراءت میں حُسن پیدا ہوگا، نبی ﷺ مدات کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے، مدّ کے لغوی معنی ہیں: کھینچنا، لمبا کرنا، اور اصطلاحی معنی ہیں: حروف ِمدّ ہ اور حروف ِلین میں آواز کو کھینچنا۔ حروفِ مدّ ہ تین ہیں: (۱) الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے، کیونکہ اس سے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے (۲) واو ماقبل مضموم، جیسے جُوْع (۳) یاء ماقبل مکسور، جیسے: نستعین۔ اور حروفِ لین دو ہیں: (۱) واو ساکن ماقبل مفتوح، جیسے خَوف۔ (۲) یاء ساکن ماقبل مفتوح، جیسے صَیْف —— اور مدّ میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں، طول کی مقدار تین تا پانچ الف ہے، توسط کی دو یا تین الف، اور قصر کی ایک الف —— اور الف کا اندازہ انگلی کھولنے بند کرنے کے ذریعہ کیا جاتا ہے پھر قراء کے یہاں مدات کی بہت تفصیل ہے۔

فائدہ: قراء کے یہاں قرآن پڑھنے کے تین طریقے ہیں: حدر، تدویر اور ترتیل، پس انگلی بند کرنا اور کھولنا بھی اسی کے

اعتبار سے ہونا چاہئے، بعض ائمہ نماز میں سورۃ الفاتحہ حدر یا تدویر میں پڑھتے ہیں، ولا الضالین (مدلازم کلمی مثقل) کو ترتیل کے بقدر کھینچتے ہیں، اور مؤذن تو عام طور پر حروف مدہ کو تا حد امکان کھینچتے ہیں یہ طریقہ ٹھیک نہیں۔

[۲۹-] بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَ ةِ

[۵۰۴۵-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَ ةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا. [طرفه: ۵۰۴۶]

وضاحت: قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے نبی ﷺ کی قراءت کی کیفیت کے بارے میں پوچھا، انھوں نے کہا: نبی ﷺ ہلکا سا مد کر کے پڑھا کرتے تھے (مفعول مطلق نوعیت کے بیان کے لئے ہے، اور کہاں کھینچتے تھے؟ اس کی تفصیل اگلی روایت میں ہے)

[۵۰۴۶-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَ ةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ. [طرفه: ۵۰۴۵]

وضاحت: اللہ میں الف مدّہ ہے، پس لام کو کھینچ کر ادا کرتے تھے، اور رحمان اور رحیم میں الف اور یاء مدہ ہیں، پس م اور ح کو کھینچ کر ادا کرتے تھے۔

بَابُ التَّرْجِيْعِ

آواز حلق میں گھمانا

ترجیع کے معنی ہیں: کوئی چیز پڑھتے ہوئے حلق میں آواز گھمانا (اذان کی ترجیع الگ ہے) تلاوت میں راگ گانے کی طرح آواز حلق میں گھمانا مسنون نہیں، اور حدیبیہ سے واپسی میں جب سورۃ الفتح نازل ہوئی، اور آپؐ اس کو اونٹ پر دھیمی آواز سے پڑھنے لگے تو جو ترجیع کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی وہ اونٹ کی حرکت کی وجہ سے تھی جو غیر اختیاری تھی۔

[۳۰-] بَابُ التَّرْجِيْعِ

[۵۰۴۷-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مُغَفَّلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ، أَوْ: جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيْرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ: مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ، قِرَاءَ ةً لَيِّنَةً، يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ. [راجع: ۴۲۸۱]

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرآنِ

اچھی آواز سے قرآن پڑھنا

اچھی آواز قدرت کا عطیہ ہے، جس کو یہ نعمت ملی ہے وہ قرآن پڑھنے میں اس کو استعمال کرے، ورنہ مشق وتمرین کے ذریعہ آواز کو خوبصورت بنائے کہ کسی درجہ میں یہ اختیاری چیز ہے، پھر اس عمدہ آواز سے تلاوت کرے، ایک مرتبہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے، نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہاں سے گذرے، دونوں کھڑے ہوکر ان کا پڑھنا سننے لگے، صبح آپؐ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! تم داؤد علیہ السلام کے راگوں میں سے ایک راگ دیئے گئے ہو!'' حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: یارسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپؐ میرا پڑھنا سن رہے ہیں تو میں خوب مزین کرکے آپؐ کو قرآن سناتا (تحفۃ الالمعی ۸:۴۵۱)

[۳۱-] بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَ ةِ

[۵۰۴۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ يَحْيىَ الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسىٰ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ لَهُ: ''يَا أَبَا مُوْسىٰ! لَقَدْ أُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ.

لغت: الْمِزْمَار: بانسری یا اس جیسا منہ سے بجانے کا باجا، مراد راگ اور لہجہ ہے............ لفظ آل زائد ہے، مراد داؤد علیہ السلام ہیں۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ

کبھی دوسرے سے قرآن سننے کو جی چاہتا ہے

قرآن خود پڑھنا چاہئے، اسی پر ثواب کا وعدہ ہے، ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دوسرے سے سننے پر کسی ثواب کا ذکر نہیں آیا، مگر کبھی جی چاہتا ہے کہ دوسرے سے قرآن سنے، اس صورت میں غور وفکر کا خوب موقعہ ملتا ہے، نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمائش کرکے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سنا ہے، پس جو لوگ ٹیپ لگادیتے ہیں اور خود نہیں پڑھتے وہ ٹھیک نہیں کرتے، گاہ بہ گاہ میں کچھ حرج نہیں۔ اور نبی ﷺ کے سننے کا مقصد طالب علم کی استعداد کا اندازہ کرنا بھی ہوسکتا ہے۔

[۳۲-] بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ

[۵۰۴۹-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ،

عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ" قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: "إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ" [راجع: ٤٥٨٢]

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ: حَسْبُكَ

پڑھوانے والے کا پڑھنے والے سے کہنا: بس کرو

قرآن پڑھنے سے روکنا بظاہر ٹھیک معلوم نہیں ہوتا، مگر جب مقصد حاصل ہو جائے تو روک بھی سکتے ہیں، جیسے خود پڑھنا بند کر سکتے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب سورۃ النساء پڑھتے ہوئے آیت ۴۱ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بس کرو" جو اندازہ لگانا مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا، چنانچہ فرمایا: چار شخصوں سے قرآن پڑھو، پھر سب سے پہلا نام ابن مسعودؓ کا لیا۔

[۳۳-] بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ: حَسْبُكَ

[٥٠٥٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَأْ عَلَيَّ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى أَتَيْتُ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ [النساء: ٤١] قَالَ: "حَسْبُكَ الْآنَ" فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [راجع: ٤٥٨٢]

لغت: آقْرَأُ میں ایک ہمزۂ استفہام ہے۔

بَابٌ: فِيْ كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟

کتنی مدت میں قرآن پورا کرنا چاہئے؟

کبھی سوال آسان ہوتا ہے اور جواب مشکل ہوتا ہے، حدیث میں کوئی ایسی قطعی تقدیر (اندازہ) مروی نہیں جو فیصلہ کن ہو، باب کے مندرجات بھی فیصلہ کن نہیں، پس اصولی طور پر تین باتیں ذہن میں رہنی چاہئیں:

۱- قرآنِ کریم اس طرح پڑھنا کہ حروف صحیح ادا نہ ہوں، یا اتنا تیز پڑھنا کہ یعلمون تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے، یا پڑھنا گلے تک رہ جائے، ہنسلی سے نیچے نہ اترے: ٹھیک نہیں، ایسا پڑھنا شاید اس حدیث کا مصداق ہو: رُبَّ قارِئٍ للقرآن، والقرآن یلعنہ: بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں، اور قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

۲- قرآن کو کبھی ہاتھ ہی نہ لگانا، خوبصورت جزدان میں بھر کر اونچے طاق میں رکھ دینا، مؤمن کی شان نہیں، شاید ایسے

ہی لوگوں کا رسول شکوی کریں گے کہ الٰہی! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا (الفرقان آیت ۳۰)

۳- روزانہ قرآنِ کریم کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہئے، حافظ نہ ہو تو چھوٹی سورتیں پڑھے، اور نماز میں پڑھنا ان شاء اللہ کفایت کرے گا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اصحابِ ظواہر کے نزدیک سات دن سے کم میں قرآن ختم کرنا جائز نہیں، صحابہ بھی اسی طرح ورد کرتے تھے، **فمی بشوق** کی منازل اس کی دلیل ہیں، دوسری رائے یہ ہے کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا جائز نہیں، منازل فیل اس کی دلیل ہیں۔ اور جمہور کے نزدیک کوئی تقدیر نہیں، نہ کم نہ زیادہ، حسب احوال کم وبیش مدت میں قرآن ختم کر سکتے ہیں۔ **قال النووی: أکثر العلماء علی أنه لاتقدیر فی ذلك، وإنما هو بحسب النشاط والقوة، فعلی هذا یختلف باختلاف الأحوال والأشخاص** (فتح)

[۳۴-] بَابٌ: فِیْ کَمْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ﴾[المزمل: ۲۰]

[۵۰۵۱-] حدثنا عَلِیٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ لِیْ ابْنُ شُبْرُمَةَ: نَظَرْتُ کَمْ یَکْفِیْ الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ فَلَمْ أَجِدْ سُوْرَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آیَاتٍ، فَقُلْتُ: لَایَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ أَنْ یَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آیَاتٍ.

قَالَ سُفْیَانُ: أَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ، أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ، عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ، وَلَقِیْتُهُ وَهُوَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَذَکَرَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم: "أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالآیَتَیْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ"[راجع: ۴۰۰۸]

آیتِ کریمہ: میں قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا مراد ہے، شروع سورت میں تہجد کی فرضیت کا ذکر ہے، پھر اس آیت کے ذریعہ تہجد کی فرضیت ختم کی گئی، اب اگر کوئی تہجد نہ پڑھے یا جو قرآن حفظ ہے وہ نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں، قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے؟ اس مسئلہ سے آیت کا کچھ تعلق نہیں۔

اثر: کوفہ کے قاضی عبداللہ بن شُبرمۃ فرماتے ہیں: میں نے غور کیا کہ آدمی کے لئے کتنا قرآن پڑھنا کافی ہے؟ پس میں نے قرآن میں تین آیتوں سے کم کوئی سورت نہیں پائی، پس میں نے کہا کہ تین آیتوں سے کم پڑھنا کسی طرح مناسب نہیں —— اس کا تعلق نماز میں ضم سورت سے ہے، احناف کی کتابوں میں یہ مسئلہ اس طرح مذکور ہے: فاتحہ کے بعد چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت پڑھنا واجب ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص سورۂ بقرۃ کی آخری دو آیتیں کسی رات میں پڑھے تو وہ اس کے لئے کافی ہیں" —— اس حدیث میں سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیتوں کی اہمیت کا بیان ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روزانہ کوئی بھی دو

آیتیں پڑھ لینا کافی ہے۔

[٥٠٥٢-] حدثنا مُوْسٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَنْكَحَنِيْ أَبِيْ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ، فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُوْلُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ! لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: "الْقَنِيْ بِهِ" فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ فَقَالَ: "كَيْفَ تَصُوْمُ؟" قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: "وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟" قَالَ: كُلَّ لَيْلَةٍ. قَالَ: "صُمْ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةً، وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: قُلْتُ: إِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: "صُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ" قُلْتُ: أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: "أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا" قَالَ: أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: "صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمِ دَاوُدَ، صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً" فَلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، وَذَاكَ أَنِّيْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ. فَكَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِيْ يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ؛ لِيَكُوْنَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى، وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم عَلَيْهِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِيْ ثَلَاثٍ وَفِيْ خَمْسٍ، وَأَكْثَرُهُمْ عَلٰى سَبْعٍ.

[٥٠٥٣-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم: "فِيْ كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟"

[٥٠٥٤-] ح: وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى بَنِيْ زُهْرَةَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: وَأَحْسِبُنِيْ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ شَهْرٍ" قُلْتُ: إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً، حَتّٰى قَالَ: "فَاقْرَأْهُ فِيْ سَبْعٍ وَلاَ تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ" [راجع: ۱۱۳۱]

وضاحت: یہ حدیث بخاری شریف میں انیس مرتبہ آئی ہے، اور دوسری کتابوں میں بھی ہے، اس کا سیاق بہت مختلف ہے، پس اس روایت سے کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کوئی فیصلہ نہیں کیا، فرمایا: کسی روایت میں تین دن ہے، کسی میں پانچ دن اور اکثر روایات میں سات دن —— **قولہ: أنکحني:** میرے ابا نے میرا نکاح ایک اونچے خاندان کی عورت سے کیا، پس وہ دیکھ بھال کرتے تھے اپنی بہو کی، اس سے اس کے شوہر کے بارے میں پوچھتے تو وہ کہتی: بہت ہی بڑھیا آدمی ہیں، جب سے ہم ان کے یہاں آئے ہیں انھوں نے ہمارے بستر کو نہیں روندا، اور انھوں نے ہمارے

مکتبہ حجاز دیوبند

پہلو کی تفتیش نہیں کی، پس جب یہ بات لمبی ہوگئی ابا پر یعنی بار بار ہونے یہ بات کہی تو انھوں نے نبی ﷺ سے تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا: ''میری ان سے ملاقات کراؤ'' —— نِعم الرجلُ من رجل: الرجل فاعل ہے اور من رجل مخصوص بالمدح کے قائم مقام ہے أي هو —— فرمایا: ''ہفتہ میں تین روزے رکھو'' پھر فرمایا: ''دو دن روزہ رکھو ایک دن مت رکھو'' یہ راوی کا وہم ہے، کیونکہ آپؐ کم سے زیادہ کی طرف لے جا رہے ہیں، اور ہفتہ میں تین دن زیادہ ہیں، اور دو دن روزہ اور ایک دن افطار کم ہے، پس یا تو تقدیم و تاخیر ہے یا راوی کا وہم ہے —— قولہ: فلیتنی: پس کاش میں نے نبی ﷺ کی رخصت قبول کی ہوتی، اور اس تمنا کی وجہ یہ ہے کہ میں بوڑھا اور کمزور ہوگیا ہوں، پس وہ اپنے گھر کے کسی آدمی کو دن میں قرآن کا ساتواں حصہ سناتے، اور وہ جس کو رات میں پڑھتے تھے دن میں اس کو سناتے تھے (یہ تکرار ہے) تاکہ رات میں پڑھنا ان کے لئے آسان ہو اور جب وہ طاقت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے تو کئی دن روزہ نہیں رکھتے تھے، اور ان دنوں کو گنتے تھے یعنی یاد رکھتے تھے، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ چھوڑیں وہ کسی چیز کو جس پر وہ نبی ﷺ سے جدا ہوئے ہیں یعنی وفات نبوی کے وقت جو ان کا معمول تھا اس کو نباہنے کی کوشش کرتے تھے۔

قولہ: قال: وَأَحْسِبُنِیْ: شیبان نے کہا: اور گمان کرتا ہوں میں مجھ کو کہ یحییٰ نے کہا: سنا میں نے ابو سلمہ سے (تاہم وہ محمد کے واسطہ سے روایت کرتے تھے)

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

قرآن پڑھتے ہوئے رونا

رونا ہمیشہ دکھ درد ہی کی وجہ سے نہیں آتا، محبت بھی رلاتی ہے، اور ہولناک منظر کشی بھی آب دیدہ کر دیتی ہے:

ایک واقعہ: میں پالن پور میں پڑھتا تھا، یوپی سے کوئی قاری صاحب آئے، ہمارے حضرت (مولانا محمد نذیر صاحب قدس سرہ) نے قرآن سنانے کی فرمائش کی، انھوں نے سورۃ الحج پڑھنی شروع کی: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ، اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ یقیناً بڑی بھاری چیز ہے —— پس حضرت مولانا قدس سرہ زار و قطار رونے لگے۔

دوسرا واقعہ: میں دارالعلوم دیوبند میں طالب علم تھا۔ مصر سے بڑے لوگوں کا ایک وفد آیا، اس میں شیخ الازہر اور قاری عبدالباسط بھی تھے، ان کے اعزاز میں خیر مقدمی اجلاس کیا گیا، حضرت حکیم الاسلام (مولانا محمد طیب صاحب قدس سرہ) نے مصری صاحب (شیخ محمود عبدالوہاب محمود قدس سرہ) سے جلسہ میں تلاوت کرنے کی فرمائش کی، انھوں نے سورۃ القمر پڑھنی شروع کی: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾: قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا، یہ آیت تین مرتبہ پڑھی تو مصری وفد کی چیخیں نکل گئیں، پھر آخر تک وہ زار و قطار روتے ہی رہے۔

تیسرا واقعہ: جمعیتِ علماء ہند نے دہلی میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ پر سیمنار کیا، پاکستان سے اس میں شرکت کے لئے پندرہ علماء کا وفد آیا، جب وہ حضرات دیوبند آئے تو استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی، اس میں ترانۂ دارالعلوم پڑھا گیا، جب یہ شعر پڑھا گیا:

ہے عزم حسین احمد سے بپا ہنگامۂ گیرودارد یہاں ❁ شاخوں کی لچک بن جاتی ہے باطل کے لئے تلوار یہاں

تو وفد دھاڑیں مار کر رونے لگا، اور پورا ماحول سوگوار ہوگیا۔

حدیث: نبی ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سنانے کی فرمائش کی، انھوں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی، جب آیت ۴۱ پر پہنچے: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے، اور آپؐ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے؟ —— تو آپؐ نے فرمایا: ''بس!'' ابن مسعودؓ نے جو سر اٹھایا تو نبی ﷺ اشک بار تھے، یہ قیامت کی منظر کشی رونے کا سبب بنی۔

[۳۵-] بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

[۵۰۵۵-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيىٰ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ- قَالَ يَحْيىٰ: بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ - قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ- قَالَ الْأَعْمَشُ: وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ - وَعَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي الضُّحىٰ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " اقْرَأْ عَلَيَّ" قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: " إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ" قَالَ: فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ لِيْ: " كُفَّ أَوْ: أَمْسِكْ" فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ، يَعْنِيْ: تَسْفَحَانِ. [راجع: ٤٥٨٢]

[۵۰۵۶-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " اقْرَأْ عَلَيَّ" قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: " إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ"[راجع: ٤٥٨٢]

قوله: قال يحيى: یحیٰ قطان حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرۃ عن ابراہیم النخعی کی سند سے روایت کرتے ہیں.......... سلیمان اعمش بھی حدیث کا کچھ حصہ اسی سند سے روایت کرتے ہیں.......... وعن أبيه کا عطف عن الأعمش پر ہے،

سفیان ثوری کے والد کا نام سعید بن مسروق الثوری ہے، اعمش کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث سفیان کے والد سعید سے بھی سنی ہے، ان کی سند منقطع ہے، ابوالضحیٰ کا ابن مسعودؓ سے لقاء نہیں۔

لغت: سَفَحَ الدم: خون بہانا، الدم المفسوح اسی مادہ سے ہے۔

بَابُ مَنْ رَايَا بِقِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ، أَوْ تَـأَكَّلَ بِهِ، أَوْ فَجرَ بِهِ

جس نے دکھاوے کے لئے قرآن پڑھایا اس کو کمائی کا ذریعہ بنایا یا اس کے ذریعہ گناہ کیا

رَايَا: اصل میں رَاءَ ا تھا (ماضی صیغہ واحد مذکر غائب) ہمزہ کو تخفیفاً یاء سے بدلا، رَاءَ اہُ مُرَاءَ اۃً وَرِءَ اءً وَرِيَاءً: کسی کے سامنے خلافِ حقیقت صلاح وتقوی کا اظہار کرنا، نیک عمل کا مظاہرہ کرنا، دکھلانا سنانا.......... تأکّل به: بہ تکلف اس کے ذریعہ کھایا یعنی قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنایا.......... فَجرَ به: قرآن کو گناہ کا ذریعہ بنایا —— ریا وسُمعہ عمل کو باطل کر دیتے ہیں، اس کی روح نکال دیتے ہیں، بلکہ گناہوں کا بوجھ اس پر لاد دیتے ہیں، قیامت کے دن جن تین شخصوں کو سب سے پہلے جہنم میں جھونکا جائے گا ان میں ایک قاری ہوگا، جس نے دکھلاوے کے لئے قرآن پڑھا ہوگا —— اور احناف کے نزدیک طاعاتِ مقصودہ پر اجارہ باطل ہے، اور قرآن پڑھنا پڑھانا عبادت ہے، اس لئے قرآن کے بدلے میں تنخواہ لینا یا نذرانہ قبول کرنا جائز نہیں، اگرچہ بعد کے فقہاء نے ضرورت کے پیش نظر اجارہ کی اجازت دی ہے، مگر اصل مسئلہ یہی ہے —— اور قرآن کے ذریعہ گناہ کرنے کی دو صورتیں ہیں: اول: اپنی خوبصورت قراءت کے ذریعہ کسی عورت یا امرد کو جال میں پھنسانا، بعض قراء اور حفاظ اس سلسلہ میں بدنام رہے ہیں۔ دوم: اپنے باطل نظریات کو قرآن کی چادر میں لپیٹ کر لوگوں کو گمراہ کرنا، گمراہ فرقوں کے بانی ہمیشہ یہی حرکت کرتے ہیں۔

اور باب میں تین حدیثیں ہیں، پہلی دو حدیثیں فرقۂ خوارج کے بارے میں ہیں، یہ حدیثیں پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۱۵۶) آچکی ہیں، وہ لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کا مظاہرہ کرتے تھے، اور اپنے باطل نظریات کا لوگوں کو قائل کرتے تھے، فرمایا: "تم میں سے ایک اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے ہیچ سمجھے گا، مگر وہ لوگ دین میں داخل ہو کر صاف نکل جائیں گے، یہ دو روایتیں باب کے پہلے جزء کی دلیلیں ہیں، اور تیسری روایت بھی ابھی اسی جلد میں آئی ہے (حدیث ۵۰۲۰) وہ بدکار جو قرآن پڑھتا ہے وہ نازبو کی طرح ہے، جس کی بو اچھی ہوتی ہے اور مزہ کڑوا ہوتا ہے، یہ تیسرے جزء کی دلیل ہے، اور دوسرے جزء کی دلیل بیان نہیں کی، وہ اختلافی مسئلہ۔

[۳۶-] بَابُ مَنْ رَايَا بِقِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ، أَوْ تَـأَكَّلَ بِهِ، أَوْ فَجرَ بِهِ

[۵۰۵۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ

سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ: قَالَ عَلِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَايُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[راجع: ۳٦۱۱]

[۵۰۵۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوْقِ" [راجع: ۳٦۱۰]

لغات: حُدَثَاء الأسنان: نوجوان.......... سُفَهَاء الأحلام: عقلوں کے اوچھے.......... يقولون من خير قول البرية: مخلوق کی بہترین بات کے قائل ہوں گے یعنی کلمہ پڑھتے ہونگے.......... الرَّمِيَّة بمعنی مَرْمِيَّة: شکار.......... حَنْجَرة: گلا.......... النَّصْل: تیر کی انّی، پیکان، پھل، اگلا نوک دار لوہا.......... القِدْح: تیر کی لکڑی جس میں پَر اور پھل لگا ہوا نہ ہو.......... الفُوق: تیر کا سوفار جہاں کمان کی تانت ٹکتی ہے۔

[۵۰۵۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ، أَوْ: خَبِيْثٌ وَرِيْحُهَا مُرٌّ"[راجع: ۵۰۲۰]

ترکیب: ويعمل به کا عطف لايقرأ پر ہے، يقرأ پر نہیں (عمدة) یعنی احکام قرآنی پر عمل پیرا تو ہے مگر قرآن پڑھتا نہیں۔

بَابٌ: اقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ

قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل متحد رہیں

اس باب میں دو حدیثیں ہیں: حضرات جندب وابن مسعود رضی اللہ عنہما کی، پہلی حدیث کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ حضرت جندبؓ کی ہے یا حضرت عمرؓ کی؟ پھر حضرت جندبؓ کی ہے تو مرفوع ہے یا موقوف؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے

پہلے اختلاف کا فیصلہ کیا ہے: جندب أصح وأکثر: جو سندیں حضرت جندبؓ تک پہنچتی ہیں وہ صحیح اور اکثر ہیں، اور دوسرے اختلاف میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، حافظ صاحب رحمہ اللہ نے مرفوع کو ترجیح دی ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اقْرَؤُا القرآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قلوبُکم، فإذا اختلفتم فقوموا عنه: قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل متحد رہیں، پس جب تم میں اختلاف ہوجائے تو قرآن چھوڑ کر اٹھ جاؤ۔

لغات: ائْتَلَفَ النَّاسُ: لوگوں کا متحد ہونا، جڑنا.......... قام عن الامر: کوئی چیز چھوڑ دینا۔

تشریح: حدیث کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں:

۱- جب تک قرآن میں دل لگا رہے، نشاط وفرحت باقی رہے، پڑھتے رہو، پھر جب دل قرآن سے ہٹ جائے تو پڑھنا بند کردو ــــ پھر حاشیہ میں یہ نصیحت کی ہے کہ ہر شخص کو عادت ڈالنی چاہئے، کوشش کرنی چاہئے، نفس کو سدھانا چاہئے تاکہ وہ قرآن پڑھنے میں نشیط رہے، رنجیدہ نہ ہو، کیونکہ کاہل اور سست لوگ جلدی رنجیدہ ہوجاتے ہیں، وہ تلاوت کے عادی نہیں ہوتے، اور جن کو قرآن سے دلچسپی ہوتی ہے وہ گھنٹوں نشاط کے ساتھ پڑھتے رہتے ہیں۔

۲- جب تک درس میں قرآن کی کسی بات میں اختلاف رونما نہ ہو، قرآن کا درس جاری رہے، لیکن جب کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو پڑھنا موقوف کردیا جائے تاکہ اختلاف آگے نہ بڑھے ــــ حافظؒ نے اس مطلب کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں: حضرت جندبؓ کی حدیث کے بعد حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث اسی مطلب کی تعیین کے لئے لائے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۳۶) آئی ہے۔ ابن مسعودؓ نے کسی کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا، وہ اس کے برخلاف پڑھ رہے تھے جس طرح ابن مسعودؓ نے نبی ﷺ سے سنا تھا، وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، آپؐ نے دونوں سے وہ آیت پڑھوائی، پھر فرمایا: "دونوں ہی ٹھیک پڑھتے ہو" شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرا ظن غالب یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: "قرآن پڑھنے میں جھگڑا مت کرو، اس لئے کہ جو لوگ تم سے پہلے ہوئے ہیں انھوں نے اللہ کی کتاب میں اختلاف کیا تو اس نے ان کو ہلاک کردیا ــــ اور میری ناقص رائے یہ ہے کہ دونوں مطلب صحیح ہیں اور حدیث جوامع الکلم کے قبیل سے ہے۔ واللہ اعلم

[۳۷-] بَابٌ: اقْرَءُ وْا الْقُرآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُکُمْ

[۵۰۶۰-] حدثنا أَبُوْالنُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ: "اقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُکُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ"

[أطرافه: ۵۰۶۱، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵]

[۵۰۶۱-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِیْ

مُطِيْعٍ، عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جَنْدُبٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ"

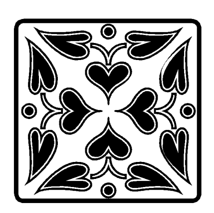
تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبَانُ، وَقَالَ غُنْدَرٌ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا، قَوْلَهُ: وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ، وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ. [راجع: ۵۰۶۰]

سند: حارث اور سعید بن زید (حماد بن زید کے بھائی) سَلاّم کے متابع ہیں، یہ دونوں بھی ابوعمران جونی سے روایت کرتے ہیں، اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں —— البتہ حماد بن سلمہ اور ابان بن یزید مرفوع نہیں کرتے، یہ دونوں بھی ابو عمران جونی کے شاگرد ہیں —— اور شعبہؒ بھی حدیث کی سند جندب پر روک دیتے ہیں —— اور عبداللہ بن عون سند حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں، اور حضرت عمرؓ کا قول قرار دیتے ہیں۔

[۵۰۶۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّـهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خِلاَفَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" كِلاَكُمَا مُحْسِنٌ! فَاقْرَآ، - أَكْبَرُ عِلْمِيْ قَالَ: - فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَأَهْلَكَهُمْ"[راجع: ۲۴۱۰]

مکتبہ حجاز دیوبند

﴿الحمد للہ! فضائل القرآن کی تفسیر ۴؍شعبان سنہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۳؍جون سنہ ۲۰۱۴ء کو پوری ہوئی﴾



کتاب النکاح

نکاح کا بیان

ابواب میں ارتباط اور نکاح کی تقریب:

دور سے جو سلسلہ بیان چل رہا تھا وہ فضائل القرآن پر تمام ہوگیا، اب نیا سلسلہ شروع کرتے ہیں، یہ ارتفاقات کا بیان ہے، ارتفاق کے لغوی معنی ہیں: مہربانی کا برتاؤ کرنا، اور اصطلاحی معنی ہیں: زندگی بسر کرنے کی مفید تدبیریں، انسان دیگر حیوانات کی طرح بہت سی حاجتیں رکھتا ہے، وہ کھانے پینے کا، مباشرت کرنے کا، دھوپ اور بارش سے بچاؤ کرنے کا، سردی میں آگ یا کپڑوں سے گرمی حاصل کرنے کا اور ان کے علاوہ بہت سی چیزوں کا محتاج ہے، پھر اس کے چند امتیازات ہیں:

۱- انسان مدنی الطبع ہے، انفرادی زندگی اس کا مزاج نہیں، وہ گھریلو اور جماعتی زندگی کا خوگر ہے، اس کے ہر فرد کو رہنے سہنے میں، ترقی کرنے میں اور اپنی فلاح و بہود کے لئے دوسروں کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح صحبت و رفاقت کا مسئلہ پیدا ہوا یعنی آپس میں رشتۂ الفت و محبت پیدا کرنا، پھر اس کو ہمیشہ باقی رکھنا ضروری ہوا، کیونکہ بارہا ایسی حاجتیں پیش آتی ہیں کہ دوسروں کے تعاون کے بغیر ان سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہوتا ہے، یہ نکاح اور گھریلو زندگی کی بنیاد ہے۔

۲-مخلوقات تین طرح پیدا ہورہی ہے: (۱) مکھیوں، کھٹملوں، جوؤں اور کیڑوں کی طرح، یہ مخلوقات ڈائریکٹ مٹی سے پیدا ہوتی ہیں، اور ان میں توالد و تناسل نہیں ہوتا، جب کیچ اور میل میں مزاج پیدا ہوتا ہے تو اس پر ارواح کا فیضان ہوجاتا ہے یہ اپنی زندگی پوری کر کے مرجاتے ہیں —— (۲) مچھلیاں ڈائریکٹ مٹی سے بھی پیدا ہوتی ہیں، پھر ان میں توالد و تناسل بھی ہوتا ہے، اسی طرح وہ بڑھتی رہتی ہیں —— (۳) اکثر مخلوقات کے پہلے دو فرد (نر و مادہ) مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، پھر افزائش نسل کے لئے ان میں توالد و تناسل کا طریقہ رائج کیا ہے، اب ان کا کوئی فرد مٹی سے پیدا نہیں ہوتا، انسان اسی قسم میں ہے، پس افزائش نسل کے لئے کوئی معقول طریقہ ضروری ہے، اور اسی کا نام نکاح ہے۔

۳- انسان پر اللہ تعالیٰ نے شہوت مسلط کی ہے، وہ ہر وقت مرد و زن کے ساتھ رہتی ہے، دیگر حیوانات میں بوقتِ حاجت خواہش پیدا ہوتی ہے، وہ ایک وقتی جذبہ سے باہم ملتے ہیں، اس طرح ان کی نسل بڑھتی رہتی ہے، مگر انسان کا حال ان سے مختلف ہے، ان میں شہوت و خواہش ہر وقت کام کرتی ہے، تاکہ گھریلو زندگی وجود میں آئے اور نسل انسانی بڑھے۔

نکاح کے معنی:

نکاح کے لغوی معنی ہیں: ملنا، کہتے ہیں: تناکحت الأشجارُ: درخت گنجان ہوگئے، ایک کی شاخیں دوسرے میں گھس گئیں، پھر اس کا استعمال صحبت کے معنی میں ہونے لگا، کیونکہ اس میں بھی ملنا ہوتا ہے، پھر عقد کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، کیونکہ عقد: صحبت کا سبب ہے —— پھر اہل لغت کے نزدیک نکاح: صحبت وعقد میں مشترک ہے، اور شریعت میں عقد حقیقی معنی ہیں اور صحبت مجازی۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي النِّكَاحِ

نکاح پر آمادہ کرنا

نکاح احوال کے اعتبار سے فرض، واجب، سنت، مباح اور حرام ہوتا ہے، مگر عام احوال میں سنت ہے، سورۃ النساء (آیت ۳) میں ہے: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾: پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں، انْكِحُوْا: امر ہے، اور امر طلب کے لئے ہوتا ہے، اور اس کا اقل مرتبہ استحباب ہے، پس ترغیب پائی گئی۔

اور باب کی پہلی حدیث کے آخر میں ہے: وَأَتَزَوَّجُ النساء، فمن رَغِبَ عن سنتی فلیس منی: اور میں ازواج سے ملتا ہوں، پس جو میرے طریقہ سے اعراض کرے وہ میرا نہیں! اس حدیث میں تبتل (عورتوں سے ترک تعلق) کی ممانعت ہے، پس اس کی ضد مستحب ہے اور باب کی دوسری حدیث پہلے آئی ہے، اس میں باب میں مذکور آیت ہی کا بیان ہے۔

٦٧- كتابُ النكاح

بسم الله الرحمن الرحيم

[١-] التَّرْغِيْبُ فِي النِّكَاحِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾[النساء: ٣]

[٥٠٦٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِىْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ أَبِى حُمَيْدٍ الطَّوِيْلُ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا، فَقَالُوْا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّىْ أُصَلِّى اللَّيْلَ أَبَدًا. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ. وَقَالَ آخَرُ: وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ

أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:" أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ"

حدیث: تین شخص امہات المؤمنین کے گھروں کے پاس آئے، وہ نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت کررہے تھے، پس جب وہ بتلائیے گئے تو گویا انھوں نے عبادت کو کم سمجھا، پس انھوں نے کہا: اور کہاں ہم نبی ﷺ سے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اگلی پچھلی سب کوتاہیاں معاف کردی ہیں؟ یعنی ہمارے لئے اتنی عبادت کافی نہیں، ان میں سے ایک نے کہا: رہا میں تو میں رات بھر نفلیں پڑھونگا، اور دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ نفل روزے رکھونگا، کبھی چھوڑوں گا نہیں، اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے جدا رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کرونگا، پس نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: " آپ لوگوں نے یہ اور یہ باتیں کہی ہیں! سنو! بخدا! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں، مگر میں نفل روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور نفلیں پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح (مقاربت) کرتا ہوں، پس جو میرے طریقہ سے روگردانی کرے گا وہ میرا نہیں!

[٥٠٦٤-] حدثنا عَلِيٌّ، سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالىٰ: ﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامىٰ فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنىٰ وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ، فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنىٰ أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾[النساء:٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ! الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حِجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا، يُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنىٰ مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا، فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكَمِّلُوْا الصَّدَاقَ، وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ. [راجع: ٢٤٩٤]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ؟

جو گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے نکاح کرے، اور جسے نکاح کی حاجت نہ ہو کیا وہ نکاح کرے؟

جو شخص ہم بستری کی طاقت رکھتا ہے اور اس کو ایسی عورت بھی میسر ہے جس سے نکاح کرنا حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے، اور وہ اس کے نان ونفقہ پر قادر ہے تو اس کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ وہ نکاح کرلے، اس سے نگاہ بہت زیادہ پست ہوجاتی ہے اور شرمگاہ کی خوب حفاظت ہوجاتی ہے، کیونکہ نکاح سے استفراغ مادّہ خوب ہوجاتا ہے ——

اور جو گھر بسانے کی طاقت نہیں رکھتا وہ مسلسل روزے رکھے، متواتر روزوں میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے نفس کی تیزی ٹوٹتی ہے، اور جوانی کا جوش ٹھنڈا پڑتا ہے، کیونکہ روزوں سے مادّہ کی فراوانی کم ہوتی ہے، مگر روزہ زہریلی دوا ہے، پس دو ماہ سے زیادہ مسلسل روزے نہ رکھے، ضرورت ہو تو کچھ وقت کے بعد دوبارہ شروع کرے، اور کم سحری اور کم افطاری سے روزے رکھے، ورنہ خاطر خواہ فائدہ نہ ہوگا —— اور جسے نکاح کی حاجت نہ ہو وہ نکاح نہ کرے، جیسے ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کو نکاح کی حاجت نہیں تھی کیونکہ نکاح ایک ضرورت ہے، بے ضرورت نکاح کرنے سے کیا فائدہ؟

[۲-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ" وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لاَ أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ؟

[۵۰۶۵-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَيَا، فَقَالَ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا، تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ، فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا أَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" [راجع: ۱۹۰۵]

حوالہ: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۵۸۰) آئی ہے، وہاں تشریح ہے، مگر ابتدائی حصہ نہیں آیا، علقمہ کہتے ہیں: میں ابن مسعودؓ کے ساتھ تھا، پس منیٰ میں ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے، پس دونوں تنہا ہوئے (اصل خلوَا ہونا چاہئے تھا) حضرت عثمانؓ نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا نکاح کنواری سے کردیں، وہ آپ کو یاد دلائے جو آپ جانتے تھے؟ پس جب دیکھا ابن مسعودؓ نے کہ ان کو نکاح کی حاجت نہیں تو مجھے اشارہ کیا (الی آخرہ)

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

جو گھر بسانے کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے

الْبَاءَةُ، وَالْبِيْئَة، وَالْمَبْوأُ، وَالْمَبَاءَةُ: المنزل، پس علیکم بالْبَاءَة کے معنی ہیں: گھر بساؤ۔ اور ایک دوسرا لفظ ہے الباه و الباهة: اس کے معنی ہیں: نکاح اور نکاح کی قدرت، یہی لفظ قوت باہ کے لئے مستعمل ہے، حدیث میں یہ لفظ نہیں ہے، کیونکہ نامرد کو روزہ کی کیا حاجت ہے؟ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۵۸۰) آچکی ہے (تحفۃ الالمعی ۳: ۴۹۶)

وِجاءٌ: آختگی۔

[۳-] بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَ ةَ فَلْيَصُمْ

[٥٠٦٦-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ عُمَارَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلىٰ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم شَبَابًا لَانَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" [راجع: ١٩٠٥]

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

تعددِازدواج

بچند وجوہ تعددِازدواج مرد کی واقعی ضرورت ہے:

۱- عورت عوارض سے دوچار ہوتی ہے، حیض، حمل، زچگی، نفاس اور رضاعت سے اس کو دوچار ہونا پڑتا ہے، اس زمانہ میں عورت قابل استفادہ نہیں ہوتی یا جنسی اختلاط باعث کلفت ہوتا ہے۔

۲- پچاس سال کے بعد عورت مایوس ہوجاتی ہے، اور جنسی التفات میں کمی آجاتی ہے، اور مرد بہت دنوں تک کارآمد رہتا ہے اور بے رغبتی کے ساتھ اختلاط باعث مسرت نہیں ہوتا، اس لئے بھی نیا نکاح مرد کی ضرورت بن جاتا ہے۔

۳- بعض خطوں میں لڑکیوں کی شرح پیدائش لڑکوں سے زیادہ ہوتی ہے، پس ایک سے زیادہ نکاح ایک معاشرتی ضرورت ہے۔

۴- مردوں پر عورتوں کی بہ نسبت حوادث زیادہ آتے ہیں، ایسی صورت میں عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، جس کا حل کثرتِ ازدواج ہے۔

۵- عورت بیک وقت ایک ہی مرد کے لئے بچہ جنتی ہے، جبکہ مرد بیک وقت کئی عورتوں سے اولاد حاصل کرسکتا ہے، پس افزائش نسل کی ضرورت بھی کثرتِ ازدواج کے جواز کی مقتضی ہے۔

۶- اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت عفت وعصمت اور پاکدامنی وپرہیزگاری کی ہے، اور مرد کبھی قوی الشہوت ہوتا ہے، ایک بیوی سے اس کی ضرورت کی تکمیل نہیں ہوتی، ایسی صورت میں وہ یا تو گناہ میں مبتلا ہوگا یا خون کے گھونٹ پی کر رہ جائے! مگر کبھی فخر ومباہات اور حرص وآز درمیان میں آجاتے ہیں، اور آدمی حد سے زیادہ نکاح کرلیتا ہے، پھر سب بیویوں کے

حقوق ادا نہیں کرتا، بعض کو ادھر لٹکا ہوا چھوڑ دیتا ہے، جو ظلم وزیادتی ہے، چنانچہ اسلام نے انصاف کی شرط کے ساتھ چار بیویوں تک نکاح کی اجازت دی، اوراس پر امت کا اجماع ہے، پس کسی گمراہ فرقہ کا اختلاف کوئی معنی نہیں رکھتا۔

البتہ نبی ﷺ تین باتوں میں امت سے مختلف تھے، اس لئے آپؐ کے لئے نکاح میں تحدید نہیں تھی:

۱- آپؐ صاحبِ وحی تھے، اس لئے ظلم کا تحقق ہوا یا نہیں؟ اس کا پتہ آپؐ کو وحی سے چل سکتا تھا، امت کو اس کا احساس نہیں ہوسکتا۔

۲- آپؐ معصوم تھے، کسی کی حق تلفی آپؐ سے ممکن نہیں تھی۔

۳- مصالح مختلف تھے، آپؐ نے ملّی، ملکی اور شخصی مصالح کے پیش نظر چار سے زائد نکاح کئے ہیں، امت کو اس کی ضرورت نہیں۔

[٤-] بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

[٥٠٦٧-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ، قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلاَ تُزَعْزِعُوْهَا وَلاَ تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلاَ يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

ترجمہ: عطاء کہتے ہیں: ہم ابن عباسؓ کے ساتھ سرف مقام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شریک ہوئے، ابن عباسؓ نے کہا: یہ نبی ﷺ کی اہلیہ ہیں، پس جب ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اس کو نہ جھنجھوڑو، نہ جھٹکے دو، اور نرمی سے لے چلو، پس بے شک نبی ﷺ کے پاس (بوقت وفات) نو ازواج تھیں، آپؐ آٹھ کے لئے باری مقرر کرتے تھے اور ایک کے لئے مقرر نہیں کرتے تھے (حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی تھی، اس لئے آپؐ ان کے پاس دو دن رہتے تھے، اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے لئے باری تھی، یہی بات بیان کرنی مقصود ہے)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ملّی مصلحت سے کیا تھا

غزوۂ احزاب میں جب اللہ کی مدد آئی، بادِ صرصر چلی تو دشمن سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور میدان خالی ہوگیا، پس آپ نے پیشین گوئی کہ اب مکہ والے حملہ نہیں کرسکیں گے، اب ہم چڑھائی کریں گے! پھر آپؐ نے خواب دیکھا کہ آپؐ صحابہ کے ساتھ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، اور اطمینان سے ارکان ادا کئے، اس خواب سے بیت اللہ کی زیارت کا شوق فزوں ہوگیا، آپؐ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کے لئے روانہ ہوئے، مگر مکہ والوں نے عمرہ نہیں کرنے دیا، بالآخر حدیبیہ میں صلح ہوئی کہ دس سال کے لئے جنگ کی ڈبیہ بند! اور مسلمان اس سال واپس جائیں، اگلے سال آئیں اور تین دن

مکہ میں رہیں، مکہ والے مکہ خالی کردیں گے —— اگلے سال جب عمرۂ قضا کے لئے چلنے کا وقت آیا تو آپؐ نے ایک پروگرام بنایا، مکہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سالی بیوہ ہوگئی تھیں، آپؐ نے دو شخصوں کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا، حضرت میمونہؓ نے اپنے بہنوئی عباسؓ کو نکاح کا وکیل بنایا، جب نبی ﷺ مقام سَرِف میں پہنچے جو مکہ سے بارہ میل ہے تو حضرت عباسؓ خاندان کے ساتھ استقبال کے لئے آئے اور مقام سرف میں انھوں نے میمونہؓ کا آپؐ سے نکاح کردیا، اس وقت آپؐ احرام میں تھے اس لئے نکاح کا چرچا نہیں ہوا۔ پھر آپؐ مکہ میں داخل ہوئے، کفار نے حسب معاہدہ مکہ خالی کردیا، پہلے دن آپؐ اور صحابہ عمرہ کے افعال میں مشغول رہے، دوسرے دن آپؐ نے مشرکین کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے یہاں نکاح کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ یہاں رخصتی عمل میں آئے پھر ولیمہ کروں اور آپ سب حضرات کو کھلاؤں، پھر مکہ سے نکل جاؤں گا، مگر تین دن تک تو آپ حضرات مکہ میں نہیں آسکتے اور چوتھے دن میں نہیں ٹھہر سکتا، اس لئے ایک دن مزید ٹھہرنے کی مجھے اجازت دو، چوتھے دن آپ سب حضرات مکہ میں آئیں اور میرا ولیمہ کھائیں، پلان یہ تھا کہ چونکہ وہ صحابہ کے رشتہ دار تھے، اس لئے جب ملیں گے تو صحابہ کو ذہن سازی کا موقعہ ملے گا، مگر انھوں نے ٹکا سا جواب دیا، کہا: ہمیں ولیمہ نہیں کھانا، تین دن میں مکہ خالی کردو، یوں ساری اسکیم فیل ہوگئی اور حضرت میمونہؓ کو ساتھ لے لیا اور سرف میں منزل کی، وہاں زفاف عمل میں آیا، پھر اتفاق کہ ۵۱ہجری میں مقام سرف ہی میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

[٥٠٦٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ. [راجع: ٢٦٨]

وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وضاحت: یہ روایت صرف یہ بتلانے کے لئے لائے ہیں کہ بوقت وفات نبی ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں —— اور دوسری سند سماع کی صراحت کے لئے لائے ہیں، قتادہ پر تدلیس کا الزام تھا۔

[٥٠٦٩-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ فَتَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا: تیرا نکاح ہوگیا؟ انھوں نے کہا: نہیں، فرمایا: نکاح کرلے اس لئے کہ اس امت کا بہترین بیویوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ تھا، یعنی نبی ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں —— نبی بھی امت کا فرد ہوتا ہے، نبی اپنی ذات کی طرف بھی مبعوث ہوتا ہے، جو احکام امت کو دیتا ہے ان پر خود بھی عمل کرتا ہے، اور توحید

کے ساتھ اپنی رسالت کی بھی گواہی دیتا ہے —— اور ابن عباسؓ صرف یہ استدلال کرنا چاہتے ہیں کہ نکاح نبیوں کی سنت ہے۔ پس تو نکاح کرلے، سورۃ الرعد (آیت ۳۸) میں ہے: ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾: ہم نے رسولوں کے لئے بیویاں اور اولاد بنائی —— پس تجرد مسنون نہیں، تأہل (شادی کرنا) مسنون ہے۔

بَابٌ: مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی یا کوئی نیک کام کیا تو نیت کا اعتبار ہوگا

تزویج (تفعیل) بمعنی تزوج (تفعل) ہے یعنی نکاح کرنے کے لئے، نکاح کرانے کے لئے نہیں، امام بخاریؒ یہ مصدر اس طرح استعمال کرتے ہیں، کسی نے دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کی کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے، یا اسی مقصد سے علم حاصل کیا یا جیسے ام سلیمؓ نے ابوطلحہؓ سے نکاح کے لئے ان کے اسلام کی شرط لگائی: ان صورتوں میں ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا، بلکہ جس کام کی نیت کی ہے اس کا اعتبار ہوگا: وہ کارِ خیر ہے تو اس کا ثواب ملے گا، اور مباح امر ہے تو مباح ہے، اور گناہ کا کام ہے تو گناہ ہوگا، جیسے معصیت کے لئے سفر کرنا بھی معصیت ہے۔

[۵-] بَابٌ: مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

[۵۰۷۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" [راجع: ۱]

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِيْ مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالإِسْلَامُ

دیندار، تنگ دست حافظ قرآن کا نکاح کرانا

اسلام: یہاں بمعنی اعمال ہے، ایمان کا مترادف نہیں، جس کے ساتھ اسلام ہے یعنی جو نیک بندہ ہے، کرنے کے کام کرتا ہے، نہ کرنے کے کاموں سے بچتا ہے، بعض حافظ نماز نہیں پڑھتے، ڈاڑھی کٹواتے ہیں، بیڑی پیتے ہیں یہ حافظ نکل گئے۔

اور معه القرآنُ کا مطلب ہے: وہ واقعی حافظ ہے، قرآن اس کی نوک زبان ہے، جو صرف نام کا حافظ ہے یا رمضانی حافظ ہے وہ نکل گیا، کیونکہ اس کو حافظ کہنا ہی مجاز ہے، آج کل زیادہ تر حافظ ایسے ہی ہیں، رمضان کے علاوہ قرآن کو ہاتھ نہیں لگاتے، اور رمضان میں روزانہ ایک پارہ ان کو یاد ہوتا ہے، دوسرے دن اس کو بھول جاتے ہیں: یہ حفاظ باب میں مراد نہیں۔

سوال: آج کل اکثر حفاظ ایسے کیوں ہیں؟ جب انھوں نے محنت کر کے اور ڈنڈے کھا کر حفظ کیا ہے تو اسے پڑھتے کیوں نہیں؟

جواب: انھوں نے اپنے لئے حفظ نہیں کیا، ابا امی کے لئے حفظ کیا ہے، نیک والدین اولاد کو حفظ کراتے ہیں تاکہ ان کو آخرت میں تاج مل جائے، ڈنڈے کھائے بچہ اور تاج پہنے ابا! خود ناظرہ خواں بھی نہیں ہوتا، نہ اس کی کوشش کرتا ہے، مگر بچے کو حفظ کے لئے بٹھاتا ہے تاکہ ان کو مفت میں تاج مل جائے —— اور بچہ لاشعور ہوتا ہے، انکار نہیں کر سکتا، اور استاذ بھی سختی کرتا ہے، جس کو وہ برداشت کرتا ہے، اور اللہ کے فضل سے حافظ ہوجاتا ہے، مگر جس دن مدرسہ جلسہ کرتا ہے، اور تکمیل حفظ کی سند دیتا ہے اور دستار بندی کرتا ہے اور باپ مطمئن ہوجاتا ہے کہ میرا تاج ریزرو! اسی دن بچہ قرآن پڑھنا چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ اس نے اپنے شوق سے اپنے لئے حفظ نہیں کیا! پھر اگر دور کچا رہ گیا تو وہ قرآن بھول جاتا ہے، اور دور مضبوط ہوگیا تو رمضانی حافظ بن کر رہ جاتا ہے —— یہ ہے وجہ حفاظ کے قرآن نہ پڑھنے کی!

دوسرا سوال: آج کل مدارس عربیہ کی بھرمار ہے، مگر جو علماء تیار ہوتے ہیں وہ کرر کرے (خاک آمیز) اور ناپختہ کار ہوتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ آٹھ سال شب و روز محنت کرتے ہیں پھر بھی کماحقہ کامیاب نہیں ہوتے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی وجہ بھی یہی ہے، حفظ کے بعد نیک والدین بچے کو عالم بنانا چاہتے ہیں تاکہ بچے کی زندگی سنور جائے اور ان کو آدھی جنت مل جائے! اس لئے وہ بچہ کو مدرسہ میں ڈالتے ہیں، مگر بچہ کو کچھ نہیں کرنا، وہ شوق سے نہیں پڑھتا، وہ صرف آٹھ سال مدرسہ میں 'پڑا' رہتا ہے، اور علم 'پڑنے' سے نہیں آتا، پڑھنے سے آتا ہے، اور باپ اس کو گھر میں ٹھہرنے نہیں دیتا، اس لئے مجبوراً وہ مدرسہ میں پڑا ہے، بلکہ مدرسہ کی زندگی میں بھی وہ دیگر امتحانوں کی تیاری میں لگا رہتا ہے یا پھر موالی (یار دوست) بن جاتا ہے، اور فارغ ہوتے ہی اور سند ملتے ہی بساط الٹ دیتا ہے اور اپنی دنیا بنانے کی راہیں تلاش کرتا ہے!

ہاں بعض طلباء میں آدھے راستہ میں شوق پیدا ہوتا ہے، اب وہ شوق سے پڑھنا چاہتے ہیں، مگر وہ بھی ناکام رہتے ہیں، کیونکہ پڑھنا درحقیقت عربی چہارم تک ہے، اس مرحلہ تک استعداد بن گئی تو آگے وہ پتھر سے علم نکال لے گا۔ اور اگر استعداد نہیں بنی تو آگے جھینکنا ہی جھینکنا ہے! اس لئے یہ طلباء جن میں آخر میں شوق پیدا ہوتا ہے وہ بھی کچے رہ جاتے ہیں، پہلے پڑھنے والے تھوڑے تھے مگر وہ اپنے شوق سے پڑھنے کے لئے نکلتے تھے، اور پڑھ کر ہی گھر لوٹتے تھے: اس لئے کامیاب ہوتے تھے، اب طلباء چوتھائی سال گھر میں رہتے ہیں، اور دورانِ تعلیم دو مرتبہ گھر جاتے ہیں، اس لئے وہ ابنائے قدیم کے برابر نہیں ہوسکتے۔

آمدن برسر مطلب: نیک بندوں کی اور خاص طور پر حفاظِ قرآن کی اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں، سورۃ النور (آیت ۳۲) میں ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ، إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ

فَضْلِهٖ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾: تم میں سے جو بے نکاح ہیں ان کا نکاح کردو، اور جو تمہارے نیک غلام باندی ہیں ان کا بھی نکاح کردو، اگر وہ مفلس ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے بے نیاز کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ وسعت والے اور سب کچھ جاننے والے ہیں۔

اس آیت میں وعدہ ہے کہ نیک بندوں کی نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں، پھر نیک بندہ حافظ قرآن بھی ہو تو سونے پے سہاگہ! ایسے شخص کا ضرور نکاح کرادیا جائے، اس کو لڑکی دی جائے، اس کے فقر پر نظر نہ کی جائے —— یہاں تزویج اپنے معنی میں ہے یعنی نکاح کرانا۔

اور باب میں ایک حدیث کا حوالہ ہے اور ایک حدیث ذکر کی ہے، ابھی حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے (حدیث ۵۰۳۰) ایک صحابی کے پاس کچھ نہیں تھا، بیوی کو دینے کے لئے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں تھی، مگر ان کو قرآن کی متعدد سورتیں یاد تھیں، اسی کی بنیاد پر نبی ﷺ نے ان کا نکاح کرادیا، پس اگر کوئی پورے قرآن کا حافظ ہو تو اس کا نکاح بدرجۂ اولیٰ کرادینا چاہئے، رہی اسلام کی بات تو دورِ اول میں ہر مسلمان دین پر صد فی صد عامل تھا —— دوسری حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، وہ پہلے نہیں آئی، ابن مسعودؓ نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے، ہمارے لئے عورتیں نہیں تھیں یعنی ہم بے شادی شدہ تھے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم خصّی ہو جائیں؟ (تاکہ جہاد میں کسی گناہ کا امکان نہ رہے، فوج جنگ میں کردنی ناکردنی کرتی ہے) نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کیا —— پس جب قوت مردمی باقی ہے اور گناہ سے بچنا بھی ضروری ہے تو نکاح کے سوا چارہ کیا ہے؟ پس لوگوں کو چاہئے کہ حفاظ اور علماء کو لڑکیاں دیں اور ان کا نکاح کرادیں۔

[٦-] بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ الَّذِىْ مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالإِسْلَامُ

فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٠٧١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ قَيْسٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نَسْتَخْصِىْ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ. [طرفه: ٥٠٧٥]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيْهِ: انْظُرْ أَىَّ زَوْجَتَىَّ شِئْتَ حَتّٰى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا

اپنے دینی بھائی کے لئے بیوی کا ایثار کرنا جائز ہے

ایک امکانی مگر غیر وقوعی صورت یہ ہے کہ حافظ قرآن کو جو نیک صالح بھی ہے شادی کے لئے لڑکی نہیں مل رہی، پس اگر کسی کے نکاح میں ایک سے زیادہ عورتیں ہوں، اور وہ ایثار کرے اور پیش کش کرے کہ میری جو بیوی پسند ہو: بتادو، میں اس کو

طلاق دیدوں گا اور آپ عدت کے بعد اس سے نکاح کرلیں، پس اگر عورت بھی راضی ہو تو ایسا ایثار کیا جاسکتا ہے، حضرت سعد بن الربیعؓ نے اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے ایسی پیش کش کی تھی، مگر انھوں نے قبول نہیں کی، مگر جواز نکل آیا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۳۰) آئی ہے۔

[۷-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيْهِ: انْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

[۵۰۷۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَآخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ، فَأَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: "مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟" فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً، قَالَ: "فَمَا سُقْتَ؟" قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"[راجع: ۲۰۴۹]

حوالہ: حضرت عبدالرحمٰن کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۳۰) آئی ہے، مضمون وہی ہے جو باب کی حدیث میں ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

عورتوں سے کنارہ کشی اور فوطے نکال دینا حرام ہے

یہ منفی پہلو سے ترغیب نکاح کا باب ہے۔ تَبَتُّل کے معنی ہیں: عورتوں سے بےتعلق رہنا، اور اس کی دو صورتیں ہیں: ایک نکاح ہی نہ کرنا، دوسرے: بیوی سے بےتعلق رہنا، اس سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا، یہ صورت پہلی صورت سے بدتر ہے، انبیاء کا طریقہ طبیعت کی اصلاح کرنا ہے، اس کی کجی کو دور کرنا ہے، نفس کے تقاضوں کو پامال کرنا ان کا طریقہ نہیں۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کے تبتل کے ارادے کو رد کردیا، اگر آپؐ ان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم خصّی ہوجاتے (کیونکہ کسی چیز کی اجازت دینے سے اس چیز کی اجازت خود بخود ہوجاتی ہے، جس پر وہ چیز موقوف ہوتی ہے، پس جب نبی ﷺ تبتل کی اجازت دیدیتے تو خصّی ہونے کی اجازت خود بخود نکل آتی، اس لئے کہ مردانگی ختم کئے بغیر حقیقی تبتل ممکن نہیں)

[۸-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

[۵۰۷۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، سَمِعَ

سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لاَخْتَصَيْنَا. [طرفه: ٥٠٧٤]

[٥٠٧٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّـهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ - يَعْنِيْ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم- عَلٰى عُثْمَانَ، وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لاَخْتَصَيْنَا. [راجع: ٥٠٧٣]

وضاحت: يعنى النبى صلى الله عليه وسلم: سے رَدَّ کے فاعل کی تعیین کی ہے —— اور ذلك کا مشارالیہ التبتل ہے جو پہلی حدیث میں آیا ہے۔

آئندہ حدیث: ابھی گذری ہے، اس میں یہ مضمون زائد ہے: پھر نبی ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کریں، یعنی نکاح متعہ کی اجازت دی، پھر ابن مسعودؓ نے سورۃ المائدہ کی (آیت ۸۷) پڑھی: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں (خواہ وہ ازقسم مطعومات ہوں یا ملبوسات یا منکوحات) ان کو حرام مت کرو، اور حد سے آگے مت نکلو (حلال تک ہی رہو) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے'' (حضرت ابن مسعودؓ ابتداء میں جواز متعہ کے قائل تھے بعد میں انھوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا، جیسے ابن عباسؓ بھی جواز کے قائل تھے، پھر انھوں نے بھی رجوع کرلیا تھا، اس مسئلہ پر آگے مستقل باب آرہا ہے)

[٥٠٧٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَيْسَ لَنَا شَيْئٌ، فَقُلْنَا: أَلاَ نَسْتَخْصِيْ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَتُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [راجع: ٥٠٧١]

آئندہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں جوان آدمی ہوں، اور مجھے اپنے نفس کے بارے میں زنا کا اندیشہ ہے، اور میں وہ اسباب نہیں پاتا کہ ان کے ذریعہ نکاح کروں (پس کیا میں خصّی ہوجاؤں؟) آپؐ خاموش رہے، انھوں نے مکرر سہ کرر یہی بات عرض کی تو آپؐ نے فرمایا: ''قلم وہ بات لکھ کر خشک ہو چکا ہے جو تمہیں پیش آنی ہے، پس اب خواہ تم خصّی ہوؤ یا نہ ہوؤ!''

تشریح: نکاح کے اسباب مہیا نہ ہونے کی صورت میں اور زنا کا خوف ہونے کی صورت میں بھی نبی ﷺ نے خصّی ہونے کی اجازت نہیں دی، کیونکہ یہ فعل حرام ہے (یہاں باب ہے) —— اور جَفَّ القلمُ بما أنت لاَقٍ: تقدیر میں عدم تبدیلی کی تعبیر ہے، پہلے ہولڈر سے اور اس سے بھی پہلے لکڑی کے قلم سے سیاہی میں ڈبو کر لکھتے تھے، پس جب تک قلم خشک

نہیں ہوتا تھا تحریر میں تبدیلی ممکن تھی، جب لکھ کر قلم خشک ہوگیا تو اب لکھے ہوئے کو بدلنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

اور حدیث سے یہ ضابطہ نکلا کہ حرام سے بچنے کے لئے دوسرے حرام کا ارتکاب جائز نہیں، اور مخمصہ میں مردار کی حلت ایک استثنائی صورت ہے، اس حالت میں مردار حرام نہیں رہتا، اور اختصاء بہرحال حرام ہے خواہ زنا کا اندیشہ ہو یا نہ ہو —— پھر مجبور شخص کیا کرے؟ تقدیر الٰہی پر اعتماد کرے، جو کچھ پیش آنا ہے آ کر رہے گا!

[۵۰۷۶-] وَقَالَ أَصْبَغُ، أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلٰى نَفْسِيْ الْعَنَتَ، وَلاَ أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ؟ فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لاَقٍ، فَاخْتَصِرْ عَلٰى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ"

لغت: العَنَت کے اصل معنی ہیں: سختی اور مشقت، اور اس حدیث میں اور سورۃ النساء (آیت ۲۵) میں زنا کے معنی ہیں: ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ﴾ کیونکہ زنا دنیا و آخرت میں سختی کا باعث ہے............ اخْتَصِرْ: گیلری میں اخْتَصِ ہے، عمدۃ اور فتح کے نسخوں میں بھی یہی ہے، پس یہی صحیح ہے............ علی ذلك: اندریں صورت۔

بَابُ نِكَاحِ الأَبْكَارِ

کنواری سے نکاح کرنا

نکاح کے تعلق سے کنواری اور بیوہ یکساں ہیں، کسی کے ساتھ نکاح کی کوئی فضیلت وارد نہیں ہوئی، پس مصلحت کا جو تقاضہ ہو اس کے موافق کنواری یا بیوہ سے شادی کرسکتا ہے، نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب بیواؤں سے نکاح کیا ہے، کیونکہ مصلحت کا یہی تقاضہ تھا۔ نبی ﷺ کے تعدادِ ازدواج کی ایک حکمت یہ تھی کہ ہجرت کے بعد جب احکام کا نزول شروع ہو تو آپؐ کے گھر میں متعدد ایسی باشعور عورتیں جمع ہوں جو خلوت کی زندگی محفوظ کریں، اور حضرت عائشہؓ اگرچہ کنواری تھیں مگر ہزار بیواؤں پر بھاری تھیں، ان کی مرویات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

البتہ طبعاً رغبت کنواری کی طرف زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ اس کو سلیقہ سکھانا، حکمت کے تقاضوں پر چلانا اور اس کو ذمہ داریاں اوڑھانا آسان ہوتا ہے، کیونکہ وہ کوری تختی کے مانند ہوتی ہے، اور اس میں بچے جننے کی صلاحیت بھی زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ وہ نوجوان ہوتی ہے، اور ثیبہ شوہر دیدہ چالاک اور درشت خو ہوتی ہے، اور قوتِ تولید بھی اس کی کمزور پڑ جاتی ہے، اور وہ لکھی ہوئی تختی کے مانند ہوتی ہے، جس کے سابقہ نقوش مٹانا اور سلیقہ سکھانا آسان نہیں ہوتا، البتہ نظام خانہ داری کے تقاضے سے

تجربہ کار عورت کی ضرورت ہو، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ضرورت تھی تو پھر بیوہ سے نکاح کرنا بہتر ہے۔
(تحفۃ الالمعی ۳:۵۱۴، رحمۃ اللہ الواسعہ ۵:۳۶)

[۹-] بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ: لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكْرًا غَيْرَكِ.

[۵۰۷۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِيْ أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ؟ قَالَ: "فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا" تَعْنِيْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

حوالہ: معلق روایت پہلے کتاب التفسیر (حدیث ۴۷۵۳) میں آئی ہے۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ! بتلائیں: اگر آپؐ کسی میدان میں پڑاؤ ڈالیں، اور اس میں ایک درخت ہے جس کے کچھ پتّے کھالئے گئے ہیں، اور آپؐ ایک ایسا درخت پائیں جس میں سے کچھ نہیں کھایا گیا (وہ اچھوتا ہے) تو آپؐ کونسے درخت میں اپنا اونٹ چرائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "اس درخت میں جس میں سے کچھ کھایا نہیں گیا!" صدیقہ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے علاوہ کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

سوال: یہ بات سمجھ میں آگئی، یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے، مگر آخر صدیقہؓ اشارۃً کیا کہنا چاہتی ہیں؟

جواب: کج کلاہی نازہا دارد بسے ❁ ناز او انداز ہا دارد بسے
بانکپن ناز بہت رکھتا ہے ❁ اور ناز کے انداز مختلف ہوتے ہیں

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو دل پسند جواب دے کر خوش کر دیا۔

[۵۰۷۸-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةِ حَرِيْرٍ، فَيَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ"

[راجع: ۳۸۹۵]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۳۵۶) آئی ہے ـــــ اور إن یکن ھذا: شک نہیں، بلکہ اللہ کی مشیت پر تفویض (سپردگی) ہے۔

بَابُ الثِّيِّبَاتِ

بیواؤں کا بیان

یہ جوڑی دار باب ہے، اس کے جوڑ کا باب آ گیا، وہاں بتایا ہے کہ اگر نظام خانہ داری کے تقاضے سے تجربہ کار عورت کی ضرورت ہو تو پھر بیوہ سے نکاح کرنا چاہئے۔ اور معلق روایت آگے (حدیث ۵۱۰۱) آرہی ہے، ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن سے جو بیوہ تھیں نکاح کی پیش کش کی، آپؐ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں، کیونکہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، پھر فرمایا: ''پیش مت کرو تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں کو نہ اپنی بہنوں کو'' کیونکہ ربیبہ سے نکاح بھی حرام ہے، خیر یہ تو ایک عارض تھا، اگر کوئی مانع نہ ہوتا تو بیوہ سے نکاح جائز تھا، پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ لائے ہیں، یہ واقعہ تفصیل سے پہلے (تحفۃ القاری ۲:۲۸۷) آچکا ہے، حضرت جابرؓ نے خوانگی مصلحت سے بیوہ سے نکاح کیا تھا، نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا اور دعائیں دیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۱۰-] بَابُ الثِّيِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَاتَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ"

[۵۰۷۹-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزْوَةٍ، فَتَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ، فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ، فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ، فَإِذَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" مَا يُعَجِّلُكَ؟" قُلْتُ: كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. قَالَ: "بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟" قُلْتُ: ثَيِّبٌ. قَالَ:" فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: "أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا" أَيْ: عِشَاءً "لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ"[راجع: ٤٤٣]

لغات: القَطُوْف: سست اور بے ڈھنگی چال چلنے والا چوپایہ .... راکب من خلفی: یہ نبی ﷺ تھے، بعد میں پتہ چلا .... نَخَسَ: چبھویا (سونٹے میں لگی ہوئی کیل سرین یا پہلو میں چبھوئی) .... العنزة: پھل لگا ہوا ڈنڈا .... فَهَلَّا کا جواب یہاں نہیں، دوسری جگہ ہے .... لِكَيْ تَمْتَشِطَ: تاکہ پراگندہ سر کنگھی کرلے یعنی خود کو سنوار لے، اور جس کا شوہر سفر میں گیا ہوا ہے وہ استرہ استعمال کرلے یعنی زیر ناف لے لے۔

[۵۰۸۰-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: تَزَوَّجْتُ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:"مَا تَزَوَّجْتَ؟" فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا، فَقَالَ:

"مَالَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلُعَابِهَا؟" فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ"[راجع: ٤٤٣]

قوله: مالك: کیا ہے تیرے لئے اور کنواریوں کے لئے اوران کے تھوک کے لئے؟ یعنی کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا، اس کا وٹامن بی بی پیتا اور دبیز العلماء بن جاتا؟............ **فذکرت:** شعبہ رحمہ اللہ نے عمرو بن دینارؒ سے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو انھوں نے مذکورہ جملہ کی جگہ دوسرا جملہ کہا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

چھوٹوں کا بڑوں سے نکاح کرنا

غیر مسلم نکاح اور زفاف (بنا) میں فرق نہیں کرتے اس لئے ان کو اشکال پیش آتا ہے، اسلام میں یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں، نکاح ہر عمر میں ہوسکتا ہے، نابالغ لڑکی کا بالغ مرد سے یا نابالغ لڑکے کا بالغ عورت سے نکاح ہوسکتا ہے، مگر رخصتی اس وقت عمل میں آئے گی جب نابالغ جماع کے قابل ہو جائے، صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہجرت سے پہلے چھ سال کی عمر میں نبی ﷺ سے ہوا تھا، پھر رخصتی ہجرت کے بعد ۲ ہجری میں عمل میں آئی، جب وہ زفاف کے قابل ہوگئیں۔

[۱۱-] بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

[٥٠٨١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ، فَقَالَ: "أَنْتَ أَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ"

ترجمہ: عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی منگنی ڈالی، ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں آپؐ کا بھائی ہوں (پس عائشہؓ آپؐ کی بھتیجی ہے اور حرام ہے) آپؐ نے فرمایا: "آپ میرے دینی بھائی ہیں، اور وہ میرے لئے حلال ہے"

ایک واقعہ: جب میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کا طالب علم تھا، تو میں اور مفتی محمود نیپالی حضرت الاستاذ مفتی مہدی حسن صاحب قدس سرہ کے ساتھ خادم کی حیثیت سے ان کے وطن شاہ جہاں پور گئے، واپسی میں مفتی صاحب سکنڈ کلاس میں تھے اور ہم تھرڈ کلاس میں، ہم بدعتیوں کے زمرہ میں پھنس گئے، اور درج ذیل سوال وجواب ہوئے:

سوال: آپ اشرف علی کو جانتے ہیں؟

جواب: کہاں رہتے ہیں؟

سوال: وہ تو مر گیا۔

جواب: میں سب زندوں کو نہیں جانتا، مردوں کو کہاں جانونگا!

سوال: فتاوی رشیدیہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: میں صرف اللہ کی کتاب کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا حرف حرف صحیح ہے، کسی دوسری کتاب کی مجموعی حیثیت سے ذمہ داری نہیں لے سکتا، آپ فتاوی رشیدیہ کے کسی خاص مسئلہ کے بارے میں پوچھیں تو میں اپنی رائے دوں (اس کو کوئی مسئلہ معلوم نہیں تھا)

سوال: میں اور میری یہ بیوی ایک پیر صاحب سے بیعت ہیں، پس ہم بھائی بہن ہوگئے، پس کیا ہمارا نکاح باقی رہا؟

جواب: یہ مسئلہ تو آپ کو بیعت ہونے سے پہلے پیر صاحب سے پوچھنا چاہئے تھا (خاموشی!)

میں نے پوچھا: مسلمان مرد کا مسلمان عورت سے نکاح ہوسکتا ہے، اگر کوئی حرام رشتہ نہ ہو؟

جواب: ہوسکتا ہے۔

میں نے کہا: قرآن میں ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾: مسلمان سب بھائی (بہن) ہیں (سورۃ الحجرات آیت ۱۰)

جواب: یہ دینی رشتہ سے بھائی بہن ہیں، نسبی رشتہ سے بھائی بہن نہیں ہیں۔

میں نے کہا: پھر بیعت ہونے سے نسبی رشتہ کے بھائی بہن کہاں سے ہوجائیں گے؟ روحانی تعلق پیدا ہوگا (خاموشی!)

سوال: پہلے آپ نے بتایا ہے کہ صدیقہؓ کا رشتہ حضرت ابوبکرؓ نے پیش کیا تھا، جس کو آپؐ نے منظور کیا، کیونکہ آپؐ دو مرتبہ خواب دیکھ چکے تھے اور یہاں اس کے برعکس ہے؟

جواب: یہ قصہ روایات میں بار بار آتا ہے اور مختلف طرح سے آتا ہے، پس کسی ایک روایت پر انحصار نہیں کرنا چاہئے۔

بَابٌ: إِلٰى مَنْ يَنْكِحُ؟ وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ

(۱) کس عورت سے نکاح کرے؟ (۲) اور کونسی عورت بہتر ہے؟

(۳) اور مستحب یہ ہے کہ اپنے نطفہ کے لئے بہترین عورت کا انتخاب کرے، مگر یہ واجب نہیں

پہلی دو باتیں ایک ہی ہیں، پس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: کیسی عورت سے نکاح کرنا چاہئے؟ —— جب نکاح کرنا ضروری ہوا تو ایسی عورت کی نشاندہی ضروری ہے جس سے نکاح کرنا مصلحت سے ہم آہنگ ہو، اور جس سے گھریلو زندگی کے مقاصد تکمیل پذیر ہوں، احادیث میں اس سلسلہ میں یہ راہ نمائی آئی ہے:

دین داری کو ترجیح:

لوگ عموماً نکاح کے لئے عورت کے انتخاب میں چار باتیں پیش نظر رکھتے ہیں: (۱) عورت کی مالداری (۲) عورت کی خاندانی خوبیاں (۳) عورت کا حسن و جمال (۴) عورت کی دینداری، اگر عورت پارسا، باعفت، عبادت گذار اور خدا کی نیک بندی ہو تو دیندار لوگ اس سے نکاح کو ترجیح دیتے ہیں، یہ حدیث آگے (نمبر ۵۰۹۰) آرہی ہے۔

اولاد پر شفقت اور شوہر کی چیزوں کی حفاظت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ پر سواری کرنے والی عورتوں میں یعنی عرب کی عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں، وہ چھوٹی اولاد پر بہت شفقت کرنے والی اور شوہر کی چیزوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔

تولید کی وافر صلاحیت اور شوہر سے محبت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ بچے جننے والی زیادہ پیار کرنے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری زیادتی سے (قیامت کے دن) دیگر امتوں پر فخر کرونگا''

اس کی تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ (۵:۲۶-۲۹) میں ہے، اس کی مراجعت کی جائے۔

دوسری بات: ابن ماجہ میں روایت ہے: تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، وَأنكحوا الأكفاء: انتخاب کرو اپنے مادّوں کے لئے اور میل کے لوگوں سے نکاح کراؤ ـــــ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے، اگر کوئی اچھی عورت کا انتخاب نہ کرے تو بھی نکاح ہوجائے گا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۱۲-] بَابٌ: إِلٰى مَنْ يَنْكِحُ؟ وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟

وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطَفِهِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ

[۵۰۸۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبَلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ: أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهِ" [راجع: ٣٤٣٤]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۵۰) آئی ہے۔

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ، وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

جماع کے لئے لونڈی رکھنا، اور جس نے باندی کو آزاد کرکے نکاح کیا

اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کے بجائے لونڈی رکھے اور اس کو بیوی کے طور پر استعمال کرے تو یہ بھی جائز

ہے، اور اگر کوئی شخص باندی کی تعلیم وتربیت کرے، پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے، کیونکہ اس نے باندی کو شرفِ انسانیت سے ہم کنار کیا۔

[۱۲م-] بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِیِّ، وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِیَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

[۵۰۸۳-] حدثنا مُوْسٰی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْهِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "أَیُّمَا رَجُلٍ کَانَتْ عِنْدَهُ وَلِیْدَةٌ فعلَّمَها فَأَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، وَأَدَّبَها فَأَحْسَنَ تَأْدِیْبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتزَوَّجَها فَلَهُ أَجْرَانِ، وَأَیُّمَا مَمْلُوْکٍ أَدَّی حَقَّ مَوَالِیْهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ"

قَالَ الشَّعْبِیُّ: خُذْهَا بِغَیْرِ شَیْئٍ، قَدْ کَانَ الرَّجُلُ یَرْحَلُ فِیْمَا دُوْنَهُ إِلٰی الْمَدِیْنَةِ.

وَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ: عَنْ أَبِیْ حَصِیْنٍ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: "أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا" [راجع: ۹۷]

حوالہ: یہ حدیث تفصیل سے پہلے (تحفۃ القاری ۱:۳۵۸) آئی ہے —— اور آخری سند میں یہ صراحت ہے کہ مہر مستقل دے، عتق کو مہر نہ بنائے، یہ اختلافی مسئلہ ہے اور اگلے باب میں آرہا ہے۔

[۵۰۸۴-] حدثنا سَعِیْدُ بْنُ تَلِیْدٍ، أَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِیْ جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم.

حدثنا سُلَیْمَانُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ: "لَمْ یَکْذِبْ إِبْرَاهِیْمُ إِلَّا ثَلَاثَ کَذَبَاتٍ: بَیْنَمَا إِبْرَاهِیْمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ- فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ - فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ، قَالَتْ: کَفَّ اللّٰهُ یَدَ الْکَافِرِ، وَأَخْدَمَنِیْ آجَرَ" قَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَتِلْکَ أُمُّکُمْ یَا بَنِیْ مَاءِ السَّمَاءِ! [راجع: ۲۲۱۷]

حوالہ: یہ حدیث تفصیل سے پہلے (تحفۃ القاری ۵:۲۶۷) آئی ہے، اور ثلاث کذبات پر گفتگو (تحفۃ القاری ۶:۵۶۸) میں ہے —— حضرت ہاجرہ دراصل حضرت سارہ کی خادمہ تھیں، انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخش دیا تھا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے یا تو ان کو آزاد کرکے نکاح کرلیا یا باندی کے طور پر صحبت کی، جس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

[۵۰۸۵-] حدثنا قُتَیْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَةِ ثَلَاثًا، یُبْنٰی عَلَیْهِ بِصَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ إِلٰی وَلِیْمَتِهِ، فَمَا کَانَ فِیْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أُمِرَ بِالْأَنْطَاعِ، فَأُلْقِیَ فِیْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ، فَکَانَتْ

وَلِيْمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ؟ فَقَالُوْا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ. [راجع: ۳۷۱]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری۲:۲۰۲) آئی ہے.......... **بَنٰى بها وعليها**: خلوت کی.......... **نِطْع**: چمڑے کا دسترخوان.......... **وَطَّأَ لها**: جگہ ہموار کی، تیار کی۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الأَمَةِ صَدَاقَهَا

جس نے باندی کی آزادی کو اس کا مہر بنایا

اس میں اختلاف ہے کہ غیر مال مہر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہوسکتا ہے، دونوں کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر بناسکتے ہیں، اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک آزادی کو بھی مہر بناسکتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عتق کو مہر نہیں بناسکتے۔ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک غیر مال کو مہر بنانا درست نہیں، پھر اس میں اختلاف ہے کہ کم از کم کتنا مہر ہونا چاہئے؟ امام اعظمؒ کے نزدیک دس درہم اور امام مالکؒ کے نزدیک چوتھائی دینار مہر ہونا ضروری ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ النساء (آیت ۲۴) میں ہے: ﴿أَنْ تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ﴾: چاہو تم تمہارے مالوں کے ذریعہ، أموال: مال کی جمع قلت ہے، جس کا تین سے دس تک اطلاق ہوتا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہ سند حسن مروی ہے: **لامهر دون عشرة دراهم**: دس درہم سے کم مہر نہیں (نصب الرایہ۳:۱۹۹) یہ حدیث آیت کی تفسیر کرتی ہے۔ اور عتق کو مہر بنانے کی جو روایت باب میں ہے اس کے خلاف بھی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سات غلام دے کر حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے ان کو لیا تھا، پھر آزاد کر کے نکاح کیا تھا، اور وہی سات غلام ان کا مہر مقرر ہوئے تھے، جیسا کہ پہلے (تحفۃ القاری۸:۳۰۷) یہ بات تفصیل سے آچکی ہے۔

[۱۳-] بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الأَمَةِ صَدَاقَهَا

[۵۰۸۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا. [راجع: ۳۷۱]

بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ

تنگ دست کا نکاح کرانا

ابھی ایسا ہی باب آچکا ہے، وہاں **الذى معه القرآنُ والإسلامُ** کی قید تھی، اب وہ قید ہٹادی تو نیا باب ہوگیا، امام

صاحب کے نزدیک اتنا فرق نیا باب قائم کرنے کے لئے کافی ہے ـــــ بعض لوگ نکاح میں اس لئے پس وپیش کرتے ہیں کہ نکاح کے بعد بیوی بچوں کا بوجھ کیسے اٹھے گا؟ اور بعض دنیادار دیکھتے ہیں کہ لڑکا برسبیل روزگار ہے یا نہیں اس کے باپ کا کیا کاروبار ہے، وہ یہ بات اس لئے سوچتے ہیں کہ ان کی لڑکی نکاح کے بعد پریشان نہ ہو، یہ سب موہوم اندیشے ہیں، ایسے اندیشوں کی وجہ سے نکاح سے نہیں رکنا چاہئے، تنگ دست بھی نکاح کرلے اس کو بھی لڑکی دو، بیوی بچوں کی روزی روٹی اللہ کے ہاتھ میں ہے، نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے، اور نہ نکاح کرنا فقر وافلاس کو مستلزم ہے، بلکہ نکاح کرنے کے بعد جب آدمی پر بوجھ پڑتا ہے تو وہ ہاتھ پیر ہلاتا ہے اور کمانے کی جدوجہد کرتا ہے، اور دو قسمتیں جمع ہوتی ہیں تو کلیان ہوجاتا ہے، اس لئے ایسے موہوم خیالات نکاح کرنے سے یا لڑکی دینے سے مانع نہ بنیں ـــــ اور سورۃ النور کی آیت ۳۲ پہلے ذکر کی جاچکی ہے، اور حدیث بھی۔ نبی ﷺ نے ایک انتہائی نادار کا نکاح کرایا تھا، اور اس کی روزی روٹی کی فکر اللہ تعالیٰ کے حوالے کی تھی۔

[۱۴-] بَابُ تَزْوِيْجِ الْمُعْسِرِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿إِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النور: ۳۲]

[۵۰۸۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا. فَقَالَ: "وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْئٍ؟" قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: "اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا؟" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ - قَالَ سَهْلٌ: مَالَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ! إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْئٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْئٌ" فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" قَالَ: مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، فَقَالَ: "تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [راجع: ۲۳۱۰]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

دین میں کفاءت (برابری)

أکفاء: کُفؤ کی جمع: مماثل، ہم پلّہ، برابر —— لڑکی کے نکاح کے لئے دین (اسلام) کی کفاءت بالا جماع صحتِ نکاح کے لئے شرط ہے یعنی مسلمان لڑکی کا نکاح غیر مسلم سے اگرچہ وہ کتابی ہو نہیں ہوسکتا، اور دینداری میں کفاءت بھی بالا جماع معتبر ہے، مگر صحتِ نکاح کے لئے شرط نہیں یعنی پرہیزگار لڑکی کا نکاح ایسے ہی لڑکے سے کرنا چاہئے —— اور نسب یعنی ذات برادری، پیشہ اور مالداری میں کفاءت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، کیونکہ تمام مسلمان بھائی ہیں، اور اقوام وقبائل میں تقسیم محض تعارف کے لئے ہے اور مال آنی جانی چیز ہے، اور کوئی پیشہ کسی کے ساتھ چپکا نہیں رہتا، آدمی معمولی کام چھوڑ کر دوسرا اچھا کام کرسکتا ہے —— اور دیگر فقہاء نسب یعنی ذات برادری، پیشہ اور مہر ونفقہ کے بقدر مالداری میں بھی کفاءت (برابری) کا اعتبار کرتے ہیں، مگر یہ کفاءت صحتِ نکاح کے لئے لازمی شرط نہیں، محض لگزری (ترجیحی) شرط ہے۔ نکاح کو پروان چڑھانے کے لئے قابل لحاظ ہے، اور یہ لڑکی اور ولی کا حق ہے، کیونکہ ان امور میں برابری نہ ہونے سے دونوں کو عار لاحق ہوتا ہے، پس خلاف ورزی کی صورت میں صاحبِ حق کو قاضی سے رجوع کرنے کا حق ہوگا (تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۳۱ میں ہے)

اور باب میں سب سے پہلے سورۃ الفرقان کی (آیت ۵۴) لکھی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا﴾: اور اللہ وہ ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا، اور آپ کا پروردگار بڑی قدرت والا ہے —— پانی سے مراد عام پانی ہے، جس کا ذکر سورۃ الانبیاء آیت ۳۰ میں ہے: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ﴾: اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے —— اور نسب سے مراد عام رشتہ داری ہے، سب انسان رشتہ دار ہیں، حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''لوگو! سنو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے باپ بھی ایک ہیں'' پس سب انسان ایک خاندان ہیں —— اور افزائش نسل کے لئے ایک دوسرا رشتہ بھی پیدا کیا ہے جو سسرالی رشتہ کہلاتا ہے، یہ رشتہ خاندان (بشر) میں کسی سے بھی قائم کیا جاسکتا ہے، پس نسب وغیرہ میں کفاءت غیر معتبر ہے۔

البتہ دین میں کفاءت ضروری ہے، اور اس کے لئے دوسری دو آیتیں ہیں، سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۱ ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ، وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ، وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا، وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَیْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ، أُولٰئِكَ یَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهُ یَدْعُوْا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ﴾: اور مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوجائیں، اور مسلمان لونڈی یقیناً بہتر ہے مشرک (آزاد) عورت سے، اگرچہ وہ (مشرک عورتیں) تمہیں بھلی معلوم ہوں، اور (مسلمان عورت کو) مشرک مردوں

کے نکاح میں مت دو، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوجائیں، اور مسلمان غلام یقیناً بہتر ہے مشرک (آزاد) مرد سے، اگرچہ وہ (مشرک آزاد) تمہیں بھلے معلوم ہوں، یہ لوگ (مشرک مرد اور عورتیں) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں —— یہ آیت گویا پہلی آیت میں استثناء ہے، سب انسان رشتہ دار ہیں، اور باہم سسرالی رشتہ بھی قائم کیا جاسکتا ہے، مگر مشرکین کے ساتھ رشتہ قائم نہیں ہوسکتا، نہ مسلمان مرد کا نکاح مشرک عورت سے ہوسکتا ہے، اور نہ مسلمان عورت کا نکاح مشرک آدمی سے ہوسکتا ہے، اور وجہ حرمت دین کی بربادی ہے، نتیجہ ارذل کے تابع ہوتا ہے، مشرک تو اسلام میں آئے گا نہیں، مسلمان ہی مشرک کی طرف کھنچ جائے گا۔

دوسری آیت: سورۃ المائدۃ کی آیت ۵ ہے: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ أُوْتُوْا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ إِذَا آتَیْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلاَ مُتَّخِذِیْ أَخْدَانٍ﴾: اور (حلال ہیں) پارسا عورتیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے، جبکہ تم ان کو ان کا معاوضہ دیدو یعنی ان کو بھی مہر دینا واجب ہے، درانحالیکہ تم بیوی بنانے والے ہوؤ، بدکاری کرنے والے اور خفیہ آشنائی کرنے والے نہ ہوؤ —— اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا نکاح کتابی (یہودی یا عیسائی) عورت سے ہوسکتا ہے، جبکہ وہ باقاعدہ نکاح ہو، مگر مسلمان لڑکی کا نکاح کتابی مرد سے نہیں ہوسکتا، اس کا تذکرہ چھوڑ دیا، اور اس کی وجہ بھی وہی دین کی بربادی ہے، عورت: مرد کے زیر اثر ہوتی ہے، پس مسلمان لڑکی کا دین برباد ہوگا، اور برعکس صورت میں کتابی بیوی کو ہدایت نصیب ہوگی، کیونکہ اسلام اور اہل کتاب کے عقائد میں قربت ہے، اس لئے جلد عورت کی سمجھ میں دین اسلام کی حقانیت آجائے گی —— اور مغربی ممالک میں عورت: مرد کے زیر اثر نہیں ہوتی، بلکہ معاملہ برعکس ہوتا ہے، پس اُس ماحول میں کتابی عورت سے نکاح کرنا اپنی اولاد کے دین کو برباد کرنا ہے۔ **فالحذر ثم الحذر**۔

خلاصہ: یہ ہے کہ جب دوسری آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملائیں گے تو دین (اسلام) میں کفاءت کا ضروری ہونا ثابت ہوجائے گا، پھر پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو قریشی اور بدری صحابی ہیں اپنی بیوی کے آزاد کردہ حضرت سالمؓ کا نکاح اپنی بھتیجی سے کیا، معلوم ہوا کہ نسب وغیرہ میں کفاءت ضروری نہیں، صرف دین میں کفاءت ضروری ہے۔ مگر چونکہ نسب وغیرہ میں کفاءت لازمی شرط نہیں، عورت اور ولی کا حق ہے، پس اگر دونوں غیر کفو میں نکاح کے لئے تیار ہوجائیں تو نکاح درست ہے، اور حدیث سے نسب وغیرہ میں کفاءت کے عدم اعتبار پر استدلال درست نہیں ہوگا۔

[۱۵-] بَابُ الأَکْفَاءِ فِی الدِّیْنِ

﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا﴾

[۵۰۸۸-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَیْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، تَبَنَّی سَالِمًا، فَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِیْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ، وَهُوَ مَوْلًی لِاِمْرَأَةٍ

مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهِ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:﴿ ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ:﴿وَمَوَالِيْكُمْ﴾ [الأحزاب:٥] فَرُدُّوْا إِلٰى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّيْنِ، فَجَاءَ تْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ ثُمَّ الْعَامِرِيُّ، وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِيْ حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.[راجع: ٤٠٠٠]

حوالہ: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸:۸۴) آئی ہے، وہاں ترجمہ ہے —— اور بڑی عمر میں دودھ پلانے سے حرمت رضاعت کا ثبوت تشریع کے وقت کی ترخیص تھی۔

آئندہ حدیث: حضرت ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی چچازاد بہن اور ہاشمیہ ہیں، ان کا نکاح مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، ان کے والد کا نام عمرو ہے، اسود نے ان کو بیٹا بنایا تھا، پس وہ قریش کے حلیف تھے، قریشی نہیں تھے، معلوم ہوا کہ نسب میں کفاءت ضروری نہیں، ہاشمیہ کا غیر قریشیہ سے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

اور احرام میں اشتراط کا مسئلہ تحفۃ الالمعی (۳:۳۴۶) میں ہے، وہاں ایک غلطی ہے کہ ضباعہ حضرت زبیر بن العوام کی صاحبزادی اور آپؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں: یہ غلطی ہے، صحیح یہاں ہے۔

[٥٠٨٩-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهَا:" لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ؟" قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَاأَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً. فَقَالَ لَهَا:" حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ، وَقُوْلِيْ: اللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ" وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

قولہ: والله! لا أجدني إلا وجعة: بخدا! نہیں پاتی میں مجھ کو مگر تکلیف میں یعنی بیمار —— افعالِ قلوب میں فاعل اور مفعول ایک ہوتے ہیں۔

[٥٠٩٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ!

ترجمہ: عورت چار مقاصد سے نکاح کی جاتی ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کی خاندانی خوبیوں کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے، پس تم کوشش کرکے دیندار عورت حاصل کرو، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں! —— یہ محاورہ ہے، اس کا لفظی مفہوم اچھا نہیں، مگر اس کا محل استعمال ٹھیک ہے، جیسے ہم پیار میں کہتے ہیں: باولے!

سن! (تحفۃ الالمعی ۳:۵۰۲)

استدلال: یہ ہے کہ نکاح کفو ہی میں نہیں ہوتا مختلف مقاصد سے ہوتا ہے اور کسی سے بھی ہوسکتا ہے۔

[۵۰۹۱-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "مَاتَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا؟" قَالُوْا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ. قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ: "مَا تَقُوْلُوْنَ فِي هٰذَا؟" قَالُوْا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" [طرفه: ٦٤٤٧]

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا، آپؐ نے پوچھا: اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اس لائق ہے کہ اگر منگنی ڈالے تو نکاح کیا جائے، اور سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے، اور اگر بات کرے تو غور سے اس کی بات سنی جائے۔ راوی کہتا ہے: پھر آپؐ خاموش ہوگئے، پھر غریب مسلمانوں میں سے ایک شخص گذرا، آپؐ نے پوچھا: اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اس لائق ہے کہ اگر منگنی ڈالے تو نکاح نہ کیا جائے، اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے، اور بات کرے تو اس کی بات غور سے نہ سنی جائے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (ثانی) بہتر ہے اس (اول) جیسے زمین بھر کے لوگوں سے! —— اس حدیث میں بھی منگنی ڈالنے کے لئے قوم وغیرہ کی تخصیص نہیں۔ اس مسئلہ میں رحمۃ اللہ الواسعہ (۵:۳۴) میں بحث کے آخر میں میں نے لکھا ہے:

بات دراصل یہ ہے کہ حسب ونسب، قومیت، ذات برادری اور پیشوں وغیرہ کے ساتھ جو شرف وعزت اور دنائت ورذالت کا تصور قائم ہوگیا ہے: وہ غیر اسلامی ہے، مگر ایسی چیز ہے جس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے، پس جب تک معاشرہ اس برائی سے پاک نہ ہوجائے: عارضی طور پر نکاح میں اس کا لحاظ ضروری ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ میں شریف خاندانوں کی عورتوں کو میل کے لوگوں ہی میں نکاح کی اجازت دونگا، اسی طرح کفاءت کے اعتبار کی جو روایات ہیں: ان کا مصداق یہی عارضی صورت ہے پس اگرچہ یہ امر جاہلی ہے مگر نکاح کو پروان چڑھانے کے لئے اس کا لحاظ ضروری ہے، البتہ اخوتِ اسلامی کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ یہ تصور اور یہ تفاوت ختم ہوجائے۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ، وَتَزْوِيْجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

مال میں برابری اور نادار کا مالدار عورت سے نکاح کرنا رکرانا

تَزْوِيْج بمعنی تَزَوُّج ہے، اور اپنے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ الْمُقِلّ: انتہائی نادار، أَقَلَّ فلانٌ: مفلس وغریب ہونا،

الْمُثْرِيَة: مالدار عورت، أَثْرَى المرأةُ: مالدار ودولت مند ہونا، فهی مُثْرِيَة —— یہ تکمیلی باب ہے، کفاءت صرف دین (اسلام) میں شرط ہے، اور دینداری میں مستحب ہے، دیگر امور میں کفاءت (برابری) ضروری نہیں، پس اگر انتہائی مفلس آدمی مالدار عورت سے نکاح کرے تو درست ہے۔ اور حدیث بار بار گذر چکی ہے، اس میں سورۃ النساء کی آیت ۳ کا شانِ نزول ہے کہ یتیم لڑکی کا سرپرست اس کے جمال اور مال میں رغبت رکھتا ہے، معلوم ہوا کہ لڑکی مالدار ہے، مگر سرپرست مہر پورا نہیں دیتا، معلوم ہوا کہ وہ غریب ہے، پس وہ اس لڑکی کے ساتھ نکاح سے روکے گئے، تاکہ یتیم بچیوں کے ساتھ ظلم کا دروازہ بند ہو، ورنہ فی نفسہ یہ نکاح جائز ہے —— پھر سورۃ النساء آیت ۱۲۷ کا شانِ نزول ہے کہ یتیم لڑکی کالی کلوٹی اور غریب ہوتی تو سرپرست اس سے نکاح نہیں کرتا تھا، دوسری جگہ نکاح کرتا تھا، پس فرمایا کہ اس صورت میں چونکہ تم نکاح نہیں کرتے، اس لئے ہم پہلی صورت میں بھی نکاح کی اجازت نہیں دیتے، ہاں مہر پورا دو تو نکاح کر سکتے ہو۔

جاننا چاہئے کہ احناف کے نزدیک صرف مہر اور نفقہ کی حد تک کفاءت ضروری ہے، پس اس حدیث سے ان کی تردید نہیں ہوتی، یتیم لڑکی کو پورا مہر دینے کی شرط تو اس میں بھی ہے۔

[١٦-] بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الْمَالِ، وَتَزْوِيجِ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

[٥٠٩٢-] حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ﴾[النساء: ٣] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ! هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيْدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا، فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ.

قَالَتْ: وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾[النساء: ١٢٧] فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ.[راجع: ٢٤٩٣]

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

نامبارک عورت سے احتراز

اب منفی پہلو سے ایسی عورت کی نشاندہی کرتے ہیں جس سے نکاح نہ کرنا بہتر ہے، اسلام نے نحوست کی نفی کی ہے، ابن ماجہ (حدیث ۱۹۹۳) میں ہے: لاشُؤْمَ، وقد یکون الْيُمْنُ فی ثلاثة: فی المرأة والفرس والدار: نحوست نہیں!

اور کبھی خیر وبرکت تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت، گھوڑے، اور گھر میں: یہ ذاتی نحوست کی نفی اور عرضی خیر کا اثبات ہے یعنی بعض عارضی اسباب پر چیزیں مبارک نامبارک ہوتی ہیں، پھر جن چیزوں سے مزاولت وقتی یا کم وقت کے لئے ہوتی ہے ان میں مبارک نامبارک کا خیال کرنا ضروری نہیں، البتہ جن چیزوں سے تعلق عرصۂ دراز کے لئے ہوتا ہے، جیسے بیوی، گھر، گھوڑا، تلوار وغیرہ ان میں مبارک نامبارک کا خیال کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر نامبارک چیز پلّے پڑگئی تو زندگی اجیرن ہوجائے گی، یہی اس باب کا حاصل ہے۔

اور باب کے شروع میں سورۃ التغابن کی آیت ۱۴ لکھی ہے: ''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دین کی دشمن ہیں، پس تم ان سے ہوشیار رہو'' —— یعنی ایسی بیوی مت کرو جو تمہیں آخرت سے غافل کردے، اس آیت سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بیوی نامبارک ہوتی ہے، اور اس سے احتراز اولی ہے، اور پہلی دو حدیثوں پر گفتگو (تحفۃ القاری ۶: ۲۴۴) میں آچکی ہے۔ اور تیسری حدیث (تحفۃ القاری ۶: ۲۴۵) میں آئی ہے۔

[۱۷-] بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾

[۵۰۹۳-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ"[راجع: ۲۰۹۹]

[۵۰۹۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرُوْا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْئٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ"[راجع: ۲۰۹۹]

[۵۰۹۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِنْ كَانَ فِيْ شَيْئٍ فَفِيْ الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ"[راجع: ۲۸۵۹]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں چھوڑا میں نے اپنے پیچھے کوئی فتنہ زیادہ ضرر رساں مردوں کے حق میں عورتوں سے!'' یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کا فتنہ سنگین فتنہ ہے، مگر یہ ہر عورت کا حال نہیں، نامبارک عورت کا حال ہے، پس حدیث باب سے منطبق ہے، باقی تفصیل (تحفۃ الالمعی ۶: ۵۴۴ میں) ہے۔

[۵۰۹۶-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ"

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

آزادعورت غلام سے نکاح کرسکتی ہے

یہ دین کے علاوہ میں کفاءت کے عدم اعتبار کے سلسلہ کا باب ہے، آزادعورت غلام کے نکاح میں ہوسکتی ہے، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا جب آزاد ہوئیں تو ان کے شوہر مغیثؓ — ایک رائے کے مطابق — غلام تھے، نبی ﷺ نے ان کو خیارِ عتق دیا، انھوں نے شوہر سے علاحدگی اختیار کی، نبی ﷺ نے سفارش بھی کی کہ وہ مغیث کے ساتھ رہیں، مگر انھوں نے منظور نہ کیا، منظور کرتیں تو آزادعورت غلام کے نکاح میں ہوسکتی تھی۔

[۱۸-] بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

[۵۰۹۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدُمٌ مِنْ أُدُمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ: "لَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ؟" فَقِيْلَ: لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ، وَأَنْتَ لَاتَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ: "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ" [راجع: ٤٥٦]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہؓ میں تین احکام ہیں: (۱) وہ آزاد کی گئیں پس ان کو خیارِ عتق دیا گیا (۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولاء اس کو ملتی ہے جو آزاد کرتا ہے" (تفصیل تحفۃ القاری ۲: ۳۰۴ میں ہے) (۳) اور نبی ﷺ گھر میں تشریف لائے، اور ہانڈی چولھے پر تھی، پس آپؐ کے سامنے روٹی اور گھر کے لاونوں میں کوئی لاون پیش کیا گیا (لاون: ہر وہ چیز جس سے روٹی لگا کر کھائیں،) پس آپؐ نے فرمایا: "کیا میں ہانڈی نہیں دیکھ رہا؟" یعنی کیا اس میں میرا حصہ نہیں؟ کہا گیا: وہ ایک گوشت ہے جو بریرہ کو خیرات میں ملا ہے اور آپؐ صدقہ نہیں کھاتے، فرمایا: "وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے" (ملکیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں)

بَابٌ: لَايَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ

چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں

شریعت نے نکاح کے لئے چار کا عدد مقرر کیا ہے، اس سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، کیونکہ اس سے زیادہ بیویوں کے ساتھ ازدواجی معاملات میں حسن سلوک ممکن نہیں، اور چار ہی عورتوں سے نکاح کا جواز سورۃ النساء کی

آیت ۳ میں مذکور ہے، فرمایا: ﴿فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾: پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں: دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے، اور آیت میں اگرچہ کلمہ حصر نہیں مگر موقع کی دلالت حصر پر ہے، اگر کسی چیز کی اجازت دی جائے، اور اجازت دینے والا کسی حد پر رک جائے تو اتنے ہی کی اجازت ہوتی ہے، جیسے کہا: دو، تین اور چار لے لو: تو کم لے سکتا ہے زیادہ نہیں —— اور تین حدیثوں میں حصر کی صراحت ہے، حضرت غیلانؓ کے نکاح میں دس عورتیں تھیں، ان کو حکم دیا گیا کہ چار رکھ کر باقی سے علاحدگی اختیار کریں، حضرت حارثؓ کے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، ان کو بھی حکم دیا کہ چار رکھ کر باقی سے علاحدگی اختیار کریں، اور حضرت نوفلؓ کے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں ان کو بھی ایک بیوی کو علاحدہ کرنے کا حکم دیا، پس آیت اور احادیث سے ثابت ہوا کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور اس پر اجماع ہے۔ اور گمراہ فرقوں کا اختلاف اجماع کو متاثر نہیں کرتا (تفصیل کے لئے دیکھیں رحمۃ اللہ الواسعہ ۵:۹۷)

اور شیعوں اور غیر مقلدوں کے نزدیک چار میں حصر نہیں، اور خوارج کے نزدیک اٹھارہ عورتوں تک جمع کر سکتے ہیں، ان کے نزدیک ﴿مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ میں واو جمع کے لئے ہے، اور اعداد معدول ہیں، ان کا ترجمہ دو دو، تین تین اور چار چار ہے، پس مجموعہ اٹھارہ ہوا، اور فریق اول اعداد کو معدول نہیں لیتا، وہ دو، تین اور چار ترجمہ کرتا ہے، اور واو جمع کے لئے ہے، پس مجموعہ نو ہوا، اور غیر مقلدوں کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ نبی ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں، پس کوئی حصر نہیں، جتنی عورتوں کو چاہے جمع کرے (عرف الجادی)

اور اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک واو تنویع کے لئے بمعنی أو ہے، حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے سورۃ النساء کی آیت تین اور سورۃ الفاطر کی پہلی آیت کی یہی تفسیر کی ہے، پس دو سے یا تین سے یا چار ہی سے نکاح کر سکتے ہیں، اور فرشتوں میں کسی فرشتہ کے دو بازو، کسی کے تین بازو اور کسی کے چار بازو ہیں، اور کسی کے اس سے بھی زیادہ ہیں، یہ بات آیت میں مصرح ہے، واو جمع کے لئے نہیں ہے کہ ہر فرشتہ کے نو یا اٹھارہ بازو ہیں —— اور حدیث بار بار آئی ہے، اس میں سورۃ النساء کی آیت تین کا شانِ نزول ہے۔

[۱۹-] بَابٌ: لَایَتَزَوَّجُ أَکْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰی: ﴿مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ وَقَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ: یَعْنِیْ مَثْنٰی أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِکْرُهُ: ﴿أُوْلِیْ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ یَعْنِیْ: مَثْنٰی أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ.

[۵۰۹۸-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی﴾ قَالَ: الْیَتِیْمَةُ تَکُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ، وَهُوَ وَلِیُّهَا، فَیَتَزَوَّجُهَا عَلٰی مَالِهَا، وَیُسِیْئُ صُحْبَتَهَا، وَلَا یَعْدِلُ فِیْ مَالِهَا، فَلْیَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ. [راجع: ۲۴۹۴]

قوله: قال: اليتيمة أى قال عروة، عن عائشة،: اليتيمة إلخ

بَابٌ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾

حرمت رضاعت کا بیان

اب چار ابواب حرمت رضاعت سے متعلق ہیں، سورۃ النساء کی آیت ۲۳ میں نسب کی بنا پر سات رشتوں کو حرام قرار دیا ہے: (۱) مائیں یعنی اصول (مذکر و مؤنث) (۲) بیٹیاں یعنی فروع (مذکر و مؤنث) (۳) بہنیں یعنی اصل قریب (ماں باپ) کی فروع (مذکر و مؤنث) (۴) پھوپیاں یعنی اصل بعید (دادادادی) کی صلبی فروع (مذکر و مؤنث) (۵) خالائیں یعنی نانانانی کی صلبی فروع (مذکر و مؤنث) (۶) بھتیجیاں (۷) بھانجیاں —— اوران کا خلاصہ چار رشتے ہیں: (۱) مذکر و مؤنث اصول یعنی باپ دادانانا اوپر تک اور ماں دادی نانی اوپر تک (یہ سب أمهات میں داخل ہیں) (۲) مذکر و مؤنث فروع یعنی بیٹا، پوتا، نواسا نیچے تک اور بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک (یہ سب بنات میں داخل ہیں) (۳) اصل قریب (ماں باپ) کی تمام مذکر ومؤنث فروع یعنی بھائی، بھتیجے نیچے تک، اور بہنیں بھتیجیاں، بھانجیاں نیچے تک (ان کا تذکرہ أخوات، بنات الأخ اور بنات الأخت میں ہے) (۴) اصل بعید (دادا، دادی، نانا، نانی اوپر تک) کی تمام صلبی (بلاواسطہ) مذکر و مؤنث اولاد یعنی چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ، چاہے وہ پردادا اور پرنانا کی صلبی اولاد ہوں (عمات اور خالات میں یہ رشتے مراد ہیں)

نوٹ: اصل بعید کی بالواسطہ فروع یعنی چچازاد، ماموں زاد، پھوپی زاد اور خالہ زاد بھائی بہن حلال ہیں۔

اس کے بعد سورۃ النساء آیت ۲۳ میں رضاعی رشتوں کا ذکر کیا ہے، فرمایا: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ، وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾: اور (تم پر حرام کی گئیں) تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے، اور تمہاری رضاعی بہنیں —— یہ دو رضاعی رشتے بطور مثال بیان کئے ہیں، ان میں حصر نہیں، بلکہ وہ ساتوں رشتے جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہ دودھ پینے کی وجہ سے بھی حرام ہیں، حدیث میں ہے: ''ناتے سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں: دودھ پینے کی وجہ سے بھی وہ سب رشتے حرام ہوتے ہیں (تحفۃ الالمعی ۳: ۵۸۱ اور حکمتوں کے لئے دیکھیں رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۸۸)

اور پہلی دو حدیثیں پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۵) آئی ہیں، پہلی حدیث میں رضاعی چچا کی حرمت کا بیان ہے، اور دوسری حدیث میں رضاعی بھتیجی کا۔

[۲۰-] بَابٌ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾

وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

[۵۰۹۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أُرَاهُ فُلاَنًا" لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَالَتْ: عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فُلاَنٌ حَيًّا، لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ:" نَعَمْ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلاَدَةُ"[راجع: ٢٦٤٦]

[٥١٠٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَلاَ تَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ؟ قَالَ:" إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" وَقَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.[راجع: ٢٦٤٥]

آئندہ حدیث: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن سے نکاح کرلیں، آپؐ نے پوچھا: کیاتم اس کو پسند کرتی ہو؟ (عورتیں سوکن کو پسند نہیں کرتیں، پس یہ پیش کش خلاف توقع تھی) ام حبیبہؓ نے کہا: ہاں! میں کچھا کیلی تو آپؐ کے پاس ہوں نہیں (ماشاء اللہ آپؐ کی بہت سی بیویاں ہیں) اوران میں زیادہ پسند جو میرے ساتھ خیر میں شریک ہوجائے میری بہن ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لئے حلال نہیں!'' (کیونکہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے) —— ام حبیبہؓ نے کہا: ہم باتیں کئے جاتے ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں، آپؐ نے پوچھا: ام سلمہ کی بیٹی سے؟ میں نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ''اگر وہ میری پروردہ اور میری گود میں نہ ہوتی تو بھی وہ میرے لئے حلال نہیں تھی، کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے یعنی اس میں حرمت کی دو وجہیں جمع ہیں، پس ہرگز پیش نہ کیا کرو تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں کو اور اپنی بہنوں کو! کیونکہ اول ربیبہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور ثانی جمع بین الاختین کی وجہ سے۔

[٥١٠١-] حدثنا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ ابْنَةَ أَبِيْ سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ، فَقَالَ: أَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم :" إِنَّ ذٰلِكَ لاَيَحِلُّ لِيْ" قُلْتُ: فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ:" بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ:"لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ إِنَّهَا لاَبْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلاَتَعْرِضْنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ"[أطرافه: ٥١٠٦، ٥١٠٧، ٥١٢٣، ٥٣٧٢]

آئندہ: ثوبیہ کے اسلام میں اختلاف ہے، وہ نبی ﷺ کے چچا ابولہب کی باندی تھی، جب نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو ثوبیہ نے اپنے آقا ابولہب کو بھتیجے کی ولادت کی خوش خبری سنائی، وہ اتنا خوش ہوا کہ خوش خبری سنانے والی ثوبیہ کو آزاد کر دیا، ثوبیہ نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا ہے، ابولہب کے انتقال کے بعد ان کے بھائی عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت ہی بری حالت میں خواب میں دیکھا، پوچھا: تیرے ساتھ (موت کے بعد) کیا احوال پیش آئے؟ اس نے کہا: تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے (کسی آسودگی سے) ملاقات نہیں کی، البتہ میں اس میں (اور اس نے اشارہ کیا اس گڑھے کی طرف جو انگوٹھے اور انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے) پلایا گیا میرے ثوبیہ کو آزاد کرنے کے صلہ میں۔

قَالَ عُرْوَةُ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِيْ لَهَبٍ، كَانَ أَبُوْ لَهَبٍ أَعْتَقَهَا، فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهِ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ.

أُرِيَهُ: دکھلایا گیا وہ اس کے بعض گھر والے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا، أُرِي: فعل مجہول، ضمیرہ مفعول ثانی، بعضُ أهله: مفعول اول جو نائب فاعل ہے — حِيْبَة: حالة — بعد کم کے بعد رَخاء بخاری کی روایت میں رہ گیا ہے — اور هذه کا مشار الیہ نُقرة ہے: وہ گڑھا جو انگوٹھے اور انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

فائدہ: ابولہب ذرا سا خوش ہوا تھا تو اس کو ذرا سا فائدہ پہنچا، اور ابو طالب زندگی بھر مددگار رہے تو ان کو بہت فائدہ پہنچا، صرف آگ کے چپل پہنائے جائیں گے جس سے ان کا بھیجا کھولے گا! — اور علماء نے اس سے یہ بات سمجھی ہے کہ کافر کا عذاب اعمال صالحہ کی وجہ سے ہلکا کیا جائے گا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهِ

(۱) ایک رائے: مدتِ رضاعت صرف دو سال ہیں

(۲) حرمت ثابت ہوگی خواہ تھوڑا دودھ پیئے یا زیادہ

اس باب میں دو مسئلے ہیں: مدتِ رضاعت اور مقدارِ رضاعت:

۱- تمام ائمہ متفق ہیں کہ اگر مدتِ رضاعت میں کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پیئے تو حرمت ثابت ہوگی، مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوگی، اور جمہور (ائمہ ثلاثہ، صاحبین اور امام بخاری رحمہم اللہ) کے نزدیک مدتِ

رضاعت دوسال ہیں، اورامام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ڈھائی سال، اورفتوی احناف کے نزدیک رضاعت کے باب میں دوسال پر ہے، اورثبوتِ رضاعت میں ڈھائی سال پر۔

پہلی آیت: سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۳ میں ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو کامل دوسال (یہ مدت اس کے لئے ہے) جو شیرخوارگی کی تکمیل کرنا چاہتا ہے (اس میں کمی بھی جائز ہے) یہ جمہور کی دلیل ہے، مگر صریح نہیں، احتمال ہے کہ جس باپ سے دودھ پلانے کی اجرت ماں کو دلوانا چاہتے ہیں اس کی انتہا دو برس ہو، پس علی العموم یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دودھ پلانے کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں۔

دوسری آیت: سورۃ الاحقاف آیت ۱۵ میں ہے: ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا، وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾: اس کی ماں نے بڑی مشقت کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا، اور اس کا پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس ماہ میں ہے ـــــ یہ امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ مدتِ حمل بھی ڈھائی سال ہے اور مدتِ رضاعت بھی، اور یہ مطلب **کلٌّ واحد** کی تقدیر پر ہوگا ـــــ مگر اس پر اشکال ہے کہ مدتِ حمل ڈھائی سال امام اعظمؒ سے مروی نہیں، احناف کے نزدیک اکثر مدتِ حمل دوسال ہے ـــــ اور جمہور کے نزدیک اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاعت دوسال: مجموعہ ڈھائی سال مراد ہے، اور اقل مدت حمل کو اس لئے لیا کہ ان کے نزدیک حمل دوسال سے زیادہ بھی پیٹ میں رہ سکتا ہے، پس اقل مدت متعین ہے اور اکثر متعین نہیں۔ اور مدتِ رضاعت میں اکثر مدت (دوسال) متعین ہے، اور اقل مدت متعین نہیں، دوسال سے پہلے بھی دودھ چھڑا سکتے ہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

۲- کتنا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک: جب بچہ الگ الگ اوقات میں پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پیئے، جبکہ وہ بھوکا بھی ہو، تب حرمت ثابت ہوتی ہے، اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا ہی تین مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور امام اعظم، اور امام مالک اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک مطلق دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، اگر ایک قطرہ بھی بالیقین بچہ کے پیٹ میں پہنچ گیا تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

اور اس مسئلہ میں ایک آیت اور دو حدیثیں ہیں:

آیت: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ الَّتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾: اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے ـــــ یہ آیت مطلق ہے، پس قلیل وکثیر ہر رضاعت سے حرمت ثابت ہوگی ـــــ یہ جمہور کی دلیل ہے۔

حدیث (۱): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قرآن میں دس معلوم رضاعتیں نازل کی گئی تھیں، پھر اس کی جگہ پانچ رضاعات کا حکم نازل ہوا، جو وفاتِ نبوی تک قرآن میں موجود تھا (رواہ الترمذی) اس پر اشکال یہ ہے کہ جب پانچ

رضاعات کی آیت وفاتِ نبوی تک قرآن میں موجود تھی تو بعد میں وہ آیت کہاں گئی؟ اس وقت تو وہ آیت قرآن میں نہیں ہے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ اور دو مرتبہ پستان چوسنا حرام نہیں کرتا" (رواہ الترمذی) اس حدیث سے امام احمد رحمہ اللہ کا استدلال مفہوم مخالف سے ہے، جو احناف کے نزدیک معتبر نہیں، علاوہ ازیں: حدیث کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک دو بار پستان چوسنے سے حرمت نہیں آتی، جب بالیقین دودھ اترے اور بچہ کے پیٹ میں پہنچے تب حرمت ثابت ہوتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الالمعی ۳:۵۸۶)

[۲۱-] بَابُ مَنْ قَالَ: لَارَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهِ

[۵۱۰۲-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَخِيْ فَقَالَ: " انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ؟ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ" [طرفه: ۲٦٤٧]

ترجمہ: نبی ﷺ عائشہؓ کے پاس پہنچے، ان کے پاس ایک آدمی تھا، پس گویا آپؐ کا چہرہ بدل گیا، گویا آپؐ نے اس کو ناپسند کیا یعنی ان سے بے پردہ ہونے کو، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یہ میرا (رضاعی) بھائی ہے! آپؐ نے فرمایا: دیکھو کون تمہارے بھائی ہیں؟ اس لئے کہ رضاعت تو بھوک کی وجہ سے ہی ہوتی ہے یعنی جس عمر میں ماں کا دودھ غذا بنتا ہے اسی زمانہ کی رضاعت کا اعتبار ہے اور وہ دو سال کی عمر ہے، اس کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور عرب بڑی عمر تک بچوں کو دودھ پلاتے رہتے تھے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

دودھ پینے سے رضاعی باپ کی طرف بھی حرمت جاتی ہے

فَحْل کے معنی ہیں: سانڈ، ہر حیوان کا نر، مراد رضاعی ماں کا شوہر ہے —— جس طرح نسب میں حرمت باپ سے بھی متعلق ہوتی ہے، کیونکہ بچہ اس کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے، اسی طرح رضاعت میں بھی اگرچہ دودھ پلانے والی عورت ہوتی ہے مگر حرمت رضاعت اس کے شوہر سے بھی متعلق ہوتی ہے، کیونکہ شوہر کی صحبت سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کے دودھ اترتا ہے، پس اس دودھ میں شوہر کا بھی اثر ہے، اس لئے حرمت اس سے بھی متعلق ہوتی ہے، وہ رضیع کا رضاعی باپ ہوجاتا ہے (تحفۃ الالمعی ۳:۵۸۳) اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۵) آئی ہے۔

[۲۲-] بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

[۵۱۰۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ.[راجع: ۲٦٤٤]

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

ثبوتِ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی

یہ مسئلہ منصوص نہیں، اجتہادی ہے، امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی ہے، بشرطیکہ وہ خود مرضعہ ہو اور دوسرے گواہ کی جگہ اس سے قسم لی جائے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دو مردوں کی، یا ایک مرد اور دو عورتوں کی یا چار عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دو عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے، غرض ائمہ ثلاثہ نے رضاعت میں صرف عورتوں کی گواہی کا اعتبار کیا ہے، اور حنفیہ کا اصول یہاں بھی وہی ہے جو معاملات میں ہے یعنی ثبوتِ رضاعت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے، تنہا عورتوں کی گواہی سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۳۷۱) آئی ہے، مگر اس سے مسئلہ میں استدلال ممکن نہیں، کیونکہ نہ تو مرضعہ قاضی کے سامنے آئی تھی نہ اس نے گواہی دی تھی اور نبی ﷺ نے تفریق کا حکم دیانۃً دیا تھا، یہ بات وکیعؒ نے کہی ہے (تحفۃ الالمعی ۳:۵۹۰)

[۲۳-] بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

[۵۱۰٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ، لٰكِنِّي لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ، قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ، فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ لِيْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، وَهِيَ كَاذِبَةٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، قُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ! قَالَ: "كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعَتْكُمَا؟ دَعْهَا عَنْكَ" وَأَشَارَ إِسْمَاعِيْلُ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوْبَ.[راجع: ۸۸]

قولہ: وقد سمعته: عبداللہ کہتے ہیں: میں نے حدیث حضرت عقبہؓ سے بھی سنی ہے، مگر عبید کی روایت مجھے زیادہ محفوظ

ہے (اس لئے اس کو بیان کرتا ہوں) — وأشار إسماعیل: علی مدینیؒ کہتے ہیں: اسماعیل بن علیہ نے اپنی دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ کیا، یعنی نبی ﷺ نے دعھا عنك کے ساتھ جو اشارہ کیا تھا وہ اشارہ کرکے دکھایا (مگر کس طرح اشارہ کیا تھا اس کی وضاحت نہیں کی) اسماعیل اپنے استاذ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی نقل کررہے تھے یعنی ایوبؒ نے بھی اشارہ کرکے بتایا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

جن عورتوں سے نکاح جائز ہے، اور جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

یہ جنرل عنوان ہے، یہاں سے کئی ابواب تک یہی سلسلۂ بیان ہے، سب سے پہلے سورۃ النساء کی آیات ۲۳و۲۴ لکھی ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالاَتُكُمْ وَبَنَاتُ الأَخِ وَبَنَاتُ الأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ، وَحَلاَئِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلاَبِكُمْ، وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ، وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ، فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً، وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

ترجمہ: حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپیاں، اور تمہاری خالائیں، اور بھتیجیاں اور بھانجیاں — اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا، اور تمہاری دودھ پینے کی وجہ سے بہنیں — اور تمہاری بیویوں کی مائیں، اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں ہیں، تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے صحبت کی ہے، اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری نسل سے ہیں — اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو، البتہ جو پہلے ہو چکا — بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں (آیت ۲۳)

اور شوہر والی عورتیں، مگر جو تمہاری مملوکہ ہو جائیں — اللہ تعالیٰ نے (یہ احکام) تم پر فرض کئے ہیں — اور حلال کی گئیں تمہارے لئے وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں کہ چاہو تم اپنے مالوں کے ذریعہ، درانحالیکہ بیوی بنانے والے ہوؤ، مستی نکالنے والے نہ ہوؤ — پس جو فائدہ اٹھایا تم نے ان عورتوں سے تو دو تم ان کو ان کے مہر مقرر شدہ اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس

(مہر میں) جس پر تم باہم رضامند ہوجاؤ —— بے شک اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے بڑے حکمت والے ہیں! (آیت ۲۴)

امام بخاریؒ نے آیت کی تفسیر میں مسائل بکھیر دیئے ہیں، اس لئے پہلے بالترتیب آیت کے مسائل پیش کئے جاتے ہیں:

نسب کی وجہ سے حرام رشتے

نسب کی وجہ سے سات رشتے حرام ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-**تمہاری مائیں**: یعنی مؤنث ومذکر اصول، مرد پر: ماں، دادی، نانی اوپر تک، اور عورت پر: باپ، دادا، نانا اوپر تک۔

۲-**تمہاری بیٹیاں**: یعنی مؤنث ومذکر فروع، مرد پر: بیٹی، پوتی، نواسی، نیچے تک، اور عورت پر: بیٹا، پوتا، نواسا نیچے تک۔

۳-**تمہاری بہنیں**: یعنی اصل قریب (ماں باپ) کی تمام فروع، مرد پر: بہن، بھتیجی، بھانجی نیچے تک اور عورت پر: بھائی، بھتیجا، بھانجا نیچے تک۔

۴-**تمہاری پھوپیاں**: یعنی مذکر اصل بعید کی تمام صلبی اولاد، مرد پر: پھوپی اور عورت پر چچا اوپر تک۔

۵-**تمہاری خالائیں**: یعنی مؤنث اصل بعید کی تمام صلبی اولاد، مرد پر: خالہ اور عورت پر: ماموں اوپر تک۔

۶و۷-**بھتیجیاں اور بھانجیاں**: یعنی اصل قریب کی صلبی اولاد کی فروع: مرد پر: بھتیجی، بھانجی اور عورت پر: بھتیجا، بھانجا نیچے تک۔

نوٹ: نمبر ۶و۷ کا تذکرہ اگرچہ نمبر ۳ میں آگیا ہے، مگر نمبر ۴و۵ میں چونکہ صرف صلبی فروع حرام تھیں اور فروع کی فروع حلال تھیں یعنی چچازاد، پھوپی زاد، ماموں زاد، اور خالہ زاد حلال تھیں، اس لئے شبہ ہوسکتا تھا کہ نمبر ۳ میں بھی صرف صلبی فروع حرام ہونگی، اس لئے یہ نمبر ۶و۷ لائے کہ نمبر ۳ میں فروع کی فروع بھی نیچے تک حرام ہیں —— پس محرمات نسبیہ کا خلاصہ چار رشتے ہیں:

۱-مذکر ومؤنث اصول: باپ، دادا، نانا وغیرہ اوپر تک اور ماں، دادی، نانی اوپر تک۔

۲-مذکر ومؤنث فروع: بیٹا، پوتا، نواسا نیچے تک اور بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک۔

۳-مذکر ومؤنث اصول قریبہ (ماں باپ) کی تمام فروع (صلبی اور غیر صلبی) بھائی بہن، بھتیجا بھانجی نیچے تک۔

۴-مذکر ومؤنث اصول بعیدہ کی تمام صلبی اولاد: چچا، پھوپی، ماموں اور خالہ (اوپر آدم علیہ السلام تک)

دودھ پینے کی وجہ سے حرام رشتے

وہ ساتوں رشتے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں: دودھ پینے کی وجہ سے بھی حرام ہوجاتے ہیں، آیت میں بطور مثال دو کا تذکرہ ہے: رضاعی ماں کا اور رضاعی بہن کا، حدیث میں یہ بات آئی ہے، پہلے ابواب الرضاع آچکے ہیں، وہاں اس کی تفصیل ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

نکاح کی وجہ سے حرام رشتے

نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح ناجائز ہے: اس کی دو قسمیں ہیں:

اول: جو ہمیشہ کے لئے حرام ہیں، وہ تین ہیں: بیوی کی ماں (ساس) بیوی کی بیٹی اور بہوئیں، ساس تو عقد ہی سے حرام ہوجاتی ہے، اور بیوی کی بیٹی (ربیبہ) اس وقت حرام ہوتی ہے جب بیوی سے صحبت کی ہو، اگر صحبت سے پہلے بیوی کو طلاق دیدی تو اس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے، اور بیٹوں کی بیویوں میں نیچے تک پوتوں اور نواسوں کی بیویاں بھی داخل ہیں، ان سے بھی ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے۔

دوم: جو ہمیشہ کے لئے حرام نہیں، جب تک بیوی نکاح میں ہے اس کی وہ قرابت دار حرام ہے، اگر بیوی کو طلاق دیدے تو عدت کے بعد اور مرجائے تو اس کی اس رشتہ دار عورت سے نکاح جائز ہے، یہ زوجہ کی بہن، اس کی خالہ، پھوپی، بھتیجی اور بھانجی ہیں۔

نوٹ: تمہاری نسل سے: یعنی نسبی اور رضاعی بیٹے، پوتے، منہ بولے بیٹے (لے پالک) نکل گئے (رضاعی سے احتراز نہیں ہے) ـــــ اور البتہ جو پہلے ہوچکا: یعنی زمانۂ جاہلیت میں جو دو بہنوں کو جمع کر لیتے تھے وہ معاف ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان ہو اور نکاح میں دو بہنیں جمع کرے تو بعد والی کو الگ کردیا جائے گا ـــــ اور ربیبہ کی حرمت کے لئے گود میں ہونا یعنی پرورش میں ہونا ضروری نہیں۔

جو عورت کسی کے نکاح میں ہو وہ بھی حرام ہے

جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس کا نکاح اور کسی سے نہیں ہوسکتا، جب تک طلاق یا شوہر کی وفات نہ ہوجائے، البتہ اگر شوہر والی عورت ملک میں آجائے تو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ اسلامی جہاد میں شوہر والی عورت کو مسلمان قید کرلائیں اور امیر اس کو باندی بنا کر کسی مسلمان کو دیدے تو وہ ایک حیض کے بعد آقا کے لئے حلال ہوجاتی ہے، اگرچہ اس کا کافر شوہر دارالحرب میں زندہ ہو، جبکہ وہ عورت مسلمان ہوجائے یا کتابیہ ہو، اگر وہ مشرک بت پرست ہو تو آقا کے لئے حلال نہیں۔

دین کی وجہ سے حرام عورتیں

مشرک (غیر اہل کتاب) عورت سے نکاح حرام ہے، اور یہ حکم عام ہے، مسلمان مرد کا مشرک عورت سے اور مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا، بلکہ اگر باندی مشرکہ ہو تو مولیٰ ملکِ یمین سے بھی صحبت نہیں کرسکتا (یہ بات سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱ میں ہے) البتہ کتابیہ عورت (یہودیہ اور عیسائیہ عورت) سے نکاح جائز ہے (یہ بات سورۃ المائدۃ آیت ۵

میں ہے)اور مسلمان عورت کا نکاح کتابی (یہودی اور عیسائی) مرد سے جائز نہیں۔

تعداد کے اعتبار سے حرام عورتیں

اور سورۃ النساء (آیت ۳) میں ہے کہ چار تک ہی عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتا ہے، پانچویں حرام ہے، اور اس پر اجماع ہے، البتہ اس میں غیر مقلدین اور خوارج کا اختلاف ہے، مگر گمراہ فرقوں کا اختلاف اجماع کو متأثر نہیں کرتا، ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اجماعی نہیں رہے گی، کیونکہ اس میں شیعوں کا اختلاف ہے۔

باپ دادا نانا کی منکوحہ بھی حرام ہے

سورۃ النساء (آیت ۲۲) میں ہے:﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَانَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾: اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (دادا، نانا) نکاح کر چکے ہیں، مگر جو بات گذر گئی سو گذر گئی!(اور حنفیہ کے نزدیک: جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہے اس سے بھی بیٹا نکاح نہیں کر سکتا)

وہ عورتیں جن سے نکاح حلال ہے

جن عورتوں کی حرمت بیان ہو چکی ان کے سوا سب عورتیں حلال ہیں، چار شرطوں کے ساتھ:

اول: تم چاہو یعنی طلب کرو یعنی زبان سے دونوں طرف سے ایجاب وقبول ہو جائے۔

دوم: اپنے مالوں کے ذریعہ یعنی مہر دینا قبول کرو —— مہر نکاح میں لازم ہے، مگر ایجاب وقبول کے وقت اس کی تعیین اور تذکرہ ضروری نہیں۔

سوم: بیوی بنانے والے ہو، مستی نکالنے والے نہ ہو، یعنی ان عورتوں کو قبضہ میں رکھنا مقصود ہو، صرف مستی نکالنا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو، پس متعہ نکل گیا، اس میں ہمیشہ کے لئے نکاح میں رکھنا نہیں ہوتا، صرف وقتی فائدہ اٹھانا پیش نظر ہوتا ہے۔

چہارم: مخفی طور پر دوستی نہ ہو (سورۃ المائدہ آیت ۵) پس نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے، خفیہ معاملہ زنا ہے۔

مہر دینا لازم ہے، اور اس میں کمی بیشی جائز ہے

نکاح کے بعد عورت سے فائدہ اٹھالیا، اگرچہ تھوڑا ہی ہو (ایک ہی مرتبہ صحبت کی ہو یا خلوت صحیحہ ہوگئی ہو) تو پورا مہر دینا لازم ہے، اور اگر خلوت سے پہلے طلاق ہو جائے تو آدھا مہر دینا ضروری ہے، اور اگر میاں بیوی مہر مقرر کرنے کے بعد کمی بیشی پر راضی ہو جائیں تو اس میں کچھ گناہ نہیں، ایسا کیا جا سکتا ہے۔

آخر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتے ہیں اور ان کا ہر حکم سراسر حکمت آمیز ہوتا ہے، پس اس کی پیروی میں دارین کی خوبی ہے اور اس کی خلاف ورزی میں سراسر خرابی ہے۔

[٢٤-] بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَتَيْنِ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾

[١-] وَقَالَ أَنَسٌ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، لَايَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهِ.

آیات کا ترجمہ آگیا —— حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ النساء آیت ۲۴ میں محصنات کے معنی ہیں: شوہر والی آزاد عورتیں (ان سے نکاح) حرام ہے، مگر جن کے مالک ہوجائیں تمہارے دائیں ہاتھ یعنی وہ تمہاری مملوکہ باندیاں ہوجائیں، تو وہ اگرچہ شادی شدہ ہوں مستثنیٰ ہیں حرام نہیں۔

مسئلہ: نہیں حرج سمجھتے تھے انسؓ کہ کھینچ لے آدمی اپنی باندی کو اپنے غلام سے یعنی اگر اس نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام سے کردیا ہو تو بھی مولیٰ اس سے صحبت کرسکتا ہے —— حضرت انسؓ نے ماملکت أیمانکم کا مصداق اس صورت کو بھی قرار دیا ہے، مگر اکثر علماء اس سے متفق نہیں، ان کے نزدیک قید میں آنے والی باندیاں مراد ہیں، جن کے شوہر دارالکفر میں زندہ ہیں، والأکثر علی أن المراد بالاستثناء فی قوله: ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ المسبیات إذا کن متزوجات حلال لمن سباهن (فتح) کیونکہ نکاح کردینے کے بعد مولیٰ باندی سے صحبت یا بوس وکنار نہیں کرسکتا۔

[٢-] وَقَالَ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾

[٣-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَازَادَ عَلٰى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ، كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ.

وقال: أی وقال الله تعالیٰ، سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱ میں ہے کہ مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہے —— اور ابن عباسؓ نے فرمایا: چار سے زیادہ عورتیں قطعی حرام ہیں یعنی پانچویں حرام ہے، اس کی ماں، بیٹی اور بہن کی طرح یعنی قطعی طور پر۔

[٥١٠٥-] وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الأية.

[٤-] وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ. وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: لَابَأْسَ بِهِ. وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ: لَابَأْسَ بِهِ.

[٥-] وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيْعَةِ، وَلَيْسَ فِيْهِ تَحْرِيْمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء: ٢٤]

حدیث: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نسب (ناتے) کی وجہ سے سات عورتیں حرام ہیں، اور ازدواجی قرابت یعنی غیر نسبی رشتہ داری سے سات عورتیں حرام ہیں۔ پھر سورۃ النساء کی آیت ۲۳ پڑھی —— اور اسماعیلی کی روایت میں قرأ الآیتین ہے یعنی آیات ۲۳ و ۲۴ پڑھیں، اور طبرانی کی روایت میں ہے: ثم قرأ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ حتی بلغ: ﴿وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ ثم قال: هذا النسب، ثم قرأ: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ حتی بلغ: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ وقرأ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ فقال: هذا الصهر (فتح)

جاننا چاہئے کہ پوری روایت اس طرح ہے، اور صِہْر (دامادی) میں رَضاع کو بھی شامل کیا ہے، پس وہ سات عورتیں یہ ہیں: (۱) رضاعی ماں (۲) رضاعی بہن (۳) ساس (۴) ربیبہ (۵) بہوئیں (۶) جمع بین الاختین (۷) منکوحۃ الاب۔

سوال: دودھ پینے سے بھی نسب کی طرح سات رشتے حرام ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! مگر حضرت ابن عباسؓ نے آیات میں منصوص رشتوں کو گنا ہے، حدیث میں جن کا ذکر ہے ان کو نہیں لیا۔

سوال: رضاعت تو صہر (دامادی) نہیں ہے!

جواب: صہر سے مراد غیر نسب ہے، پس رضاعت بھی اس میں شامل ہے۔

جمع بین الاختین کا مطلب

حدیث میں ہے کہ پھوپی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، یعنی یہ بھی جمع بین الاختین کے حکم میں ہے، چنانچہ فقہاء نے ضابطہ بنایا ہے کہ ایسی دو عورتیں جن میں سے کسی کو بھی مرد فرض کیا جائے تو دوسری سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، جیسے پھوپی بھتیجی میں یہ بات فرض کریں گے تو چچا بھتیجی یا پھوپی بھتیجا ہوں گے، اور ان میں نکاح کبھی نہیں ہوسکتا، پس ان کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے —— جب یہ ضابطہ منقح ہوگیا تو درج ذیل دو صورتیں خارج ہوگئیں:

پہلی صورت: ایک شخص کی بیوی اور اس کی بیٹی کو نکاح میں جمع کرسکتے ہیں، عبداللہ بن جعفر نے حضرت علیؓ کی بیٹی زینب یا ام کلثوم کو اور ان کی بیوی لیلیٰ نہشلیہ کو نکاح میں جمع کیا، ابن سیرین نے کہا: اس میں کچھ حرج نہیں، حسن بصریؒ نے پہلے ناجائز کہا، پھر فرمایا: جائز ہے۔

دوسری صورت: دو چچازاد بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے، حسن بن حسن بن علیؓ نے دو چچازاد بہنوں کو نکاح میں جمع کیا ہے، ایک: محمد بن الحنفیہ کی لڑکی کو، دوسری: عمر بن علی کی لڑکی کو، بلکہ دونوں سے ایک ہی رات میں صحبت بھی کی ہے —— البتہ ابوالشعثاء جابر بن زید (تابعی) اس کو ناپسند کرتے تھے، وہ اس کو قطع رحمی کا باعث گردانتے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ نکاح حرام نہیں، کیونکہ محرمات کے علاوہ سب عورتیں بہ نص قرآنی حلال ہیں، اور یہ محرمات میں شامل نہیں، پس یہ جمع کرنا درست ہے۔

تشریح: دو بہنوں کو جمع کرنے کی حرمت کی وجہ قطع رحمی کا اندیشہ ہے، کیونکہ سوکنیں ایک دوسرے پر جلتی ہیں، پھر بعض

وحسد کی آگ دونوں کے رشتہ داروں تک پہنچتی ہے، اور رشتہ داروں میں بغض وحسد نہایت برا اور سخت قبیح ہے، اسی وجہ سے حضرت جابر بن زید، عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری رحمہم اللہ نے دو چچازاد بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کو ناپسند کیا۔ مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جمع بین الاختین کی ممانعت سے جو ضابطہ بنا ہے: یہ صورت اس میں شامل نہیں، اس لئے یہ جمع کرنا جائز ہے۔

[٦-] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

[٧-] وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ، فِيْمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ: إِنْ أَدْخَلَهُ فِيْهِ، فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ، وَيَحْيَى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ، لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ.

[٨-] وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِهَا لَاتَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَرَّمَهُ. وَأَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَرُوِىَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ: تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: لَاتَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ، يَعْنِيْ يُجَامِعُ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عَلِيٌّ: لَاتَحْرُمُ، وَهٰذَا مُرْسَلٌ.

سالی سے زنا کرنے کا حکم

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی، ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اگر کوئی اپنی سالی سے زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی، کیونکہ یہ جمع بین الاختین نہیں ہے، نکاح سے جمع کرنا حرام ہے، قالہ ابن بطال (عمدۃ)

لواطت کا حکم

لواطت سے امام احمد اور امام اوزاعی رحمہما اللہ کے علاوہ کسی کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ عامر شعبی اور ابو جعفر باقر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: کوئی شخص کسی بچے کے ساتھ کھیل رہا تھا، پس اگر وہ اس سے لواطت کرے (ذکر بچے کی دبر میں داخل کرے) تو وہ اس کی ماں سے ہرگز نکاح نہ کرے، یعنی لواطت سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے —— امام بخاری رحمہ اللہ رد کرتے ہیں کہ یہ یحییٰ بن قیس کندی کی روایت ہے، اور وہ معروف العدالہ نہیں، نہ اس کا کوئی متابع ہے۔

زنا اور دواعی جماع کا حکم

امام شافعی، امام مالک کی موطا کی روایت اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک زنا اور دواعی جماع سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، اور امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک حرمت مصاہرت کا ثبوت جس طرح جائز وطی

سے ہوتا ہے حرام وطی (زنا) سے بھی ہوتا ہے، اور احناف کے نزدیک دواعی جماع بہ حکم جماع ہیں، ائمہ ثلاثہ اس کے قائل نہیں (احناف کے دلائل میرے رسالہ ''حرمتِ مصاہرت'' میں ہیں، اسی طرح زنا سے جمہور کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے: اس کے دلائل بھی حرمت مصاہرت میں ہیں)

روایات:

۱- ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی کسی عورت سے زنا کرے تو اس پر مزنیہ کی ماں حرام نہیں ہوتی۔

۲- اور ابونصر کی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حرمت ثابت ہوجاتی ہے —— امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ابونصر کا ابن عباسؓ سے سماع معلوم نہیں —— مگر ابوزرعہ رازی کہتے ہیں: یہ راوی اسدی ہے، ثقہ ہے اور ابن عباسؓ سے اس کا سماع ثابت ہے (عمدۃ)

۳- حضرات عمران بن الحصینؓ (صحابی) جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہل عراق (نخعی، ابوحنیفہ) کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔

۴- ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حرمت ثابت نہیں ہوگی، یہاں تک کہ وہ زمین کے ساتھ چپکا دے یعنی صحبت کرے یعنی زنا سے تو حرمت ثابت ہوگی، دواعی جماع سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

۵- حضرات ابن المسیب، عروہ اور زہری رحمہ اللہ کے نزدیک حرمت ثابت نہ ہوگی، وہ کہتے ہیں: حرام: حلال کو حرام نہیں کرتا، بلکہ زہریؒ حضرت علیؓ سے یہ بات روایت بھی کرتے ہیں، مگر روایت منقطع ہے (مرسل بمعنی منقطع ہے)

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾

سوتیلی لڑکی کے سلسلہ کے تین مسائل

رَبَائب: ربيبة کی جمع ہے: سوتیلی لڑکی (جو دوسرے خاوند سے ہے)........... حُجُوْر: حِجْر کی جمع: گود، پرورش۔

یہ تکمیلی باب ہے، اس باب میں سوتیلی لڑکی کے سلسلہ کے تین مسائل ہیں۔

۱- دخلتم بهن میں دخول سے کیا مراد ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جماع مراد ہے، یہی امام بخاری رحمہ اللہ اور اصحابِ ظواہر کی رائے ہے، اور ائمہ ثلاثہ خلوت صحیحہ کو بھی بہ حکم جماع رکھتے ہیں۔

۲- ربیبہ کے حکم میں اس کی بیٹی بھی شامل ہے، دخول کے بعد ربیبہ کی بیٹی بھی حرام ہے، جیسے پوتے کی بیوی بھی بیٹے کی بیوی کی طرح حرام ہے، اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

۳- في حجوركم: جو تمہاری پرورش میں ہے: یہ قید اتفاقی ہے یا احترازی؟ غیر مقلدین کے نزدیک احترازی ہے، پس اگر سوتیلی لڑکی پرورش میں نہ ہو تو اس سے نکاح جائز ہے، اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ قید أغلبی ہے یعنی عام طور پر سوتیلی

بیٹی سوتیلے باپ کی پرورش میں ہوتی ہے، اس لئے اس کا ذکر کیا ہے، یہاں مفہوم مخالف معتبر نہیں، سوتیلی لڑکی سوتیلے باپ کی پرورش میں ہو یا نہ ہو: اس سے نکاح حرام ہے۔

دلائل:

پہلے مسئلہ کی دلیل: حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ قرآن میں دخول، مسیس اور لماس کے معنی جماع ہیں، اللہ تعالیٰ چونکہ شرمیلے باوقار ہیں اس لئے کنائی الفاظ استعمال کرتے ہیں، پس ﴿دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ کے معنی: بیوی کے پاس گھر (تنہائی) میں جانا نہیں ہیں، بلکہ صحبت کرنا مراد ہے ـــــ اور جمہور کہتے ہیں: ''تأکدمہر میں خلوت صحیحہ بمنزلہ صحبت ہے، پس یہاں بھی وہ بہ حکم جماع ہے۔

دوسرے مسئلہ کی دلیل: باب کی روایت ہے، نبی ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: لاتَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكن ولا أخواتكن: ہرگز میرے سامنے اپنی بیٹیوں کو اور اپنی بہنوں کو پیش مت کرو ـــــ یہ حدیث عام ہے، بیٹی تو بیٹی ہے، نواسی بھی بیٹی ہے، جیسے بیٹے کی بیوی بہو ہے، اسی طرح پوتے کی بیوی بھی بہو ہے۔

تیسرے مسئلہ کی دلیل: نبی ﷺ نے اپنی ربیبہ زینبؓ کو پرورش کے لئے نوفل اشجعیؓ کے حوالے کیا تھا، پھر بھی راوی نے اس کو ربیبہ کہا ہے، معلوم ہوا کہ ﴿فِيْ حُجُوْرِكُمْ﴾ کی قید أغلبی ہے، احترازی نہیں۔

دوسرے مسئلہ کی دوسری دلیل: نبی ﷺ نے اپنے نواسے (بیٹی کے بیٹے) کو ابن (بیٹا) کہا ہے، فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے!''

[۲۵-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾

[۱-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الدُّخُوْلُ وَالْمَسِيْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ.

[۲-] وَمَنْ قَالَ: بَنَاتُ وَلَدِهَا هُنَّ بَنَاتُهُ فِي التَّحْرِيْمِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِأُمِّ حَبِيْبَةَ: ''لَاتَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ'' وَكَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ.

[۳-] وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيْبَةَ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِيْ حَجْرِهِ؟ وَدَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَبِيْبَةً لَهُ إِلٰى مَنْ يَكْفُلُهَا.

[۴-] وَسَمَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

[۵۱۰۶-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ؟ قَالَ: '' فَأَفْعَلُ مَاذَا؟'' قُلْتُ: تَنْكِحُ، قَالَ: ''أَتُحِبِّيْنَ؟'' قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْكَ أُخْتِيْ. قَالَ: '' إِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِيْ''

قلْتُ: بَلَغنِیْ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِیْ سَلَمَةَ. قَالَ: " ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: " لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِیْبَتِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ؛ أَرْضَعَتْنِیْ وَأَبَاهَا ثُوَیْبَةُ، فَلاَ تَعْرِضَنَّ عَلَیَّ بِنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ" وَقَالَ اللَّیْثُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: دُرَّةُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ.[راجع: ۵۱۰۱]

حوالہ: یہ حدیث ابھی گذری ہے، سفیان کی سند میں ام سلمہؓ کی لڑکی کا نام نہیں ہے، امام لیثؒ کی سند میں اس کا نام دُرَّة (موتی) ہے۔ لیث کی سند سے روایت اگلے باب میں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الأُخْتَیْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

یہ بھی تکمیلی باب ہے، اور مسئلہ پہلے آچکا ہے، اور روایت گذشتہ باب والی ہے، ام حبیبہؓ نے اپنی بہن کی پیش کش کی تھی کہ آپؐ ان سے نکاح کرلیں، آپؐ نے فرمایا: "وہ میرے لئے حلال نہیں" کیونکہ جمع بین الاختین حرام ہے۔

[۲۶-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الأُخْتَیْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾

[۵۱۰۷-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَیْرِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَیْنَبَ ابْنَةَ أَبِیْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللهِ! انْكِحْ أُخْتِیْ بِنْتَ أَبِیْ سُفْیَانَ، قَالَ: " وَتُحِبِّیْنَ؟" قَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِیْ فِیْ خَیْرٍ أُخْتِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: " إِنَّ ذٰلِكَ لاَ یَحِلُّ لِیْ" قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللهِ! فَوَ اللهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِیْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِیْ سَلَمَةَ، قَالَ: " بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "فَوَ اللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِیْ حِجْرِیْ مَاحَلَّتْ لِیْ، إِنَّهَا لاَبْنَةُ أَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِیْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَیْبَةُ، فَلاَ تَعْرِضَنَّ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ"[راجع: ۵۱۰۱]

بَابٌ: لاَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا

پھوپی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

یہ بھی تکمیلی باب ہے، تفصیل پہلے آچکی ہے کہ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، پھوپی بھتیجی میں سے کسی کو بھی مرد فرض کریں گے تو چچا بھتیجی یا پھوپی بھتیجا ہونگے اور ان میں نکاح حرام ہے۔ اسی طرح خالہ بھانجی کو جمع کرنا بھی حرام ہے، خواہ وہ لڑکی کی خالہ (ماں کی

بہن) ہو یا باپ کی یا ماں کی خالہ ہو: ان کو جمع کرنا حرام ہے۔

[۲۷-] بَابٌ: لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

[۵۱۰۸-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا. وَقَالَ دَاوُدُ، وَابْنُ عَوْنٍ: عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

[۵۱۰۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَايُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا"

[طرفه: ۵۱۱۰]

[۵۱۱۰-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا، وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا. فَنُرَى خَالَةَ أَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ. [راجع: ۵۱۰۹]

[۵۱۱۱-] لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

[راجع: ۲٦٤٤]

قولہ: فَنُرٰی: امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمارے گمان میں لڑکی کو اور اس کے باپ کی خالہ کو جمع کرنا بھی جائز نہیں، لڑکی کے باپ کی خالہ بمنزلۂ اس کی خالہ کے ہے، اور دلیل میں امام زہری نے رضاعت کا مسئلہ پیش کیا ہے: جس کی ضرورت نہیں تھی۔

بَابُ الشِّغَارِ

نکاح شغار کا بیان

اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں۔ نکاح شغار: یہ ہے کہ دو شخص ایک دوسرے سے اپنی بیٹی یا بہن یا زیر تحویل عورت کا نکاح کریں، اور ان کی شرمگاہوں کو ایک دوسرے کا مہر مقرر کریں، دوسرا کچھ مہر نہ ہو، اور اس طرح ایجاب وقبول کریں کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی یا بہن کو تمہارے نکاح میں دیا، اس طرح پر کہ تم اپنی فلاں بیٹی یا بہن کو میرے نکاح میں دو، اور دوسرا قبول کرے تو یہ نکاح شغار ہے اور ممنوع ہے —— شغار کے معنی ہیں: خالی (جس میں کوئی چیز نہ ہو) چونکہ ادلا بدلی کی شادی میں مہر نہیں ہوتا، اس لئے اس کو نکاح شغار کہتے ہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسا نکاح کرے تو کیا حکم ہے؟ حنفیہ کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا، اور شرط باطل، اور دونوں کا مہر مثل واجب ہوگا، کیونکہ نکاح اَیمان (قسموں) میں سے ہے، اور اَیمان میں شرط فاسد خود فاسد ہوجاتی ہے، اور عقد صحیح ہوجاتا ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نکاح صحیح نہیں ہوگا، مہر مقرر کرکے ازسرِ نو نکاح کرے۔

[۲۸-] بَابُ الشِّغَارِ

[۵۱۱۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ: أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ الآخَرُ ابْنَتَهُ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. [طرفه: ۶۹۶۰]

ملحوظہ: شغار کی تفسیر مرفوع ہے یا نافع کا یا امام مالک کا قول ہے: معلوم نہیں، سب احتمال ہیں۔

بَابٌ: هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ

کیا عورت کسی کو اپنی ذات بخش سکتی ہے؟

ذات بخشنا یعنی مہر کے تذکرہ کے بغیر یا مہر کے ذکر کے ساتھ نکاح کرنا، احناف کے نزدیک: جائز ہے، اور مہر کا تذکرہ نہیں کیا تو مہر مثل واجب ہے، اور جمہور کے نزدیک جائز نہیں، ان کے نزدیک نکاح لفظ تزویج یا انکاح ہی سے منعقد ہوتا ہے، بیع، تملیک اور ہبہ کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، چونکہ مسئلہ اختلافی تھا اس لئے امام صاحب نے ہل چلایا ہے، فیصلہ نہیں کیا، اور اپنی رائے محفوظ رکھی ہے۔

اور حدیث پہلے کتاب التفسیر میں سورۃ الاعراف (آیت ۵۱) کی تفسیر میں آچکی ہے، اور حنفیہ کی دلیل ہے کہ لفظ ہبہ سے بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔

سوال: ہبہ سے نکاح کا انعقاد تو نبی ﷺ کی خصوصیت تھی، سورۃ الاحزاب (آیت ۵۰) میں اس کی صراحت ہے۔

جواب: مہر کے بغیر نکاح نبی ﷺ کی خصوصیت تھی ﴿آتَيْتَ أُجُوْرَهُنَّ﴾ سے مقابلہ اس کی دلیل ہے، لفظ ہبہ سے نکاح کا انعقاد خصوصیت نہیں تھی (یہ بات حاشیہ میں ہے)

[۲۹-] بَابٌ: هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ

[۵۱۱۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا

تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ؟ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾[الأحزاب:٥١] قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ!
رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.[راجع: ٤٧٨٨]

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

محرم کا نکاح کرنا

یہ باب اور یہ حدیث پہلے کتاب الحج (تحفۃ القاری ۴:۵۳۱) میں آچکی ہے، احرام میں نکاح پڑھنا پڑھانا احناف اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپؐ سے حالت احرام میں ہوا ہے، اور یہ حدیث اصح مافی الباب ہے، البتہ احرام میں جماع اور دواعی جماع کی مطلق گنجائش نہیں، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نکاح باطل اور کالعدم ہے، تفصیل کے لئے محولا بالا مقام کی مراجعت کریں۔

[٣٠-] بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

[٥١١٤-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ.[راجع: ١٨٣٧]

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيْرًا

نکاح متعہ سے رسول اللہ ﷺ نے آخر میں منع کردیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے، ان میں سے تین طریقے نہایت شرمناک تھے، اس لئے ان کو پہلے ہی دن سے کنڈم کردیا، وہ تین طریقے یہ تھے:

۱- چند آدمی (دس سے کم) ایک عورت کے پاس جاتے، اور اس کی رضامندی سے سب اس سے صحبت کرتے، پھر اگر عورت حاملہ ہوجاتی اور بچہ جنتی تو وہ ان سب آدمیوں کو بلاتی، اور کسی کو نامزد کرتی کہ یہ تیرا بچہ ہے، اور اس کو ماننا پڑتا، انکار نہیں کرسکتا تھا۔

۲- پیشہ ور قحبہ (رنڈی) سے بہت لوگ جنسی تعلق قائم کرتے، پھر اگر اس کو حمل رہ جاتا اور وہ بچہ جنتی تو قیافہ شناس بلایا جاتا، وہ علامات دیکھ کر فیصلہ کرتا کہ یہ فلاں کا بچہ ہے اور اس کو ماننا پڑتا۔

۳- جب کسی کی بیوی حیض سے پاکی ہوتی ـــــ جبکہ رحم میں حمل قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے ـــــ تو شوہر اپنی بیوی سے کہتا کہ فلاں شخص سے جنسی تعلق قائم کر، پھر حمل ظاہر ہونے تک شوہر بیوی سے کنارہ کش رہتا، جب حمل کے آثار ظاہر ہوتے تو شوہر اپنی بیوی سے صحبت کرتا، اور ایسا اس لئے کیا جاتا تھا کہ لڑکا نجیب (بڑی شان والا) پیدا ہو، عرب کے بعض نیچ قبائل ایسا کرتے تھے۔

اسلام نے ان تینوں شرمناک طریقوں کو ختم کردیا، اور ایک شریفانہ طریقہ باقی رکھا، وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کی طرف سے دوسرے آدمی کو اس کی بیٹی یا زیرولایت کسی لڑکی کے نکاح کے لئے پیام دیا جائے، پھر وہ مناسب مہر مقرر کرکے اس لڑکی کا اس آدمی سے نکاح کردے ـــــ پھر اس کی دو صورتیں ہوتی تھیں: مؤبد اور موقت۔ مؤبد یعنی ہمیشہ کے لئے، یہی اسلامی نکاح ہے، اسی کو اسلام نے باقی رکھا ہے، اور موقت یعنی مقررہ مدت کے لئے نکاح، اس کا نام نکاح موقت اور متعہ ہے، شروع اسلام میں اس کو باقی رکھا گیا تھا، مگر چونکہ یہ نکاح پوری طرح مقاصد سے ہم آہنگ نہیں تھا اس لئے بعد میں اس کی ممانعت کردی، اور نکاح متعہ پوری طرح مقاصد سے ہم آہنگ کیوں نہیں؟ اس کی تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ (۶۶:۵ اور تحفۃ الالمعی ۵۵۲:۳) میں ہے، اور نکاح متعہ کی ممانعت کا بیان پہلے (تحفۃ القاری ۳۱۸:۸) آچکا ہے، اس کی ضرور مراجعت کرلی جائے۔

[۳۱-] بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيْرًا

[۵۱۱۵-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِمَا: أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ. [راجع: ۴۲۱۶]

[۵۱۱۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ: إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

وضاحت: پہلی حدیث حسن اور عبداللہ اپنے والد محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں، یہی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳۱۸:۸) آئی ہے، اور دوسری حدیث میں ابن عباسؓ نے جو جواز کی بات کہی ہے وہ مقدم رائے ہے، پھر انھوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا، جب ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث سنائی، چنانچہ اب امت کا حرمت متعہ پر اجماع ہے، البتہ شیعہ اب بھی جواز کے قائل ہیں، مگر ان کا متعہ حدیثوں کے متعہ سے الگ ہے، وہ سراسر زنا ہے (تحفۃ القاری ۳۱۹:۸)

[۵۱۱۷و۵۱۱۸-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَا: كُنَّا فِيْ جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:

''إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا''

[۵۱۱۹-] وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ: حَدَّثَنِيْ إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: '' أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا'' فَمَا أَدْرِيْ أَشَيْئٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ مَنْسُوْخٌ.

ترجمہ(۱): ہم کسی لشکر میں تھے (معلوم نہیں کس غزوہ کا واقعہ ہے) پس ہمارے پاس اللہ کے رسول کا قاصد آیا: (اس نے کہا:) بے شک شان یہ ہے کہ تحقیق اجازت دی گئی تمہیں کہ فائدہ اٹھاؤ تم یعنی نکاح متعہ کرو پس نکاح متعہ کیا انھوں نے (ثانی فعل ماضی ہے اورت پر زبر)

(۲) جو بھی مرد وزن متفق ہو جائیں یعنی نکاح متعہ کریں، پس آپس داری (اختلاط) جو دونوں کے درمیان ہو تین راتیں ہے، یعنی لفظ متعہ سے نکاح کیا اور مدت نکاح متعین نہیں کی تو وہ نکاح تین دن کے لئے ہے، پھر اگر دونوں چاہیں کہ بڑھیں (تو بڑھیں) اور اگر دونوں ایک دوسرے کو چھوڑنا چاہیں تو چھوڑیں (حضرت سلمہؓ کہتے ہیں:) پس میں نہیں جانتا کہ یہ متعہ کی اجازت خاص ہمارے یعنی صحابہ کے لئے تھی یا سبھی لوگوں کے لئے تھی؟ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وضاحت کے ساتھ روایت کی ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے، یعنی صحابہ کے لئے وقتی اجازت تھی، سب لوگوں کے لئے عام اجازت نہیں تھی۔

سوال: باب ممانعتِ متعہ کا ہے اور حضرت سلمہؓ کی روایت جوازِ متعہ کی ہے، پس باب سے روایت کا جوڑ کیسے بیٹھے گا؟

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ کا ضمیمہ روایت کے ساتھ ملائیں تو روایت باب کے ساتھ جڑ جائے گی۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

عورت نیک آدمی کے سامنے اپنی ذات کو پیش کرے

معاشرہ میں عام طور پر لڑکے والے لڑکی والوں سے لڑکی مانگتے ہیں، اور کہیں اس کے برعکس ہوتا ہے، اور کہیں دونوں صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، اسی طرح مرد کسی عورت سے نکاح کی درخواست کرے یا اس کے برعکس ہو تو یہ سب صورتیں جائز ہیں —— مگر چونکہ عورت کا خود کو مرد کے سامنے پیش کرنا بے حیائی سمجھا جا سکتا ہے اس لئے یہ باب لائے کہ اگر مرد کوئی نیک بندہ ہے اور عورت خود کو پیش کرے تو یہ بھی درست ہے، اس میں بے حیائی کی کوئی بات نہیں —— اور باب میں دو روایتیں ہیں، پہلی نئی ہے اور دوسری مکرر۔ پہلی روایت میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے اپنی ذات نبی ﷺ کے سامنے پیش کی، اس پر ان کی صاحبزادی امینہ نے: اس کو بے حیائی قرار دیا، حضرت انسؓ نے اس پر

رد کیا اور فرمایا: "وہ عورت تجھ سے بہتر تھی، اس نے نبی ﷺ کی ذات میں رغبت کی!" اور دوسری روایت میں یہ واقعہ ہے کہ ایک عورت نے اپنی ذات نبی ﷺ کو بخشی، مگر آپؐ نے قبول نہیں فرمائی، پھر اس کا نکاح ایک صحابی سے کردیا —— دونوں روایتوں سے مرد صالح کو نبی ﷺ کے حکم میں رکھ کر استدلال کیا ہے۔

[۳۲-] بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

[۵۱۲۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، قَالَ أَنَسٌ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَكَ بِيْ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَ هَا، وَاسَوْأَتَاهْ! وَاسَوْأَتَاه! قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ، رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا. [طرفه: ۶۱۲۳]

قولها: ما أقلّ حياءَ ها: وہ کس قدر بے حیا تھی! ہائے بری بات! ہائے بری بات!

[۵۱۲۱-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ: أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوِّجْنِيْهَا، فَقَالَ: "مَا عِنْدَكَ؟" قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْئٌ! قَالَ: "اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ!" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لاَ، وَاللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُهُ — قَالَ سَهْلٌ: وَمَا لَهُ رِدَاءٌ — فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْئٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْئٌ" فَجَلَسَ الرَّجُلُ، حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلَسُهُ قَامَ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَاهُ أَوْ: دُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" فَقَالَ: مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا، لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [أطرافه ۲۳۱۰]

بَابُ عَرْضِ الإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلٰى أَهْلِ الْخَيْرِ

عورت کے ولی کا بھلے آدمی کے سامنے عورت کو پیش کرنا

اگر عورت کا ولی اپنی بیٹی یا بہن کو نیک آدمی کے سامنے پیش کرے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں، اور باب میں دو روایتیں ہیں: پہلی روایت پہلے (تحفۃ القاری ۸۹:۸) آئی ہے، جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرات عثمان وابوبکر رضی اللہ عنہما کے سامنے پیش کیا (یہ بیٹی کو پیش کرنا ہے) اور دوسری روایت ابھی آئی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن کو نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا (یہ بہن کو پیش کرنا ہے)

[۳۳-] بَابُ عَرْضِ الإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلٰى أَهْلِ الْخَيْرِ

[۵۱۲۲-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِيْنَةِ - فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِی أَمْرِیْ، فَلَبِثْتُ لَيَالِیَ ثُمَّ لَقِيَنِیْ فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِیْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِیْ هٰذَا. فَقَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَیَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّیْ عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِیْ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِیْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا. قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِیْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ إِلَّا أَنِّیْ كُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَبِلْتُهَا. [راجع: ۴۰۰۵]

وضاحت: حضرت خُنیس رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے، حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی، بدری صحابی ہیں، جنگ احد میں زخمی ہوئے، اس سے مدینہ میں وفات پائی۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۵۱۲۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِيْبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِیْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِیْ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَعَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ! لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِیْ، إِنَّ أَبَاهَا أَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" [راجع: ۵۱۰۱]

وضاحت: اس حدیث میں بہن کو پیش کرنے کا ذکر نہیں، اس کا ذکر حدیث کے دوسرے طُرق میں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ﴾ الآيَة

معتدۂ موت سے اشارہ کنایہ میں نکاح کی بات کہنا یا دل میں ارادہ رکھنا جائز ہے

سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۵ ہے:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِیْ أَنْفُسِكُمْ، عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ

سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا، وَلَاتَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

ترجمہ: اورتم پرکوئی گناہ نہیں اس پیام زناں میں جوتم اشارہ کنایہ میں کہویا اپنے دلوں میں چھپاؤ، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم ان عورتوں کا تذکرہ کروگے، مگرتم ان سے خفیہ عہدوقرارمت کرلو، ہاں معروف طریقہ پربات کہہ سکتے ہو، اورنکاح کی گرہ پختہ مت باندھو، یہاں تک کہ نوشتہ اپنی نہایت کوپہنچ جائے یعنی عدت پوری ہوجائے، اورجان لوکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جوباتیں تمہارے دلوں میں ہیں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اورجان لوکہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے بردبار ہیں!

تفسیر: اس آیت میں چاراحکام ہیں: (۱) عدت وفات میں زبان سے صراحۃً پیام نکاح دیناحرام ہے (۲) زبان سے اشارۃً کنایۃً بات کہناجائز ہے (۳) عدت میں نکاح کرلیناحرام ہے (۴) دل میں ارادہ رکھناکہ عدت کے بعدنکاح کریں گے جائز ہے۔

لغت: أَكْنَنْتُمْ: (ماضی صیغہ جمع مذکرحاضر) مصدر إِكْنَانٌ: دل میں چھپانا .... أَضْمَرْتُمْ: دل میں رکھنا .... مکنون: پوشیدہ، ہروہ چیزجس کوآپ چھپاکررکھیں۔

اشارہ کنایہ کی مثالیں:

۱- ابن عباسؓ نے فرمایا: (۱) معتدہ سے کہنا: میرانکاح کرنے کاارادہ ہے (۲) معتدہ سے کہنا: میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی نیک عورت میسرآئے۔

۲- قاسم بن محمد بن ابی بکررحمہ اللہ نے کہا: (۱) آپ میرے نزدیک معززخاتون ہیں (۲) میں آپ میں رغبت رکھتاہوں (۳) اللہ تعالیٰ ضرورآپ کی طرف بھلائی ہانک لائیں گے (۴) یااس کے مانندکوئی بات کہے۔

۳- عطاء بن ابی رباح نے کہا: اشارہ کرے، صراحۃً نہ کہے: (۱) مجھے آپ کی ضرورت ہے آپ خوش ہوجائیں (۲) آپ بفضل اللہ چالوسامان ہیں، اورعورت جواب دے: آپ نے جوکہاوہ میں نے سنا!

۴- مسئلہ: اورعورت کوئی وعدہ نہ کرے، اورنہ اس کاسرپرست اس کے علم کے بغیرقول وقرارکرے، اوراگرعورت نے عدت میں کسی سے وعدہ کرلیا، پھرعدت کے بعدنکاح کیا (تونکاح صحیح ہے) دونوں میں جدائی نہ کی جائے۔

۵- حسن بصریؒ نے کہا: خفیہ وعدہ سے زنامرادہے، مگریہ تفسیرصحیح نہیں (عمدۃ)

۶- ابن عباسؓ نے کہا: نوشتہ اپنی نہایت کوپہنچ جائے یعنی عدت گذرجائے۔

[۳۴-] بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْ أَنْفُسِكُمْ، عَلِمَ اللّٰهُ﴾ الآيَةَ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

﴿أَكْنَنْتُمْ﴾ أَضْمَرْتُمْ، وَكُلُّ شَيْئٍ صُنْتَهُ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ.

مکتبہ حجاز دیوبند

[٥١٢٤-] وَقَالَ لِیْ طَلْقٌ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿فِیْمَا عَرَّضْتُمْ﴾ یَقُوْلُ: إِنِّیْ أُرِیْدُ التَّزْوِیْجَ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّـهُ تَیَسَّرَ لِیْ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

[٢-] وَقَالَ الْقَاسِمُ: یَقُوْلُ: إِنَّكِ عَلَیَّ كَرِیْمَةٌ، وَإِنِّیْ فِیْكِ لَرَاغِبٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَیْكِ خَیْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

[٣-] وَقَالَ عَطَاءٌ: یُعَرِّضُ وَلاَ یَبُوْحُ، یَقُوْلُ: إِنَّ لِیْ حَاجَةً وَأَبْشِرِیْ، وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ. وَتَقُوْلُ هِیَ: قَدْ أَسْمَعُ مَاتَقُوْلُ.

[٤-] وَلاَتَعِدُ شَیْئًا، وَلاَ یُوَاعِدُ وَلِیُّهَا بَغَیْرِ عِلْمِهَا، وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلاً فِیْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ یُفَرَّقْ بَیْنَهُمَا.

[٥-] وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿لاَتُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾: الزِّنَا.

[٦-] وَیُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾: تَنْقَضِیْ الْعِدَّةُ.

وضاحت: روایت میں تزویج بمعنی تزوُّج (نکاح کرنا) ہے

بَابُ النَّظَرِ إِلَی الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ

نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا

نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے لڑکی کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے، دیکھنے سے ناک نقشہ اور رنگ روغن کا پتہ چل جاتا ہے، اور یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ لڑکی میں کوئی عیب تو نہیں، مگر دیکھنا اس وقت سودمند ہے جب لڑکا باشعور ہو، نیز دیکھنے سے سیرت واخلاق کا پتہ نہیں چلتا، یہ باتیں قابل اعتماد بابصیرت عورتوں کے ذریعہ ہی معلوم ہوسکتی ہیں، پس ان کا دیکھنا بھی اپنے دیکھنے کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں، اور دونوں پہلے آئی ہیں، پہلی حدیث میں نکاح سے پہلے نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے، فرشتہ ریشم کے کپڑے میں ان کو لایا تھا، اور دوسری حدیث میں اس خاتون کا واقعہ ہے جس نے اپنی ذات نبی ﷺ کو بخشی تھی، آپؐ نے اس کو ازسر تا قدم دیکھا، پھر خاموشی اختیار کرلی۔

[٣٥-] بَابُ النَّظَرِ إِلَی الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ

[٥١٢٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "رَأَیْتُكِ فِی الْمَنَامِ، یَجِیْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ، فَقَالَ

لِیْ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ. ، فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ، فَإِذَا هِیَ أَنْتِ، فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ" [راجع: ۳۸۹۵]

وضاحت: باب میں تزویج بمعنی تزوج ہے.........سَرَقَة: خِرْقة: کپڑے کا ٹکڑا۔

[۵۱۲۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِیْ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا، فَقَالَ: " هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟" قَالَ: لاَ وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، قَالَ: " اذْهَبْ إِلٰى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا؟" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لاَ، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: " انْظُرْ؛ وَلَوْ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لاَ، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلاَ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِیْ – قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ – فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ" فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُوَلِّيًا، فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِیَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" قَالَ: مَعِیْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا، عَدَّدَهَا. قَالَ: "أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟" قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: " اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [أطرافه: ۲۳۱۰]

بَابُ مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

ایک رائے: نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا

تمام ائمہ متفق ہیں کہ جب تک لڑکا یا لڑکی نابالغ ہیں ان کو اپنے نکاح کا اختیار نہیں، ولی ہی ان کا نکاح کرے گا، وہی ایجاب وقبول کرے گا، اسی کا نام ولایت اجبار ہے یعنی لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا کیا ہوا نکاح نافذ ہے، پھر جب لڑکا بالغ ہوگیا تو اس پر ولی کو ولایت اجبار حاصل نہیں رہی، اب لڑکا خود ایجاب وقبول کرے گا، پھر دو مسئلوں میں اختلاف ہوا ہے:

پہلا مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لڑکی خود ایجاب وقبول نہیں کرسکتی، خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ، باکرہ ہو یا ثیبہ، ولی یا وکیل ہی اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرے گا، اس مسئلہ کی تعبیر ہے: هل النكاح ينعقد بعبارة النساء؟ کیا بالغہ عورت کے الفاظ

(ایجاب وقبول) سے نکاح منعقد ہوتا ہے؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منعقد نہیں ہوتا، احناف کے نزدیک منعقد ہوجاتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک ولی کی اجازت ضروری ہے، ولی کی اجازت کے بغیر اگر عورت خود اپنا نکاح کرے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا، اگرچہ ایجاب یا قبول کوئی مرد (وکیل) کرے۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عاقل بالغ عورت خود اپنا نکاح کرسکتی ہے، ولی کی اجازت صحتِ نکاح کے لئے شرط نہیں، البتہ اگر عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا ہے تو ولی کو قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کا حق ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام صاحب نے باب میں جو حدیث رکھی ہے، وہ متکلم فیہ ہے، اس لئے اس کی تخریج نہیں کی، ائمہ ثلاثہ کی بنیادی دلیل یہی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کا وہ مطلب نہیں جو ائمہ ثلاثہ نے لیا ہے، احناف کہتے ہیں: لا نفی کمال کا ہے یعنی ولی کی اجازت کے بغیر خود عورت کا نکاح کرنا زیبا نہیں۔

اور امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل حدیث حسن صحیح ہے: **الأَيِّمُ أَحَقُّ بنفسها من وليها:** شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے یعنی بیوہ کو کہاں نکاح کرنا ہے؟ اس کا فیصلہ وہ خود کرے گی، ولی فیصلہ نہیں کرے گا، اگر ولی نے اس کی مرضی کے خلاف نکاح کردیا تو وہ نکاح رد ہے، خنساء بنت خدامؓ کا نکاح ان کے والد نے ان کی مرضی کے بغیر کردیا تھا، جبکہ وہ بیوہ تھیں، چنانچہ نبی ﷺ نے باپ کے کئے ہوئے نکاح کو ختم کردیا —— امام اعظمؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب ولی کا کیا ہوا نکاح عورت کی اجازت لاحقہ سے بالاتفاق منعقد ہوجاتا ہے تو خود عورت کا کیا ہوا نکاح ولی کی اجازت لاحقہ سے کیوں منعقد نہیں ہوگا، جبکہ عورت کا حق اپنے نکاح کے سلسلے میں ولی سے زیادہ ہے؟ (تفصیل تحفۃ الالمعی ۳:۵۳۱) میں ہے۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے تین آیتیں اور تین حدیثیں لکھی ہیں (چوتھی حدیث پہلی آیت کا شان نزول ہے) جس سے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین استدلال کرتے ہیں:

پہلی آیت مع شانِ نزول: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا ایک مسلمان سے نکاح کردیا، اس نے رجعی طلاق دیدی، اور عدت میں رجوع نہیں کیا، جب عدت ختم ہوگئی تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زوج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا، عورت بھی اس پر راضی تھی، مگر عورت کے بھائی معقلؓ کو غصہ آیا اور اس کو ٹکاسا جواب دیدیا، پس سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۲ نازل ہوئی: ’’اور جب تم طلاق دو عورتوں کو، پس وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو تم ان کو مت روکو اس سے کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں، جبکہ وہ باہم قاعدہ کے موافق رضامند ہوں‘‘ —— اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ روکنے کی ممانعت روکنے کے حق کو مستلزم ہے، اور روکنے کا حق: حق انکاح کو مستلزم ہے اور آیت عام ہے، بیوہ اور باکرہ دونوں کو شامل ہے، معلوم ہوا کہ عورتوں کا نکاح کرانے کا حق اولیاء کا ہے، وہ خود نکاح نہیں کرسکتیں۔

جواب: یہ حقِ شرعی کی وجہ سے روکنے کی ممانعت نہیں ہے، حق شرعی کی ممانعت ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ یہ دھینگا مستی کے

طور پر روکنے کی ممانعت ہے، پس اس سے حق انکاح ثابت نہیں ہوتا۔

آیات: سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱ میں ہے: ''اور عورتوں کو کافروں کے نکاح میں مت دو یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوجائیں'' —— اور سورۃ النور آیت ۳۲ میں ہے: ''اور نکاح کرایا کروان کا جو تم میں سے بے نکاح ہیں'' —— دونوں آیتوں میں فاعل (نکاح کرانے والے) اولیاء اور آقا ہیں، معلوم ہوا کہ حق انکاح انہی کو حاصل ہے۔

جواب: یہ آیتیں عام معمول کے مطابق وارد ہوئی ہیں، اسلامی تہذیب میں عورتوں کا خود نکاح کرنا معیوب ہے، اچھا طریقہ یہ ہے کہ اولیاء عورتوں کا نکاح ان کی مرضی کے مطابق کرائیں، پس یہ فعلی نصوص ہیں، اور فعل سے فرضیت (شرطیت) ثابت نہیں ہوتی۔

[٣٦-] بَابُ مَنْ قَالَ: لاَ نِكَاحَ إِلاَّ بِوَلِيٍّ

[٢-] لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيْهِ الثَّيِّبُ، وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ.

[٣-] وَقَالَ: ﴿وَلاَتُنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾

[٤-] وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوْا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾

وضاحت: باب کی حدیث پہلی دلیل ہے، اس لئے آیت پر [٢] لگایا ہے۔

[٥١٢٧-] قَالَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ:

فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ، فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا.

وَنِكَاحُ الْآخَرِ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا: أَرْسِلِيْ إِلٰى فُلاَنٍ فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ، وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا، وَلاَ يَمَسُّهَا أَبَدًا، حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ.

وَنِكَاحٌ آخَرُ: يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ، فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا. فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا، أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا، تَقُوْلُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ، وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلاَنُ تُسَمِّيْ مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ، فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، وَلاَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ.

وَنِكَاحُ الرَّابِعِ: يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ، فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَاتَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَ هَا، وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا، فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِىْ يُرَوْنَ، فَالْتَاطَ بِهِ، وَدُعِىَ ابْنَهُ لَايَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ، إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

روایت: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح چار طرح کے تھے:

۱- ان میں سے ایک: آج لوگوں میں رائج نکاح ہے، آدمی کی طرف سے دوسرے آدمی کو اس کی زیر ولایت عورت یا بیٹی کے نکاح کے لئے پیام دیا جاتا، پس وہ اس کو مہر دیتا، پھر وہ اس سے نکاح کرتا (یہی نکاح کا صحیح طریقہ تھا، اور اسی کو اسلام نے باقی رکھا ہے)

۲- اور دوسرا نکاح: جب کسی آدمی کی بیوی حیض سے پاک ہوتی تو شوہر اپنی بیوی سے کہتا: فلاں کو بلا، اور اس سے نطفہ لے (جس مرد کو خوبصورت شریف، بہادر دیکھتے تو اپنی بیوی کو اس کے پاس بھیج کر اس کا نطفہ لیتے تا کہ لڑکا عظیم الشان پیدا ہو) اور اس کا شوہر اس سے الگ تھلگ رہتا، پس جب حمل ظاہر ہو جاتا تو شوہر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا، اور شوہر کرتا تھا یہ اولاد کی شرافت میں رغبت کرتے ہوئے، پس یہ نکاح: **نکاح الاستبضاع** کہلاتا تھا۔

۳- اور ایک اور نکاح: دس سے کم افراد جمع ہوتے، پس وہ ایک عورت کے پاس جاتے، اور سب اس سے صحبت کرتے، پس جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی، اور جب وضع حمل پر چند دن گذرتے تو وہ ان کو بلاتی، پس کوئی ان میں سے طاقت نہیں رکھتا تھا کہ انکار کرے، یہاں تک کہ سب لوگ اس کے پاس اکٹھا ہوتے، وہ ان سے کہتی: تم جانتے ہو وہ جو تمہارے معاملہ سے تھا، اور میں نے بچہ جنا ہے، پس اے فلاں! وہ تیرا بیٹا ہے، اور وہ نام لیتی ان میں سے جس کا چاہتی، پس اس کے ساتھ عورت کا بچہ لاحق ہوتا، اور آدمی اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

۴- اور چوتھا نکاح: اکٹھے ہوتے بہت لوگ، پس داخل ہوتے وہ ایک عورت پر، نہ انکار کرتی وہ اس سے جو اس کے پاس آتا، اور وہ رنڈیاں تھیں، اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑتیں، جو نشانی ہوتے، پس جو چاہتا ان کے پاس جاتا، پس جب ان میں سے کوئی حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ لوگ اس کے لئے اکٹھا کئے جاتے، اور بلاتے وہ اپنے لئے قیافہ شناس کو، پھر ملاتے وہ اس عورت کے بچے کو جس کا وہ گمان کرتے، پس وہ اس کے ساتھ وابستہ ہو جاتا اور اس کا بیٹا کہلاتا، وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کے ساتھ مبعوث کئے گئے تو ڈھا دیا جاہلیت کے سارے نکاحوں کو، علاوہ اس نکاح کے جو آج لوگوں میں رائج ہے (یہ حدیث ابوداؤد (حدیث ۲۲۷۲) میں بھی ہے)

لغات: **بُضْع:** شرمگاہ، مراد مادّہ، **اِسْتِبْضَاع:** نطفہ طلب کرنا .... **اِلْتَاطَ بِه:** چپکنا، وابستہ ہونا (مادہ لوط)

استدلال: نکاح کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ ولی نکاح کرے، چار طریقوں میں سے اسی کو اسلام نے باقی رکھا ہے، مگر اس سے بھی ولی کا اشتراط ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہ بھی فعلی روایت ہے۔

[٥١٢٨-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامٰى النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَاتُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ [النساء:١٢٧] قَالَتْ: هٰذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهُ فِيْ مَالِهِ، وَهُوَ أَوْلَى بِهَا، فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا، فَيَعْضُلَهَا لِمَالِهَا، وَلَا يُنْكِحَهَا غَيْرَهُ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِيْ مَالِهَا. [راجع: ٢٤٩٣]

وضاحت: یہ روایت بار بار آئی ہے، اور استدلال فَيَعْضِلُهَا سے ہے، مگر یہ روکنا بھی حق شرعی کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ محض دھینگا دھانگی تھی، پس اس سے اشتراط کیسے ثابت ہوگا؟

[٥١٢٩-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ — وَكَانَ مَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ — فَقَالَ عُمَرُ: لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ. فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ. فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ لَقِيَنِيْ، فَقَالَ: بَدَا لِيْ أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ. [راجع: ٤٠٠٥]

وضاحت: یہ روایت ابھی گذری ہے، مگر یہ بھی فعلی روایت ہے، اور یہی اسلامی طریقہ ہے کہ ولی رشتہ ڈھونڈھے۔

[٥١٣٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو، حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الْحَسَنِ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٢] قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْهِ، قَالَ: زَوَّجْتُ أُخْتًا لِيْ مِنْ رَجُلٍ وَطَلَّقَهَا، حَتّٰى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا؟! لَا وَاللهِ لَاتَعُوْدُ إِلَيْكَ أَبَدًا! وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيْدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَقُلْتُ: الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ. [راجع: ٤٥٢٩]

وضاحت: یہ باب کی دوسری آیت کا شانِ نزول ہے، اس کا ذکر اور اس کا جواب پہلے آ گیا ہے۔

بَابٌ: إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ

جب ولی ہی منگنی بھیجنے والا ہو

یہ ردیف باب ہے، ایک یتیم لڑکی چچازاد بھائی کی پرورش میں ہے اور وہی ولی (سرپرست) بھی ہے، اگر وہ لڑکی کو نکاح کا پیام دے تو جائز ہے۔

۱- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کی منگنی ڈالی، وہ اس عورت کے قریب ترین رشتہ دار تھے (پس وہی ولی تھے، معلوم ہوا یہ جائز ہے) پھر انھوں نے (خاندان کے) کسی شخص کو حکم دیا اس نے (وکیل بن کر) حضرت مغیرہؓ کا نکاح کرایا۔

۲- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا: کیا آپ اپنا معاملہ مجھے سپرد کرتی ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں، پس حضرت نے فرمایا: میں نے تم سے نکاح کیا —— حاشیہ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس کے ولی تھے —— اور نکاح میں ایک شخص دو جانبوں کی نمائندگی کرسکتا ہے یعنی اصیل اور وکیل ہوسکتا ہے، بیع میں نہیں ہوسکتا، پس آپؓ کا قول: ''میں نے تم سے نکاح کیا'' ایجاب بھی ہے اور قبول بھی۔

۳- حضرت عطاء نے اس میں یہ قید لگائی کہ قد تزوَّجْتُكِ دو گواہوں کے سامنے کہا ہو —— اور اگر کسی ولی ابعد کو جو عورت کے خاندان کا ہو حکم دے اور وہ نکاح کرائے، اور ایجاب وقبول الگ الگ ہوں تو یہ بھی درست ہے۔

۴- باب کی دوسری حدیث میں ہے: ایک عورت نے نبی ﷺ کو اپنی ذات ہبہ کی، پس اس نے آپؐ کو نکاح کا وکیل بنایا، اور ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپؐ ان سے نکاح نہ کرنا چاہیں تو ان سے میرا نکاح کرادیں، یہ انھوں نے بھی آپؐ کو وکیل بنایا، پس آپؐ نے فرمایا: قد تزوَّجْتُكَهَا: میں نے تمہارا اس عورت سے نکاح کردیا، یہی قول ایجاب بھی ہے اور قبول بھی۔

اور باب کی پہلی حدیث بار بار آئی ہے، یتیم لڑکی کا ولی انصاف کے ساتھ لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، معلوم ہوا کہ ولی خاطب ہوسکتا ہے۔

[۳۷-] بَابٌ: إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ

[۱-] وَخَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا، فَأَمَرَ رَجُلاً فَزَوَّجَهُ.

[۲-] وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُوْفٍ لِأُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ: أَتَجْعَلِيْنَ أَمْرَكِ إِلَيَّ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: قَدْ تَزَوَّجْتُكِ.

[۳-] وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ أَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُكِ، أَوْ لِيَأْمُرْ رَجُلاً مِنْ عَشِيْرَتِهَا.

[٤-] وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم: أَهَبُ لَكَ نَفْسِي، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا.

وضاحت: حاشیہ میں باب کا جو مقصد بیان کیا ہے: عمدۃ القاری میں ہے کہ وہ باب کا مقصد نہیں، اس لئے باب کا جو مقصد ہے وہ میں نے بیان کیا ہے —— حضرت عطاءؒ کے قول میں لِیُشْهِدْ: فعل امر ہے اور یہ حضرت عبدالرحمٰن کے اثر میں اضافہ ہے۔ اور أو سے دوسری جائز صورت بیان کی ہے۔

[۵۱۳۱-] حدثنا ابْنُ سَلاَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ [النساء: ۱۲۷] قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ، قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهِ، فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ، فَيَدْخُلَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهِ، فَيَحْبِسُهَا، فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ. [راجع: ۲٤۹٤]

[۵۱۳۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم جُلُوْسًا، فَجَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ، فَخَفَّضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَّعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: زَوِّجْنِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟" قَالَ: مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ! قَالَ: "وَلاَ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ؟" قَالَ: وَلاَ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهِ فَأُعْطِيْهَا النِّصْفَ، وَآخُذُ النِّصْفَ. قَالَ: "لاَ، هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [راجع: ۲۳۱۰]

بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وُلْدَهُ الصِّغَارَ

نابالغ اولاد کا نکاح کرانا

اسلام میں نکاح کے لئے بلوغ شرط نہیں، نابالغ لڑکے لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے، البتہ زفاف (رخصتی) کے لئے بلوغ شرط ہے، سورۃ الطلاق (آیت ۴) میں ہے: اور جو (تمہاری مطلقہ بیویوں میں سے) حیض سے مایوس ہوچکی ہیں اگر تم کو ان کی عدت کی تعیین میں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جن کو ابھی حیض نہیں آیا —— اس آیت سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکی جس کو ابھی حیض نہیں آیا: اگر اس کو طلاق ہوجائے تو اس کی عدت تین ماہ ہے، معلوم ہوا کہ نابالغ کا نکاح ہوسکتا ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا تھا، جبکہ وہ نابالغ تھیں، اور جب ان کی عمر نو سال ہوئی تو رخصتی عمل میں آئی، اور وہ آپؐ کے پاس نو سال رہیں۔

[۳۸-] بَابُ إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وُلْدَهُ الصِّغَارَ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَالّٰئِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ.

[۵۱۳۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. [راجع: ۳۸۹۴]

بَابُ تَزْوِيْجِ الأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الإِمَامِ

باپ اپنی بیٹی کا نکاح سلطان سے کرے

یہ باب دفع دخل مقدر کے طور پر لائے ہیں، باپ بھی ولی ہے اور سلطان بھی ولی ہے، پس ولی: ولی سے نکاح کیسے کرائے گا؟

جواب: اعتبارات مختلف ہیں، اصل ولی باپ ہے، اور سلطان اس وقت ولی ہے جب کوئی دوسرا ولی نہ ہو، پس وہ ولی ابعد ہے، اور نکاح کرانے کا حق ولی اقرب کا ہے، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد نے نبی ﷺ کے ساتھ (جو سلطان تھے) کرایا ہے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرایا ہے۔

[۳۹-] بَابُ تَزْوِيْجِ الأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الإِمَامِ

وَقَالَ عُمَرُ: خَطَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

[۵۱۳۴-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ.

قَالَ هِشَامٌ: وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِيْنَ. [راجع: ۳۸۹۴]

بَابٌ: السُّلْطَانُ وَلِيٌّ

حاکم ولی (سرپرست) ہے

حدیث میں ہے: السلطان ولی من لا ولی له: جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی حاکم (حکومت) ہے، یہ حدیث چونکہ شرط کے مطابق نہیں تھی، اس لئے نہیں لائے اور مسئلہ اپنی ذات بخشنے والی عورت کی حدیث سے ثابت کیا، اس عورت کا کوئی ولی نہیں تھا، پس نبی ﷺ نے ولی کی حیثیت سے اس کا نکاح کردیا —— جاننا چاہئے کہ اسلامی حکومت

ویلفیر حکومت ہے، عوامی بہبودی کے کام اس کی ذمہ داری ہے، اور بے سہارا لوگوں کا سہارا بننا عوامی بہبودی والا کام ہے، اس لئے جس عورت کا کوئی ولی (سرپرست) نہیں اس کی سرپرستی کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

[۴۰-] بَابٌ: السُّلْطَانُ وَلِیٌّ

بِقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ"

[۵۱۳۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: إِنِّیْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِیْ، فَقَامَتْ طَوِيْلاً، فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: " هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْئٍ تُصْدِقُهَا؟" قَالَ: مَا عِنْدِیْ إِلَّا إِزَارِیْ! فَقَالَ: " إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لاَ إِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئًا" فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا! فَقَالَ: " الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَلَمْ يَجِدْ، فَقَالَ: " أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئٌ؟" قَالَ: نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. فَقَالَ: " زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ"[راجع: ۲۳۱۰]

بَابٌ: لاَيُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

باپ وغیرہ کنواری اور بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی سے کرائیں

نکاح کے لئے عورت سے بہر حال اجازت لینی ضروری ہے، خواہ باپ دادا نکاح کرائیں یا اور کوئی ولی کرائے، پھر اگر عورت بیوہ ہے تو اس کی صراحتاً اجازت ضروری ہے، اور اگر وہ کنواری ہے تو صراحتاً اجازت ضروری نہیں، اس کی خاموشی بھی اجازت ہے، بشرطیکہ قرائن سے معلوم ہو کہ یہ خاموشی رضامندی ہے —— باب کی پہلی حدیث میں ہے: "شادی شدہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے حکم لے لیا جائے یعنی صراحتاً اجازت لی جائے، اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے" —— صحابہ نے دریافت کیا: کنواری سے اجازت کی کیا صورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "خاموش رہنا" (یہ اجازت کا ادنی درجہ ہے) —— دوسری حدیث میں سوال وضاحت کے ساتھ آیا ہے کہ کنواری شرمائے گی، وہ منہ سے اجازت نہیں دے گی، آپؐ نے فرمایا: "اس کی رضامندی اس کی خاموشی ہے"

[۴۱-] بَابٌ: لاَيُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا

[۵۱۳۶-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " لاَتُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: " أَنْ تَسْكُتَ" [طرفاه: ۶۹۶۸، ۶۹۷۰]

[٥١٣٧-] حدثنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ، قَالَ: "رَضَاهَا صَمْتُهَا"
[طرفاه: ٦٩٤٦، ٦٩٧١]

وضاحت: پہلی حدیث میں الأیم کے معنی البکر کے ساتھ مقابلہ کی وجہ سے بیوہ کے ہیں۔

بَابٌ: إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ

باپ نے بیٹی کا نکاح کیا اور وہ ناخوش ہے تو وہ نکاح کینسل ہے

عورتوں کا نکاح بہر حال اولیاء کرائیں گے، بیوہ کا بھی اور کنواری کا بھی، مگر عورتوں کی رضامندی ضروری ہے اگرچہ وہ رضامندی لاحقہ ہو، پس اگر ولی نے عورت سے اجازت لئے بغیر نکاح کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا، عورت کی رضامندی ضروری ہے اگرچہ وہ لاحقہ ہو، حضرت خنساءؓ کا نکاح ان کے باپ خذام نے ان کی مرضی کے خلاف کر دیا تھا، جبکہ وہ بیوہ تھیں، پس نبی ﷺ نے اس نکاح کو ختم کر دیا (اور خذام: ذال اور دال دونوں کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے) اور اس حدیث میں صراحت ہے کہ وہ بیوہ تھیں، پس کنواری کا حکم قیاس سے لیں گے۔

[٤٢-] بَابٌ: إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ

[٥١٣٨-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ نِكَاحَهَا. [أطرافه: ٥١٣٩، ٦٩٤٥، ٦٩٦٩]

[٥١٣٩-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ، أَخْبَرَنَا يَحْيىٰ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ. نَحْوَهُ [راجع: ٥١٣٨]

بَابُ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ

یتیم لڑکی کا نکاح کرانا

یتیم لڑکی کا نکاح اس کی مرضی سے اس کا ولی کرائے گا، اور ولی کے لئے اگر اس سے نکاح کرنا جائز ہو تو مہر وغیرہ میں انصاف کے ساتھ خود بھی اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ سورۃ النساء (آیت ۳) میں ہے: "اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یتیم لڑکیوں کا بھی نکاح کرایا جائے گا، اور انصاف کے ساتھ ولی بھی ان سے نکاح کرسکتا ہے، اگر اس کے لئے نکاح جائز ہو، اور دوسروں سے بھی کراسکتا ہے ـــــ اور حدیث وہی ہے جو بار بار آئی ہے اور اس میں اس آیت کا اور سورۃ النساء کی آیت ۱۲۷ کا شانِ نزول ہے۔

ایجاب وقبول میں فصل کا حکم:

باب کے شروع میں ایک مسئلہ بھی ہے: ایجاب وقبول میں فصل کا کیا حکم ہے؟ مجلس کی حد تک فصل جائز ہے، جبکہ وہ فصل بالاجنبی نہ ہو، اور مجلس بدل گئی یا اِدھر اُدھر کی باتیں ہونے لگیں تو قبول ایجاب کے ساتھ نہیں جڑے گا، مثلاً: کسی نے ولی سے کہا: آپ میرا فلاں لڑکی سے نکاح کردیں، پس ولی کچھ دیر خاموش رہا یا ولی نے پوچھا: کیا مہر دوگے؟ اس نے مہر بتلایا تو ولی نے کہا: میں نے آپ کا اس کے ساتھ نکاح کردیا پس نکاح منعقد ہوگیا اور قبول ایجاب کے ساتھ جڑ گیا۔

دلیل: حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو بار بار آئی ہے، ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ اس خاتون سے نکاح نہ کرنا چاہیں تو آپ میرا نکاح ان کے ساتھ کردیں (یہ ایجاب ہوا) آپؐ نے پوچھا: مہر کیا دوگے؟ وغیرہ (یہ فصل ہوا) پھر آپؐ نے ان کا نکاح کردیا (یہ قبول ہوا) مگر اس واقعہ میں مجلس بدل گئی تھی، وہ صحابی انگوٹھی ڈھونڈھنے کے لئے اٹھ کر گئے تھے، پس صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے اس مسئلہ میں استدلال درست نہیں، انھوں نے نبی ﷺ کو وکیل بنایا تھا، جس طرح اس خاتون نے آپؐ کو وکیل بنایا تھا، پس آپؐ کا قول زَوَّجْتُکَهَا: ایجاب بھی تھا اور قبول بھی، اس لئے فصل کا سوال ہی نہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٤٣-] بَابُ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ﴾[النساء: ٣]

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِىْ فُلَانَةً، فَمَكَثَ سَاعَةً، أَوْ قَالَ: مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ: مَعِىْ كَذَا وَكَذَا، أَوْ لَبِثَا، ثُمَّ قَالَ: زَوَّجْتُكَهَا، فَهُوَ جَائِزٌ. فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥١٤٠-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ قَالَ لَهَا: يَا أُمَّتَاهْ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتَامٰى﴾ إِلٰى ﴿مَامَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾[النساء: ٣]؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ أُخْتِىْ! هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِىْ حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِىْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيْدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا، فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِىْ إِكْمَالِ الصِّدَاقِ، وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَاءِ﴾ إِلٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ﴾[النساء: ١٢٧] فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ فِى هٰذِهِ الآيَةِ: أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ، رَغِبُوْا فِىْ نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا

وَالصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ، تَرَكُوْهَا وَأَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصِّدَاقِ.[راجع: ۲٤۹٤]

بَابٌ: إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِيْ فُلَانَةً

نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہے

منگنی ڈالنے والے نے لڑکی کے ولی سے درخواست کی کہ آپ میرا نکاح فلاں لڑکی سے کردیں، ولی نے کہا: میں نے اتنے مہر میں تمہارا نکاح اس سے کردیا تو نکاح ہوگیا، تم راضی ہو یا قبول کیا؟ کہنے کی ضرورت نہیں (یہ باب کا ترجمہ ہے) وہ خاتون جس نے اپنی ذات نبی ﷺ کو بخشی تھی اور نبی ﷺ نے اس کو قبول نہیں کیا تھا، اور ایک صحابی نے درخواست کی تھی کہ آپؐ میرا ان سے نکاح کردیں، پس آپؐ نے ان کا نکاح ان سے کردیا تو ان صحابی نے رَضِیْتُ یا قَبِلْتُ نہیں کہا تھا، معلوم ہوا کہ اس کی ضرورت نہیں تھی، درخواست قبول کے قائم مقام ہے —— مگر پہلے بتلایا ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں، اُس واقعہ میں نبی ﷺ نے دونوں جانبوں کا وکیل بن کر قد زَوَّجْتُكَهَا فرمایا تھا، پس یہی ارشاد ایجاب بھی ہے اور قبول بھی، اس لئے دوسرے قبول کی ضرورت نہیں۔

[٤٤-] بَابٌ: إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ: زَوِّجْنِيْ فُلَانَةً، فَقَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا: جَازَ النِّكَاحُ، وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ: أَرَضِيْتَ أَمْ قَبِلْتَ؟

[٥١٤١-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا، فَقَالَ: " مَالِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوِّجْنِيْهَا، قَالَ: " مَا عِنْدَكَ؟" قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْئٌ. قَالَ: " أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْئٌ! قَالَ: " فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟". قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: " فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ"[راجع: ۲۳۱۰]

بَابٌ: لَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

بھائی کی منگنی پر منگنی نہ ڈالے، یہاں تک کہ معاملہ ایک طرف ہوجائے

حدیث (۱): ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے منع کیا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا کرے،

اورکوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ ڈالے، یہاں تک کہ پہلا منگنی ڈالنے والا چھوڑ دے یا وہ دوسرے منگنی ڈالنے والے کو اجازت دیدے۔

حدیث (۲): ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں یعنی حدیث مرفوع ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''بچو تم گمان سے، اس لئے کہ گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے، اور تجسس مت کرو، اور ٹوہ میں مت رہو، اور ایک دوسرے سے انتہائی نفرت مت کرو، اور بھائی بھائی بن کر رہو، اور آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ ڈالے، یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

تشریح: یہ حدیثیں حسن معاشرت کے باب سے ہیں، جب کسی کے ساتھ سودا چل رہا ہو یا کسی نے منگنی بھیج رکھی ہو، اور اس کی طرف التفات ہو گیا ہو تو دوسرے کو بیچ میں نہیں کودنا چاہئے، اس سے پہلے شخص کو ایذاء پہنچے گی، ناگواری ہوگی اور فتنوں کا دروازہ کھلے گا —— البتہ جب تک کوئی چیز معرض بیع میں ہے، اس پر ''برائے فروخت'' کا بورڈ لگا ہوا ہے: ہر شخص خریدنے کی پیش کش کرسکتا ہے —— اسی طرح جب کوئی لڑکا یا لڑکی معرضِ خطبہ میں ہے، منگنیاں آرہی ہیں تو ہر شخص منگنی بھیج سکتا ہے —— مگر جب ایک خریدار کی طرف رکون (میلان) ہو جائے اور معاملہ کو آخری شکل دی جارہی ہو یا ایک منگنی بھیجنے والے کے ساتھ راہ ورسم شروع ہوگئی تو اب دوسرے کا درمیان میں آنا ممنوع ہے۔

اور دوسری حدیث میں جو چند احکام ہیں ان میں گہرا ربط ہے، کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا نہیں ہے، فساد معاشرہ اسی ترتیب سے رونما ہوتا ہے:

۱- کسی شخص کے بارے میں بدگمانی ہزار جھوٹ کو جنم دیتی ہے، آدمی اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرنے لگتا ہے، اور وہ اکثر جھوٹ ہوتی ہیں، اس لئے اس کو أکذبُ الحدیث کہا —— نیز ایک جھوٹی بات آدمی جھوٹ سمجھتے ہوئے کہتا ہے: اور بدگمانی میں اس کو سچ سمجھ کر کہتا ہے، اس لئے وہ مہا جھوٹ ہے!

۲- پھر تجسس شروع ہو جاتا ہے، آدمی چاہتا ہے کہ مخالف کا کوئی کمزور پوئنٹ ہاتھ آجائے تو اس کو خوب اچھالے۔

۳- پھر جب کوئی بات ہاتھ لگتی ہے تو وہ اس کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے، اس کے شواہد وقرائن جمع کرتا ہے، اور وہ جھوٹی بات پختہ سے پختہ تر ہو جاتی ہے۔

۴- نتیجۃً باہم انتہائی نفرت پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ مسلمان بھائی بھائی ہیں، ان کو بھائیوں کی طرح رہنا چاہئے۔

۵- پھر چند اسباب کی نشاندہی کی ہے، جو فسادِ معاشرہ کا سبب بنتے ہیں: ایک: کسی کا سودا چل رہا تھا کہ دوسرا بیچ میں کودا، اور رنگ میں بھنگ ڈال دیا اور مبیع لے اڑا۔ دوم: کسی کی منگنی پایۂ تکمیل کو پہنچنے والی تھی کہ دوسرا سامنے آگیا اور لڑکی والوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا —— یہ اور اس جیسے دوسرے اسباب معاشرہ کو خراب کرتے ہیں، پس ان سے احتراز لازم ہے۔

فائدہ: ایک ضعیف حدیث ہے: **الحَزْمُ سوءُ الظن**: احتیاط بدظنی میں ہے! اس کا سبق بدظنی ہے، مگر اس کا تعلق اپنی ذات سے ہے، غیر سے نہیں، اور بدظنی کے معنی چوکنا رہنا ہیں، بھولا آدمی ہر کسی پر اعتماد کرلیتا ہے، اور مکار کی جال میں پھنس

مکتبہ حجاز دیوبند

جاتا ہے، اور جو شخص چوکنا رہتا ہے اس کو کوئی شخص فریب نہیں دے سکتا۔

[٤٥-] بَابٌ: لاَ يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

[٥١٤٢-] حدثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلاَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ، حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ، أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ. [راجع: ٢١٣٩]

[٥١٤٣-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ- يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ-: " إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَحَسَّسُوْا وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا" [أطرافه: ٦٠٦٤، ٦٠٦٦، ٦٧٢٤]

[٥١٤٤-] "وَلاَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ، حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ" [راجع: ٢١٤٠]

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

منگنی چھوڑنے کا مطلب

مکتبہ حجاز دیوبند

منگنی چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ منگنی بھیجنے والا نکاح کا ارادہ ترک کردے، اور حدیث اور اس کا پس منظر پہلے (تحفۃ القاری ٨:٨٩) آیا ہے، نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں مشورہ کیا، مگر ضروری نہیں تھا کہ آپ ان سے نکاح کرتے، اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اگر نبی ﷺ نکاح نہ کرتے یعنی ارادہ ترک کردیتے تو میں ان کو قبول کرلیتا۔ یہ ترکِ خطبہ کی تفسیر ہے۔

[٤٦-] بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

[٥١٤٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ: لَقِيْتُ أَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلاَّ أَنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٤٠٠٥]

لغت: تَأَيَّمَتِ المرأة: بیوہ ہوجانا........... قد ذكرها: حفصہ کے بارے میں مشورہ کیا تھا۔

بَابُ الْخُطْبَةِ

خطبۂ نکاح

ہر اہم موقع پر مسنون یہ ہے کہ پہلے خطبہ پڑھا جائے، پھر معاملہ کی گفتگو شروع کی جائے، اور اس سلسلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترمذی میں حدیث ہے مگر اس کی سند میں اختلاف ہے اس لئے اس کی تخریج نہیں کی (تحفۃ الالمعی ۳:۵۲۷) اور ایک غیر متعلق حدیث لائے۔ نکاح خطبہ کے بغیر بھی جائز ہے، کیونکہ خطبہ سنت ہے، ضروری نہیں۔

حدیث: مشرق (نجد) سے ایک وفد میں دو شخص آئے: عمرو اور زبرقان، دونوں نے تقریر میں مقابلہ بازی کی، پس نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک بعض بیان جادو ہے —— یہ حسنِ بیان کی مدح بھی ہے اور ذم بھی، اگر تقریر اچھی ہے اور لوگوں کا ذہن اچھی بات کی طرف پلٹتا ہے تو مدح ہے ورنہ ذم ہے (اور دونوں کی تقریریں عمدۃ القاری میں ہیں، اور کچھ تحفۃ الالمعی (۵:۳۶۲) میں ہے)

[٤٧-] بَابُ الْخُطْبَةِ

[٥١٤٦-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا" [طرفه: ٥٧٦٧]

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

شادی اور ولیمہ میں دھپڑا بجانا

نکاح کی تشہیر کا حکم دیا گیا ہے، اور تشہیر کے طریقے بہت ہیں، ایک طریقہ نکاح اور ولیمہ کے موقعہ پر کچھ شور اور ڈفلی بجانا ہے، اور کچھ روشنی کرنا اور جھنڈیاں باندھنا دفّ کے قائم مقام ہے —— پہلے یہ بات آئی ہے کہ عربوں میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے، اسلام نے ایک طریقہ کو باقی رکھ کر باقی طریقوں کو ختم کر دیا، اور تشہیر کا حکم دیا، تاکہ وہ خفیہ نکاحوں سے جدا ہو جائے، فرمایا: ''حلال اور حرام کے درمیان امتیاز دف اور آواز ہے'' (ترمذی) یعنی جائز نکاح وہی ہے جو علی الاعلان کیا جائے، اور جو نکاح چوری چھپے کئے جاتے تھے وہ حرام ہیں اور نکاح کی تشہیر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نکاح مسجد میں کیا جائے، اور باب کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸:۸۵) آچکی ہے۔

[٤٨-] بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

[٥١٤٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ، قَالَ: قَالَتِ الرُّبَيِّعُ

بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ: جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ! فَقَالَ: " دَعِيْ هٰذِهِ، وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ "[راجع: ٤٠٠١]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَآتُوْا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾

(۱) مہر خوش دلی سے ادا کرے (۲) مہر کی زیادتی (۳) وہ چیز جو مہر بن سکتی ہے (۴) نکاح کے وقت مہر مقرر کرنا ضروری نہیں

زمانۂ جاہلیت میں نکاح کا جو شریفانہ طریقہ عربوں میں رائج تھا: اس میں مہر مقرر کیا جاتا تھا، اسلام نے اس طریقہ کو برقرار رکھا ہے، مہر اس بات کی علامت ہے کہ نکاح کرنے والا عورت کا طالب اور خواستگار ہے، اس لئے وہ اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق مہر کا نذرانہ پیش کرتا ہے، یا اس کی ادائیگی اپنے ذمہ لیتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں چار باتیں بیان کی ہیں:

پہلی بات: مہر خوش دلی سے ادا کیا جائے، اس کو کوئی جرمانہ نہ سمجھا جائے، سورۃ النساء (آیت ۴) میں ہے: ''اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیا کرو''

دوسری بات: مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار بالاتفاق متعین نہیں، سورۃ النساء (آیت ۲۰) میں ہے: ''اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا چاہو، اور تم ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ میں اس آیت کی وجہ سے زیادہ مہر کے جواز کو تسلیم کر لیا تھا ــــ مگر اولیٰ بہر حال یہ ہے کہ مہر بے حد مال نہ ہو، مالدار اگرچہ اس کو برداشت کر لیں گے مگر غریبوں کے لئے وہ وبال بن جائے گا، یا پھر مہر زبانی جمع خرچ ہو کر رہ جائے گا، بوقتِ نکاح مقرر تو کر لیا جائے گا مگر دینا لینا کچھ نہ ہوگا، بلکہ دینے کی نیت ہی نہ ہوگی، پس نکاح زنا ہو کر رہ جائے گا۔

تیسری بات: کم سے کم کیا چیز مہر بن سکتی ہے؟ اس میں دو باتوں میں اختلاف ہے:

۱- غیر مال مہر بن سکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر چیز خواہ مال ہو یا غیر مال جیسے تعلیم قرآن اور خدمت وغیرہ مہر بن سکتی ہے، باقی ائمہ کے نزدیک غیر مال مہر نہیں ہو سکتا، صرف ایسا مال جو بیع میں ثمن بن سکتا ہے مہر مقرر ہو سکتا ہے، اور ان کی دلیل سورۃ النساء کی (آیت ۲۴) ہے، اس میں حلال عورتوں کو مالوں کے ذریعہ طلب کرنے کا حکم ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل احادیث ہیں۔

۲- مہر کی کم سے کم مقدار متعین ہے یا نہیں؟ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک متعین نہیں، جس مال پر بھی زوجین راضی ہوجائیں مہر ہوسکتا ہے، چاہے لوہے کی انگوٹھی ہو، اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھائی دینار یعنی تین درہم مہر ضروری ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک دس درہم کم سے کم مہر ہونا ضروری ہے۔

چوتھی بات: نکاح میں مہر لازمی ہے، مگر نکاح کے وقت اس کی تعیین یا تذکرہ ضروری نہیں، آگے پیچھے بھی تعیین ہوسکتی ہے، ورنہ مہر مثل واجب ہوگا۔ سورۃ البقرۃ (آیت ۲۳۶) میں ہے: ﴿لاَجُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾: اور اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدو تو تم پر کچھ گناہ نہیں —— اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہر مقرر کئے بغیر بھی نکاح صحیح ہے۔

پھر باب میں حضرت عبدالرحمٰن کا واقعہ ہے، انھوں نے گٹھلی کے وزن کے بقدر پر نکاح کیا تھا، وزنُ نواۃ میں بڑا اختلاف ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟ مگر اس پر کسی مسئلہ کا مدار نہیں۔

[۴۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَآتُوْا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ، وَأَدْنَى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلاَ تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ﴾

وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ"

[۵۱۴۸-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ، فَرَأَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَشَاشَةَ الْعُرْسِ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ، وَعَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. [راجع: ۲۰۴۹]

قولہ: بشاشة العُرس: شادی کی خوشی .... قتادہ کی روایت میں من ذهب کا اضافہ ہے۔

بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

تعلیم قرآن پر اور بغیر مہر کے نکاح کرنا

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس خاتون کا واقعہ ہے جس نے اپنی ذات نبی ﷺ کو بخشی تھی، اگر آپ اس سے نکاح کرتے تو بغیر مہر کے نکاح ہوتا، بخشنے کا یہی مطلب ہے، مگر یہ حکم آپ کے لئے خاص تھا، امت کے لئے نکاح میں

مہر ضروری ہے، اوراس پر اتفاق ہے ـــــ پھر آپؐ نے اس عورت کا نکاح ایک صحابی سے تعلیم قرآن پر کردیا اور تعلیم قرآن مال نہیں، اس لئے مسئلہ میں اختلاف ہوا، امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو لیا، اور تعلیم قرآن پر نکاح درست قرار دیا، دوسرے فقہاء نے اس حدیث کو نہیں لیا، انھوں نے آیت کریمہ: ﴿أَنْ تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ﴾ کو لیا، اوراس حدیث کے بارے میں کہا کہ معلوم نہیں یہ واقعہ آیت کے نزول سے پہلے کا ہے یا بعد کا؟ نیز اس میں مہر معجّل کا بھی احتمال ہے، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵۳۸:۳) میں ہے۔

[۵۰-] بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

[۵۱۴۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ: إِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ، فَرَأْ فِيْهَا رَأْيَكَ، فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا. ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيْهَا رَأْيَكَ، فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا. ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيْهَا رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْكِحْنِيْهَا قَالَ: "هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟" قَالَ: لاَ. قَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ. قَالَ: "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟" قَالَ: مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا. قَالَ: "اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [راجع: ۲۳۱۰]

قوله: إنها قد وهبت میں التفات ہے............رَأْ: فعل امر ہے، اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کر کے رَ بھی کہتے ہیں، آپ میرے بارے میں غور کرلیں کہ آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

سامان اورلوہے کی انگوٹھی کو مہر مقرر کرنا

کوئی بھی سامان جس کی اقل مہر کے بقدر مالیت ہو مہر بن سکتا ہے، مہر کا نقد (کرنسی) ہونا ضروری نہیں، اور خاتم من حدید: تخصیص بعد التعمیم ہے یعنی یہ سامان کی ایک مثال ہے۔

[۵۱-] بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

[۵۱۵۰-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِرَجُلٍ: "تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ" [راجع: ۲۳۱۰]

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی النِّکَاحِ

نکاح میں شرطوں کا بیان

شرطیں تین قسم کی ہیں:

۱- وہ شرطیں جو نکاح کا مقتضی ہیں، جیسے مہر، نان ونفقہ وغیرہ، یہ شرطیں بہرحال ثابت ہونگی، خواہ لگائی جائیں یا نہ لگائی جائیں۔

۲- وہ شرطیں جو نکاح کے مقتضی کے خلاف ہیں، جیسے صحبت نہ کرنے دینے کی شرط یا مہر اور نان ونفقہ نہ دینے کی شرط، یہ شرطیں کالعدم ہونگی، عقد کا مقتضی بہرحال ثابت ہوگا ـــــ بعد میں مہر یا نان ونفقہ معاف کرنا الگ بات ہے۔

۳- وہ شرطیں جو نہ نکاح کا مقتضی ہیں نہ اس کے خلاف ہیں، جیسے گھر داماد ہوکر رہنے کی شرط یا دوسرا نکاح نہ کرنے کی شرط: ایسی شرطیں دیانۃً لازم ہیں قضاءً لازم نہیں (تفصیل تحفۃ الالمعی (۳:۵۵۷) میں ہے)

اور باب میں ایک اثر اور دو حدیثیں ہیں: تینوں پہلے (تحفۃ القاری ۶:۱۱۱) آئے ہیں، پوری شرح وہاں ہے اور ترجمہ بعد میں ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۵۲-] بَابُ الشُّرُوْطِ فِی النِّکَاحِ

[۱-] وَقَالَ عُمَرُ: مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ.

[۲-] وَقَالَ الْمِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَکَرَ صِهْرًا لَهُ، فَأَثْنٰی عَلَیْهِ فِیْ مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ، قَالَ: "حَدَّثَنِیْ وَصَدَقَنِیْ، وَوَعَدَنِیْ فَوَفّٰی لِیْ"

[۵۱۵۱-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَیْثٌ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ أَبِی الْخَیْرِ، عَنْ عُقْبَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "أَحَقُّ مَا أَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ" [راجع: ۲۷۲۱]

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "شرطوں کے پاس حقوق ختم ہوجاتے ہیں (مَقَاطع: مَقْطع کی جمع ہے: وہ جگہ جہاں کلام ختم ہوجائے)

حدیث (۱): مسورؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو سنا، آپؐ نے اپنے ایک داماد کا تذکرہ کیا، پس ان کی تعریف کی کہ وہ میرے بہت اچھے داماد تھے، فرمایا: "انھوں نے مجھ سے بات کہی اور سچی بات کہی، اور انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا، پس میرے لئے وعدہ پورا کیا"

حدیث (۲): فرمایا: ''وفا کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرطیں ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے'' یعنی جن شرطوں کو قبول کرنے کی وجہ سے نکاح ہوا ہے، وہ وفا کی زیادہ حقدار ہیں، ان کو ضرور پورا کرنا چاہئے (یہ دیانت کا بیان ہے)

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَاتَحِلُّ فِی النِّکَاحِ

وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

ایک شخص کی بیوی ہے، وہ کسی مصلحت سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، عورت شرط لگاتی ہے کہ پہلی بیوی کو طلاق دو تو میں تم سے نکاح کروں: یہ جائز نہیں، ابن مسعودؓ نے فرمایا: عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے، اور حدیث میں ہے: کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے، تاکہ وہ اپنے برتن میں انڈیل لے اس چیز کو جو اس دوسری کے برتن میں ہے یعنی اپنے شوہر کے لئے خالص ہوجائے، اور سوکن کا کانٹا بیچ میں سے نکل جائے، وہ نکاح کرے جو اس کے مقدر کا ہے اس کو ملے گا۔ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۲۰۸) آئی ہے۔

[۵۳-] بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَاتَحِلُّ فِی النِّکَاحِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: لَاتَشْتَرِطُ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ أُخْتِھَا.

[۵۱۵۲-] حدثنا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسَی، عَنْ زَکَرِیَّاءَ - ھُوَ ابْنُ أَبِیْ زَائِدَۃَ - عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاھِیْمَ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: '' لَایَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا، فَإِنَّمَا لَھَا مَا قُدِّرَ لَھَا'' [راجع: ۲۱۴۰]

لغت: اسْتَفْرَغ: خالی کرلے .... صَحْفۃ: پیالہ۔

بَابُ الصُّفْرَۃِ لِلْمُتَزَوِّجِ

ابٹن ملنا

الصُّفْرۃ: ایک پیلی خوشبو، جس کا جزاعظم زعفران ہوتا تھا، جو عورتیں استعمال کرتی تھیں، حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مردوں کے لئے یہ خوشبو ممنوع ہے، مالکیہ کے نزدیک کپڑے میں لگانا جائز ہے، بدن میں جائز نہیں —— جہلاء دلہا دلہن کے اُبٹن ملتے ہیں، یہ ایک مسالہ ہے جس کا جزءِ اعظم ہلدی ہوتا ہے، اس سے جسم ملائم ہوتا ہے، یہ لغو رسم ہے، اس کی کچھ اصل نہیں، اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے کپڑوں پر جو صفرہ کا اثر تھا وہ اتفاقی امر تھا، اہلیہ کے جسم سے حضرت کے کپڑوں میں لگ گیا تھا، حضرتؓ کے ابٹن نہیں ملا گیا تھا۔

[٥٤-] بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتزوِّجِ

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥١٥٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَخْبَرَهُ: أَنَّهُ تزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: " كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟" قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" [راجع: ٢٠٤٩]

بَابٌ

نئی بیوی لائے تو پرانی کو بھول نہ جائے!

یہ باب کالفصل من الباب السابق نہیں ہے، باب کی حدیث میں صُفرة کا کوئی ذکر نہیں، اس لئے نیا باب لگانا ہے جو میں نے لگایا ہے۔ کل جدید لذیذ: ہرنئی چیز مزیدار ہوتی ہے، اس لئے میاں نئی نویلی میں اتنے مگن ہوجاتے ہیں کہ پرانی کو بھول جاتے ہیں، یہ بات اسوۂ نبوی کے خلاف ہے، آپؐ کا معمول یہ تھا کہ شب زفاف کے بعد سب بیویوں کے پاس جاتے، خیر خیریت معلوم کرتے، دعائیں دیتے اور دعائیں لیتے، تاکہ پرانی کے دل میں یہ بات نہ آئے کہ پرانا کپڑا اتار پھینکا، اور حدیث کتاب التفسیر میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۲ کی تفسیر میں آچکی ہے، نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا، مسلمانوں کو روٹی گوشت خوب کھلایا، پھر آپؐ گھر سے نکلے جیسا کہ آپؐ کا معمول تھا جب آپؐ شادی کرتے (یہاں باب ہے) پس دیگر ازواج کے کمروں میں تشریف لے گئے، آپؐ دعا دے رہے تھے اور ازواج بھی دعائیں دے رہی تھیں، پھر آپ لوٹے تو دو شخصوں کو گھر میں بیٹھا ہوا پایا، پس آپؐ لوٹ گئے (اور دوبارہ ازواج کے پاس گئے) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ میں نے آپؐ کو اطلاع دی یا کہا: آپؐ کو دونوں کے نکلنے کی اطلاع دی گئی (الی آخرہ)

لغت: أَوْسَع الشيئَ: کشادہ کرنا۔

[٥٥-] بَابٌ

[٥١٥٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تزَوَّجَ، فَأَتٰى حُجَرَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ، لاَ أَدْرِيْ أَخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا. [راجع: ٤٧٩١]

بَابُ: كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ؟

دلہادلہن کو دعا کیسے دی جائے؟

زمانۂ جاہلیت میں شادی شدہ کو دعا دی جاتی تھی: الرَّفاء و البنین: تم دونوں کے درمیان موافقت رہے، اور تمہارے یہاں بیٹے پیدا ہوں! یہ جملہ جاہلیت کی ذہنیت کی ترجمانی کرتا تھا، جاہلیت کے لوگ لڑکوں کو پسند کرتے تھے اور لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو بدل دیا، آپؐ دعا دیتے: بارکَ اللّٰہ لَك و بارك علیك، وجمع بینکما في خیر: اللہ تعالیٰ آپ کے حقوق میں برکت فرمائیں اور آپ کی ذمہ داریوں میں بھی یعنی حقوق حاصل ہوں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق ملے اور تم دونوں کو خیر میں جمع کریں یعنی تمہارا ملاپ بخیر ہو۔

[٥٦-] بَابُ: كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ؟

[٥١٥٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ - هُوَ ابْنُ زَيْدٍ - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ: "مَا هٰذَا؟" قَالَ: إِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" [أطرافه: ٢٠٤٩]

بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْعُرُوْسَ، وَلِلْعَرُوْسِ

دلہنوں کو پہنچانے والی عورتوں کو اور نئے جوڑے کو دعا دینا

جو خواتین دلہن کو شوہر کے گھر پہنچاتی ہیں وہ اچھا کام کرتی ہیں، پس ان کو دعا کا نذرانہ پیش کرنا چاہئے، اسی طرح نئے جوڑے کو بھی لوگ دعا دیں، دعا سے دل خوش ہوتا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۳۵۶) آئی ہے، جب صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے لئے سنوارا گیا تو انصاری خواتین نے دعا دی: "تمہارے لئے بہتر اور مبارک ہو، اور تمہاری قسمت کھل گئی!" اس طرح اور لوگوں کو بھی دعا دینی چاہئے۔

[٥٧-] بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِيْ يَهْدِيْنَ الْعُرُوْسَ، وَلِلْعَرُوْسِ

[٥١٥٦-] حدثنا فَرْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ. [راجع: ٣٨٩٤]

لغت: عُرُوْس (بضمتین) الْعَرُوْس کی جمع: دلہادلہن............عَرُوْس: نیاجوڑا۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

ایک رائے یہ ہے کہ جہاد میں نکلنے سے پہلے بیوی کو رخصت کرلائے

جہاد فرض کفایہ ہو، اور کسی کی شادی ہوئی، مگر ابھی بیوی کو رخصت کر کے نہیں لایا، یا مکان تعمیر کر رہا ہے اور چھت ڈالنے کا وقت آگیا، یا اونٹنیاں بیاہنے والی ہیں تو ایک نبی نے اعلان کیا کہ فوجی پہلے یہ کام کرلے پھر جہاد میں نکلے، تاکہ دل جمعی کے ساتھ جہاد کرے، حضرت قدس سرہ نے اس کو 'ایک رائے' قرار دیا ہے، کیونکہ مسئلہ یہ نہیں، نہ اس کا استحباب مروی ہے، مگر بہرحال یہ رائے قابل لحاظ ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۰۹) آئی ہے۔

[۵۸-] بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

[۵۱۵۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَايَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا" [راجع: ۳۱۲۴]

بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

نو سال کی عمر میں بیوی کو رخصت کرکے لانا

مسئلہ کا مدار عمر پر نہیں، نشو ونما پر ہے، اور لڑکی نو سال سے پہلے بالغ نہیں ہوتی، نو سال کے بعد بالغ ہوسکتی ہے، پس اگر لڑکی کا اٹھان اچھا ہے اور وہ شوہر کے قابل ہے تو رخصت کرکے لاسکتے ہیں، صدیقہؓ کی رخصتی نو سال کی عمر میں عمل میں آئی ہے۔

[۵۹-] بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

[۵۱۵۸-] حدثنا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. [راجع: ۳۸۹۴]

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

سفر میں رخصتی

رخصتی کے لئے حضر ضروری نہیں، سفر میں بھی رخصتی ہوسکتی ہے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی خیبر سے واپسی میں

سفر ہی میں عمل میں آئی ہے، اور ولیمہ بھی سفر میں حسب حال کیا ہے، اور حدیث پہلے بار بار آئی ہے۔

[٦٠-] بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

[٥١٥٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ، فَأُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ، فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ؟ فَقَالُوْا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ. [راجع: ٣٧١]

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيْرَانٍ

جلوس اور آگ کے بغیر دن میں رخصتی

رخصتی (زفاف) رات میں ضروری نہیں، دن میں بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے، اور دلہن کو جلوس کی شکل میں رخصت کرکے نہیں لانا چاہئے، نہ اس کے آگے آگ جلائی جائے، یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں، صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ بذاتِ خود رخصت کرکے لائے تھے، ساتھ میں کوئی نہیں تھا، پس باپ وغیرہ دلہن کو پہنچادیں یا شوہر خود آکر لے جائے اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور حاشیہ میں روایت ہے، ایک دلہن کو جلوس کی شکل میں لے جایا جارہا تھا اور دلہن کے سامنے آگ جلائی گئی تھی، حضرت عبداللہ بن قرط ثمالی نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام میں حمص کے گورنر تھے درّہ بجایا تو سب لوگ دلہن کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے، پھر آپ نے تقریر فرمائی، اور اس کو کافروں کا طریقہ قرار دیا۔

[٦١-] بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيْرَانٍ

[٥١٦٠-] حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ضُحًى. [راجع: ٣٨٩٤]

بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

گھر والوں کے لئے غالیچے قالین وغیرہ

گھر کی ضروری آرائش جائز ہے، فرش گدّے اور قالین وغیرہ بچھانا درست ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری

۷:۱۷۰) آئی ہے، آپؐ نے خبر دی کہ انصار کے گھروں میں غالیچے ہونگے، اور یہ قبل الوجود تقریر نبی کی مثال ہے۔

[٦٢-] بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

[٥١٦١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنّٰى لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: "إِنَّهَا سَتَكُوْنُ" [راجع: ٣٦٣١]

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يُهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ إِلٰى زَوْجِهَا

جو عورتیں دلہن کو شوہر کے گھر پہنچائیں

اگر عورتیں دلہن کو شوہر کے گھر پہنچائیں اور کسی خلاف شرع امر کا ارتکاب نہ کریں تو یہ بھی درست ہے، حضرت اسعد بن زرارہؓ کی صاحب زادی فارعہ یا فریعہ کو ان کے شوہر نبیط بن جابرؓ کے گھر عورتوں نے پہنچایا تھا، پہنچانے والیوں میں صدیقہؓ بھی تھیں، جب وہ لوٹ کر آئیں تو آپؐ نے پوچھا: ارے تمہارے ساتھ کوئی بہلاوا نہیں تھا؟ انصار دل بہلانے والی چیز کو پسند کرتے ہیں۔

تشریح: اللھو کے معنی ہیں: تفریحی سامان، بہلاوا، فضول کام، کھیل کود ـــــ اگر ایسے کام حدود شرع میں ہوں تو جائز ہیں، اور حد سے نکال دیں، اللہ سے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیں تو ناجائز ہیں، دلہن کی رخصتی کے وقت جو سامان تفریح ہوتا ہے اس کا یہی حکم ہے۔

[٦٣-] بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ يُهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ إِلٰى زَوْجِهَا

[٥١٦٢-] حدثنا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَا عَائِشَةُ مَاكَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ"

لغت: زَفَّتِ العروسَ: دلہن کو رخصت کرنا............ ماکان میں ما نافیہ ہے اور ہمزہ استفہام محذوف ہے۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ

دلہا کے گھر ہدیہ بھیجنا

حضرت زینب رضی اللہ عنہ کی شادی میں ولیمہ کے دن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میٹھا بنا کر بھیجا تھا، جو گوشت

روٹی کے ساتھ لوگوں کو کھلایا گیا تھا، پس اس کا جواز بلکہ استحسان ثابت ہوا۔

[٦٤-] بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ

[٥١٦٣-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، وَاسْمُهُ الْجَعْدُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إذا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِيْ، فَعَمَدَتْ إِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيْ إِلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: "ضَعْهَا" ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَالَ: "ادْعُ لِيْ رِجَالاً - سَمَّاهُمْ - وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ" قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِيْ أَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ، وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً، يَأْكُلُوْنَ مِنْهُ، وَيَقُوْلُ لَهُمْ: "اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ" قَالَ: حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا، فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ، وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُوْنَ، قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ الْحُجُرَاتِ، وَخَرَجْتُ فِيْ إِثْرِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا، فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، وَإِنِّيْ لَفِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَئْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ، إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَايَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ﴾ [الأحزاب: ٥٣]

قَالَ أَبُوْ عُثْمَانَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِيْنَ. [راجع: ٤٧٩١]

ترجمہ: (روایت معلق ہے) ابوعثمان کہتے ہیں: مسجد بنی رفاعہ میں انسؓ ہمارے پاس سے گذرے، پس میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: جب نبی ﷺ ام سلیمؓ کے گھر کی جانب سے گذرتے تو ان کے گھر میں داخل ہوتے اور ان کو سلام کرتے (یہاں تک روایت میں ابراہیم بن طہمان کا کوئی متابع نہیں) —— پھر انسؓ نے کہا: نبی ﷺ کی زینبؓ کے ساتھ نئی شادی ہوئی، پس مجھ سے ام سلیم نے کہا: اگر ہم نبی ﷺ کی خدمت میں کوئی ہدیہ بھیجتے! میں نے کہا: بھیجیں! پس انھوں نے کھجور، گھی، اور خشک دودھ کا قصد کیا، اور ایک ہانڈی میں حلوہ تیار کیا، اور میرے ہاتھ نبی ﷺ کے پاس بھیجا، میں اس کو لے کر آپؐ کے پاس پہنچا، آپؐ نے فرمایا: "اس کو رکھ دو" پھر مجھے حکم دیا کہ میرے لئے چند آدمیوں کو بلاؤ، جن کو آپؐ نے نامزد کیا، اور بلاؤ میرے لئے جس کو چاہو، انسؓ کہتے ہیں: پس کیا میں نے جو آپؐ نے مجھے حکم دیا، پس لوٹا میں تو اچانک گھر

گھر والوں سے بھرا ہوا تھا، پس میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوہ پر رکھے، اور اس میں جو دعا چاہی پڑھی، پھر آپؐ دس دس کو بلاتے رہے اور وہ اس سے کھاتے رہے، آپؐ ان سے کہتے: ''اللہ کا نام لو، اور ہر شخص اپنی جانب سے کھائے!'' انسؓ کہتے ہیں: یہاں تک کہ اس کھانے سے سب منتشر ہو گئے، پس نکلا ان میں سے جو نکلا، اور چند حضرات باتیں کرتے رہ گئے، انسؓ کہتے ہیں: اور میں بے چین ہوتا رہا، پس نبی ﷺ نکلے کمروں کی طرف، اور میں بھی آپؐ کے پیچھے نکلا، پس میں نے کہا: وہ لوگ چلے گئے، پس آپؐ لوٹے اور گھر میں داخل ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا، درانحالیکہ میں کمرے میں تھا، اور آپؐ سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ پڑھ رہے تھے (یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی تھی) ابوعثمان کہتے ہیں: انسؓ نے کہا کہ انھوں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی ہے۔

لغات: جَنبة: گوشہ، کنارہ .... حَيْس: کھجور، پنیر (یا ستو) اور گھی ملا کر بنایا ہوا کھانا، میں نے اس کا ترجمہ 'حلوہ' کیا ہے، اور یہ میٹھا یا تو گوشت روٹی کے ساتھ کھایا گیا تھا یا علاحدہ کھایا گیا تھا، دونوں احتمال ہیں اور اس میں دعائے نبوی سے برکت ہوئی تھی۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

دلہن وغیرہ کے لئے کپڑے عاریت پر لینا

دلہا دلہن کے ٹھاٹھ کے لئے کپڑے وغیرہ عاریت پر لے سکتے ہیں، جبکہ ساتھ میں بے وقوف دوست نہ ہو:

لطیفہ: ایک براءت جا رہی تھی، راستہ میں کسی نے پوچھا: دلہا کون ہے؟ اس کا بے وقوف دوست بولا: دلہا یہ ہے، مگر شیروانی میری ہے، دلہا نے ٹوکا کہ یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی! دوست نے کہا: نہیں کہوں گا، آگے پھر کسی نے پوچھا: دوست نے کہا: دلہا یہ ہے مگر شیروانی ان کی نہیں ہے، دلہا نے کہا: یہ کہنے کی بھی کیا ضرورت تھی! کہنے لگا: نہیں کہونگا: آگے کسی نے پوچھا تو کہا: دلہا یہ ہے مگر شیروانی کے بارے میں کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے!

[-٦٥] بَابُ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

[-٥١٦٤] حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً، فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِيْ طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ، فَلَمَّا أَتَوُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا! فَوَ اللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجُعِلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةٌ. [راجع: ٣٣٤]

بَابُ مَايَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ؟

جب بیوی سے ملے تو کیا دعا پڑھے؟

پہلی رات کے لئے کوئی مخصوص دعا نہیں، ہر صحبت کے لئے جو دعا ہے وہی پہلی رات کے لئے بھی ہے، جب صحبت کے ارادہ سے کمرہ میں داخل ہو تو کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا: بنام خدا! اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچائیں، اور شیطان کو اس اولاد سے بچائیں جو آپ ہمیں عنایت فرمائیں یعنی اس صحبت سے اگر حمل ٹھہرے تو وہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے، پس اگر اللہ نے ان کے درمیان اولاد مقدر کی تو اس کو شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تنبیہ: لوگ دعا پڑھنے میں غفلت برتتے ہیں، پھر جب اولاد شیطان پیدا ہوتی ہے تو نانی کو روتے ہیں!

[٦٦-] بَابُ مَايَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ؟

[٥١٦٥-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِاسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ، أَوْ: قُضِيَ وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا" [راجع: ١٤١]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابٌ: الْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

ولیمہ کرنا ہی چاہئے!

یہ طبرانی کی حدیث کے الفاظ ہیں، اور یہ جنرل باب ہے، آگے ولیمہ کے سلسلہ کے اور بھی ابواب آرہے ہیں، ولیمہ ہر تقریب اور ہر دعوت کو کہتے ہیں، حاشیہ میں کرمانی سے منقول ہے کہ عربوں میں آٹھ مواقع میں دعوتیں ہوتی تھیں، اور ہر دعوت کا علاحدہ نام تھا، اب یہ لفظ شادی کے بعد کی تقریب کے لئے خاص ہوگیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ نے ولیمہ کی مصلحتوں کے سلسلہ میں اچھا لکھا ہے (دیکھیں رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۷۸، تحفۃ الالمعی ۳: ۵۰۹) اور حق سے حق شرعی (وجوب) مراد نہیں، بلکہ حق مروءت وانسانیت مراد ہے، پس ولیمہ مسنون (مستحب) ہے اور باب میں دو روایتیں ہیں: قولی اور فعلی، آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو ولیمہ کرنے کا حکم دیا ہے، مگر ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا اور آپؐ نے حضرت زینبؓ کا شاندار ولیمہ کیا ہے، مگر فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

[٦٧-] بَابٌ: الْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُوْفٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"

[٥١٦٦-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِسِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِيْ عَلٰى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً، فَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا أُنْزِلَ فِيْ مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِهَا عَرُوْسًا، فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَطَالُوْا الْمُكْثَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا، فَمَشَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَشَيْتُ، حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ، فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا، فَرَجَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ. [راجع: ٤٧٩١]

لغت: وَاظَبَ فلانا على خدمة فلان: کسی کو کسی کی خدمت پر آمادہ کرنا .... أُمَّهَاتِي: میری مائیں: مراد ماں، نانی، خالہ وغیرہ ہیں .... مُبْتَنٰی: رخصتی کا موقعہ .... رَهط: تین تا دس آدمی۔

بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

ولیمہ کرنا چاہئے خواہ ایک بکری کا ہو

ولیمہ کی کوئی حد متعین نہیں، اسراف سے بچتے ہوئے ہر مقدار جائز ہے، اور اوسط درجہ کا ولیمہ ایک بکری ہے، اسی کا آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہو، حضرت گنگوہی قدس سرہ نے لو کو تکثیر کے معنی پر محمول کیا ہے یعنی یہ بڑا ولیمہ ہے (الکوکب ۲:۲۱۶) اور اکثر علماء کے نزدیک لو برائے تقلیل ہے، اور اگر اس کو متوسط درجہ کا ولیمہ قرار دیں تو یہ بھی درست ہے —— اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں آپؐ نے ایک بکری ذبح کی تھی، جس میں دعائے نبوی سے برکت ہوئی تھی اور تین سو آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا تھا، اتنا بڑا ولیمہ آپؐ نے کسی بیوی کا نہیں کیا تھا۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں کھجور اور ستّو کھلایا تھا، اور بعض ازواج کے ولیمہ میں آپؐ نے دو مدّ

(چار رطل) آٹا خرچ کیا تھا (مشکوٰۃ حدیث ۳۲۱۵) یہ چھوٹے ولیمے ہیں۔

[۶۸-] بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

[۵۱۶۷-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ، سَمِعَ أَنَسًا قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ: "كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟" قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

وَعَنْ حُمَيْدٍ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْأَنْصَارِ، فَنَزَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، فَقَالَ: أُقَاسِمُكَ مَالِيْ وَأُنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، فَخَرَجَ إِلَى السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" [راجع: ۲۰۴۹]

حوالہ: حدیث (تحفۃ القاری ۵: ۱۳۰) آچکی ہے۔

[۵۱۶۸-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى شَيْئٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع: ۴۷۹۱]

[۵۱۶۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ. [راجع: ۳۷۱]

[۵۱۷۰-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ بَيَانٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُوْلُ: بَنَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالاً إِلَى الطَّعَامِ. [أطرافه: ۴۷۹۱]

ترکیب: ما أَولم: ما نافیہ: نہیں ولیمہ کیا، دوسرا ما أولم: منصوب بہ نزع خافض کما أولم: جیسا ولیمہ کیا ....

حَيْس: ملیدہ .... آخری حدیث میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے، ترمذی میں اس کی صراحت ہے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

کوئی ولیمہ چھوٹا اور کوئی بڑا کرنا

کسی بیوی کا یا کسی لڑکے کا ولیمہ چھوٹا کرنا اور کسی کا بڑا کرنا درست ہے، جیسا موقعہ ہوا یسا ولیمہ کرنا چاہئے، حضرت زینبؓ کا ولیمہ آپؐ نے شاندار کیا تھا، اور بعض کے ولیمہ میں دو مدّ آٹا خرچ کیا تھا، گاہے چناں گاہے چنیں! گاہے بالا گاہے زیریں! مگر اب ولیمے جوابِ آں غزل ہوتے ہیں، کھایا ہے تو کھلانا ہے، اس لئے پہلے لڑکا کا ولیمہ زور کا کیا جاتا ہے، بعد میں

بس یونہی نمٹا دیا جاتا ہے!

[٦٩-] بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

[٥١٧١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْلَمَ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع: ٤٧٩١]

قال: ذکر: حماد نے کہا: تذکرہ آیا (الی آخرہ)

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

جس نے بکری سے کم کا ولیمہ کیا

ولیمہ نام خوشی کے موقعہ پر دعوت کا ہے، اور خوشی کلی مشکک ہے، زیادہ بھی ہوتی ہے اور کم بھی، پھر حالات ہر شخص کے اور ہر وقت یکساں نہیں ہوتے، اس لئے ولیمہ میں کوئی تقدیر مناسب نہیں، نبی ﷺ نے پوری بکری بھی ولیمہ میں کھلائی ہے اور ایک ولیمہ میں دو مد جو بھی خرچ کئے ہیں، حاشیہ میں ہے کہ یہ ام سلمہؓ کا ولیمہ تھا۔ میں لڑکوں کی شادیاں وطن میں کرتا ہوں اور بے وطن ہوتا ہوں، اس لئے پانچ مرغوں کا ولیمہ کرتا ہوں، اور موجود اعزاء کو اور پڑوسیوں کو بلا کر کھلا دیتا ہوں۔

[٧٠-] بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

[٥١٧٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ.

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ

وَمَنْ أَوْلَمَ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ وَنَحْوِهِ، وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا وَلاَ يَوْمَيْنِ

ولیمہ کی اور عام دعوت قبول کرنی چاہئے

جس نے ولیمہ سات آٹھ دن کیا، اور نبی ﷺ نے ولیمہ کے لئے ایک یا دو دن متعین نہیں کئے

اس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: ولیمہ کی دعوت قبول کرنی چاہئے، باب کی پہلی روایت ہے: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی

جائے تو شرکت کرنی چاہئے'' —— باقی روایتیں عام دعوت کے بارے میں ہیں، ولیمہ کی دعوت بھی اس کے عموم میں آتی ہے، پس اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو ولیمہ کی دعوت اور عام دعوت قبول کرنی چاہئے، اس سے داعی کا دل خوش ہوتا ہے، اور مسلمان کے دل کو خوش کرنا اچھی بات ہے۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو تو جس وقت دعوت دی جائے اس وقت معذرت کر دے، دعوت رکھ لینا اور شرکت نہ کرنا بری بات ہے، مگر آج کل لوگ کارڈ بھیج دیتے ہیں یا ڈال جاتے ہیں، معذرت کس سے کریں؟

دوسری بات: کتنے دن تک ولیمہ کیا جا سکتا ہے؟ امام صاحب فرماتے ہیں: سات آٹھ دن تک ولیمہ کر سکتے ہیں، حاشیہ میں روایت ہے: جب سیرین کا نکاح ہوا تو انھوں نے سات دن تک صحابہ کی دعوت کی، جس دن انصار کا نمبر تھا تو حضرات ابیؓ، زید بن ثابتؓ وغیرہ کو دعوت دی، حضرت ابیؓ اس دن روزے سے تھے، یہ ابن ابی شیبہ کی روایت ہے (حدیث ۱۷۴۴۱) اور اسی روایت میں عبدالرزاق میں آٹھ دن کا ذکر ہے (حدیث ۱۹۶۶۵) اس لئے حضرت نے ونحوہ بڑھایا ہے۔

اور ابوداؤد اور نسائی میں جو روایت ہے: الولیمة أول یوم حق، والثانی معروف، والثالث ریاء وسُمعة: پہلے دن کا ولیمہ برحق ہے، دوسرے دن کا معروف ہے اور تیسرے دن کا دکھاوا اور سنانا ہے۔ امام صاحب نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کی تضعیف کی ہے (ترجمہ ۱۴۱۲) مگر حافظ صاحب نے حدیث کے متعدد شواہد ذکر کئے ہیں، اور ترمذی (حدیث ۱۰۷۹) میں ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ پہلے دن کا کھانا برحق ہے، اور دوسرے دن کا کھانا سنت (دینی راہ) ہے، اور تیسرے دن کا کھانا شہرت طلبی ہے، اور جو شخص سنائے گا اللہ اس کے بارے میں سنائیں گے۔

اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ اس کا تعلق عرف سے ہے، ہمارے دیار کا عرف ایک دن ولیمہ کرنے کا ہے، پس دو دن ولیمہ کرنا ریاء (دکھاوا) ہے اور آثار کا محمل وہ صورت ہے کہ کسی کا حلقہ یاراں وسیع ہے، وہ ہر دن چند آدمیوں کو مدعو کرتا ہے اور گھر والے پکا کر کھلاتے ہیں اور اس کا قرینہ اوپر والی روایت کا یہ جملہ ہے کہ جس دن انصار کا نمبر تھا، اس طرح سلسلہ کئی دن تک چلتا رہتا ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ: تحفۃ الالمعی (۳: ۵۱۲) میں جو ہے کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کے سلسلہ میں کوئی روایت نہیں: یہ تسامح ہے۔

[۷۱-] بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ

وَمَنْ أَوْلَمَ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ وَنَحْوِهِ، وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا وَلاَ يَوْمَيْنِ

[۵۱۷۳-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا'' [طرفه: ۵۱۷۹]

وضاحت: حاشیہ میں آٹھ دن کی بھی روایت ہے، اس لئے نحوہ بڑھایا ہے۔........ **فَلْيَأْتِهَا:** پس ولیمہ میں شرکت کرے، امر استحباب کے لئے ہے۔

[٥١٧٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىٰ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسىٰ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " فُكُّوْا الْعَانِيَ، وَأَجِيْبُوْا الدَّاعِيَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ "[راجع: ٣٠٤٦]

وضاحت: یہ روایت پہلے (تحفۃ القاری ۶:۳۵۹) آئی ہے، مگر وہاں أَطْعِمُوْا الْجَائِعَ ہے اور یہاں أَجِيْبُوْا الداعی ہے، فکلٌّ ذکر ما لم یذکرہ الآخر۔

[٥١٧٥-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، واتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيَّةِ، وَالإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ، تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِيْ إِفْشَاءِ السَّلَامِ. [راجع: ١٢٣٩]

وضاحت: یہ روایت پہلے (تحفۃ القاری ۳:۵۵۹) آئی ہے، وہاں حریر کا ذکر ہے اور المیاثر کا ذکر نہیں، یہاں برعکس ہے، دونوں روایتوں کو ملائیں گے تو سات ممنوعات ہوجائیں گے۔

[٥١٧٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَعَا أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ عُرْسِهِ، وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَتَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ، قَالَ سَهْلٌ: تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ. [أطرافه: ٥١٨٢، ٥١٨٣، ٥٥٩١، ٥٥٩٧، ٦٦٨٥]

ترجمہ: حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں: ابواُسید ساعدیؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ولیمے میں بلایا، اوران کی اہلیہ اس دن ان کی خادمہ تھیں درانحالیکہ وہ دلہن تھیں، حضرت سہلؓ نے کہا: جانتے ہو کیا پلایا دلہن نے رسول اللہ ﷺ کو؟ بھگائے اس نے آپؐ کے لئے رات سے چند چھوہارے، پس جب آپؐ نے کھانا کھالیا تو اس نے آپؐ کو وہ نبیذ پلائی۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ

جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی!

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ''بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس کے لئے مالدار بلائے جاتے ہیں اور غریب چھوڑ دیئے جاتے ہیں (یہاں تک حدیث موقوف ہے یعنی ابو ہریرہؓ کا قول ہے) اور جو شخص (ولیمہ کی) دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (یہ حکماً مرفوع ہے)

تشریح: ایک روایت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اذان کے بعد ایک شخص کو مسجد سے نکلتے دیکھا تو فرمایا: **أما هذا فقد عصى أبا القاسم**: رہا یہ شخص پس اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، اب حدیث حکماً مرفوع ہوگئی، اور ممانعت اسی حدیث کے اقتضاء سے ثابت ہوگی، اسی طرح باب کی حدیث میں امر اقتضاء النص سے ثابت ہوگا، اور امر کی مخالفت نافرمانی ہے، خواہ امر استحبابی ہو، کیونکہ عصیان کلی مشکک ہے، نافرمانی کے مختلف درجات ہیں —— اور ابن بطال فرماتے ہیں: ساری حدیث حکماً مرفوع ہوگئی، حالانکہ ابتدائی حصہ مستقل ہے، پس آخری جزء کے حکمی رفع سے اسی کا رفع ثابت ہوگا، اور شروع کی بات موقوف ہوگی۔

[۷۲-] بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

[۵۱۷۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّـهُ كَانَ يَقُوْلُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ، وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلٰى كُرَاعٍ

جس نے پایوں کی دعوت قبول کی

کُرَاع: گائے اور بکری کی پنڈلی کا پتلا حصہ، پایے، اور تحفۃ القاری (۵۶۳:۵) میں جو کُھر ترجمہ کیا ہے وہ صحیح نہیں، کُھر کے لئے مِرْمَاۃ ہے: اور حدیث پہلے آئی ہے، معمولی دعوت بھی قبول کرنی چاہئے، اور پایوں کی دعوت تو اچھی دعوت ہے۔

[۷۳-] بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلٰى كُرَاعٍ

[۵۱۷۸-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَوْ دُعِيْتُ إِلٰى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ"[راجع: ۲۵۶۸]

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا

شادی وغیرہ میں داعی کی بات پر لبیک کہنا

حضرت ابن عمرؓ کی باب کی حدیث ابھی (حدیث ۵۱۷۳) گذری ہے، اس میں ولیمہ کی تخصیص ہے، پس **هذه الدعوة** کا مشار الیہ ولیمہ کی دعوت ہے، اور حضرت ابن عمرؓ اس پر ہر دعوت کو قیاس کرتے تھے، اور شرکت کرتے تھے، بلکہ روزے سے ہوتے تھے تو بھی حاضری دیتے تھے، پھر میزبان اگر محض حاضری پر راضی نہ ہو تو نفل روزہ توڑ سکتے ہیں، مگر قضا لازم ہے۔

[٧٤-] بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا

[٥١٧٩-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيْتُمْ لَهَا" قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِيْ الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع: ٥١٧٣]

بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ

عورتوں اور بچوں کا شادی میں جانا

مردوں کی طرح عورتیں اور بچے بھی شادی میں جاسکتے ہیں، نبی ﷺ نے انصار کی عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے واپس آتا ہوا دیکھا تو آپؐ احسان مندی کے طور پر کھڑے ہوگئے، جب وہ لوگ وہاں سے گذرے تو آپؐ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے! تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو! —— باب پر حدیث کی دلالت صریح ہے، اور دیہی سادہ معاشرہ میں عورتیں بچے شادی میں اور ولیمہ میں شریک ہوتے ہیں، اور کوئی برائی دیکھنے میں نہیں آتی، مگر فیشن والے شہری معاشرہ میں جوان لڑکیاں بن سنور کر نکلتی ہیں اور نوجوان ان کی ٹوہ میں رہتے ہیں، یہ عارضی خرابی ہے، اس کی اصلاح کی جائے یا پھر ممانعت کی جائے۔

[٧٥-] بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ

[٥١٨٠-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَبْصَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءً وَصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ! أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ" [راجع: ٣٧٨٥]

لغت: مُمْتَنًّا: اسم مفعول، اِمْتَنَّ على فلان: احسان جتانا، الامتنان: احسان مندی۔

بَابٌ: هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ؟

کیا دعوت میں امر منکر دیکھے تو لوٹ جائے؟

حضرت قدس سرہ نے ہل چلایا ہے، بیج نہیں ڈالا، مسئلہ کا فیصلہ نہیں کیا، صرف آثار اور ایک حدیث پیش کی ہے، سورۃ الانعام کی (آیات ۶۸و۶۹) ہیں: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِي حَدِيْثٍ غَيْرِهِ، وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾: اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کرتے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جائیں، اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ، اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان کے وبال میں سے کچھ نہیں، لیکن ان کے ذمہ نصیحت کرنا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں!

مقصود دوسری آیت ہے، امر منکر دیکھ کر تقریب سے جو لوگ ہٹ جاتے ہیں وہ منکر کے ہرگز ذمہ دار نہیں، اور ان کا ہٹ جانا عملی نصیحت ہے، ممکن ہے تقریب والوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ بھی امر منکر سے محترز ہو جائیں۔

ایک واقعہ: ہم امام بخاری رحمہ اللہ کے سلسلہ کے ایک سمینار میں تاشقند گئے، یہ ملک نیا آزاد شدہ تھا، عرب علماء اس سمینار میں بڑی تعداد میں شریک ہوئے تھے (یہ سمینار آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات نے منعقد کیا تھا) سمرقند کے میئر نے شرکاء سمینار کی دعوت کی، اور بڑا خرچ کر کے ناچنے والیوں کا انتظام کیا، ہم ابھی نہیں پہنچے تھے، دوسرے مہمان پہنچ گئے، ناچنے والی عورتیں محفل میں آگئیں، شیخ محمود طحان مجلس سے اٹھ گئے، اس کے بعد مولانا سالم اور مولانا اسلام دکوی پہنچے، وہ بھی صورت حال دیکھ کر لوٹ گئے، بعد میں میں اور مولانا اسعد مدنی پہنچے، ہمیں صورت حال بتائی گئی، ہم راستہ ہی سے لوٹ گئے، ابھی ہم پارکنگ میں تھے کہ میزبان کا آدمی آیا، اس نے کہا: ہم نے سب عورتوں کو ہٹا دیا ہے، آپ براہِ کرم واپس آئیں، ہماری سب کی رائے ہوئی کہ دعوت میں شریک ہونا چاہئے، مگر شیخ محمود طحان اڑ گئے کہ ہم آگئے، دعوت کا حق ادا ہو گیا، اب ہم نہیں لوٹیں گے! ہم نے بڑی محنت سے ان کو سمجھایا کہ یہ لوگ ابھی آزاد ہوئے ہیں اور دین سے ناآشنا ہیں، انھوں نے احکام اسلامی کی رعایت میں عورتوں کو ہٹا دیا ہے، یہ بہت کچھ ہے، اب ہمیں لوٹنا چاہئے، چنانچہ وہ بھی لوٹ گئے، یہ **لعلهم يتقون** کی مثال ہے۔

مسئلہ: تقریب میں امر منکر ہو تو ہر شخص کو وہاں سے ہٹ جانا چاہئے، اور مقتدی کے لئے تو وہاں بیٹھنا جائز ہی نہیں۔

اثر (۱): حضرت ابو مسعود انصاریؓ نے گھر میں تصویر دیکھی تو وہ لوٹ گئے (ابن مسعود تصحیف ہے ۱۲ حاشیہ)

اثر (۲): ابن عمرؓ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی دعوت کی، انھوں نے گھر میں دیوار پر پردہ دیکھا، ابن عمرؓ نے معذرت کی کہ عورتیں نہیں مانیں! ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جن کے بارے میں مجھے اندیشہ تھا (وہ بہت ہیں) مگر مجھے آپ کے بارے میں اندیشہ نہیں تھا (کہ آپ بھی بدل جائیں گے) بخدا! میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا! پھر وہ لوٹ گئے۔

حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۷۵) آئی ہے، پردہ میں تصویریں تھیں تو آپ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔

[۷۶-] بَابٌ: هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ؟

[۱-] وَرَأَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

[۲-] وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ أَبَا أَيُّوْبَ، فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ، فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ، فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ، وَاللّٰهِ لاَ أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا، فَرَجَعَ.

[۵۱۸۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُوْبُ إِلَی اللّٰهِ وَإِلٰی رَسُوْلِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟" قَالَتْ: فَقُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" وَقَالَ: "إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ فِيْهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ" [راجع: ۲۱۰۵]

لغت: نُمْرُقة: غالیچہ، چھوٹا قالین............ تَوَسَّد میں ایک تاء محذوف ہے۔

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَی الرِّجَالِ فِی الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

ولیمہ میں مردوں کی محفل میں عورتوں کی سروس

اسلام میں ایک حجاب سے پہلے کا دور ہے، ایک بعد کا، جیسے نماز میں پہلے کلام جائز تھا بعد میں ممنوع ہوگیا، پس کلام فی الصلاۃ کی حدیثیں نسخ سے پہلے کی ہیں، اسی طرح ولیمہ میں مردوں کی محفل میں عورتوں کا سروس کرنا نزول حجاب سے پہلے کے واقعات ہیں، ان سے جواز نکالنا صحیح نہیں، البتہ پس پردہ عورت خدمت کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور حدیث ابھی گذری ہے۔

[۷۷-] بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَی الرِّجَالِ فِی الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

[۵۱۸۲-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: لَمَّا عَرَّسَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِیُّ دَعَا النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم وَأَصْحَابَهُ، فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلاَ قَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ إِلاَّ امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ، بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِیْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مِنَ الطَّعَامِ أَمَاثَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ، تُتْحِفُهُ بِذٰلِكَ. [راجع: ۵۱۷۶]

لغت: أَماثَ الشیئَ: نرم کرنا، ماثت الأرض: زمین کا نرم ہونا............ أَتْحَفَهُ الشیئَ وبه: تحفہ دینا۔

تصحیح: تُتْحِفُه عمدہ کے نسخہ میں ہے، اور گیلری میں أَتحفته ہے، دونوں صحیح ہیں، اور تُحفة تاویل کا محتاج ہے۔

بَابُ النَّقِيْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِیْ لاَ يُسْكِرُ فِی الْعُرْسِ

شادی میں کھجور یا انگور بھگایا ہوا مشروب یا دیگر غیر مسکر مشروب پلانا

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے رات میں کھجوریں پانی میں بھگائی تھیں اور دوسرے دن دوپہر میں پلائی تھیں،

اتنی دیر میں نشہ نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح دیگر غیر مسکر مشروبات کا استعمال شادی اور ولیمہ میں درست ہے۔

[۷۸-] بَابُ النَّقِيْعِ وَالشَّرَابِ الَّذِىْ لاَ يُسْكِرُ فِى الْعُرْسِ

[۵۱۸۳-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِعُرْسِهِ، فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَتَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ، فَقَالَتْ أَوْ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِىْ تَوْرٍ. [راجع: ۵۱۷۶]

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ

عورتوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا

دَارَاہ: نرمی کا برتاؤ کرنا، دل جوئی کرنا، پیار ومحبت سے پیش آنا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۵۴۵) آئی ہے، اس کی شرح وہاں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم عورت کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے (اور اس کا توڑنا یہ ہے کہ طلاق کی نوبت آجائے گی) اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے تو تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے، درانحالیکہ اس میں کجی ہوگی (اس حدیث میں نسوانی فطرت میں جو کجی ہے اس کی تمثیل ہے، پسلی کی مثال سے اس کو سمجھایا ہے، عورت کی تخلیق کا بیان نہیں ہے)

[۷۹-] بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ''

[۵۱۸۴-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ'' [راجع: ۳۳۳۱]

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

عورتوں کے بارے میں تاکید

جاہلی معاشرہ میں عورت کا کوئی مقام نہیں تھا، اسلام نے اس کا مقام بلند کیا ہے، اسی سلسلہ کی نبی ﷺ کی یہ وصیت اور نصیحت ہے کہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، ان کی دل جوئی کرو، ان کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آؤ، اوران کی

غلطیوں سے درگذر کرو پس نباہ ہوگا، گھر آباد رہے گا، ورنہ خانہ بربادی کا سامنا ہوگا —— اور حدیث پہلے آئی ہے مگر اس کا ابتدائی حصہ نیا ہے، فرمایا: "جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے (اور سب سے بڑا پڑوسی بیوی ہے) اور عورتوں کے ساتھ بھلا برتاؤ کرنے کی میری وصیت (تاکید) قبول کرو، اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں، اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر کی پسلی ہے (جس سے عورت پیدا کی گئی ہے) پس اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو پسلی کو توڑ دو گے، اور اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو وہ برابر ٹیڑھی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ بھلا برتاؤ کرنے کی میری وصیت قبول کرو! —— اور اسلام نے عورتوں کا اس درجہ لحاظ کیا کہ صحابہ عورتوں کے معاملہ میں بہت محتاط رہتے تھے، وہ ڈرتے تھے کہ اگر عورتوں کے معاملہ میں کوئی بے عنوانی ہوگئی تو فوراً وحی آئے گی، ابن عمرؓ کہتے ہیں: ہم عہد نبوی میں اپنی بیویوں سے بات کرنے سے اور بے تکلفی برتنے سے بچتے تھے اس اندیشہ سے کہ ہمارے بارے میں کچھ وحی نازل ہوجائے گی، پھر جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم (کھل کر) باتیں کرنے لگے اور بے تکلفی برتنے لگے۔

[۸۰-] بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

[۵۱۸۵-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِىْ جَارَهُ" [أطرافه: ۶۰۱۸، ۶۱۳۶، ۶۱۳۸، ۶۴۷۵]

[۵۱۸۶-] "وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْئٍ فِى الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا" [راجع: ۳۳۳۱]

[۵۱۸۷-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نَتَّقِىْ الْكَلاَمَ وَالِانْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَيْئٌ، فَلَمَّا تُوُفِّىَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

بَابٌ: قَوْلُهُ: ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

خود کو اور گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ

یہ باب دفع دخل مقدر کے طور پر لایا گیا ہے، عورتوں کے ساتھ نرم برتاؤ کا یہ مطلب نہیں کہ احکام شرعیہ میں بھی چشم پوشی کی جائے، سورۃ التحریم آیت ۶ میں صاف حکم ہے کہ خود کو اور اپنی فیملی کو دوزخ سے بچاؤ، یہ شوہر کی ذمہ داری ہے، وہ گھر کا چرواہا ہے، اور چرواہے سے ریوڑ کے بارے میں باز پرس کی جاتی ہے، اور دوزخ سے بچنے بچانے کی صورت یہ ہے کہ احکام

شرعیہ پر خود بھی عمل کرے اور گھر والوں کو بھی تعلیم وتاکید کے ذریعہ عمل کرائے، اور اس معاملہ میں فیملی پر پوری نظر رکھے، مداہنت سے کام نہ لے ورنہ ماخوذ ہوگا۔

[۸۱-] بَابٌ: قَوْلُهُ: ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

[۵۱۸۸-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، أَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ" [راجع: ۸۹۳]

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الأَهْلِ

بیوی کے ساتھ اچھی طرح مل جل کر رہنا

باب میں دو حدیثیں ہیں: پہلی حدیث میں عرب کی گیارہ عورتوں کی باتیں ہیں جو انھوں نے اپنے شوہروں کے تعلق سے کہی ہیں، اس کا آخری جزء باب سے متعلق ہے: کنتُ لك کأبی زَرْعٍ لأُم زرع: میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسا ابو زرع ام زرع کے لئے تھا! یہ حدیث نئی ہے اور متفق علیہ ہے، امام ترمذیؒ نے بھی اس کو شمائل میں روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث پہلے آئی ہے، مگر اس کا آخری جملہ نیا ہے اور وہی باب سے متعلق ہے، اس لئے اس کا ترجمہ حدیث کے بعد ہے۔

حدیث ام زرع

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (عرب کی) گیارہ عورتیں بیٹھیں، انھوں نے باہم عہد کیا اور پیمان باندھا کہ وہ اپنے شوہروں کی باتوں میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گی! عائشہؓ کہتی ہیں:

قالت الأولی: زوجی لحمُ جملٍ غَثٍّ، علیٰ رَأسِ جبلٍ وَعْرٍ، لَاسَهْلٌ فَيُرْتَقٰى، ولاسمينٌ فَيُنْتَقٰى.

پہلی نے کہا: میرا شوہر دُبلے اونٹ کا گوشت ہے، یعنی ایک ناکارہ وجود ہے، دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر ہے یعنی انتہائی متکبر ہے، نہ پہاڑ ہموار ہے کہ اس پر چڑھا جائے، اور نہ گوشت فربہ ہے کہ اس کو چنا جائے!

لغات: غَثٌّ: جَمَلٌ کی صفت ہے، اور وَعْرٌ: جَبَلٌ کی۔ غث: دبلا، سمین کی ضد، وَعْر: صَعْب: دشوار گذار...... يُرْتَقٰى: فعل مضارع مجہول: اِرْتَقَى الجبلَ: چڑھنا...... يُنْتَقٰى: فعل مضارع مجہول: اِنْتَقَى الشيئَ: چننا، چھانٹنا، انتقى المُخَّ من العظم: ہڈی سے گودا نکالنا۔

قالت الثانية: زوجی: لا أَبُثُّ خبرَهُ، إِنِّیْ أَخَافُ أَلَّا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ.

دوسری نے کہا: میرا شوہر: میں اس کی بات نہیں پھیلاتی یعنی میں اس کے عیوب کا تذکرہ نہیں کرتی، بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اس (خبر یا شوہر) کو نہیں چھوڑونگی، اگر میں اس (خبر یا شوہر) کو چھیڑوں گی تو اس کے ظاہری اور باطنی سبھی عیوب کو بیان کرونگی یعنی وہ عیوب کا پٹارا ہے میں کہاں تک اس کے عیوب شمار کرونگی!

لغات: بَثَّ (ن) الشیئَ بَثًّا: پھیلانا، منتشر کرنا...... وَزَرَ یَذَرُ: بمعنی وَدَعَ یَدَعُ: چھوڑنا، مگر اس کا ماضی اور مصدر مستعمل نہیں، صرف مضارع مستعمل ہے، اور ضمیر منصوب کا مرجع خبر ہے، اور زَوْج بھی مرجع ہوسکتا ہے مگر اول اولیٰ ہے، اسی طرح آگے کی ضمیروں میں بھی دونوں احتمال ہیں...... البُجْرَة: عیب، جمع: بُجَر...... العُجْرة: بدن کا موٹا حصہ، گانٹھ، مراد عیب جمع عُجَر۔

قَالت الثالثة: زَوْجِیْ الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ، وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ!

تیسری نے کہا: میرا شوہر لمبوجی (بے تکا لمبا) ہے یعنی صرف مینارے کی طرح دکھاوا ہے (اور حد سے لمبا بے وقوف بھی ہوتا ہے) اگر بولوں یعنی کچھ مانگوں تو طلاق دیدی جاؤں، اور اگر خاموش رہوں یعنی نہ مانگوں تو لٹکادی جاؤں! یعنی خود سے کوئی چیز نہیں دیتا۔

فائدہ: ان تینوں عورتوں نے اپنے شوہروں کی انتہائی برائی کی ہے۔

[۸۲-] بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الأَهْلِ

[۵۱۸۹-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالاَ: أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لاَ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا.

قَالَتِ الْأُوْلٰى: زَوْجِیْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ، لَاسَهْلٍ فَيُرْتَقٰى، وَلاَ سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ.

قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِیْ لاَ أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّیْ أَخَافُ أَنْ لاَ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ.

قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِیْ الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ.

قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِیْ: كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرَّ وَلاَ قَرَّ، وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَ سَآمَةَ.

چوتھی نے کہا: میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل) ہے (تہامہ کی رات میں) نہ گرمی ہوتی ہے نہ ٹھنڈک (اور میرے شوہر سے) نہ خوف ہوتا ہے نہ ملال! (اس نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے) (مکہ اور اس کے گردونواح کو تہامہ کہتے ہیں، وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے، دن میں خواہ کتنی ہی گرمی ہو)

قَالت الخامسة: زَوْجِیْ: إنْ دَخلَ فَهِدَ، وَإِنْ خرَجَ أَسِدَ، وَلاَ یَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ.

پانچویں نے کہا: میرا شوہر: جب گھر میں آتا ہے چیتا بن جاتا ہے یعنی نرم اخلاق ہوتا ہے، اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے یعنی خوب دھاڑتا ہے اور ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا جن کی اس نے ہمیں ذمہ داری سونپی ہے یعنی جو خرچ ہمیں دیا ہے: اس کو ہم نے کس طرح خرچ کیا؟ اس کی تحقیق نہیں کرتا۔

لغات: فَهِدَ (س) الرجلُ: چیتے (تیندوے) کی طرح بہت نیند والا ہونا، فَهِدَ عن الأمر: غافل ہونا...... أَسِدَ (س) أَسَدًا: شیر جیسا ہونا۔

قالتِ السادسة: زَوْجِیْ: إن أكلَ لفَّ، وَإن شرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتفَّ، وَلاَ یُوْلِجُ الْكَفّ لِیَعْلَمَ الْبَثَّ.

چھٹی نے کہا: میرا شوہر: جب کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے، اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے (گھر والوں کے لئے کچھ نہیں بچاتا) اور جب لیٹتا ہے تو (اکیلا ہی) کپڑے میں لپٹ جاتا ہے، اور (میرے کپڑوں میں) ہاتھ داخل نہیں کرتا کہ پراگندہ حالت (زنانی خواہش) کو جانے!

لغت: اشْتَفَّ ما فی الإناء: سب پی جانا......... الْتفَّ الشیئ: لپٹ جانا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِیْ كَلَیْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرَّ وَلاَ قَرَّ، وَلاَمَخافَةَ، وَلاَ سَآمَةَ.
قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِیْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ یَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ.
قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِیْ إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلاَ یُوْلِجُ الْكَفَّ لِیَعْلَمَ الْبَثَّ.

قالت السابعة: زوجی: عَیَایَاءُ أَوْ: غَیَایَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أو جَمعَ كُلًّا لَكِ!

ساتویں نے کہا: میرا شوہر (صحبت کرتے وقت) تھک جانے والا — یا کہا: راستہ گم کرنے والا — سینے پر پڑ جانے والا ہے، ہر بیماری اس کی بیماری ہے یعنی صرف ضعیف الباہ ہی نہیں ہے، بیماریوں کی پوٹ ہے، تیرا سر پھاڑ دے یا تجھے کھنڈا کر دے یا دونوں ہی باتیں کر گذرے!

لغات: عَیَایَاءُ: کمزور قوت مردمی والا، صحبت میں تھک جانے والا، عَیِیٌّ فی الأُمور سے ماخوذ ہے...... طَبَاقَاءُ: صحبت کرتے وقت یا انزال کے وقت بیوی کے سینے پر پڑ جانے والا، یہ صحبت کا غلط طریقہ ہے، اس سے عورت کو تشفی نہیں ہوتی...... غَیَایَاءُ: غَیّ سے ہے، جس کے معنی ہیں: گمراہی اور أو شک راوی کا ہے، یعنی راستہ گم کرنے والا، ایسا قوتِ مردمی میں کمزوری کی صورت میں ہوتا ہے...... شَجَّه: سر کو زخمی کرنا...... فَلَّ السکین: دھار توڑنا، کُھنڈا کرنا، کُند کرنا...... فَلَّكِ:

ترقی إلی الأدنی ہے، کُند کرنا یعنی ہمت توڑ دینا۔

قَالَت الثامنة: زَوْجِی الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ.

آٹھویں نے کہا: میرا شوہر: چھونے میں خرگوش کی طرح نرم، اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے۔

لغت: الزَّرْنَب: ۱-ایک خوشبودار پودا ۲-زعفران۔

قالتِ التاسعة: زوجی رفیعُ العِماد، عظیمُ الرِّماد، طویلُ النِّجاد، قریبُ البیت من النَّادِ.

نویں نے کہا: میرا شوہر: بلند ستون والا یعنی خاندانی شرافت والا، بہت زیادہ راکھ والا یعنی بڑا مہمان نواز، لمبے پر تلے والا یعنی دراز قامت بہادر، انجمن سے قریب گھر والا یعنی سردار اور ذی رائے ہے۔

لغات: العِمَاد: ستون، سہارے کی چیز، جمع عُمُد، فلانٌ رفیعُ العماد: فلاں خاندانی شرافت والا ہے...... النِّجَاد: تلوار کا پرتلا۔

قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِیْ غَیَایَاءُ أَوْ: عَیَایَاءُ طَبَاقَاءُ، کُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ کُلًّا لَكِ. قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِی الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ. قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ، طَوِیْلُ النِّجَادِ، عَظِیْمُ الرَّمَادِ، قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ.

قالت العاشرة: زوجی: مالكٌ، ومَا مالك؟ مالكٌ خیرٌ من ذٰلك، له أبلٌ کثیراتُ الْمَبَارِكِ، قلیلاتُ الْمسارح، وَإذا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ: أَیْقَنَّ أَنَّهُنَّ هوالك!

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے۔ اور مالک کیا ہے؟ اس کے لئے اونٹ ہیں اکثر باڑے میں بیٹھنے والے، بہت کم چراگاہ میں جانے والے۔ جب وہ سارنگی کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ ان کی موت آئی!

لغات: المَبَارِك: المَبْرَك کی جمع: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، باڑا...... المَسَارِح: المَسْرَح کی جمع: چراگاہ...... المِزْهَر: سارنگی (ایک قسم کا باجہ)

تشریح: اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے جائیں تو آنے والے مہمانوں کی ضیافت کے لئے ان کی واپسی کا انتظار کرنا پڑتا ہے، اس لئے مالک کافی اونٹوں کو باڑے میں کھلاتا ہے، تاکہ جب بھی مہمان آئیں فوری طور پر شراب و سارنگی سے ان کی تواضع کی جائے۔ اور اتنے کہ یہ محفل نمٹے اونٹ ذبح کرکے کھانا تیار کر لیا جائے۔ چنانچہ سارنگی کی آواز سنتے ہی اونٹ سمجھ جاتے ہیں کہ اب ان پر چھری پھرنے والی ہے (اس عورت نے شوہر کی مہمان نوازی کی تعریف کی ہے)

قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِیْ مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ؟ مَالِكٌ خَیْرٌ مِنْ ذٰلِكِ، لَهُ إِبِلٌ کَثِیْرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَیْقَنَّ أَنَّهُنَّ هُوَالِكُ.

قالتِ الحادیةَ عَشرَةَ: زوجی أبو زرعٍ، وما أبو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ من حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَحْتُ إِلٰی نَفْسِیْ، وَجَدَنِیْ فِیْ أَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلنی فی أهلِ صَهِیْلٍ، وَأَطِیْطٍ، وَدَائِسٍ، وَمُنَقٍّ، فَعنده أقول فلا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأشْرَبُ فَأَتَقَمَّحُ.

گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابوزرع ہے، ابوزرع کیا ہے؟ اس نے زیورات سے میرے کان ہلائے یعنی اس نے میرے کانوں میں زیورات پہنائے، اور (کھلا پلاکر) چربی سے میرے بازو بھر دیئے، اور مجھے خوش کیا، پس میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی، اس نے مجھے چند بکریوں پر تنگی سے گذر بسر کرنے والی فیملی میں پایا، پس اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، بیل اور کسان خاندان میں گردانا۔ پس اس کے پاس میں کہتی ہوں تو برا نہیں کہی جاتی یعنی میری بات پر کوئی ناگواری کا اظہار نہیں کرتا، اور سوتی ہوں تو صبح تک سوتی ہوں، اور پیتی ہوں تو چھک کر چھوڑتی ہوں!

لغات: أَنَاسَه: حرکت دینا، ہلانا۔ نَاسَ الشیئُ (ن) نَوْسًا: لچکنا، ہلنا، جھومنا...... بَجَّحَه: خوش کرنا، بَجَحَ بِهِ (ف،س) بَجَحًا: خوش ہونا، ناز کرنا...... غُنَیْمة: غنم کی صغیر: تھوڑی بکریاں...... الشِّقّ: محنت ومشقت، شَقَّ الأمر: دشوار ہونا، شاق اور ناقابل برداشت ہونا، صَهِیْل: گھوڑے، صَهَلَ الفرسُ صَهِیْلاً: گھوڑے کا ہنہنانا...... أَطِیْط: اونٹ، أَطَّ أَطِیْطًا: اونٹ کا بولنا...... دائِس: اسم فاعل: گاہنے والا یعنی بیل، دَاسَ الشیئَ: روندنا، مسلنا، گاہنا...... مُنَقّ: اسم فاعل: اناج صاف کرنے والا یعنی کسان، نَقَّاہ: صاف کرنا...... أُقَبَّحُ: مضارع مجہول واحد متکلم، قَبَّحَهُ: برا بنانا...... تَصَبَّحَ: صبح کے وقت سونا...... تَقَمَّحَ الشراب: چھک کر پینا چھوڑ دینا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

قَالَتِ الْحَادِیَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِی أَبُوْ زَرْعٍ، فَمَا أَبُوْ زَرْعٍ! أَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ أُذُنَیَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ، وَبَجَّحَنِیْ، فَبَجِحَتْ إِلَیَّ نَفْسِیْ، وَجَدَنِیْ فِیْ أَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشَقٍّ، فَجَعَلَنِیْ فِیْ أَهْلِ صَهِیْلٍ وَأَطِیْطٍ وَدَائِسٌ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُوْلُ فَلاَ أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ.

أم أبی زرع: فما أُمُّ أبی زرع؟ عُکُوْمُهَا رَدَاحٌ، وَبَیْتُهَا فُسَاحٌ.

ابن أبی زرع: فَمَا ابْنُ أبی زرع؟ مَضْجَعُهُ کَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ.

بنت أبی زرع: فما بنتُ أبی زرع؟ طَوْعُ أَبِیها، وَطَوْعُ أمها، وَمِلْءُ کِسَائِهَا، وَغَیْظُ جارَتِهَا.

جاریة أبی زرع: فما جاریةُ أبی زرع؟ لاتَبُثُّ حدیثَنا تَبْثِیْثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِیرَتَنَا تَنْقِیْثًا، وَلاَ تَمْلأُ بَیْتَنَا تَعْشِیْشًا.

ابوزرع کی ماں: (میری خوش دامن) پس کیا ہے ابوزرع کی ماں؟ اس کی گونیں باندھنے کی رسیاں بڑی ہیں یعنی وہ مالدار ہے۔ اور اس کا مکان وسیع ہے یعنی وہ بخیل نہیں، مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی ہے۔

ابوزرع کا بیٹا: (دوسری بیوی سے) پس کیا ہے ابوزرع کا بیٹا؟ اس کی خوابگاہ کھجور کی ٹہنی رکھنے کی جگہ کے بقدر ہے یعنی وہ پتلا چھریرے بدن کا ہے، بکری کے بچے کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے یعنی اس کی خوراک بہت کم ہے، گوشت کے چند ٹکڑے اس کی غذا ہے۔

ابوزرع کی بیٹی: (دوسری بیوی سے) پس کیا ہے ابوزرع کی بیٹی؟ اپنے باپ کی تابعدار، اور اپنی ماں کی فرمانبردار، اپنی چادر کو بھرنے والی یعنی موٹی تازی، اور اپنی پڑوسن (سوکن) کا شدید غصہ! یعنی اس کی سوکن اس کے کمالات سے جل بھن جاتی تھی۔

ابوزرع کی باندی: پس کیا ہے ابوزرع کی باندی؟ نہیں بکھیرتی ہماری بات بکھیرنا یعنی گھر کی بات باہر جا کر نہیں کہتی، اور نہیں منتقل کرتی ہماری رسد منتقل کرنا یعنی بے اجازت کھانے پینے کی چیزیں کسی کو نہیں دیتی۔ اور نہیں بھرتی ہمارے گھر کو کوڑے سے یعنی گھر ہمیشہ صاف ستھرا رکھتی ہے۔

لغات: العُكُوْم: العِکام کی جمع: بوری (گون) باندھنے کی رسّی، ڈوری ...... **الرَّدَاح:** بہت بڑی ...... **مَسَلّ:** ظرف مکان: سونتی ہوئی تلوار رکھنے کی جگہ ...... **شَطْبَة:** کھجور کی ہری ٹہنی، کسی چیز کی کاٹی ہوئی لمبی پٹی ...... **الجَفْرة:** بکری کا بچہ ...... **طَوْع:** مصدر: حمل مبالغہ کے طور پر ہے ...... **مِلْءٌ:** مصدر: بھرنا ...... **بَثَّ(ن) بَثًّا:** بکھیرنا ...... **نَقَّثَ الشيئَ:** منتقل کرنا ...... **عَشَّشَ الطائرُ تعشيشًا:** پرندے کا گھونسلا بنانا۔ جب پرندہ کسی درخت پر گھونسلا بناتا ہے تو نیچے کوڑا گرتا ہے۔

أُمُّ أَبِیْ زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِیْ زَرْعٍ؟ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فُسَاحٌ.
ابْنُ أَبِیْ زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِیْ زَرْعٍ؟ مَضْجِعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ.
بِنْتُ أَبِیْ زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِیْ زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيْهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا.
جَارِيَةُ أَبِیْ زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِیْ زَرْعٍ؟ لَاتَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْنَنَا تَعْشِيْشًا.

قالت: خرج أبو زرعٍ، والأوطابُ تُمْخَضُ، فَلَقِیَ امْرأَةً، مَعَهَا ولدان لها كالفَهْدَيْنِ، يلعبان من تحت خَصْرِها برُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِیْ وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجلاً سَرِيًّا، ركب شَرِيًّا، وأخذ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَیَّ نِعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِیْ من كل رائحةٍ زوجًا، وقال: كُلِیْ أَمَّ زَرْعٍ، وَمِيْرِیْ أَهْلَكِ!

فَلو جمعتُ كلَّ شيئٍ أَعْطَانِيْهِ: مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِیْ زَرْعٍ! قالت عائشة: فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم: "كنتُ لكِ كأبی زرع لأم زرع!"

ام زرع نے کہا: ابوزرع نکلا، درانحالیکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے یعنی صبح سویرے نکلا، دودھ کے برتن صبح

صادق کے وقت بلوئے جاتے ہیں، پس اس کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، چیتوں جیسے، دونوں اس کی کمر کے نیچے سے دو اناروں کے ذریعہ کھیل رہے تھے یعنی اس کی کمر پتلی اور سرین بھاری تھے، اور کمر کے نیچے اتنی جگہ تھی کہ بچے انار اِدھر اُدھر کر رہے تھے، پس ابوزرع نے مجھے طلاق دیدی، اور اس سے نکاح کر لیا، میں نے اس کے بعد ایک شریف آدمی سے نکاح کیا، جو تیز رو گھوڑے پر سوار ہوتا تھا، اور اس نے ہاتھ میں نیزہ لیا تھا یعنی وہ شہسوار مسلح فوجی تھا، اس نے مجھ پر بہت نعمتیں برسائیں، اور مجھے ہر قسم کے مال سے جوڑا دیا، اور اس نے کہا: ام زرع خود کھا، اور اپنے میکے والوں کو بھی کھلا!

(ام زرع کہتی ہے:) پس اگر جمع کروں میں تمام وہ چیزیں جو اس نے مجھے دی ہیں تو بھی وہ ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر نہیں ہوسکتیں۔ عائشہؓ کہتی ہیں: پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میں تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع: ام زرع کے لئے!'' (اور ایک حدیث میں یہ اضافہ ہے: ''مگر میں تمہیں طلاق نہیں دونگا!'' اور طبرانی کی روایت میں عائشہؓ کا جواب ہے کہ ابوزرع کی کیا حقیقت ہے؟ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپ تو میرے لئے اُس سے بھی بڑھ کر ہیں)

قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِيْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ: كُلِيْ أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيْرِيْ أَهْلَكِ!

قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْئٍ أَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِيْ زَرْعٍ! قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "كُنْتُ لَكِ كَأَبِيْ زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ"

سوال (۱): یہ قصہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے یا کسی بیوی صاحبہ نے سنایا ہے؟ **جواب**: دونوں احتمال ہیں، راجح یہ ہے کہ آپؐ نے بیان فرمایا ہے۔

سوال (۲): جن عورتوں نے شوہروں کی برائی کی ہے: اس کا تذکرہ تو غیبت کے دائرہ میں آتا ہے؟ **جواب**: غیر معروف شخص کا حال بیان کرنا غیبت نہیں۔

لغات: مَخَّضَ اللبن: دودھ بلوکر مکھن نکالنا...... الخَصْر: کمر، کوکھ...... السَّرِیّ: معزز شریف آدمی...... الشَّرِیُّ من الخیل: تیز رفتار گھوڑا...... الخَطِّیّ: خط مقام کا نیزہ (خط: بحرین کا ایک مقام ہے، جہاں نیزے بنتے تھے)

[۵۱۹۰-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ، فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا أَنْظُرُ، فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ. فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ. [راجع: ٤٥٤]

قولہ: فاقدروا: پس اندازہ لگاؤتم نوعمرلڑکی کے رتبہ کا (ذہن کا) جو دل بہلانے والی باتیں پسند کرتی ہے (جیسے حبشہ والوں کا کھیل)

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

بیٹی کو اس کے شوہر کی حالت سمجھانا

کبھی بیٹی کو اس کے شوہر کے بارے میں نصیحت کرنی پڑتی ہے پس کرنی چاہئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے ان کو بتایا کہ نبی ﷺ کی ازواج آپؐ کے سامنے بلند آواز سے بولتی ہیں اور ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہیں، اور کبھی دن بھر آپؐ سے ناراض رہتی ہیں تو حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا کہ نبی ﷺ اللہ کے رسول بھی ہیں، پس آپؐ ناراض ہونگے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائیں گے، اس لئے تم آپؐ سے بہت زیادہ مطالبہ نہ کیا کرو، جو کچھ چاہئے مجھ سے مانگو، اور اپنی سہیلی (عائشہؓ) کی ریس مت کرو، وہ محبوبہ ہیں، ان سے آپؐ ناراض نہیں ہونگے، وہ جو چاہیں ناز کریں، تم اپنی قدر پہچانو!

اور حدیث مفصل پہلے دوجگہ آئی ہے (تحفۃ القاری ۵: ۴۸۵ اور جلد نہم تفسیر سورۃ التحریم) ضرورت ہو تو ترجمہ وہاں دیکھ لیا جائے۔

[۸۳-] بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

[۵۱۹۱-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾[التحریم: ٤] حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ، فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ قَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هُمَا: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَائُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ قَالَتْ: وَلِمَ

تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ؟ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتّٰى اللَّيْلِ! فَأَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ، وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ.

ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ حَتّٰى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ، أَفَتَأْمَنِيْنَ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم فَتَهْلِكِيْ، لاتَسْتَكْثِرِيْ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَلاَ تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْئٍ، وَلاَ تَهْجُرِيْهِ، وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ، وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ، وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يُرِيْدُ عَائِشَةَ.

قَالَ عُمَرُ: فَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوْنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِيْ الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا، وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ. قُلْتُ: مَا هُوَ؟ أَجَاءَ غَسَّانُ؟ قَالَ: لاَ، بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ. فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ، قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ.

فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلاَةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَشْرُبَةً لَهُ، فَاعْتَزَلَ فِيْهَا، وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكِ؟ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا، أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتْ: لاَ أَدْرِيْ، هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِيْ الْمَشْرُبَةِ. فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلاً ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لِغُلاَمٍ لَهُ أَسْوَدَ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ الْغُلاَمُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَذَكَرْتُكَ لَهُ، فَصَمَتَ، فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلاَمِ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ. فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ، فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلاَمَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ، فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ.

فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا، قَالَ: إِذَا الْغُلاَمُ يَدْعُوْنِيْ، فَقَالَ: قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رُمَالِ حَصِيْرٍ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ الرُّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ، فَقَالَ: "لاَ" فَقُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ! ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا

قَائِمٌ: أَسْتَأْنِسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

ثُمَّ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: لَايَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يُرِيْدُ عَائِشَةَ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَبَسُّمَةً أُخْرٰى.

فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ، فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهِ، فَوَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ، وَأُعْطُوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ مُتَّكِئًا. فَقَالَ: "أَوَفِي هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! إِنَّ أُوْلٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ.

فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ قَالَ: "مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا" مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا، فَقَالَ: "الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ" فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ التَّخْيِيْرَ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. [راجع: ۸۹]

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

شوہر کی اجازت سے عورت نفل روزہ رکھ سکتی ہے

حدیث: "عورت روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو مگر اس کی اجازت سے"

تشریح: لاتصوم: فعل مضارع منفی ہے، ترمذی میں بھی یہی ہے، اور مسلم شریف میں لاتُصُم: فعل نہی ہے، فعل نہی میں ممانعت صریح ہوتی ہے اور قوی ہوتی ہے، اور نفی میں اصل خبر ہوتی ہے اور انشاء (نہی) مضمر ہوتی ہے، اس لئے ہلکی ہوتی ہے، میرا خیال ہے کہ یہاں جو روایت ہے وہ اصل ہے اور مسلم میں جو روایت ہے وہ بالمعنی ہے۔

مسئلہ: عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے، البتہ رمضان کے روزے مستثنیٰ ہیں، اور رمضان کے قضاء روزے نفل کے حکم میں ہیں، کیونکہ قضاء کا وقت متعین نہیں اور اجازت صراحۃً بھی ہوتی ہے، عرفاً بھی، عرفاً: جیسے بڑے دنوں کے روزے اور دلالۃً بھی، اور کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ بیوی سے انتفاع کا شوہر کو ہر وقت حق ہے، پس اگر

عورت بغیر اجازت روزہ رکھ لے گی تو شوہر کی حق تلفی ہوگی، اور اس سے گہری وجہ تحفۃ الالمعی (۳:۱۵۷) میں ہے۔

[۸٤-] بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

[۵۱۹۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ"[راجع: ۲۰٦٦]

بَابٌ: إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

بیوی کو شوہر اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے

حدیث (۱): جب آدمی نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا، پس اس نے آنے سے انکار کیا، تو اس پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے ہیں۔

حدیث (۲): جب عورت نے رات گذاری درانحالیکہ وہ اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑنے والی ہے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ (بے تعلقی) سے لوٹے۔

تشریح: عورت اگر پوری رات اس حال میں گذارے کہ شوہر اس سے ناراض ہے تو وہ ملعون ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکات میں اس کی تین وجوہ لکھی ہیں: (۱) عورت نافرمان ہے، شوہر کا کہنا نہیں مانتی (۲) عورت بداخلاق ہے، شوہر کے ساتھ اس کا رکھاؤ ٹھیک نہیں (۳) عورت بد دین ہے، پردہ نہیں کرتی، نماز نہیں پڑھتی —— اور اگر عورت کی ناراضگی کی وجہ شوہر میں ہے، وہ بداخلاق ہے، اس کا برتاؤ ٹھیک نہیں یا وہ بد دین ہے، نماز نہیں پڑھتا، شراب پیتا ہے یا ناوقت گھر آتا ہے، اس لئے عورت ناراض ہے تو اب ملعون شوہر ہوگا (تحفۃ الالمعی ۲:۱۸۳)

[۸۵-] بَابٌ: إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

[۵۱۹۳-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ"[راجع: ۳۲۳۷]

[۵۱۹٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ" [راجع: ۳۲۳۷]

لغت: هَاجَرَ مُهَاجِرَةً: ایک دوسرے کو چھوڑنا، عورت کے شوہر کا بستر چھوڑنے میں اور شوہر کے عورت کا بستر

چھوڑنے میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

بَابٌ: لَا تَأْذَنُ الْمُرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کسی کو اپنے گھر میں نہ آنے دے

عورت پر مرد کا ایک حق یہ ہے کہ وہ جن لوگوں کو ناپسند کرتا ہے ان کو گھر میں نہ آنے دے، حتی کہ اگر ساس سسر کے آنے کو بھی شوہر ناپسند کرتا ہو تو ان کو بھی گھر میں آنے کی اجازت نہ دے، البتہ بیوی ماں باپ سے ملنے کے لئے جا سکتی ہے، شوہر کو اس سے روکنے کا حق نہیں، ورنہ قطع رحمی لازم آئے گی، اور ماں باپ کے علاوہ رشتوں داروں سے ملنے کے احکام کتب فقہ میں ہیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے لئے جائز نہیں کہ (نفل) روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو، مگر اس کی اجازت سے، اور شوہر کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کی اجازت سے، اور عورت جو کچھ بھی خرچ کرے شوہر کے حکم کے بغیر تو شوہر ادا کیا جائے گا اس کا نصف یعنی خرچ کرنے کا آدھا ثواب شوہر کو ملے گا (پہلے روایت گذری ہے (حدیث ۲۰۶۶) اس کے الفاظ ہیں: فله نصف أجره، اور ابوداؤد کی روایت میں فلها نصف أجره ہے، حاصل دونوں کا ایک ہے)

[۸۶-] بَابٌ: لَا تَأْذَنُ الْمُرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ

[۵۱۹۵-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّى إِلَيْهِ شَطْرُهُ" وَرَوَاهُ أَبُوْ الزِّنَادِ أَيْضًا، عَنْ مُوْسَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ. [راجع: ۲۰٦٦]

بَابٌ

عورتیں جہنم میں زیادہ تعداد میں کیوں ہونگی؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا، پس زیادہ تر اس میں پہنچنے والے غرباء تھے، اور مالدار رو کے ہوئے تھے (ان کا حساب باقی تھا) البتہ دوزخ میں جانے والے (مالدار) دوزخ میں پہنچا دیئے گئے تھے، اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا، پس زیادہ تر اس میں پہنچنے والی عورتیں تھیں۔

تشریح: عورتوں کے بکثرت دوزخ میں جانے کی دو وجہ ہیں: (۱) شوہروں کے حقوق کی پامالی، مثلاً: شوہر کے بلانے پر نہ آنا، شوہر جس سے تعلق رکھنے کو ناپسند کرتا ہے اس سے تعلق رکھنا (۲) شوہروں کے احسانات کی ناشکری (کفران العشیر) اس پر اگلا باب ہے، اور گذشتہ دو بابوں میں جو باتیں آئی ہیں ان پر یہ باب بلاعنوان رکھا ہے۔

[۸۷-] بَابٌ

[۵۱۹۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ" [طرفه: ۶۵۴۷]

لغت: الجَدّ: (جیم کا زبر) مالداری.......... مالدار روکے ہوئے اس لئے ہیں کہ ان کا پائی پائی کا حساب ہونا ہے۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ

شوہر کے احسانات کی ناشکری

عشیر: سے شوہر مراد ہے، یہ فعیل کا وزن ہے، اس کے معنی ہیں: خَلِیط: میل جول رکھنے والا، اور **عاشر معاشرۃ** کے معنی ہیں: مل جل کر رہنا، باہم زندگی گذارنا، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۸۹) گذری ہے۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں: پہلی حدیث ابن عباسؓ کی ہے، جو پہلے مختصراً (تحفۃ القاری ۱: ۲۴۶) اور مطولاً (۳: ۳۸۳) آئی ہے، اور باب پر حدیث کی دلالت واضح ہے ـــــ اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۹۵) آئی ہے، اس کی دلالت بھی باب پر واضح ہے۔

[۸۸-] بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ

وَهُوَ الزَّوْجُ، وَهُوَ الْخَلِيْطُ، مِنَ الْمُعَاشَرَةِ، فِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۵۱۹۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ

رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَايَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ: "إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ: أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَكَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ" قَالُوْا: لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "بِكُفْرِهِنَّ" قِيْلَ: يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: "يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ"[راجع: ۲۹]

وضاحت: تَنَاوَلْتَ: آپؐ نے لینے کا ارادہ کیا.......... فتناولتُ: اگر لے لیتا میں .... منظراً قطّ: أی أفْزَعَ منه: اس سے زیادہ گھبرا دینے والا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا.......... یکفرن العشیر اور یکفرن الإحسان: ایک ہیں، شوہر سے شوہر کے احسان مراد ہیں، پس عطف تفسیری ہے.......... لو أَحْسَنْتَ: اگر زندگی بھر بیوی کی ہر خواہش پوری کرے، پھر کبھی ایک مطالبہ پورا نہ کر سکے تو روٹھ کر بیٹھ جائے گی، اور کہے گی: میں نے تیرے یہاں آ کر دیکھا کیا ہے، چند چیتھڑے اور چند ٹھیکرے! پھر گیا زندگی بھر کے احسانات پر پانی!

[۵۱۹۸-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ، فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ" تَابَعَهُ أَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ. [راجع: ۳۲۴۱]

وضاحت: اطَّلَعْتُ: میں نے جھانکا ــــ یہ معراج کا واقعہ ہے یا کوئی خواب ہے ــــ اور یہ عالم مثال کی جنت وجہنم میں جھانکا ہے، عالم مثال میں جمیع ما کان وما یکون کی صورتیں ہیں۔

بَابٌ: لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

بیوی کا شوہر پر حق ہے

ابن بطالؒ کہتے ہیں: اب تک ابواب میں بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان تھا، اب اس باب میں شوہر پر بیوی کے حق کا

بیان ہے،شوہر پر بیوی کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ خوش خلقی کا معاملہ کرے، اور نان ونفقہ کی ضروریات پوری کرے، علاوہ ازیں! اس کا جنسی حق بھی ہے، معروف طریقہ پر اس کی تکمیل ضروری ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۴۵۵) آچکی ہے۔

[۸۹-] بَابٌ: لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

قَالَهُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۵۱۹۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" يَا عَبْدَ اللّٰهِ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟" قُلْتُ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:"فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزُوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" [راجع: ۱۱۳۱]

بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

عورت: مرد کے گھر کی نگہبان ہے

مرد ہر وقت گھر پر نہیں رہتا، بیوی ہر وقت گھر میں رہتی ہے، اس لئے گھر کی رکھوالی اس کے ذمہ کی گئی ہے، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[۹۰-] بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

[۵۲۰۰-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" [راجع: ۸۹۳]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ الآية

اصلاح کے لئے بیوی کو خوابگاہ میں تنہا چھوڑ دینا

سورۃ النساء کی آیت ۳۴ ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَالصَّالِحَاتُ قٰنِتٰتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ، وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ

فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾

ترجمہ: مردعورتوں کو تھامنے والے (ذمہ دار) ہیں، بایں وجہ کہ اللہ نے بعض کو بعض پر برتری بخشی ہے اور بایں وجہ کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک عورتیں شوہروں کی اطاعت کرنے والی، پوشیدہ چیز (ناموس) کی حفاظت کرنے والی ہیں، بحفاظتِ الٰہی! اور جن عورتوں کی بد دماغی کا اندیشہ ہو ان کو زبانی فہمائش کرو، اور ان کو ان کی خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو، اور ان کو مارو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم ان پر راہ مت ڈھونڈھو، بیشک اللہ تعالیٰ عالی شان بڑی عظمت والے ہیں۔

تفسیر: فیملی لائف میں مرد وزن کی پوزیشن برابر نہیں ہوسکتی، ورنہ ہر وقت خرخشہ لگا رہے گا، پس ایک بالا دست اور ایک زیردست ہونا چاہئے جبھی گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو بالا دستی عطا فرمائی، فرمایا: مرد عورتوں کو تھامنے والے (ذمہ دار) ہیں —— اور ذمہ دار بالا دست ہوتا ہے —— اور یہ بات دو وجہ سے ہے: ایک: اللہ نے ایک صنف کو دوسری صنف پر برتری بخشی ہے، بیچ کی انگلی لمبی کیوں ہے؟ اس لئے کہ اللہ نے اس کو ایسا بنایا ہے اور اللہ کی بناوٹ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا، تسلیم کے سوا چارہ نہیں۔ دوم: مرد مہر اور نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے وہ عورت پر خرچ کرتا ہے، اور انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے، پس عورت زیردستی قبول کرسکتی ہے —— پھر اچھی عورتوں کے تین اوصاف بیان کئے ہیں: اول: عورت نیک بندی ہو، اور نیک وہ ہوتا ہے جو احکام الٰہی کا پابند ہو، دوم: وہ شوہر کی اطاعت شعار ہو، سوم: پوشیدہ چیز یعنی ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو —— ناموس کی حفاظت مرد وزن دونوں کے لئے مشکل ہے، مگر توفیقِ الٰہی شامل حال ہو جائے تو کچھ مشکل نہیں، بحفاظتِ الٰہی کا یہ مطلب ہے —— اور جو عورتیں قانتات (شوہر کی اطاعت شعار) نہ ہوں، بلکہ ان کی بد دماغی کا اندیشہ ہو تو اولاً: ان کو زبانی فہمائش کی جائے، ثانیاً: ان کو خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دیا جائے، ثالثاً: جسمانی اذیت دی جائے، بچہ بھگوڑا ہوتا ہے تو اس کو مرغا بنایا جاتا ہے —— اگر ان تین طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے معاملہ قابو میں آجائے تو سبحان اللہ! ورنہ کمیشن بٹھایا جائے، اس کا تذکرہ اگلی آیت میں ہے۔

حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲۱۳:۲) آئی ہے، ازواج مطہرات نے نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کیا، نبی ﷺ کو اس سے ناگواری ہوئی اور آپؐ نے ایک ماہ تک ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی، اور بالاخانہ میں تنہا قیام فرمایا، یہ اصلاح کے تین طریقوں میں سے دوسرے طریقہ پر آپؐ نے عمل کیا۔ یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۹۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾

[۵۲۰۱-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: آلٰى

رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، وَقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ، فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ آلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ؟ قَالَ:" إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ" [راجع: ۳۷۸]

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَ هُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ

نبی ﷺ کا بیویوں سے ایلاء کرنا اور علاحدہ گھر میں رہنا

یہ ذیلی باب ہے، هجرۃ کے معنی ہیں: چھوڑنا، بائیکاٹ کرنا، قطع تعلق کرنا...... اور فی غیر بیوتهن: أی سکناہ فی غیر بیوتهن...... اور قرآن میں ہے: ﴿وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾: اور جدا کرو ان کو خواب گاہوں میں یعنی جدا سوؤ مگر اسی گھر میں، تاکہ بیوی اس کو پرچانا چاہے تو موقع ہو ـــــ اور نبی ﷺ نے جو مدت ایلاء بالاخانہ میں سب سے علاحدہ گذاری تھی وہ ایک مجبوری تھی، آپؐ کی متعدد بیویاں تھی، کس کے گھر میں رہتے؟ پھر وہ بالاخانہ کوئی علاحدہ جگہ نہیں تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے پر یہ بالاخانہ تھا، گویا ایک ہی گھر میں علاحدہ کمرے میں رہے، نیز یہاں پرچانے کی یعنی شوہر کو راضی کرنے کی بھی کوئی صورت نہیں تھی، آپؐ نے ایک ماہ تک علاحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی یعنی ایلاء لغوی کیا تھا، پس وہ مدت تو پوری کرنی تھی، ورنہ قسم ٹوٹتی یعنی صرف ہجران نہیں تھا، بلکہ ایک ماہ تک ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم بھی تھی۔

اس مسئلہ میں ابوداؤد (کتاب النکاح، باب حق المرأة على الزوج) میں معاویہ بن حیدہؓ کی روایت بھی ہے، انھوں نے پوچھا: ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: أن تُطعمها إذا طعمتَ، وتكسوها إذا اكتسيتَ، ولا تضرب الوجه، ولا تُقبِّح، ولاتهجر إلا في البيت: (بیوی کا یہ حق ہے) کہ اس کو کھلاؤ جب تم کھاؤ، اور اس کو پہناؤ جب تم پہنو، اور چہرے پر نہ مارو، اور اللہ تیرا برا کرے مت کہو، اور ناراض ہو کر مت چھوڑو مگر گھر میں ـــــ امام بخاری نے اس حدیث کو یُذکر (فعل مجہول) سے ذکر کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اول یعنی نبی ﷺ کے علاحدہ رہنے کی روایت اصح ہے ـــــ بے شک! مگر وہ تو مجبوری تھی، اس کو کیوں نظر انداز کیا جائے؟ پھر معاویہؓ کی روایت قرآن کے بیان سے مؤید ہے، اس لئے حضرت الامام کا اصرار کہ شوہر علاحدہ مکان میں رہے: مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

[۹۲-] بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَ هُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ:" غَيْرَ أَنْ لَاتُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ" وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

[۵۲۰۲-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ: أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

الْحَارِثِ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَلَفَ لَايَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ: رَاحَ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! حَلَفْتَ أَنْ لَاتَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا؟ قَالَ: "إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا" [راجع: ۱۹۱۰]

وضاحت: یہ حدیث پہلے آئی ہے، اس میں ابن جریج کے بعد تحویل ہے، محمد بن مقاتل: امام بخاری کے استاذ ہیں .... **علی بعض أهله:** یہ راوی کا بیان ہے ورنہ آپؐ نے سب ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی .... **غدا** اور **راح** میں شک بلاوجہ ہے، آپؐ مغرب کے بعد ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے .... **الشهر: أی هذا الشهر**، الف لام عہد خارجی کا ہے۔

[۵۲۰۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ يَعْفُوْرٍ، قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحٰى، فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَبْكِيْنَ، عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا هُوَ مَلْآنُ مِنَ النَّاسِ، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِيْ غُرْفَةٍ لَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ: "لَا، وَلٰكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا" فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ.

وضاحت: ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح کی مجلس میں یہ مسئلہ چھڑا کہ عربی مہینہ تیس کا ہوتا ہے یا انتیس کا؟ اس پر ابوالضحیٰ نے حدیث سنائی جس سے معلوم ہوا کہ کبھی مہینہ ۲۹ کا بھی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ

عورتوں کی سخت پٹائی کرنا جائز نہیں

سورۃ النساء کی آیت ۳۴ میں اصلاحِ حال کے لئے عورتوں کو مارنے کا ذکر ہے، اور مسلم شریف کی روایت میں ایک قید ہے: **فإن فعلن فاضربوهن ضربا غير مُبَرِّح:** پس اگر عورتیں نافرمانی کریں تو ان کو مارو ایسا مارنا جس سے چوٹ نہ آئے، **بَرَّحَ به الضربُ:** سخت چوٹ لگنا۔ یعنی نشان نہ پڑے، اور چہرے پر مارنا تو مطلقاً ممنوع ہے، اور حدیث پہلے کتاب التفسیر میں سورۃ والشمس کی تفسیر میں آئی ہے کہ تم میں سے ایک اپنی بیوی کو کوڑے نہ مارے غلام کو کوڑے مارنے کی طرح، پھر شام کو وہ اس سے ہم بستر ہو ــــ کوڑوں سے سخت چوٹ لگتی ہے اس لئے اس کی ممانعت کی، پس چھڑی سے مارنے کا بھی یہی حکم ہے۔

[۹۳-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾: ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.

[۵۲۰۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَايَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ" [راجع: ۴۹۴۲]

بَابٌ: لَاتُطِيْعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِيْ مَعْصِيَةٍ

نافرمانی کے کام میں عورت شوہر کی اطاعت نہ کرے

گذشتہ ابواب میں جو آیا ہے کہ عورت شوہر کی اطاعت کرے یہ حکم عام نہیں، اللہ کی نافرمانی والا کام اس سے مستثنیٰ ہے، حدیث ہے: **لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**: کسی مخلوق کی اطاعت نہیں خالق کی نافرمانی کے کاموں میں، مثلاً: جس زمانہ میں عورت نماز نہیں پڑھتی شوہر ہم بستری کے لئے بلاتا ہے تو نہ جائے، اور اگر وہ کہے کہ صرف مذاق کریں گے تو بھی نہ جائے کیونکہ کبھی مذاق در مذاق ہوجاتا ہے، بلکہ اس زمانہ میں شوہر سے الگ لیٹے، ابوداؤد میں صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب ہمیں ماہواری آتی تھی، تو ہم (نبی ﷺ کی) چارپائی سے نیچے چٹائی پر اتر جاتے تھے، حالانکہ آپؐ معصوم تھے، اور آپؐ کی اور بھی ازواج تھیں پس جس کی ایک ہی بیوی ہوگی وہ کیا کرے گا؟ —— اور باب کی حدیث میں یہ مثال ہے کہ ایک عورت کے سر کے بال کم ہوگئے، شوہر نے کہا کہ بالوں میں بال ملا کر گنجان کرو، مگر نبی ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی، کیونکہ یہ معصیت اور ممنوع کام ہے، پس اس میں شوہر کی بات ماننا جائز نہیں۔

[۹۴-] بَابٌ: لَاتُطِيْعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِيْ مَعْصِيَةٍ

[۵۲۰۵-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ، هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا، فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا، فَجَاءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا، فَقَالَ: "لَا، إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ"[طرفه: ۵۹۳۴]

ترجمہ: ایک انصاری خاتون نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، پس اس کے سر کے بال جھڑ گئے، وہ خاتون نبی ﷺ کے پاس آئی، اور یہ بات آپؐ سے ذکر کی، اور اس نے کہا اس کے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں بال ملاؤں، پس آپؐ نے فرمایا: "نہیں، بال میں بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے"

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾

معصیت میں شوہر کی بات نہ ماننے میں اس کی بدد ماغی یالا پرواہی کا اندیشہ ہوتو کیا کرے؟

جواب: شوہر کے ساتھ مصالحت کرے، اس سے پیچھا چھڑائے! ایسی صورت میں بھی اطاعت جائز نہیں، سورۃ النساء کی آیت ۱۲۸ ہے: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صَلْحًا، وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ الآية: اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بدد ماغی یالا پرواہی کا ہوتو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ باہم خاص طور پر مصالحت کرلیں، اور صلح بہتر ہے —— اور صلح کی صورت یہ ہے کہ بیوی شوہر سے کہے کہ آپ دوسرا نکاح کرلیں، تا کہ حیض میں مذاق کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے، اور شوہر کی اقتصادی حالت کمزور ہو اور عورت کی اقتصادی حالت مضبوط ہوتو وہ اپنے بعض حقوق نان ونفقہ سے دست بردار ہوجائے، تا کہ شوہر کے لئے دوسری بیوی کرنا آسان ہو، مصالحت کی یہ صورت باب کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہے —— پھر آیت ۱۳۰ ہے: ﴿وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ﴾: اور اگر دونوں جدا ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کردے گا —— یعنی بہتر بر (شوہر) مل جائے گا، یہ ہے پیچھا چھڑانے کی صورت، طلاق لیلے یا خلع کرلے —— بہرحال گناہ میں شوہر کی موافقت جائز نہیں۔

اور حدیث پہلے دوتین مرتبہ آئی ہے، یہاں آخری مرتبہ مفصل آئی ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیت ۱۲۸ کی تفسیر میں فرمایا: وہ (شوہر کی بدد ماغی یالا پرواہی کا خطرہ محسوس کرنے والی عورت) وہ عورت ہے جو کسی آدمی کے پاس ہوتی ہے، اور وہ اس میں کچھ زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا، پس وہ اس کو طلاق دینا چاہتا ہے اور اس کے علاوہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، پس کہے عورت اس سے: آپ مجھے روکے رکھیں، اور مجھے طلاق نہ دیں، اور آپ میرے علاوہ سے نکاح کرلیں، اور آپ جو مجھ پر خرچ کرتے ہیں میں اس کو معاف کرتی ہوں اور اپنی باری بھی چھوڑتی ہوں، یہی آیت کا مطلب ہے۔

[۹۵-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾

[۵۲۰۶-] حدثنا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ: هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَايَسْتَكْثِرُ مِنْهَا، فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا، وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا، تَقُوْلُ لَهُ: أَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ، ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ، فَأَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِيْ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [راجع: ۲۴۵۰]

بَابُ الْعَزْلِ

مادّہ باہر ڈالنا

عزل کے لغوی معنی ہیں: جدا کرنا، اور اصطلاحی معنی ہیں: مقاربت کے وقت مادّہ باہر ڈالنا تا کہ حمل نہ ٹھہرے، اسلام میں نکاح کا مقصد عفت و پاکدامنی اور افزائش نسل ہے، چنانچہ زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ پیار کرنے والی عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور باب میں دو حدیثیں ہیں: ایک حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جس زمانہ میں قرآن نازل ہو رہا تھا ہم عزل کرتے تھے (مگر نہ وحی متلوّ نے ہمیں روکا نہ وحی غیر متلوّ نے، معلوم ہوا کہ عزل جائز ہے) دوسری: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ قیدی ہمارے ہاتھ آتے تھے، پس ہم عزل کرتے تھے، پھر ہم نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا، آپؐ نے فرمایا: ''کیا آپ لوگ یہ کام کرتے ہو؟ —— یہ بات تین مرتبہ فرمائی —— جو بھی نفس قیامت تک پیدا ہونے والا ہے ہونے والا ہے'' یعنی جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے عزل کے باوجود حمل ٹھہر جائے گا، پھر یہ بے فائدہ عمل کیوں کرتے ہو؟ اس حدیث سے عزل کی ناپسندیدگی معلوم ہوتی ہے، پس دونوں حدیثوں کو ملانے سے یہ حکم نکلتا ہے کہ عزل مطلقاً جائز نہیں، بلکہ لابأس به (گنجائش) کے درجہ میں ہے، اسی کو خلافِ اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔

ملحوظہ: منع حمل کی تین تدبیریں اور تین نیتیں ہیں، اور دونوں کی ترکیب سے نو صورتیں پیدا ہوتی ہیں، سب کے احکام تحفۃ الالمعی (۵۶۹:۳) میں ہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۹۶-] بَابُ الْعَزْلِ

[۵۲۰۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [طرفاه: ۵۲۰۸، ۵۲۰۹]

[۵۲۰۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو، أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ، سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ. [راجع: ۵۲۰۷]

[۵۲۰۹-] وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ. [راجع: ۵۲۰۷]

[۵۲۱۰-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَصَبْنَا سَبْيًا، فَكُنَّا نَعْزِلُ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: ''أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ؟ - قَالَهَا ثَلَاثًا - مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ'' [راجع: ۲۲۲۹]

حوالہ: آخری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۲۸۰) آئی ہے۔

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے بیویوں میں قرعہ اندازی کرنا

اول تو نبی ﷺ پر ازواج کے درمیان باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا، ثانیاً: باری مقرر کرنے کا تعلق حضر سے تھا سفر سے نہیں تھا، سفر میں جس بیوی کو چاہے ساتھ لے جا سکتے ہے، مگر نبی ﷺ غایت درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے، سفر میں لے جانے کے لئے قرعہ اندازی کرتے تھے، جس کا نام نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، اور باب کی حدیث اسی جگہ ہے، ترجمہ بعد میں ہے اور باب پر حدیث کی دلالت واضح ہے۔

[۹۷-] بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

[۵۲۱۱-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ، فَقَالَتْ: بَلٰى، فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ، وَتَقُوْلُ: يَارَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ، وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا.

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کا معمول تھا: جب آپ سفر میں نکلتے تو ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، پس (ایک مرتبہ) عائشہؓ اور حفصہؓ کے نام قرعہ نکلا، اور نبی ﷺ جب رات ہوتی تو عائشہؓ کے ساتھ سفر کرتے، باتیں کرتے، پس حفصہؓ نے کہا: کیا آپ آج رات میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتیں، اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوؤں؟ دیکھیں آپ (میرے اونٹ کی چال) اور دیکھوں میں (آپ کے اونٹ کی چال) عائشہؓ نے کہا: کیوں نہیں، پس حفصہؓ سوار ہوئیں اور نبی ﷺ عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے درانحالیکہ اس پر حفصہ تھیں، آپؐ نے ان کو سلام کیا، پھر چلے یہاں تک کہ پڑاؤ ڈالا، اور گم کیا عائشہؓ نے نبی ﷺ کو، پس جب پڑاؤ ڈالا تو عائشہؓ نے اپنے دونوں پیر اذخر گھاس میں گھسائے (اس میں عام طور پر زہریلے کیڑے ہوتے ہیں) اور کہا: اے اللہ! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر جو مجھے ڈس لے (کیونکہ کردۂ خود را علاجے نیست!) اور نہیں طاقت تھی میرے اندر کہ میں آپؐ سے کچھ کہوں (کہ آپ

حفصہؓ کے اونٹ پر کیوں بیٹھے؟)

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ؟

کوئی عورت اپنی باری اپنی سوکن کو بخش دے تو باری کس طرح بانٹی جائے؟

جواب: اگر شوہر کی دو بیویاں ہیں تو اب سب راتیں دوسری کے یہاں رہے، اور متعدد بیویاں ہیں تو موہوبہ کے یہاں دو راتیں اور دوسروں کے یہاں ایک رات رہے، سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی تھی، چنانچہ ان کے پاس آپؐ دو راتیں رہتے تھے، اور حدیث بار بار آئی ہے۔

[۹۸-] بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ؟

[۵۲۱۲-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.
[راجع: ۲۵۹۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ

بیویوں کے درمیان انصاف کرنا

سوکنوں کے درمیان اختیاری معاملات میں انصاف کرنا واجب ہے، سورۃ النساء کی آیت ۱۲۹ ہے: ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ، فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ، وَإِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾: اور تم سے یہ تو ہو نہ سکے گا کہ سب بیویوں میں برابری کرو، اگرچہ تمہارا کتنا ہی جی چاہے، پس تم بالکل ہی ایک طرف کے ہو کر مت رہو کہ دوسری کو لٹکی ہوئی جیسی کر دو، اور اگر اصلاح کر و اور احتیاط برتو اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں، اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دیں گے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے، زبردست حکمت والے ہیں —— یہ آیت غیر اختیاری معاملات کے بارے میں ہے یعنی قلبی تعلق وغیرہ میں نابرابری کا بیان ہے، پس اختیاری معاملات میں اس سے عدل کا وجوب مفہوم ہوا۔

پھر امام صاحب باب میں کوئی حدیث نہیں لائے، کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہیں تھی، ترمذی میں حدیث ہے (نمبر ۱۱۲۲) کہ اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم مفلوج ہوگا۔

[۹۹-] بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَاسِعًا حَكِيْمًا﴾

بَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلٰى الثَّيِّبِ، وَبَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلٰى الْبِكْرِ

بیوہ کی موجودگی میں کنواری سے نکاح کرے، اور کنواری کی موجودگی میں بیوہ سے نکاح کرے

اگر کسی شخص کے نکاح میں پہلے سے ایک یا زیادہ بیویاں ہیں، پھر وہ نئی شادی کرے تو اگر نئی دلہن بیوہ ہے تو تین دن اور کنواری ہے تو سات دن اس کے پاس ٹھہرے، پھر پرانی بیویوں کے پاس جائے۔

رہی یہ بات کہ یہ حق محض ہے یا مخصوص؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ نئی دلہن کا حق مخصوص ہے، پس یہ دن باری سے خارج ہونگے، اور حنفیہ کے نزدیک وہ حق محض ہیں، پس وہ دن دوسری بیویوں کو مجرا دیئے جائیں گے یعنی جتنے دن وہ نئی دلہن کے پاس رہا ہے اتنے دن پرانیوں کے پاس بھی رہے گا۔

اور پہلے باب میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **السنة إذا تزوج البكر أقام عندها سبعا، وإذا تزوج الثيب أقام عندها ثلاثا**: اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے، اور بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے —— یہ حدیث کے اصل الفاظ ہیں، اور دوسرے باب میں جو الفاظ ہیں: **من السنة إذا تزوج الرجلُ البكر على الثيب أقام عندها سَبْعًا وقَسَمَ، وإذا تزوج الثيب على البكر أقام عندها ثلاثا، ثم قسم**: یہ روایت بالمعنی ہے، کیونکہ پہلے سے نکاح میں کنواری ہے یا بیوہ اس سے مسئلہ پر کیا اثر پڑتا ہے؟ مسئلہ کا مدار اس پر ہے کہ نئی دلہن کنواری ہے یا بیوہ —— اور امام صاحب نے دوسری حدیث کو پیش نظر رکھ کر دونوں باب قائم کئے ہیں، یہ ٹھیک نہیں کیا، اس سے تو دوسرے الفاظ کی ترجیح سمجھ میں آتی ہے۔ امام ترمذی نے باب باندھا ہے: **باب ماجاء فی القسمة للبكر والثیب**: یہ باب بالکل مسئلہ کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ اور پہلی حدیث صرف خالد حذاء کی ہے اور دوسری ایوب سختیانی اور خالد حذاء کی، پس دوسری حدیث کے الفاظ کس نے بدلے؟ یہ بات بتانا مشکل ہے، شارحین نے بھی اس پر گفتگو نہیں کی۔

[۱۰۰-] بَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلٰى الثَّيِّبِ

[۵۲۱۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ- وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، وَلٰكِنْ قَالَ:- السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. [طرفه: ۵۲۱۴]

[۱۰۱-] بَابٌ: إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

[۵۲۱۴-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، وَخَالِدٌ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مِنَ السُّنَةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ. قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ: إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ وَخَالِدٍ، قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ: رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۵۲۱۳]

وضاحت: من السنة کہنے سے حدیث حکماً مرفوع ہوجاتی ہے، پس قال رسول اللہ کہنا بھی صحیح ہوگا، مگر راوی نے وہی الفاظ استعمال کئے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہے تھے —— مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں، کبھی مسئلہ شرعیہ بیان کرنے کے لئے بھی یہ تعبیر اختیار کی جاتی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے احوال کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صحابہ کبھی اپنے مجتہدات کے لئے بھی یہ تعبیر اختیار کرتے تھے۔ اور ولو شئت: کس کا قول ہے: خالد حذاءؒ کا یا ابوقلابہ کا؟ دونوں احتمال ہیں، اور راجح یہ ہے کہ یہ خالد کا قول ہے، آخری سند یہی بات بتلانے کے لئے لائے ہیں۔

بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِيْ غُسْلٍ وَاحِدٍ

ایک بیوی سے یا چند بیویوں سے صحبت کرکے آخر میں ایک غسل کرنا

جنبی کے لئے افضل یہ ہے کہ غسل کرکے دوبارہ اسی بیوی سے یا دوسری بیوی سے صحبت کرے یا کھائے پیئے اور سوئے، اور فضیلت کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ بدن سے ناپاکی دھوڈالے، اور نماز والا وضو کرکے مذکورہ کام کرے، لیکن اگر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر مذکورہ کام کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے نبی ﷺ جب کسی لمبے سفر سے لوٹتے اور ایک دن میں سب بیویوں سے مقاربت فرماتے تو ہر بیوی کے یہاں غسل فرماتے اور سفر میں اس کی نوبت آتی تو پانی کی قلت کی وجہ سے آخر میں ایک غسل فرماتے، سفر حج میں اس کی نوبت آئی ہے۔

[۱۰۲-] بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِيْ غُسْلٍ وَاحِدٍ

[۵۲۱۵-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ. [راجع: ۲۶۸]

بَابُ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

دن میں سب بیویوں کے پاس جانا

نبی ﷺ کا معمول تھا: عصر کے بعد آپؐ سب ازواج کے پاس تشریف لے جاتے، اور خیر خیریت معلوم کرتے، اسی سلسلہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پینے کا واقعہ پیش آیا تھا (حدیث ۴۹۱۲) باب کی حدیث میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پینے کا ذکر ہے، یہ صحیح نہیں، مگر یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے —— شوہر جس کی باری ہے اس کے یہاں ۲۴ گھنٹے رہے گا، اسی کے یہاں کھائے گا پیئے گا، اور اس کی باری میں اس کی اجازت کے بغیر دوسری بیوی سے صحبت نہیں کرے گا، مگر خیر خیریت معلوم کرنے کے لئے دن میں —— رات میں نہیں —— سب کے پاس جائے گا، یہ سنتِ نبوی ہے۔

[۱۰۳-] بَابُ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

[۵۲۱۶-] حدثنا فَرْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ، فَيَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ. [راجع: ۴۹۱۲]

حوالہ: یہ حدیث ابھی آگے (حدیث ۵۲۶۸) مفصل آرہی ہے۔

بَابٌ: إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ: فَأَذِنَّ لَهُ

ازواج سے اجازت چاہی کہ وہ کسی ایک کے گھر میں بیماری کے دن گذارے اور وہ اجازت دیدیں تو جائز ہے

نبی ﷺ آخری بیماری میں بھی باری باری گھومتے تھے، اور روز پوچھتے تھے: ''میں کل کہاں ہونگا؟'' ازواج منشأ نبوی سمجھ گئیں،، اور سب نے اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں بیماری کے دن گذاریں، ہمارا باری کا مطالبہ کچھ نہیں، چنانچہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں منتقل ہوگئے، اور وہاں حضرت عائشہؓ کی باری کے دن وصال ہوا، اور حدیث پہلے آئی ہے۔

[۱۰۴-] بَابٌ: إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ: فَأَذِنَّ لَهُ

[۵۲۱۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: '' أَيْنَ أَنَا غَدًا؟

أَيْنَ أَنَا غَدًا؟" يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَّ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ، فَقَبَضَهُ اللّٰهُ، وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِيْ، وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ. [راجع: ۸۹۰]

لغات: مَرَّضَ المريضَ: تیمارداری کرنا............نَحْر: سینہ کا بالائی حصہ............سَحْر: پھیپھڑا۔

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

کسی بیوی سے محبت دوسری بیوی سے زیادہ کرنا

قلبی میلان اور محبت ومودت غیر اختیاری امر ہے اور اس کی وجہ سے صحبت کرنے میں بھی کمی بیشی ہوسکتی ہے، اس پر ان شاءاللہ مواخذہ نہ ہوگا، نبی ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت زیادہ تھی، اور آپؐ دعا فرماتے تھے کہ الٰہی! اختیاری معاملات میں تو میں پوری برابری کرتا ہوں، مگر دل میرے قابو میں نہیں! آپ کے اختیار میں ہے، اس میں آپ میرا مؤاخذہ نہ فرمائیں۔ اور حدیث وہی ہے جو ابھی تفصیل سے آئی ہے، اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ تمہاری سہیلی تم سے خوبصورت ہے اور وہ نبی ﷺ کی محبوبہ ہے، پس تم ان کی حرص مت کرنا۔

[۱۰۵-] بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ

[۵۲۱۸-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ، قَالَ: يَا بُنَيَّةُ لاَ تَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِيَّاهَا، يُرِيْدُ عَائِشَةَ، فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَبَسَّمَ. [راجع: ۸۹]

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهٰى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

غیر حاصل پر شکم سیری ظاہر کرنے اور سوکن پر فخر کرنے کی ممانعت

سوکن پر فخر کرنا اور خود کو شوہر کی چہیتی ظاہر کرنا عورتوں کی ایک بیماری ہے، اس سلسلہ میں عورتیں مکاری بھی کرتی ہیں، شوہر نے جو چیز اس کو نہیں دی اس کی نمائش کرتی ہیں، اور جھوٹ بولتی ہیں کہ مجھے میاں نے یہ چیز دی ہے، حدیث میں ایسا کرنے کی ممانعت آئی ہے، ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری ایک سوکن ہے، پس کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ اگر میں شکم سیری ظاہر کروں میرے شوہر سے اس چیز کے علاوہ کے ذریعہ جو وہ مجھے دیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "شکم سیری ظاہر کرنے والا اس چیز کے ذریعہ جو وہ دیا نہیں گیا: مانند جھوٹ کے دو کپڑے (پوشاک) پہننے والے کے ہے" —— جو لوگ

بن ٹھن کر بزرگ بنتے ہیں یا جوجبہ قبہ پہن کر علامہ بنتے ہیں وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہیں۔ اللّٰھم احفظنا منه!

[۱۰۶-] بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ، وَمَا يُنْهٰى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

[۵۲۱۹-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم.

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ، عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "الْمُتَشَبِّعُ بِمَالَمْ يُعْطَ كَلاَبِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ"

بَابُ الْغَيْرَةِ

غیرت کا بیان

غیرت: بیوی کے کسی مرد کی طرف رجحان یا شوہر کے کسی عورت کی طرف رجحان پر غصہ اور ناگواری، یہ صفتِ محمودہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے، اور اس کی ضد دَیوث پنا ہے، یعنی حرم کی بدکاری سے چشم پوشی کرنا، ایسا شخص بھڑوا کہلاتا ہے۔ البتہ پسندیدہ غیرت وہ ہے جو کسی مصلحت پر مبنی ہو، جیسے عورت کا عمومی چال چلن مشکوک ہو، یا اس کا کسی خاص آدمی سے ملنا شک کے دائرہ میں آتا ہو تو غیرت کھانا اور عورت پر پابندی لگانا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور جو غیرت شوہر کی بداخلاقی اور تنگ دلی کی بنا پر ہو، اور وہ بلاوجہ عورت کو پریشان کرتا ہو تو یہ غیرت اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، نسائی میں روایت ہے: "بعض غیرتیں اللہ کو پسند ہیں اور بعض سخت ناپسند۔ وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ شک کی بات میں غیرت کھانا ہے، اور وہ غیرت جو اللہ کو سخت ناپسند ہے وہ خواہ مخواہ غیرت کھانا ہے (نسائی کتاب الزکات، باب الاحتیال فی الصدقة) اور باب میں حدیثیں بہت ہیں، اس لئے ترجمہ باوضاحت بعد میں ہے۔

[۱۰۷-] بَابُ الْغَيْرَةِ

وَقَالَ وَرَّادٌ: عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ، غَيْرَ مُصَفَّحٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم: "أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ"

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر دیکھوں میں کسی مرد کو اپنی بیوی کے پاس تو ضرور ماروں گا میں اس کو تلوار کی دھار کی طرف سے، نہ کہ چوڑائی سے یعنی اس کا کام تمام کردوں گا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہوتی ہے! میں یقیناً ان سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں" ـــــ ثابت ہوا

کہ غیرت کھانا اللہ کی صفت ہے۔

تشریح: یہ حدیث آگے (حدیث ۶۸۴۶) تفصیل سے آئے گی، جب سورۃ النور کی آیت ۴ نازل ہوئی کہ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں وہ چار عینی گواہ لائیں (ابھی بیوی پر تہمت لگانے کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی) تب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی —— الصَّفْح: پہلو، صَفَّح: پہلو سے مارنا، مُصَفَّح (اسم فاعل یا اسم مفعول) چوڑائی سے نہیں مارونگا، دھار سے مارونگا۔

[٥٢٢٠-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ" [راجع: ٤٦٣٤]

حوالہ: یہ حدیث کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ کے ذیل میں آئی ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے (خلقت اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ اپنے کنبہ میں فاحشہ کو پسند نہیں کرتے) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں (چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود کی ہے، تاکہ بندے اللہ کی تعریف کرنا سیکھیں)

[٥٢٢١-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ، أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِيْ. يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا" [راجع: ١٠٤٤]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳:۵۷۵) آئی ہے، یہ نماز کسوف کے موقعہ کی تقریر ہے، نماز کسوف میں آپؐ نے آخرت کے بہت سے مناظر دیکھے تھے، لو تعلمون کا اشارہ انہی کی طرف ہے .... أن یری میں أن تفسیریہ ہے یعنی بندوں کے زنا سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔

[٥٢٢٢-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لاَ شَيْئَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ" وَعَنْ يَحْيَى: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: کوئی چیز اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں! کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے، اور اللہ کی تمام صفات کمالیہ ہیں، اور دوسری سند کا متن مسلم شریف میں ہے۔

[٥٢٢٣-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ، وَغَيْرُهُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور اللہ کو غیرت (غصہ) اس وقت آتا ہے جب مؤمن کسی حرام کام کا ارتکاب کرتا ہے۔

[٥٢٢٤-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ الزُّبَيْرُ، وَمَالَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلاَ مَمْلُوْكٍ وَلاَ شَيْءٍ، غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ، وَأَسْتَقِيْ الْمَاءَ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى رَأْسِيْ، وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلٰى رَأْسِيْ، فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِيْ، ثُمَّ قَالَ: "إِخْ إِخْ" لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ، وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ، فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ، فَقُلْتُ: لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلٰى رَأْسِيْ النَّوَى، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكَ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ. [راجع: ٣١٥١]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں: زبیرؓ نے مجھ سے نکاح کیا درانحالیکہ نہیں تھا ان کے لئے زمین میں کوئی مال اور نہ کوئی غلام، اور نہ کوئی اور چیز، علاوہ پانی بردار اونٹنی کے اور علاوہ ان کے گھوڑے کے، پس میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی، اور میں پانی لاتی، اور ان کے کوس کو سیتی اور آٹا گوندھتی، اور میں روٹی پکانا اچھی طرح نہیں جانتی تھی، اور مجھے میری انصاری پڑوسنیں روٹی پکا کر دیتی تھیں، اور وہ کھری (بھلی) عورتیں تھیں، اور میں اپنے سر پر اٹھا کر کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی زبیر کی اس زمین سے جو ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے کاٹی تھی یعنی بنو قریظہ کے علاقہ میں جائداد دی تھی، اور وہ مجھ سے (مدینہ سے) فرسخ کے دو تہائی فاصلہ پر تھی (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) پس میں ایک دن آئی درانحالیکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں، پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، اور آپؐ کے ساتھ چند انصار تھے، پس آپؐ نے

مجھے بلایا، پھر فرمایا: ''اَخْ اَخْ'' (اونٹ کو بٹھانے کی آواز) تا کہ مجھے اپنے پیچھے بٹھالیں، پس مجھے شرم آئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں، اور میں نے زبیر کو اور ان کی غیرت کو یاد کیا، اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غیرت مند تھے (یہاں باب ہے) اور رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ مجھے شرم آ گئی، چنانچہ آپ چل دیئے، پس میں زبیر کے پاس آئی، اور کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ملاقات کی درانحالیکہ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں، اور آپؐ کے ساتھ چند صحابہ تھے، پس آپؐ نے اونٹ بٹھایا تا کہ میں سوار ہو جاؤں، پس میں سوار ہونے سے شرما گئی، اور مجھے آپ کی غیرت یاد آئی۔ پس زبیرؓ نے کہا: بخدا! تمہارا گٹھلیاں اٹھانا مجھ پر زیادہ سخت تھا تمہارے نبی ﷺ کے ساتھ سوار ہونے سے یعنی یہ بات میرے لئے ڈوب مرنے کی تھی، مگر کیا کروں مجبوری ہے! اسماءؓ کہتی ہیں: یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو میری طرف سے گھوڑے کی نگہداشت کے لئے کافی ہو گیا، پس گویا اس نے مجھے آزاد کر دیا (یہ حدیث پہلے مختصر آئی ہے)

[۵۲۲۵-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ، فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِلَقَ الصَّحْفَةِ، ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ، وَيَقُوْلُ: '' غَارَتْ أُمُّكُمْ''، ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلٰى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا، وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِي الْبَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ.[راجع: ۲۴۸۱]

وضاحت: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۹۸) آئی ہے......... **عند بعض نسائه:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا .... **إحدى أمهات المؤمنين:** حضرت زینب رضی اللہ عنہا .... **انْفَلَقَ الشيئُ:** پھٹنا، ٹوٹنا، **الفلق:** صبح صادق .... **فِلَق:** **فِلْقَة** کی جمع: ٹکڑا، پھٹی ہوئی چیز کا آدھا حصہ .... **غَارَتْ أُمُّكم:** تمہاری ماں کو غیرت آ گئی (یہاں باب ہے) اور معلوم ہوا کہ گھر میں اور لوگ بھی تھے، اس لئے فرمایا: تمہاری کو۔

[۵۲۲۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ: أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ إِلَّا عِلْمِيْ بِغَيْرَتِكَ''، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَارَسُوْلَ اللهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! يَانَبِيَّ اللهِ! أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ؟![راجع: ۳۶۷۹]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۲۰۷) آچکی ہے۔

[٥٢٢٧-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جُلُوْسٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا لِعُمَرَ. فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا" فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: أَوَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغَارُ؟! [راجع: ٣٢٤٢]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۹۴) آئی ہے، وہاں حاشیہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ اس جملہ میں قلب ہے، اصل ہے: أعليها أغار منك: کیا بیوی پر مجھے غصہ آئے گا آپؐ کے گھر میں آنے کی وجہ سے؟!

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

عورتوں کی غیرت اور ان کا غصہ

اس باب میں دو باتیں ہیں: عورتوں کا غیرت کھانا اور ان کا غصہ کرنا۔ پہلی حدیث میں دوسری بات کا بیان ہے اور دوسری حدیث میں پہلی بات کا، پس لف ونشر مشوّش ہے۔ اور دونوں باتوں کو باب میں جمع اس لئے کیا ہے کہ کبھی شدت غیرت سے بھی غصہ آتا ہے۔

[١٠٨-] بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

[٥٢٢٨-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنِّيْ لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى" قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: "أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ! وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ!" قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ. [طرفه: ٦٠٧٨]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں سمجھ جاتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو" صدیقہؓ نے پوچھا: آپؐ یہ بات کس طرح پہچانتے ہیں؟ (کیونکہ خوشی ناخوشی دل کی کیفیات ہیں، ان کو پہچاننے کے لئے قرائن چاہئیں) آپؐ نے فرمایا: "جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں، ربّ محمد کی قسم! اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں، ربّ ابراہیم کی قسم!" صدیقہؓ نے کہا: کیوں نہیں یعنی آپؐ کی یہ بات صحیح

ہے، نہیں چھوڑتی میں مگر آپؐ کے نام کو یعنی محبت اس وقت بھی دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔

[۵۲۲۹-] حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ أَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰی امْرَأَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَمَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيْجَةَ، لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِيَّاهَا وَثَنَائِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أُوْحِیَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ.[راجع: ۳۸۱۶]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۳۰۰) آئی ہے۔

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِی الْغَيْرَةِ، وَالإِنْصَافِ

اپنی بیٹی سے غیرت کو ہٹانا اور اس کے لئے انصاف چاہنا

عبارت میں تعقید ہے، معنی ہیں: فی دفع الغیرة عنها، وطلب الإنصاف لها (فتح) اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۰۲) آئی ہے۔ **ترجمہ:** مسورؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا درانحالیکہ آپ منبر پر تھے: بیشک (ابوجہل کے والد) ہشام بن المغیرۃ کے خاندان والوں نے مجھ سے اس بات کی اجازت چاہی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کریں، پس میں ان کو اجازت نہیں دیتا! پھر میں اجازت نہیں دیتا! پھر میں اجازت نہیں دیتا (تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی یہ ممانعت قطعی ہے، اس میں نظر ثانی کی گنجائش نہیں) مگر یہ کہ ابن ابی طالب چاہیں کہ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کریں، اس لئے کہ فاطمہ میرا لخت (ٹکڑا) ہے، مجھے شک میں ڈالے گی وہ بات جو فاطمہ کو شک میں ڈالے گی یعنی اس کو سوکن پر غیرت آئے گی پس مجھے بھی غصہ آئے گا، اور مجھے تکلیف پہنچائے گی وہ بات جو فاطمہ کو تکلیف پہنچائے گی (پس علیؓ کا ایمان سلامت نہیں رہے گا)

[۱۰۹-] بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِی الْغَيْرَةِ، وَالإِنْصَافِ

[۵۲۳۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ: وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ: " إِنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْنِیْ فِیْ أَنْ يُنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ، فَلاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِیْ طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِیَ بَضْعَةٌ مِنِّیْ، يُرِيْبُنِیْ مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِیْ مَا آذَاهَا"[راجع: ۹۲۶]

وضاحت: حدیث کے آخر میں هكذا ہے، فتح اور عمدہ میں یہ نہیں ہے، اور بے جوڑ ہے اس لئے میں نے اس کو حذف کیا ہے۔

بَابٌ: يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوجائیں گی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس ایک شخص دیکھا جائے گا جس کے پیچھے چالیس عورتیں ہونگی، جو اس کی پناہ لئے ہوئے ہونگی، اور ایسا مرد کم ہونے کی وجہ سے اور عورتیں زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوگا (یہ معلق حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴:۱۸۸) آئی ہے) اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۳۶۱) آئی ہے۔ **سوال**: یہ باب اور یہ حدیثیں کتاب النکاح میں کیوں لائے ہیں؟ ان کا تعلق تو اشراط الساعۃ سے ہے۔ **جواب**: تعدد ازواج کی حکمت اور ضرورت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لائے ہیں۔

[۱۱۰-] بَابٌ: يَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' فَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ تَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً، يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ''

[۵۲۳۱-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَايُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَتَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ''[راجع: ۸۰]

بَابٌ: لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ

(۱) عورت کے پاس تنہائی میں محرم ہی جمع ہو (۲) اور جس کا شوہر سفر میں گیا ہے اس کے پاس جانا

اس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع نہ ہو مگر محرم —— **مَحْرَم**: وہ شخص جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے —— نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو!'' ایک انصاری نے کہا: جیٹھ دیور کا کیا حکم ہے؟ (وہ غیر محرم ہیں، بھاوج کے پاس تنہائی میں جمع ہوسکتے ہیں؟) آپؐ نے فرمایا: ''جیٹھ دیور موت ہیں!'' —— شوہر کی طرف سے عورت کے رشتہ دار حَمْو کہلاتے ہیں، اردو میں ان کو جیٹھ دیور کہتے ہیں، اور عورت کی طرف سے شوہر کے رشتہ دار خَتَن کہلاتے ہیں، اردو میں ان کو سالے سالیاں کہتے ہیں، اور جیٹھ دیور موت ہیں یعنی بڑا فتنہ ہیں، ان کے ساتھ بھاوج کی بے تکلفی ہوتی ہے، اس لئے فتنہ پیش آنے میں دیر نہیں لگتی، یہی حکم سالیوں کا ہے، وہاں بھی بے تکلفی ہوتی ہے، اس لئے بے تکلف فتنہ پیش آتا ہے —— اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴:۵۴۸) آئی ہے، اس میں ہے کہ عورت کے ساتھ

محرم ہی تنہائی میں جمع ہوسکتا ہے، پس باب کی دونوں حدیثوں میں پہلی بات کا ذکر ہے۔

دوسری بات: جس عورت کا شوہر عرصہ سے سفر میں گیا ہوا ہے ایسی عورت کے پاس تنہائی میں ہرگز نہیں جانا چاہئے، کیونکہ جب شوہر سے عرصہ سے عورت علاحدہ ہے تو اس کی طبیعت پر جوش ہوگی، اور جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے، پس گناہ وجود میں آنے میں دیر نہیں لگتی —— اس بات کی دلیل ترمذی (حدیث ۱۱۵۴) میں ہے: **إیاکم والدخول علی المغیبات:** شوہر کو غائب کرنے والی عورت کے پاس مت جاؤ —— اور یہ باب کی پہلی حدیث کے ایک طریق کے الفاظ ہیں، یہ دوسری بات کی دلیل ہیں۔

[۱۱۱-] بَابٌ: لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرِمٍ، وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ

[۵۲۳۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ فَقَالَ:" الْحَمْوُ الْمَوْتُ"

[۵۲۳۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ" فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ:" ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ" [راجع: ۱۸۶۲]

بَابُ مَايَجُوْزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

لوگوں کی موجودگی میں مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع ہوسکتا ہے

غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع ہونے کی ممانعت کی علت مظنۂ فساد ہے، پس اگر قریب کوئی ہو اور باتیں سن رہا ہو تو جمع ہونا جائز ہے۔ ایک انصاری خاتون سے نبی ﷺ نے تنہائی میں فرمایا: "مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم (انصار) سے محبت ہے" ظاہر ہے گھر میں بیوی وغیرہ ہوتے ہیں اس لئے یہ تنہائی جائز ہے۔

[۱۱۲-] بَابُ مَايَجُوْزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

[۵۲۳۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَخَلَا بِهَا، فَقَالَ:" وَاللّٰهِ إِنَّكُنَّ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ" [راجع: ۳۷۸۶]

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

ہجڑے عورتوں کے پاس نہ آئیں

بوڑھوں کی طرح ہجڑے بھی شہوانی خواہشات رکھتے ہیں، گو وہ قضائے شہوت پر قادر نہیں، پس دونوں سے پردہ واجب ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸:۴۱۳) آئی ہے، ہیت نامی ہجڑے نے ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا: طائف فتح ہو تو تم غیلان کی لڑکی بادیہ کو حاصل کرنا، وہ چار شکنوں سے سامنے آتی ہے اور آٹھ شکنوں سے پیٹھ پھیرتی ہے یعنی موٹی تازی ہے، جب سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں، اور لوٹتی ہے تو دونوں پہلوؤں میں چار چار شکن نظر آتے ہیں، جب اس کی یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: ''ہرگز نہ آئے پائیں یہ ہجڑے تمہارے پاس'' یعنی عورتوں کے پاس، کیونکہ ان سے پردہ واجب ہے۔

[۱۱۳-] بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

[۵۲۳۵-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ: إِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَايَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ" [راجع: ۴۳۲۴]

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

کھٹک والی بات نہ ہو تو عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہیں

عورتیں حسن و جمال کا مظہر ہیں، ان کا بدن پرکشش ہے اور چہرہ مجمع المحاسن ہے، اس لئے مردوں کے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کو دیکھیں، اور عورتوں پر لازم ہے کہ چہرہ چھپا کر گھر سے نکلیں، مگر اس کی برعکس صورت میں کوئی فتنہ نہیں، مردوں کا بدن یا چہرہ پرکشش نہیں، اس لئے عورتیں مردوں کو دیکھ سکتی ہیں، البتہ نظر بھر کر دیکھنا منع ہے، یعنی مرد کی شخصیت کو مقصود بنا کر دیکھنا ممنوع ہے، لیکن اگر مقصود مردوں کی کوئی چیز دیکھنا ہے، مثلاً: ان کا کھیل دیکھنا مقصود ہے تو مردوں کو دیکھنا جائز ہے، اسی طرح جب عورت راستہ میں باپردہ چل رہی ہو اور مرد کاموں میں مشغول ہوں تو عورت ان کو دیکھ سکتی ہے۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲:۳۰۲) آئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ نے حبشیوں کا کھیل دکھایا ہے۔

[١١٤-] بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

[٥٢٣٦-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ عِيْسٰى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّذِيْ أَسْأَمُ، فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ. [راجع: ٤٥٤]

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ بِحَوَائِجِهِنَّ

عورتیں قضائے حاجت کے لئے گھر سے نکل سکتی ہیں

اگر گھروں میں قضائے حاجت کی سہولت نہ ہو تو عورتیں باپردہ باہر جاسکتی ہیں، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۴۶۷) گذری ہے، اس میں ہے: ''تمہیں ضرورت کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت دی گئی''

[١١٥-] بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ بِحَوَائِجِهِنَّ

[٥٢٣٧-] حدثنا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلاً فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: إِنَّكِ وَاللهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، وَهُوَ فِيْ حُجْرَتِيْ يَتَعَشَّى، وَإِنَّ فِيْ يَدِهِ لَعَرْقًا، فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: '' قَدْ أَذِنَ اللهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ'' [راجع: ١٤٦]

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

مسجد وغیرہ جانے کے لئے عورت کا شوہر سے اجازت طلب کرنا

عورت مسجد یا مارکیٹ جانا چاہے تو شوہر سے اجازت لے کر جائے، ماحول کی مصلحت کو شوہر بہتر جانتا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳:۱۸۷) آئی ہے، اور شوہر کو اجازت دینے کا پابند کیا ہے، اور عورتوں کے عیدگاہ اور مسجد جانے کے مسائل تفصیل سے تحفۃ القاری (۲:۱۲۳) میں بیان ہوئے ہیں۔

[١١٦-] بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

[٥٢٣٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا'' [راجع: ٨٦٥]

بَابُ مَايَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلٰى النِّسَاءِ فِى الرَّضَاعِ

عورتوں کو دیکھنے اور تنہائی میں جمع ہونے میں رضاعت کا رشتہ نسبی رشتہ کی طرح ہے

جو نسبی رشتہ سے محرم ہیں وہ سب رضاعی رشتہ سے بھی محرم ہیں، پس وہ عورت کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور تنہائی میں جمع بھی ہوسکتے ہیں، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۵) آئی ہے، نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا فلح کو گھر میں آنے کی اجازت دی ہے اور اسی بنیاد پر صدیقہؓ نے فرمایا کہ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ سب رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

[۱۱۷-] بَابُ مَايَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلٰى النِّسَاءِ فِى الرَّضَاعِ

[۵۲۳۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَىَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِىْ لَهُ" قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِى الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ" قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. [راجع: ۲۶۴۴]

بَابٌ: لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا

عورت عورت کے ساتھ بدن لگا کر نہ لیٹے، پھر وہ اس کا حال بیان کرے اپنے شوہر سے!

باب میں حدیث ہی کے الفاظ ہیں۔ جسم سے جسم لگانا شہوت بھڑکانے میں نہایت زوداثر ہے، جو طبق زنی (چپٹی) اور اغلام کی خواہش پیدا کرتا ہے، اس لئے ایک حدیث میں فرمایا: ''ایک آدمی دوسرے آدمی تک ایک کپڑے میں نہ پہنچے یعنی بدن لگا کر نہ سوئے، اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ پہنچے'' اور دوسری حدیث جو باب کی حدیث ہے اس میں ہے کہ ایک عورت دوسری عورت سے کھلا جسم نہ لگائے یعنی کرتا نکال کر نہ لیٹے، پس وہ اپنے شوہر سے اس عورت کا حال اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے'' یعنی کھلے بدن ساتھ لیٹنے سے معاشقہ ہوجاتا ہے، پھر مصیبت بالائے مصیبت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی لطف اندوزی کا تذکرہ اپنے شوہر سے یا کسی رشتہ دار کے سامنے کرتی ہے، جو اس کی فریفتگی کا سبب بن جاتا ہے، پس یک نہ شد دو شد!

[۱۱۸-] بَابٌ: لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا

[۵۲۴۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَاتُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا، كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا" [طرفه: ۵۲۴۱]

[۵۲۴۱-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَاتُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا" [طرفه: ۵۲۴۰]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِهِ

قسم کھانا کہ میں آج رات سب بیویوں سے صحبت کرونگا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک واقعہ میں ایسی قسم کھائی تھی، اور پوری کی تھی، پس اگر کوئی ایسی قسم کھائے اور پورا کرے تو کچھ حرج نہیں! ورنہ قسم کا کفارہ دینا پڑے گا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۲۲۰ اور ۷:۴۰) آئی ہے۔

[۱۱۹-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِهِ

[۵۲۴۲-] حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا، يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَأَطَافَ بِهِنَّ، وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ" [أطرافه: ۲۸۱۹]

وضاحت: قسم کے ساتھ إن شاء الله کہہ لیا جائے تو قسم منعقد نہیں ہوتی، پس ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا سوال ہی نہیں، اور حدیث میں لم يحنث کا مطلب ہے: ان کی مراد پوری ہوتی، اور اس میں ان کی حاجت روائی کی زیادہ امید تھی۔

بَابٌ: لَايَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ

لمبے سفر سے رات میں اچانک گھر نہ پہنچے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھر والوں کو خائن قرار دے یا ان کی لغزش ڈھونڈھے

طَرَقَ (ن) طُروقا: رات میں آنا .... خوَّنَ فلانًا: خائن قرار دینا .... عَثرَة: لغزش .... لمبی غیر

حاضری کے بعد اچانک بے اطلاع رات میں گھر نہیں پہنچنا چاہئے، پہلی حدیث میں ہے: نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آدمی اپنے گھر والوں کے پاس رات میں پہنچے، اور دوسری حدیث میں ہے: جب تم میں سے کسی کی غیر حاضری لمبی ہوجائے تو وہ رات میں گھر نہ پہنچے۔

وجہ ممانعت کیا ہے؟ عورت کو بننے سنورنے کا موقعہ ملنا چاہئے، یہ وجہ اگلے باب کی روایت میں ہے۔اور مسلم وغیرہ کی روایت میں وہ وجہ آئی ہے جو باب میں مذکور ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھر والوں کو خائن قرار دے یا ان کی لغزش ڈھونڈھے —— مگر حاشیہ میں ہے کہ یہ کلام مدرج ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس کو باب میں تو لائے، مگر روایت سے حذف کردیا —— اچانک رات میں گھر پہنچا عورت گھر میں نہ ملی یا گھر میں کوئی آدمی ملا تو بدگمانی ہوگی، جو کسی طرح نہ دُھلے گی، لہٰذا رات میں اچانک یعنی بے اطلاع گھر نہ پہنچے، تاکہ یہ صورت پیش نہ آئے۔

[۱۲۰-] بَابٌ: لَايَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ مَخَافَةَ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

[۵۲۴۳-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوْقًا. [راجع: ۴۴۳]

[۵۲۴۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا" [راجع: ۴۴۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

اولاد کی تلاش

نکاح کا مقصد عفّت وعصمت کی حفاظت کے علاوہ اولاد کی تلاش بھی ہے، نکاح محض شہوت رانی کے لئے نہیں ہے، رمضان کی راتوں میں جو رفث کو جائز قرار دیا ہے تو اس کی یہ مصلحت بیان کی ہے: ﴿وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾: اور چاہو وہ (اولاد) جو اللہ نے تمہارے لئے مقدر کی ہے (البقرۃ ۱۸۷) اور باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جو پہلے بار بار آئی ہے، اس کے آخر میں ہے: الْكَيْسَ الكيسَ! ہوشیار! ہوشیار! امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر طلب الولد سے کی ہے، اور ایک مرسل روایت میں جو حاشیہ میں ہے یہ تفسیر ہے: اطلبوا الولد والتمسوہ، فإنه ثمرة القلوب وقرة العين وإياكم والعاقر: اولاد طلب کرو اور اس کو تلاش کرو، اولاد دل کا پھل اور آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اور بانجھ عورت سے بچو، اسی تفسیر کے پیش نظر باب قائم کیا ہے۔

[۱۲۱-] بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

[۵۲۴۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ، فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَا يُعْجِلُكَ؟" قُلْتُ: إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ:" فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟" قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ:" فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ:"أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا- أَيْ عِشَاءً- لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ، وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ"

قَالَ: وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ:" الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَاجَابِرُ" يَعْنِي الْوَلَدَ. [راجع:۴۴۳]

[۵۲۴۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ" قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ"

تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْكَيْسِ.[راجع: ۴۴۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

قال:وحدثني الثقة: اسماعیلی کہتے ہیں: یہ ہشیم کا قول ہے ...... اورتابعه: کی ضمیر کا مرجع شعبی ہیں ...... الكيس: (ہوشیار) کی دوسری تفسیر یہ ہے: حالت حیض میں جماع نہ کر بیٹھنا، تیسری تفسیر یہ ہے: جماع کرنا، تھکا ماندہ سونہ جانا، یہ تیسری تفسیر اورامام بخاری کی تفسیر ایک ہیں۔

بَابٌ: تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

جس کا شوہر عرصہ سے گھر پر موجود نہیں وہ زیر ناف لیلے اور کنگھی کرلے

جس کا شوہر لمبے سفر میں گیا ہے اس کو رات میں بے اطلاع گھر پہنچنے سے منع کیا، اس کی مصلحت صحیح مرفوع حدیث میں یہ آئی ہے کہ بیوی کو بننے سنورنے کا موقعہ ملے، زیر ناف لیلے اور بالوں میں تیل کنگھا کرلے تا کہ شوہر کا اس کی طرف پورا التفات ہو اسْتِحْدَاد: لوہا استعمال کرنا، عورت استرہ یا بلیڈ سے زیر ناف لے سکتی ہے، اس میں کوئی کراہیت نہیں۔

[۱۲۲-] بَابٌ: تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

[۵۲۴۷-] حدثنا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزْوَةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ، تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ، فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَس بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ، فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. قَالَ: "أَتَزَوَّجْتَ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟" قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ" قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ، فَقَالَ: "أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا، أَيْ عِشَاءً، لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ"

[راجع: ٤٤٣]

بَابٌ: ﴿وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ الآيَة

وہ لوگ جن کے سامنے عورت اپنی زینت ظاہر کرسکتی ہے

سورۃ النور کی آیت ۳۱ میں ہے: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْنِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُوْلِي الإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾: ترجمہ: اور عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو زینت کھلی رہتی ہے یعنی چہرہ، ہتھیلیاں اور ٹخنے سے نیچے پاؤں، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپوں پر، یا اپنے شوہر کے باپوں پر، یا اپنے بیٹوں پر، یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر، یا اپنے بھائیوں پر، یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر، یا اپنی (مسلمان) عورتوں پر، یا ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ، یا طفیلی مردوں پر جن کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردے کی باتوں سے واقف نہ ہوں۔

تفسیر: اس آیت کو عام طور پر آیتِ حجاب سمجھا جاتا ہے، اور اسی کے پیش نظر باب میں یہ حدیث لائے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب چہرۂ مبارک زخمی ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لائے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم دھوتی تھیں، معلوم ہوا کہ بیٹی کا باپ سے پردہ نہیں —— مگر احد کا واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے، غزوۂ احد ۳ ہجری میں پیش آیا ہے اور آیات حجاب ۵ ہجری میں نازل ہوئی ہیں، پس آیت حجاب سورۃ الاحزاب میں ہے (آیت ۵۹) سورۃ النور کی یہ آیت حجاب کی آیت نہیں ہے، سورۃ النور کا موضوع اصلاح معاشرہ ہے، اور اس آیت میں یہ مضمون ہے کہ عورت کو محارم اور محارم جیسوں کے درمیان سلیقہ سے رہنا چاہئے، صرف چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھلے رکھے، اور سینہ پر بھی

اوڑھنی ڈالے رہے تاکہ سینہ کا ابھار معلوم نہ ہو، اور پیر بھی زمین پر نہ پٹخے کہ مخفی زیور کا پتہ چل جائے، تفصیل میری تفسیر ہدایت القرآن میں ہے۔

[۱۲۳-] بَابٌ: ﴿وَلَايُبْدِيْنُ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾

[۵۲۴۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْئٍ دُوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ أُحُدٍ، فَسَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَعَلِيٌّ يَأْتِيْ بِالْمَاءِ عَلٰى تُرْسِهِ، فَأُخِذَ حَصِيْرٌ، فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ.[راجع: ۲۴۳]

بَابٌ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوْ الْحُلُمَ﴾

نابالغوں سے پردہ نہیں

سورۃ النور آیت ۵۸ میں ہے کہ اوقاتِ ثلاثہ کے علاوہ نابالغ بچے اجازت لئے بغیر گھر میں عورتوں کے پاس آسکتے ہیں، معلوم ہوا کہ نابالغوں سے پردہ نہیں، اور یہ بات صحیح ہے، مگر حدیث سے استدلال خفی ہے، جب نبی ﷺ نے خواتین سے خطاب فرمایا، اور انھوں نے کانوں اور گلوں میں سے زیور نکال کر پیش کئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو دیکھا، وہ اس وقت نابالغ تھے، معلوم ہوا کہ نابالغوں سے پردہ نہیں —— مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو دیکھا تھا، اور وہ اس وقت آزاد بالغ تھے، اس لئے تاویل کرنی پڑے گی، اور استدلال خفی ہو جائے گا۔

[۱۲۴-] بَابٌ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوْ الْحُلُمَ﴾

[۵۲۴۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سَأَلَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَضْحٰى أَوْ فِطْرًا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ، يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلٰى بِلَالٍ، ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ.

[راجع: ۹۸]

بَابٌ: قَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟

وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

اپنے ساتھی سے معلوم کرنا کہ کیا آج رات تم نے ہم بستری کی؟

اور ملامت کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی کمر میں چوکا دینا

اس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: کیا اپنے ساتھی سے معلوم کرسکتا ہے کہ آج رات تم نے ہم بستری کی؟ یہ شرم کی بات ہے اور صحبت کا راز کھولنا بھی ہے، مگر مصلحۃً جائز ہے، ایک واقعہ میں نبی ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات معلوم کی تھی، انھوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: **اللّٰهم بارك لهما:** اے اللہ! دونوں کے لئے برکت فرما! چنانچہ لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام عبداللہ رکھا گیا، یہ واقعہ آگے (حدیث ۵۴۷۰) آرہا ہے ـــــ یہ پہلی بات **قضيةٌ قياساتها معها** کے قبیل سے ہے یعنی ایک ایسی بات ہے جس کی دلیل اسی میں ہے، الگ سے باب میں اس کی دلیل ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ ایسا کرتے ہیں، باب میں حدیث ہی رکھ دیتے ہیں، وہی مسئلہ بھی ہوتا ہے اور مسئلہ کی دلیل بھی۔

دوسری بات: اگر باپ کسی معاملہ میں بیٹی کو ملامت کرے تو وہ بیٹی کی کمر میں چوکا دے سکتا ہے؟ انگلی مار سکتا ہے؟ کمر محارم کے حق میں بھی ستر ہے، پس کپڑے پر سے اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟ **جواب:** چوکا دے سکتا ہے، تیمّم والے واقعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملامت کی تھی اور کمر میں چوکا دیا تھا۔ یہ واقعہ پہلے (تحفۃ القاری ۱۳۹:۲) آچکا ہے۔

[۱۲۵-] بَابٌ: قَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: هَلْ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟

وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

[۵۲۵۰-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ، فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ. [راجع: ۳۳٤]

﴿آج بروز اتوار ۲۲-۶-۲۰۱۴ء کو بفضلہٖ تعالیٰ کتاب النکاح کی شرح پوری ہوئی﴾

چل میرے خامہ (قلم) بسم اللہ!

۲۲/جون ۲۰۱۴ء کو کتاب النکاح کی شرح پوری ہوئی تھی، پھر امریکہ وغیرہ کا طویل سفر پیش آیا، اب ۲۹/اگست ۲۰۱۴ء کو دو ماہ سے زیادہ وقفہ کے بعد اشہبِ قلم (قلم کا گھوڑا) رواں دواں ہے، **فالحمد لله على ذلك!**

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

طلاق: مصدر ہے، اس کا فعل باب نصر وکرم سے آتا ہے، اس کے لغوی معنی ہیں: قید سے رہا کرنا، اور اصطلاحی معنی ہیں: ملکِ نکاح زائل کرنا، إطلاق مصدر کے بھی یہی معنی ہیں، مگر علماء نے عورت کے لئے 'طلاق' اور دوسری چیزوں کے لئے 'اطلاق' خاص کیا ہے، چنانچہ اطلاق سے مشتق مُطْلَقَة کنایۂ طلاق ہے، صریح نہیں۔

کتاب کے شروع میں حضرت الامام قدس سرہ نے ایک آیت اور ایک حدیث لکھی ہے:

آیت کریمہ: سورۃ الطلاق کی پہلی آیت ہے: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوْا الْعِدَّةَ﴾: اے پیغمبر! جب آپ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کریں تو ان کو ان کی عدت سے پہلے طلاق دیں، اور آپ لوگ عدت کو یاد رکھیں!

تفسیر:

۱- خطاب پیغمبر ﷺ سے ہے، مگر حکم عام ہے، اس لئے طَلَّقْتُمْ: جمع مذکر حاضر کا صیغہ آیا ہے۔

۲- **لعدتهن** میں لام وقتیہ ہے أي وقتَ عدتهن: ان کی عدت کے وقت میں یعنی ایسے وقت میں کہ وہ عدت گذار سکیں، ان کو کوئی پریشانی پیش نہ آئے یعنی ایسی پاکی میں طلاق دیں جس میں صحبت نہ کی ہو، پس علوق (حمل ٹھہرنے) کا احتمال نہ ہوگا، اور وہ بے تردد حیض سے عدت شروع کریں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **فی قُبُلِ عدتهن** مروی ہے یعنی عدت شروع ہونے سے پہلے، اور یہ ان حضرات کی تفسیر ہے جو قروء سے حیض مراد لیتے ہیں۔

اور جو حضرات (مالک وشافعی رحمہما اللہ) قروء سے اطہار مراد لیتے ہیں وہ بھی لام وقتیہ لیتے ہیں، ان کے نزدیک آیت کا مطلب ہے: ان کی عدت کے وقت میں یعنی ایسے طہر میں جس میں مقاربت نہ کی ہو، ان کے نزدیک یہ طہر جس میں

طلاق دی گئی ہے عدت میں شمار ہے، اگرچہ طہر کے آخر میں طلاق دی ہو، وہ ایک مکمل طہر شمار ہوگا۔ ان کے نزدیک آیت میں دونوں عدتوں سے اطہار مراد ہیں۔

اور پہلے فریق کے نزدیک عدتیں دو ہیں: عدت الطلاق اور عدت التطلیق، اول کا تعلق عورتوں سے ہے اور اس کا عدت النساء بھی نام ہے اور ثانی کا تعلق مردوں سے ہے یعنی طلاق دینے کا مقررہ وقت، پس لعدتھن میں عدت التطلیق ہے اور أحصوا العدۃ میں عدت الطلاق مراد ہے، جس کا تعلق عورتوں سے ہے۔

لغت: آیت کریمہ میں ہے: ﴿أَحْصُوْا الْعِدَّةَ﴾: تم عدت کو گنو، شمار کرو، محفوظ کرو، أَحصوا: امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے، مصدر إحصاء ہے، جو حَصَا سے مشتق ہے، جس کے معنی کنکری کے ہیں، عرب گننے کے لئے کنکریوں کا استعمال کرتے تھے، اس لئے شمار کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے إِحْصَاء بولا جانے لگا، اور سورۃ یٰسٓ (آیت ۱۲) میں ہے: ﴿وَكُلَّ شَيْئٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُبِيْنٍ﴾: اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب (لوح محفوظ) میں ضبط (محفوظ) کردیا ہے، گن کر لکھ لیا ہے۔

طلاق دینے کا مسنون طریقہ:

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن، حسن اور بدعی:

طلاقِ احسن: یہ ہے کہ ایسے طہر میں ایک صریح طلاق دی جائے جس میں صحبت نہ کی ہو، پھر اور کوئی طلاق نہ دی جائے، عدت گذر جانے دی جائے، عدت کے بعد عورت بائنہ ہو جائے گی، صحابہ کا طلاق دینے کا یہی طریقہ تھا، اس صورت میں عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق حاصل رہتا ہے اور عدت کے بعد بھی تدارک ممکن ہوتا ہے، اس لئے طلاق دینے کا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔

طلاقِ حسن: یہ ہے کہ ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو ایک صریح (رجعی) طلاق دے، پھر دوسرے طہر میں دوسری صریح طلاق دے، پھر تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے —— اس صورت میں صرف دو طلاقوں تک غور و فکر اور تدارک کا موقع رہتا ہے، پھر معاملہ تنگ ہو جاتا ہے اور عدت کے بعد بھی تدارک کی صورت نہیں رہتی، اس لئے اس کا نمبر دوسرا ہے، مگر یہ طریقہ بھی جائز ہے، موجبِ مؤاخذہ نہیں، کیونکہ کبھی اس کی ضرورت پیش آتی ہے، کبھی احتمال ہوتا ہے کہ عدت کے بعد خاندان والے تجدید نکاح کے لئے اصرار کریں گے، اور وہ اس عورت کو کسی قیمت پر رکھنا نہیں چاہتا، اس لئے تین طہروں میں تین طلاقیں دے کر مغلظہ کر دیتا ہے، تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری!

ملحوظہ: فقہاء نے طلاق کی دو قسمیں کی ہیں: سنی اور بدعی اور احناف نے پھر سنی کی دو قسمیں کی ہیں: احسن اور حسن، یہ دونوں سنی ہیں۔

طلاقِ بدعی: مذکورہ دونوں طریقوں کے علاوہ طلاق دینے کی ہر صورت بدعی (بری) ہے، مثلاً: ایسے طہر میں طلاق دینا

جس میں صحبت کی ہے، یا حالتِ حیض میں طلاق دینا یا ایک طہر میں یا ایک مجلس میں یا ایک ساتھ ایک سے زیادہ طلاقیں دینا بدعی ہے، اس لئے کہ جب طہر میں صحبت کی ہے تو احتمال ہے کہ حمل ٹھہر گیا ہو، پس عورت اگلا حیض آنے تک شش و پنج میں مبتلا رہے گی کہ اسے عدت حیض سے گذارنی ہے یا وضع حمل سے؟ اور حالتِ حیض میں طلاق دینا اس لئے ممنوع ہے کہ حیض کے زمانہ میں عورت عام طور پر میلی کچیلی اور پرانے کپڑوں میں رہتی ہے، اس لئے احتمال ہے کہ شوہر نے فطری نفرت کی بناپر طلاق دی ہو، اور پاکی کی حالت میں عورت کی طرف میلان ہوتا ہے، اس وقت طلاق پر اقدام واقعی ضرورت کی علامت ہے۔ علاوہ ازیں: حیض میں طلاق دی جائے گی تو عدت لمبی ہوجائے گی، کیونکہ جس حیض میں طلاق دی ہے وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا، اس طرح عدت لمبی ہوجائے گی۔

اور ایک طہر میں تین طلاقیں دینا یا ایک مجلس میں یا ایک لفظ میں تین طلاقیں دینا بھی طلاق بدعی ہے، اس لئے کہ اس صورت میں معاملہ تنگ ہوجاتا ہے، اور عدت کے اندر اور عدت کے بعد تدارک کی کوئی راہ باقی نہیں رہتی اور کبھی کفِ افسوس ملنے کی نوبت آتی ہے اور کبھی کرایہ کا بکرا تلاش کرنا پڑتا ہے، اس لئے اس طرح سے طلاق دینا ناپسندیدہ ہے۔

طلاق دینے کا حکم:

جیسے نکاح کرنا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی سنتِ مؤکدہ اور کبھی مکروہ تحریمی: بے تابی کی حالت میں (عند التَّوَقَان) نکاح کرنا واجب ہے، اعتدال کی حالت میں سنتِ مؤکدہ، اور بیوی پر ظلم کے اندیشہ کے وقت مکروہ تحریمی (درمختار) اسی طرح طلاق دینا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی مستحب، کبھی مباح، اور کبھی مکروہ تحریمی: جب شقاق (کشاکش) اس حد تک بڑھ جائے کہ حکمین (ثالثوں) سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو طلاق دینا واجب ہے، اور عورت بدکار ہو تو طلاق دینا مستحب ہے، اور بوقتِ حاجت مباح ہے، اور بلاوجہ (محض چکھنے کے لئے) طلاق دینا مکروہ تحریمی ہے۔

طلاق میں گواہ بنانے کا حکم:

نکاح میں گواہ بنانا تو ضروری ہے، مگر طلاق میں گواہ بنانا ضروری نہیں، اور بنالے تو بہتر ہے۔ اور سورۃ الطلاق (آیت ۲) میں جو ہے: ﴿وَأَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾: اور تم میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ بنالو: اس کا تعلق طلاق سے نہیں ہے، بلکہ عدت میں مراجعت سے یا بعد عدت مفارقت سے ہے، اور وہ بھی مستحب ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عہدِ نبوی میں اپنی بیوی (آمنہ یا نوار) کو حالتِ حیض میں (ایک) طلاق دی، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، آپؐ نے فرمایا: ان سے کہو کہ وہ بیوی کو نکاح میں واپس لیں (رجعت کرلیں) پھر وہ اس کو روکے رہیں یہاں تک کہ وہ پاک ہوجائے، پھر اس کو حیض آئے، پھر وہ پاک ہوجائے، پھر اگر وہ چاہے تو بعد ازیں روکے رہے اور چاہے تو صحبت کئے بغیر طلاق دے، پس یہی وہ مقررہ وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتیں اس میں طلاق دی جائیں۔

تشریح:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جوانی میں شادی ہوئی، اور بیوی سے بے حد تعلق ہوگیا (ترمذی شریف حدیث ۱۱۷۴) نماز کے لئے جدا ہونا بھی شاق گذرتا تھا، حضرت عمرؓ نے جب بیٹے کی یہ حالت دیکھی تو بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا، کیونکہ بیوی محبت کرنے کی چیز ہے مگر بیوی کے پیچھے پاگل ہوجانا عقلمندی کی بات نہیں۔ ابن عمرؓ نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور آپؐ سے اس کا تذکرہ کیا، صحابہ کے پاس آخری چارہ آپؐ کی ذات تھی، آپؐ نے فرمایا: ''اپنے والد کا کہنا مانو!'' (فقال یا عبدَ اللّٰہ بن عمر! طَلِّقْ امرأتَك، ترمذی حدیث ۱۱۷۴) اب آخری سہارا بھی ختم ہوگیا، چنانچہ جب دوسری بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو فوراً طلاق دیدی، پھر بتایا کہ بیوی اس وقت حالتِ حیض میں ہے، اور پہلے یہ بات اس لئے نہیں بتائی کہ ابا اس کو بہانہ بازی خیال نہ کریں، اب حضرت عمرؓ کو فکر دامن گیر ہوئی، کیونکہ یہ غلطی ان کے حکم سے ہوئی تھی، وہ بھاگے ہوئے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''عبداللہ سے کہو بیوی کو نکاح میں واپس لیلے، پھر اس کو روکے رہے تا آنکہ وہ پاک ہوجائے، پھر طہر میں بیوی سے ملے، پھر جب اس کو دوسرا حیض آجائے، اور پاک ہوجائے تو اگر اس کی رائے ہو تو پاکی میں صحبت کئے بغیر طلاق دے، یہی وہ عدت (مقررہ وقت) ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے''

اور نبی ﷺ نے بیچ میں ایک طہر چھوڑنے کا حکم ایک مصلحت سے دیا تھا، مسئلہ کی رو سے ایسا کرنا ضروری نہیں، آپؐ نے یہ حکم تعلقات کی نوعیت کا اندازہ کرنے کے لئے دیا تھا، چنانچہ اس طہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوگیا کہ اب تعلق میں اعتدال پیدا ہوگیا ہے، اس لئے آپؐ نے خود ہی طلاق دینے سے منع کردیا، اور وہ بیوی ابن عمرؓ کے نکاح میں رہی، اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انتہائی محبت کے باوجود طلاق دینی پڑی تو اس کا ردِ عمل ہوا، جیسے ٹھنڈے پانی پر گرم پانی پڑتا ہے تو اعتدال پیدا ہوجاتا ہے، یہی صورتِ حال یہاں بھی پیش آئی۔

٦٨- كتابُ الطلاق

بسم الله الرحمن الرحيم

[١-] قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِىُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوْا الْعِدَّةَ﴾

أَحْصَيْنَاهُ: [يٰسٓ ١٢] حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ.

وَطَلَاقُ السُّنَّةِ: أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ.

[٥٢٥١-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صلى الله عليه وسلم عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم :"مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ" [راجع: ٤٩٠٨]

بَابٌ: إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

حالتِ حیض میں دی ہوئی طلاق معتبر ہے

چاروں ائمہ متفق ہیں کہ طلاق بدعی —— خواہ من حیث الوقت بدعی ہو یا من حیث العدد —— واقع ہوجاتی ہے، اور ابن تیمیہ اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں: طلاق بدعی ناجائز ہے، پھر وہ کیسے واقع ہوگی؟ پس اگر کوئی شخص حیض کے زمانہ میں طلاق دے تو وہ واقع نہیں ہوگی، یا ایک ساتھ ایک سے زیادہ طلاقیں دے تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، غیر مقلدین نے اسی کو اختیار کیا ہے —— باب کی حدیثیں ائمہ اربعہ کا مستدل ہیں، ان میں حیض میں دی گئی طلاق میں رجوع کرنے کا حکم دیا ہے، اور رجوع وقوع کے بعد ہی ہوتا ہے، اس لئے ائمہ اربعہ کے نزدیک حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی اور محسوب ہوگی، اب شوہر آئندہ صرف دو طلاق کا مالک رہے گا، اور تین طلاقیں دی ہیں تو قصہ ختم! —— اور ابن تیمیہؒ کے نزدیک حیض کی طلاق/طلاقیں باطل ہیں، پس شوہر حسب سابق تین طلاقوں کا مالک رہے گا۔

حدیث (۱): انسؒ بن سیرین کہتے ہیں: حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، پس آپؐ نے فرمایا: "چاہئے کہ وہ بیوی کو نکاح میں واپس لے!" انسؒ نے ابن عمرؓ سے پوچھا: وہ گنی جائے گی؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: "تو کیا؟" یعنی وہ طلاق یقیناً گنی جائے گی —— فَمَهْ کی اصل فَمَا؟ ہے، اس میں مَا استفہامیہ ہے اور ہ سکتہ کی ہے جو الف کے عوض میں ہے أَی فَمَا یَکُوْنُ إن لم یُحْتَسَبْ: حیض میں دی ہوئی طلاق کیا ہوگی اگر شمار نہیں ہوگی؟

حدیث (۲): یونس بن جبیر کی روایت میں ہے: "آپؐ ابن عمر کو حکم دیں پس وہ بیوی کو نکاح میں واپس لے" یونس نے پوچھا: "وہ گنی جائے گی؟" ابن عمرؓ نے کہا: بتا اگر وہ عاجز رہ گیا اور اس نے حماقت والا کام کیا؟!" یعنی اگر شوہر صحیح طریقہ پر طلاق دینے سے عاجز رہ گیا اور اس نے حیض میں طلاق دے کر حماقت والا کام کیا تو یہ بات وقوع طلاق کے لئے مانع نہیں ہوسکتی، طلاق بالیقین واقع ہوجائے گی، اور جب طلاق واقع ہوگئی تو وہ محسوب بھی ہوگی۔

حدیث (۳): سعید بن جبیرؒ کی روایت میں ابن عمرؓ نے فرمایا: "وہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی" —— کیونکہ صحابہ ایک ہی طلاق دیتے تھے، اگر کوئی دو یا تین دے تو شمار ہونگی۔

فائدہ: ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: مَهْ اسم فعل ہے، اس کے معنی ہیں: کُفَّ: دور ہو! یعنی اگر شوہر درماندہ ہوگیا اور اس نے

حماقت بھرا کام کیا تو کیا شریعت بھی اس کی موافقت کرے گی؟ اور اس نے جو گناہ کا کام کیا ہے اس کو نافذ کرے گی؟ —— مگر مسلم شریف کی روایت سے جمہور کی تائید ہوتی ہے: قال ابن عمر: فراجعتُها، وحسبتُ لها التطليقة التى طلقتُها (مسلم شریف ۱:۴۷۵ باب تحريم طلاق الحائض إلخ) یعنی میں نے بیوی کو نکاح میں واپس لے لیا اور میں نے اس طلاق کو شمار کیا جو میں نے اس کو دی تھی۔

[۲-] بَابٌ: إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلاَقِ

[۵۲۵۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتُهُ وَهِىَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "لِيُرَاجِعْهَا" قُلْتُ: تُحْتَسَبُ؟ قَالَ: "فَمَهْ؟"

وَعَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا" قُلْتُ: تُحْتَسَبُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَهُ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ![راجع: ٤٩٠٨]

[۵۲۵۳-] وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ.[راجع: ٤٩٠٨]

بَابُ مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلاَقِ؟

طلاق کا جواز، اور کیا شوہر بیوی کو رو در رو طلاق دے؟

باب پیچیدہ ہے، ابن بطال رحمہ اللہ نے تو من طلق کو حذف کیا ہے، شاید ان کی سمجھ میں یہ جزء نہیں آیا، مگر حافظ اور عینی کہتے ہیں کہ من طلق سے طلاق کا جواز بیان کرنا مقصود ہے، نکاح کی طرح طلاق بھی مشروع ہے، متعدد آیات اس پر دال ہیں، اور باب کا دوسرا جزء یہ ہے کہ بیوی کو رو در رو طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ذکر نہیں کیا، صرف ہل چلایا ہے، پس اس کا جواب باب کی حدیثوں سے نکالنا ہوگا، اور وہ یہ ہے کہ صریح لفظوں میں بیوی کو مخاطب کر کے طلاق دینا ٹھیک نہیں، اس سے بیوی کی دل شکنی ہوگی، ہاں کنائی الفاظ میں بیوی کو مخاطب کر سکتے ہیں، جونیہ سے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''اپنے میکے چلی جا!'' یہ الفاظ آپؐ نے بہ نیتِ طلاق کہے تھے، یہ کنائی الفاظ ہیں۔ اور باب میں چار حدیثیں ہیں، پہلی تین حدیثوں میں جونیہ کا واقعہ ہے اور آخری حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا واقعہ ہے، انھوں نے صریح طلاق دی تھی، مگر ابا کے سامنے دی تھی، بیوی کو مخاطب نہیں بنایا تھا۔

فائدہ: ابوداؤد (حدیث ۲۱۷۸) اور ابن ماجہ (حدیث ۲۰۱۸) میں علی شرط مسلم روایت ہے: أبغض الحلال إلى الله الطلاق: حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے، اس حدیث کا مصداق بلاوجہ طلاق دینا ہے

(حاشیہ) کوئی معقول وجہ ہوتو طلاق دینا جائز ہے۔

[۳-] بَابُ مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ؟

[٥٢٥٤-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَدَنَا مِنْهَا، قَالَتْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ! فَقَالَ لَهَا: "لَقَدْ عُذْتِ بَعَظِيْمِ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ.

ترجمہ: امام ازواعیؒ نے امام زہریؒ سے پوچھا: نبی ﷺ کی کس بیوی نے آپؐ سے پناہ مانگی تھی؟ زہریؒ نے کہا: مجھے عروۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ جب ابنة الجون نبی ﷺ کے پاس لائی گئی، اور آپؐ اس کے نزدیک گئے تو اس نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں! پس آپؐ نے اس سے فرمایا: "بخدا! واقعہ یہ ہے کہ تو نے بڑی ہستی کی پناہ مانگی ہے، تو اپنے میکے چلی جا!" —— یہ اوزاعی کی سند ہے، پھر حجاج کے دادا ابو منیع کی سند ہے۔ حجاج کے والد کا نام یوسف ہے۔

[٥٢٥٥-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَسِيْلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، حَتّٰى انْطَلَقْنَا إِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ: الشَّوْطُ، حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى حَائِطَيْنَ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اجْلِسُوْا هَاهُنَا" وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ، فَأُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتٍ، أُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ، وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ" قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ؟! قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ! فَقَالَ: "قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ" ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: "يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا" [طرفه: ٥٢٥٧]

[٥٢٥٦-] وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ، فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوْهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ. [طرفه: ٥٦٣٧]

[٥٢٥٧-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ بِهٰذَا. [راجع: ٥٢٥٥]

ترجمہ: ابواُسیدؓ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا، یہاں تک کہ ہم کھجوروں کے دو باغوں کے درمیان پہنچے، پس ہم دونوں بیٹھ گئے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہاں بیٹھو'' اور آپؐ اندر تشریف لے گئے درانحالیکہ جَونیہ لائی گئی تھی، پس وہ اتاری گئی تھی ایک گھر میں، کھجور کے باغ میں، ایک گھر میں: امیمہ بنت النعمان بن شراحیل (یہ جَونیہ کا بدل یا عطف بیان ہے) اور اس کے ساتھ اس کی انّا تھی جو اس کی کھلائی تھی، پس جب نبی ﷺ اس کے پاس گئے تو فرمایا: ''بخش تو اپنی ذات مجھے'' اس نے کہا: کیا رانی اپنی ذات عامی کو بخش سکتی ہے؟ راوی کہتا ہے: پس آپؐ نے اپنے ہاتھ سے قصد کیا، رکھ رہے تھے آپؐ اپنا ہاتھ اس پر تاکہ اس کو چین آئے، پس اس نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں! پس آپؐ نے فرمایا: ''بخدا! تو نے بڑی ہستی کی پناہ چاہی!'' پھر آپؐ ہمارے پاس نکل آئے، اور فرمایا: ''ابواُسید! اس کو دورازقی کپڑے دے اور اس کو اس کے میکے پہنچادے!'' —— دوسرے طریق میں حدیث سہل بن سعد ساعدی اور ابواُسید ساعدی: دونوں سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا، پس وہ آپؐ کے پاس لائی گئی تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا، پس گویا اس نے اس کو ناپسند کیا، پس آپؐ نے ابواُسیدؓ کو حکم دیا کہ وہ اس کو سامانِ ضرورت دیں اور اس کو دورازقی کپڑے دیں۔

تشریح: حائط: کھجور کے باغ میں گھر بھی ہوتے تھے......... أمیمةُ سے پہلے ھی پوشیدہ مان سکتے ہیں، پس مرفوع ہوگا، اور مرجع جونیۃ ہوگا......... دَایَة: انّا، دودھ پلانے والی......... حَاضِنَة: کھلائی، پرورش کرنے والی......... یہ دلہن کے ساتھ خدمت کے لئے جایا کرتی تھی......... هَبِی: فعل امر: بخش، اگر کوئی مسلمان عورت اپنا نفس نبی ﷺ کو بخشے تو اس سے بغیر مہر نبی ﷺ کا نکاح ہوسکتا تھا (سورۃ الاحزاب آیت ۵۰)......... الملِکة: بادشاہ کی بیوی، رانی ......السُّوقة: الواحد من الرعیة، عامی شخص......مَعَاذ: اسم مکان یا مصدر میمی: پناہ کی جگہ یا پناہ چاہنا......الرَّازقیة: ثیاب من کتان بیض طوال: سفید لمبا سوتی کپڑا یہ بطور متعہ دیا تھا، کیونکہ مہر مقرر نہیں ہوا تھا...... کَسَا یکسو: دینا۔

[۵۲۵۸-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِیْ غَلَّابٍ يُوْنُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ، قَالَ: تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟! إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يَطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا، قُلْتُ: فَهَلْ عُدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ. [راجع: ۴۹۰۸]

ملحوظہ: یہ حدیث بار بار آئی ہے، اور استدلال یہ کرنا ہے کہ صریح طلاق عورت کے روبرو نہ دی جائے، اس سے اس کی دل شکنی ہوگی، ہاں غیر کے سامنے دے سکتے ہیں، حضرت ابن عمرؓ نے ابا کے سامنے صریح لفظوں میں طلاق دی تھی —— اور تَعْرِف؟ مداعبہ (دل لگی) ہے۔

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

ایک رائے: ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں

باب میں مَن (جس نے) رکھ کر اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے، اہل السنہ والجماعۃ (ائمہ اربعہ) متفق ہیں کہ ایک طہر میں یا ایک مجلس میں یا ایک لفظ میں یعنی ایک ساتھ دی ہوئی دو یا تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، اور اصحابِ ظواہر (غیر مقلدین) کے نزدیک دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دی جائیں تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے، باقی لغو ہوجاتی ہیں۔

اصحابِ ظواہر کی دلیل:

مسلم شریف میں حدیث ہے، ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: **أتعلم أنما كانت الثلاثُ تُجعل واحدةً على عهد النبى صلى الله عليه وسلم، وأبى بكر، وثلاثاً من إمارة عمر؟ فقال: نعم:** کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ کے زمانہ میں، اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے شروع کے تین سالوں میں تین طلاقیں ایک گردانی جاتی تھیں؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں یعنی یہ بات مجھے معلوم ہے، غیر مقلدین کہتے ہیں: پھر حضرت عمرؓ کو معمول میں تبدیلی کرنے کا کیا حق ہے؟ —— حالانکہ حضرت عمرؓ خلیفہ راشد ہیں، اور ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی ان کی سنتیں ماخوذ بہ ہیں، مگر غیر مقلدین ان کو گھاس نہیں ڈالتے۔

جواب:

مذکورہ روایت کی حقیقت مسلم شریف ہی کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتی ہے، طاؤسؒ روایت کرتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عہدِ نبوی میں، اور عہدِ ابی بکرؓ میں، اور خلافت عمرؓ کے دو سالوں میں تین طلاقیں ایک تھیں، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: لوگ جلدی کرنے لگے ہیں ایک ایسے معاملہ میں جس میں ان کے لئے درنگ (آہستگی) تھی یعنی پہلے لوگ صرف ایک طلاق دیتے تھے اور تکرار تاکید کے لئے ہوتی تھی، اب لوگ دو تین طلاقیں ایک ساتھ دینے لگے ہیں، پس اگر ہم ان کو نافذ کردیں؟ یعنی آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ پس حضرت عمرؓ نے اس کو نافذ کردیا یعنی مشورہ میں یہی طے ہوا، اور بہ اجماع صحابہ عمرؓ نے اس کو نافذ کیا۔ یہ تفصیل مسلم شریف ہی کی ایک تیسری روایت میں ہے، **فقال: قد كان ذلك، فلما كان فى عهد عمر تتابع الناس فى الطلاق، فأجازه عليهم** (حدیث ۱۴۷۲/ ۱۷): ابن عباسؓ نے فرمایا: ایسا تھا، پھر جب عمرؓ کا دور آیا تو لوگ پے بہ پے طلاقیں دینے لگے یعنی ایک ساتھ دو تین طلاقیں دینے لگے، پس حضرت عمرؓ نے ان کو نافذ کیا۔

تشریح:

مذکورہ دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ہی طلاق دیتے تھے، وہ ایک سے زیادہ طلاقیں نہیں دیتے تھے، وہ اگر طلاق کا لفظ مکرر بولتے تھے تو تاکید مراد ہوتی تھی، اس لئے ان کو ایک قرار دیا جاتا تھا، آج بھی یہی مسئلہ ہے

مکتبہ حجاز دیوبند

اگر تین مرتبہ أنت طالق کہا اور نیت تاکید کی تھی تو ایک ہی طلاق پڑے گی، درمختار میں ہے: کَرَّر لفظَ الطلاقِ، ونوی التأکیدَ دُیِّنَ: اگر طلاق کا لفظ مکرر بولا، اور تاکید کی نیت کی تو دیانۃً وہ نیت معتبر ہے یعنی ایک ہی طلاق پڑے گی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تاکید کے بجائے تاسیس کرنے لگے یعنی دو تین طلاقیں ایک ساتھ دینے لگے تو حضرت عمرؓ نے اس نئی صورت کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا، مشورہ میں طے ہوا کہ شوہر جتنی طلاقیں دے گا سب واقع ہونگی، چنانچہ اس پر عمل درآمد شروع ہوگیا، پس یہ احوال کی تبدیلی کا حکم تھا، مسئلہ میں تبدیلی نہیں کی تھی۔

جمہور کے دلائل:

پہلی دلیل: (یہ اضافہ ہے) سنن دارقطنی میں بہ سند حسن قولی صریح روایت ہے: أیما رجل طلق امرأتَہ ثلاثا مُبْھَمَۃً أو ثلاثا عند الأقراء: لم تَحِلَّ لہ حتی تنکح زوجا غیرہ: جو بھی شخص اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے، یا حیضوں کے بعد دے یعنی ہر طہر میں ایک طلاق دے تو جب تک وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پہلے کے لئے حلال نہیں، یہ حدیث صریح ہے کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

(سنن دارقطنی ۴:۳۱ بإسناد حسن اعلاء السنن ۱۱:۱۵۲)

واقعہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک بیوی کو تین طلاقیں دیں، جب عدت پوری ہوئی تو حضرت حسنؓ نے ایک لاکھ درہم بطور متاع بھیجے، بیوی نے کہا: متاع قلیل من حبیب مُفارق! یہ چند ٹکے ہیں طلاق دینے والے محبوب کی طرف سے! جب یہ بات حضرت حسنؓ کو پہنچی تو فرمایا: میں نے اپنے نانا سے مذکورہ حدیث سنی ہے، جس کی رو سے مجبوری ہے، ورنہ میں اس بیوی کو نکاح میں واپس لیتا، معلوم ہوا کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

دوسری دلیل: سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۹ ہے: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ، فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾: وہ (رجعی طلاق) دو مرتبہ (کی) ہے، پھر قاعدہ کے موافق رکھ لینا ہے یا خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

تفسیر: اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے، پھر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے، اس طرح بعض لوگ عورتوں کو بہت ستاتے تھے، پس مذکورہ آیت اتری، الطلاق میں ال عہدی ہے یعنی رجعی طلاقیں جن کے بعد رجعت ہوسکتی ہے: دو بار ہے، ایک یا دو طلاق تک اختیار ہے: عدت میں مرد چاہے تو رجعت کر سکتا ہے، ورنہ عدت گذر جانے دے، عدت کے بعد وہ بائنہ ہوجائے گی، اور رجعت کا حق باقی نہیں رہے گا۔

استدلال: آیت مطلق (عام) ہے، دو مرتبہ طلاق: خواہ دو طہروں میں دے، یا ایک طہر میں دے، یا ایک مجلس میں دے، یا ایک لفظ سے دے: ہر صورت میں واقع ہونگی اور رجعت ہوسکے گی، پھر اگر تیسری طلاق دیدے تو وہ بھی واقع ہوگی، مگر اس کے بعد رجعت کا حق نہیں رہے گا، کیونکہ تین طلاقوں سے حرمت مغلظہ (گاڑھی) ہوجاتی ہے۔

تیسری دلیل: پہلے ایک مسئلہ جان لیں: مرض موت میں کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر عورت عدت میں تھی کہ

مکتبہ حجاز دیوبند

شوہر کا انتقال ہوگیا تو عورت وارث ہوگی، خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین، اور خواہ طلاق رجعی دی ہو یا بائن، سب کا ایک حکم ہے، اور اگر عدت ختم ہونے کے بعد شوہر مرا تو عورت وارث نہ ہوگی۔

اس مسئلہ میں پہلے اختلاف تھا، حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی رائے یہ تھی کہ اگر طلاق رجعی دی ہے تو عورت وارث ہوگی، اور بائنہ دی ہے تو وارث نہیں ہوگی، کیونکہ رجعی طلاق میں نکاح باقی رہتا ہے، اور بائنہ طلاق میں نکاح ختم ہوجاتا ہے، نیز فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں صورتوں میں وارث بناتے تھے، مگر میری رائے یہ ہے (فتح) —— اور امام عامر شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر عدت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو بھی عورت وارث ہوگی —— کوفہ کے قاضی عبداللہ بن شُبرمہ نے ان کی گرفت کی، ان سے پوچھا: عدت کے بعد عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟ شعبیؒ نے کہا: کرسکتی ہے، ابن شُبرمہ نے کہا: اگر دونوں شوہر ایک ساتھ مرجائیں تو عورت دونوں شوہروں کی وارث ہوگی؟ امام شعبیؒ پھنس گئے اور اپنے قول سے رجوع کرلیا یعنی عدت کے بعد شوہر مرے تو عورت وارث نہیں ہوگی۔

استدلال: یہاں بھی استدلال عموم واطلاق سے ہے، مبتوتہ (نکاح سے جدا کی ہوئی) کی صورتیں مختلف ہوسکتی ہیں، ایک بائنہ طلاق دی ہو، دو دی ہوں یا تین دی ہوں: سب کا حکم ایک ہے، پس ثابت ہوا کہ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

چوتھی دلیل: عویمر عجلانیؓ کا واقعہ ہے، یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹:۳۹۳) آئی ہے، اس میں ہے: **فطلقها ثلاثا**: لعان کے بعد انھوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اور نبی ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی، نہ ان کو ایک قرار دیا، معلوم ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں۔

پانچویں دلیل: رفاعہ قُرظیؓ کی بیوی کا واقعہ ہے، جو پہلے (تحفۃ القاری ۶:۳۹) آیا ہے، اس کے پہلے طریق میں ہے: **إن رفاعة طلقني فَبَتَّ طلاقي**: رفاعہ نے مجھے طلاق دی، پس میری طلاق قطعی کردی، مجھے بالکل کاٹ دیا، اور اسی واقعہ میں دوسرے طریق میں صدیقہؓ فرماتی ہیں: **أن رجلا طلق امرأته ثلاثا**: ایک شخص (رفاعہ) نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، یہ حدیث دوٹوک ہے۔

[٤-] بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

[١-] لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿الطَّلَاقَ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[البقرة: ٢٢٩]

[٢-] وَقَالَ ابنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ: لاَ أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَةً. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: تَرِثُهُ، فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الآخَرُ؟ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور عبداللہ بن الزبیرؓ نے اس مریض کے بارے میں جس نے طلاق دی فرمایا: میرے گمان میں مبتوتہ وارث

نہیں ہوگی (ایک نسخہ میں مبتوتَۃ: ضمیر کے ساتھ ہے وہ زیادہ واضح ہے) اور شعبیؒ نے فرمایا: (عدت کے بعد بھی) اس کی وارث ہوگی، پس ابن شبرمہ نے پوچھا: کیا وہ نکاح کرسکتی ہے عدت کے بعد؟ (ہمزہ استفہام پوشیدہ ہے) شعبیؒ نے کہا: ہاں، ابن شبرمہ نے کہا: بتائیں اگر دوسرا شوہر مرجائے؟ (تو کیا عورت دونوں شوہروں کی میراث پائے گی؟) پس شعبیؒ نے اس قول سے رجوع کرلیا (کہ عدت کے بعد وارث نہیں ہوگی)

[۵۲۵۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ عَاصِمٌ: لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا. قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ لاَ أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَسْطَ النَّاسِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً: أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا" قَالَ سَهْلٌ: فَتَلاَعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلاَ ثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ.[راجع: ٤٢٣]

لغت: المسألة: جمع المسائل: مصدر میمی: سوال...... فكانت تلك: یعنی تفریق، متلاعنین ساتھ نہیں رہ سکتے۔

[۵۲۶۰-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَ تْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلاَقِيْ، وَإِنِّيْ نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ؟! لاَ، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ"[راجع: ٢٦٣٩]

[۵۲۶۱-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ

مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاَثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: "لاَ، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ"[راجع: ۲٦۳۹]

لغت: الهُدْبة: کپڑے کا جھالر، پھندنا، کنارہ پر چھوڑے ہوئے بے بُنے دھاگے............**فتزوجت فطلق**: پس اس نے عبدالرحمٰن سے نکاح کیا، پس اس نے بھی طلاق دیدی۔

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَ هُ

بیوی کو طلاق کا اختیار دینا

اگر شوہر بیوی کو جدائی (طلاق) کا اختیار دے اور بیوی شوہر کو اختیار کرے تو جمہور (ائمہ اربعہ) کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، نبی ﷺ نے اپنی تمام بیویوں سے ایک مہینے کا ایلاء کیا تھا، جبکہ انھوں نے خرچہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا تھا، جب مہینہ پورا ہوا تو سورۂ احزاب کا چوتھا رکوع نازل ہوا، اور آپؐ نے بیویوں کو اختیار دیا کہ یا تو جس حال میں آپؐ رکھیں راضی رہیں، اور اگر ٹھاٹھ کی زندگی چاہیں تو طلاق لے لیں اور جہاں چاہیں جائیں، سب نے نبی ﷺ کو اختیار کیا، اور کوئی طلاق شمار نہیں کی گئی، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا، ہم نے آپؐ کو اختیار کیا پس وہ طلاق ہوئی؟" استفہام انکاری ہے یعنی آپؐ کو اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی طلاق نہیں ہوئی۔

[٥-] بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَ هُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً﴾[الأحزاب: ۲۸]

حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُس، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ، فَقَالَ:" إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا، فَلاَ عَلَيْكِ أَنْ لاَ تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ" قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب:۲۸و۲۹] " قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟! فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

ملحوظہ: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹:۴۳۹) گذری ہے، وہاں آیت کا ترجمہ بھی ہے، اور بخاری کے بعض نسخوں میں

یہاں یہ حدیث نہیں ہے، اس لئے اس پر نمبر نہیں ڈالا۔

[۵۲۶۲-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا. [طرفه: ۵۲۶۳]

[۵۲۶۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيیٰ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ، فَقَالَتْ: خَيَّرَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم، أَفَكَانَ طَلاَقًا؟ قَالَ مَسْرُوْقٌ: لاَ أُبَالِیْ خَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِیْ. [راجع: ۵۲۶۲]

وضاحت: الخِيَرَة: خار يَخير کا مصدر: اختیار دینا .... مسروقؒ نے کہا: میں پرواہ نہیں کرتا، اختیار دیا میں نے بیوی کو ایک مرتبہ یا سو مرتبہ اس کے بعد کہ وہ مجھے اختیار کرے یعنی بار بار اختیار دینے کی نوبت آئے اور ہر بار وہ شوہر کو اختیار کرے تو بھی کوئی طلاق نہیں ہوگی۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: فَارَقْتُكِ .... فَهُوَ عَلٰی نِيَّتِهِ

طلاق کے کنائی الفاظ نیت کے محتاج ہیں

طلاق دینے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ صاف لفظوں میں دے جس میں طلاق دینے کے علاوہ اور معنی نہ نکل سکتے ہوں، ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں، ایسے الفاظ سے زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ جائے گی، چاہے طلاق دینے کی نیت نہ ہو، اور رجعی طلاق پڑے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صاف لفظ نہیں کہے، بلکہ ایسے گول مول الفاظ بولے کہ اس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے، اور طلاق کے علاوہ اور معنی بھی نکل سکتے ہیں، ایسے الفاظ طلاق کے کنائی الفاظ کہلاتے ہیں، یہ الفاظ نیت کے محتاج ہیں، ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی، اور بائن ہوئی، اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا، اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی، بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی، البتہ اگر قرائن سے معلوم ہو کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی، اب وہ جھوٹ بولتا ہے کہ میری طلاق کی نیت نہیں تھی تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے، وہ یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی (بہشتی زیور)

طلاق کے صریح اور کنائی الفاظ:

طلاق کے صریح اور کنائی الفاظ متعین نہیں، اس کا مدار عرف پر ہے، جو الفاظ عرف میں طلاق کے لئے خاص ہوگئے وہ صریح الفاظ ہیں، جیسے: طلاق، فارغتی (فارغ خطی، گجرات میں) ڈیورس (Divorce) (انگریزی میں) اور بعض علاقوں

میں چھوڑ دیا، آزاد کر دیا۔ اور جو الفاظ طلاق کے لئے خاص نہیں ہوئے، مگر ان میں سے طلاق کا مفہوم نکل سکتا ہے وہ کنائی الفاظ ہیں، جیسے: میں نے تجھ کو دور کر دیا، مجھ سے تجھ کو کچھ واسطہ نہیں، مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں، تو مجھ سے جدا ہوگئی، میں نے تجھ کو الگ کر دیا، میرے گھر سے چلی جا، ہٹ دور ہو، میرا تیرا نباہ نہ ہوگا، اپنے ماں باپ کے سر پڑ، اسی طرح کے اور الفاظ کنائی الفاظ ہیں۔

چار کنائی الفاظ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں چار کنائی الفاظ ذکر کئے ہیں، پھر قاعدہ بیان کیا ہے کہ وہ الفاظ جن سے طلاق مراد لی گئی ہو، یعنی ان میں دوسرے معنی کے ساتھ طلاق کا مفہوم بھی ہو وہ سب کنائی الفاظ ہیں، ان میں وقوع طلاق کے لئے نیتِ طلاق ضروری ہے، ورنہ طلاق نہیں ہوگی۔ اور وہ چار الفاظ یہ ہیں:

۱- فَارَقْتُكِ: شوہر نے بیوی سے کہا: میں تجھ سے علاحدہ ہوگیا، میں نے تجھے خیر باد کہہ دیا۔ فارقه مفارقة وفِراقا: علاحدہ ہونا، جدا ہونا۔

۲- سَرَّحْتُكِ: شوہر نے بیوی سے کہا: میں نے تجھے چھوڑ دیا، میں نے تجھے بھیج دیا، میں نے تجھے روانہ کر دیا۔

۳- الْخَلِيَّة: چھوڑی ہوئی، آزاد اونٹنی جو جہاں چاہے چرے، بے شوہر عورت خَلاَ الْمكانُ: خالی ہونا۔

۴- البَرِيَّة: تراشی ہوئی، چھیلی ہوئی، بَرىٰ يَبْرِىْ بَرْيًا، فهو بَرِىٌّ وهى بَرِيَّة۔

شواہد:

پھر پہلے لفظوں (فارقتك اور سرحتك) کے شواہد پیش کئے ہیں کہ ان میں دونوں معنی کا احتمال ہے:

۱- سورۃ الاحزاب آیت ۴۹ میں ہے: ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً﴾: اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کر دو، یہاں صرف روانہ کرنے کے معنی ہیں، کیونکہ طلاق کا ذکر پہلے آچکا ہے: ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ﴾

۲- سورۃ الاحزاب آیت ۲۸ میں ہے: ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً﴾: اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں، یہاں طلاق کے معنی ہیں، کیونکہ پہلے طلاق کا ذکر نہیں آیا۔

۳- سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۹ میں ہے: ﴿الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ، فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾: رجعی طلاق دو مرتبہ کی ہے، پھر قاعدہ کے موافق رکھ لینا ہے یا خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے یعنی عدت گذرنے دینا ہے اور بعض نے تسریح سے تیسری طلاق دینا مراد لیا ہے۔

۴- سورۃ الطلاق آیت ۲ میں ہے: ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾: پھر جب مطلقہ عورتیں اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جائیں تو تم ان کو قاعدہ کے موافق نکاح میں رہنے دو یعنی رجعت کر لو یا قاعدہ کے موافق ان کو رہائی دو یعنی عدت گذر جانے دو یا آخری طلاق دیدو، دونوں معنی کا احتمال ہے۔

۵- نبی ﷺ نے جوازواج کواختیار دیا تھا تو صدیقہؓ سے فرمایا تھا: ''تم فیصلہ کرنے میں جلدی مت کرنا، اپنے والدین سے مشورہ کرکے فیصلہ کرنا'' صدیقہؓ فرماتی ہیں: آپؐ نے یہ بات اس لئے فرمائی تھی کہ آپؐ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے نبی ﷺ سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے، یہاں فراق بمعنی طلاق ہے۔

[٦-] بَابٌ: إِذَاقَالَ: فَارَقْتُكِ، أَوْ سَرَّحْتُكِ، أَوِ الْخَلِيَّةُ، أَوِ الْبَرِيَّةُ، أَوْ مَا عُنِىَ بِهِ الطَّلاَقُ، فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

[١-] وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَراحًاجَمِيْلاً﴾[الأحزاب: ٤٩]

[٢-] وَقَالَ: ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً﴾[الأحزاب:٢٨]

[٣-] وَقَالَ:﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْتَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[البقرة: ٢٢٩]

[٤-] وَقَالَ:﴿أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾[الطلاق:٢]

[٥-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِّى بِفِرَاقِهِ.

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ عَلَىَّ حَرَامٌ

أنتِ علىَّ حرامٌ کلمۂ طلاق ہے

اگرکوئی بیوی سے کہے:أنتِ علىَّ حرامٌ تو کیاحکم ہے؟ اس میں بہت اختلاف ہے، مفسر قرطبی نے اٹھارہ اقوال ذکر کئے ہیں، اوروں نے اور بھی اقوال ذکر کئے ہیں (فتح) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شوہر کی نیت کا اعتبار ہے، اگر ظہار کی نیت ہے ظہار ہوگا، طلاق کی نیت ہے طلاق ہوگی، اور قسم کی نیت ہے قسم ہوگی۔ اور احناف اور امام بخاریؒ کے نزدیک یہ کلمۂ طلاق ہے، کیونکہ ظہار میں بیوی حرام نہیں ہوتی، مگر چونکہ شوہر نے جھوٹ بات کہی ہے اس لئے گناہ ہوا، پس کفارہ دے پھر مقاربت کرے ﴿إِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ —— اسی طرح اگر حلال کو حرام کیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا، نبی ﷺ نے شہد کو حرام کیا تھا: وہ حرام نہیں ہوا تھا، مگر اب شہد استعمال کرے گا تو کفارہ دے گا، اسی طرح حرام کو حلال کرنے سے بھی حرام حرام ہی رہتا ہے، اور کفارہ لازم ہوتا ہے —— اور مذکورہ جملہ جو شوہر نے بیوی سے کہا ہے تو اس نے واقعی بیوی کو حرام کیا ہے، اور عورت نکاح سے حلال ہوتی ہے اور طلاق بائن سے حرام ہوتی ہے، پس یہ جملہ طلاق کے لئے متعین ہے۔

پھر یہ بحث ہوئی کہ یہ صریح طلاق ہے یا کنائی؟ پس جاننا چاہئے کہ لفظ طلاق بھی کنائی لفظ ہے، حافظ صاحب نے ایک واقعہ لکھا ہے: ایک عورت شوہر سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی، شوہر نہیں چھوڑتا تھا، اس نے شوہر سے کہا: مجھے تشبیہ

دے، شوہر نے کہا: تو ہرنی ہے! اس نے کہا: نہیں (یہ تشبیہ مجھے پسند نہیں) شوہر نے کہا: تو گویا کبوتری ہے، عورت نے کہا: نہیں، میں اس وقت راضی ہونگی جب تو خَلِیَّة طالق کہے، شوہر نے کہہ دیا، عورت نے کہا: مجھے طلاق ہوگئی، شوہر نے کہا: میری طلاق کی نیت نہیں تھی، عورت نے کہا: صریح لفظ میں نیت کی حاجت نہیں، یہ نزاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپؓ نے فرمایا: خذ بیدها فهي امرأتك: لے جا، یہ تیری بیوی ہے (طلاق نہیں ہوئی) کیونکہ خلیة کے معنی ہیں: ناقة خلية: عقال سے چھوڑی ہوئی اونٹنی، اور یہی معنی طالق کے ہیں (فتح) غرض لفظ طلاق بھی ازالۂ ملکِ نکاح کے لئے کنائی لفظ ہے، اس کو صریح بنایا ہے عرف واستعمال نے، یہی حال لفظ حرام کا ہے، وہ بھی طلاق کے معنی کے لئے خاص ہوگیا ہے، اس لئے صریح ہے اور بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی، پس اگر شوہر ایک (فرد حقیقی) کی نیت کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی، اور تین (فرد حکمی) کی نیت کرے تو تین طلاقیں واقع ہونگی، اور اگر دو کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ دو عدد ہے طلاق کا فرد نہیں، اس لئے اقل پر محمول ہوگی۔

پھر شامی میں یہ بحث ہے کہ رجعی طلاق واقع ہوگی یا بائن؟ صریح لفظ سے رجعی طلاق واقع ہوتی ہے، لیکن اگر صریح لفظ کی صفت لاکر طلاق کو بھاری کر دیا جائے تو بائن طلاق واقع ہوتی ہے، اور لفظ حرام میں شدت ہے، پس اس کے مقتضی کو بروئے کار لانے کے لئے بائن طلاق واقع ہوگی۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۷-] بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

قَالَ الْحَسَنُ: نِيَّتُهُ.

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِذَا طَلَّقَ ثَلاَ ثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ. فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلاَقِ وَالْفِرَاقِ، وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ، لِأَنَّهُ لاَيُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ: حَرَامٌ، وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ: حَرَامٌ، وَقَالَ فِي الطَّلاَقِ ثَلاَثٌ: لاَتَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[٥٢٦٤-] وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلاَثًا قَالَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَنِيْ بِهٰذَا، فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلاَثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[راجع: ٤٩٠٨]

ترجمہ مع وضاحت: جس نے اپنی بیوی سے کہا: أنتِ عليَّ حرام: تو مجھ پر حرام ہے: تو کیا حکم ہے؟ حضرت حسنؒ نے فرمایا: اس کی نیت ہے اور اہل علم نے کہا (یہ حضرت حسنؒ پر رد ہے): جب کوئی تین طلاقیں دے تو بیوی شوہر پر حرام ہوجاتی ہے، پس نام رکھا علماء نے جدائی کا حرام طلاق اور فراق کی وجہ سے یعنی طلاق سے عورت حرام ہوتی ہے، اور نہیں ہے یہ شوہر اس شخص کی طرح جو کھانے کی چیز کو حرام کرتا ہے، اس لئے کہ حلال کھانے کو حرام نہیں کیا جاسکتا یعنی حلال کو حرام کرنے

سے بھی وہ حرام نہیں ہوتا، اور مطلقہ کو حرام کیا جاتا ہے یعنی وہ حرام ہو جاتی ہے (ابن عمرؓ نے) تین طلاقوں کے بارے میں فرمایا ہے: ''وہ اس کے لئے حلال نہیں رہتی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے (پھر معلق روایت لائے ہیں کہ) جب ابن عمرؓ پوچھے جاتے اس شخص کے بارے میں جو بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے (کہ وہ رجعت کرسکتا ہے یا نہیں؟ تو) فرمایا: اگر تو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دیتا (تو رجعت کرسکتا تھا) کیونکہ نبی ﷺ نے مجھے رجعت کا حکم دیا تھا، مگر جب تو نے تین طلاقیں دیدیں تو اب عورت تجھ پر حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔

[٥٢٦٥-] حدثنا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ، فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَطَلَّقَهَا، وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلٰى شَيْئٍ تُرِيْدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ، وَإِنِّيْ تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِيْ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ، فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً، وَلَمْ يَصِلْ مِنِّيْ إِلٰى شَيْئٍ، أَفَأَحِلُّ لِزَوْجِيْ الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''لَاتَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ، وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ'' [راجع: ٢٦٣٩]

ترجمہ: ایک شخص (رفاعہ قرظی) نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پس اس نے اس کے علاوہ (عبدالرحمٰن بن الزبیرؓ) سے نکاح کیا، پس اس نے (بھی) اس کو طلاق دیدی، اور تھا اس کے پاس پھندنے کی طرح، پس نہیں پہنچی عورت شوہر سے اس چیز تک جو وہ چاہتی تھی، پس زیادہ وقت نہیں گذرا کہ اس نے اس کو طلاق دیدی، پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئی، اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے شوہر نے مجھے طلاق دی، اور میں نے اس کے علاوہ سے نکاح کیا، پس وہ میرے پاس آیا، اور نہیں تھا اس کے پاس مگر پھندنے کی طرح، پس اس نے مجھ سے صحبت نہیں کی مگر بس برائے نام! اور نہیں پہنچا وہ مجھ سے کسی چیز تک، پس کیا میں پہلے شوہر کے لئے حلال ہوئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں حلال ہوگی تو پہلے شوہر کے لئے یہاں تک کہ چکھے دوسرا / پچھلا شوہر تیرا کچھ شہد اور چکھے تو اس کا کچھ شہد! (لاتحلین سے استدلال کیا ہے کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حرام ہوگئی تھی)

بَابٌ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ؟!﴾

بیوی کو حرام کرنے سے قسم ہوگی، طلاق نہیں ہوگی (ابن عباسؓ)

یہ گذشتہ باب کا قرین (ساتھی) باب ہے، گذشتہ باب میں یہ مسئلہ آیا ہے کہ اگر شوہر بیوی سے أنتِ عليَّ حرام کہے تو طلاق ہوگی، ظہار یا یمین نہیں ہوگی، اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ قسم ہوگی، طلاق نہیں ہوگی، اور انھوں نے شہد حرام کرنے کے واقعہ سے استدلال کیا ہے، اس واقعہ میں شہد تو حرام نہیں ہوا تھا، البتہ قسم کا کفارہ ادا

کرنے کا حکم دیا تھا، اسی طرح بیوی حرام (مطلقہ) نہیں ہوگی، بس قسم کا کفارہ دیدے —— اس کا جواب امام بخاری رحمہ اللہ گذشتہ باب میں دے آئے ہیں کہ حلال کو حرام کرنے سے حلال حرام نہیں ہوتا، اور بیوی کو حرام کرنے سے حرام ہوجاتی ہے، پس مقیس مقیس علیہ میں واضح فرق ہے۔

[٨-] بَابُ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ؟!﴾

[٥٢٦٦-] حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، سَمِعَ الرَّبِيْعَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِیْ كَثِيْرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّـهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ بَشَيْئٍ وَقَالَ: ﴿لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[الأحزاب: ٢١] [راجع: ٤٩١١]

قوله: سَمِعَ الربيع سے پہلے أَنَّه پڑھتے وقت بڑھائیں گے.........إذا حرم امرأته: جب کوئی بیوی سے أنتِ علیّ حرام کہے.........ليس بشيئ: طلاق نہیں ہوگی، بلکہ قسم ہوگی، استدلال اسوۂ نبوی سے کیا ہے۔

[٥٢٦٧-] حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ: أَنَّـهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلاً، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلْتَقُلْ: إِنِّیْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "لاَبَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ" فَنَزَلَتْ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾[التحريم: ١-٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِیُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾[التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً"[راجع: ٤٩١٢]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: الْمَغَافِيْرُ شَبِيْهٌ بِالصَّمْغِ يَكُوْنُ فِی الرِّمْثِ، فِيْهِ حَلاَوَةٌ. أَغْفَرَ الرِّمْثُ: إِذَا ظَهَرَ فِيْهِ، وَاحِدُهَا مُغْفُوْرٌ، وَيُقَالُ: مَغَاثِيْرُ.

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹:۵۷۰) آئی ہے، وہاں وقد حلفتُ بھی ہے.........تَوَاصَى القومُ: ایک دوسرے کو وصیت/نصیحت/تلقین کرنا.........تتوبا کی ضمیر کا مرجع بتایا: لعائشة وحفصة......... وإذ أسر: جب چپکے سے کہا: اس کی تفسیر بل شربت عسلا ہے، اور اس کا ضمیمہ آئندہ شہد نہ پینے کی قسم کھانا بھی ہے.........المِغْفَار والمغفور: کھانے کا گوند جو عرفط پودے سے نکلتا ہے جمع مغافير ....صَمْغ: گوند.........الرِّمث: ایک ترش برّی گھاس جو شام کے جنگلات میں زیادہ ہوتی ہے، جب اس میں گوند پھوٹے تو کہیں گے: أغفر الرمث......... مغاثير

ف کے بجائے ث سے بھی بولتے ہیں۔

[۵۲٦٨-] حدثنا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ الْعَسَلَ أَوْ: الْحَلْوَاءَ، وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ، فَيَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَاكَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقِيْلَ لِيْ: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ. فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُوْ مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِيْ: أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ: لَا، فَقُوْلِيْ لَهُ: مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ: سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُوْلِيْ لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكَ، وَقُوْلِيْ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذٰلِكَ.

قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُنَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِيْ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ قَالَ: "لَا" قَالَتْ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: "سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ" فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ: "لَاحَاجَةَ لِيْ فِيْهِ" قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ. قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِيْ. [راجع: ٤٩١٢]

وضاحت: اس حدیث میں اور گذشتہ احادیث میں جو اختلاف ہے اس کو واقعہ کے متعلقات کا اختلاف سمجھنا چاہئے .... **عُكَّة**: کپّی، چمڑے کا گھی یا شہد بھرنے کا برتن .... **لَنَحْتَالَنّ**: ضرور تدبیر کریں گے ہم، مقصد برآری کے لئے ضرور ماہرانہ تدبیر کریں گے ہم .... **جَرَسَ النحلُ**: شہد کی مکھیوں کا پودے کی کلیوں کو چاٹنا، رس چوسنا .... **فأردت**: پس ارادہ کیا میں نے کہ پکار کر پوچھوں میں آپ سے وہ بات جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا، تمہارے ڈر کی وجہ سے .... **اسْكتي**: چپکی رہ! کوئی سن نہ لے، دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔

بَابٌ: لَاطَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

نکاح سے پہلے طلاق نہیں

ترمذی میں حدیث (۱۱٦۵) ہے: **لاطلاق له فيما لايملك**: آدمی جس عورت کا مالک نہیں اس کی طلاق نہیں، یہ حدیث عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ کی سند سے مروی ہے، اور اس سند کی روایات شیخین صحیحین میں نہیں لاتے۔ اور مسئلہ

اتفاقی ہے کہ اجنبیہ کو کوئی طلاق دے تو وہ لغو ہے، اور اگر کوئی ملک وتزوج کے ساتھ معلق کرے تو بھی امام شافعی، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک لغو ہے، ان کے نزدیک تنجیز (فوری) اور تعلیق (آویزاں) کا ایک حکم ہے، حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اور امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک حدیث تنجیز کے ساتھ خاص ہے، تعلیق اس حدیث کا مصداق نہیں، وہ فرماتے ہیں: اگر شرط وجزاء کے درمیان مناسبت ہے یعنی طلاق کی ملک وتزوج کی طرف نسبت کی گئی ہے تو تعلیق معتبر ہے، ورنہ نہیں (تفصیل تحفۃ الالمعی ۴: ۷۰ میں ہے)

آیت کریمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے سب سے پہلے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۹ لکھی ہے: ''اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو، پھر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو، تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو، پس تم ان کو مال ومتاع دیدو، اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کردو''

استدلال: آیت میں نکاح کے بعد طلاق کا ذکر ہے، پس نکاح سے پہلے طلاق نہیں، منجز نہ معلق، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی فرمایا ہے کہ اللہ نے طلاق کو نکاح کے بعد گردانا ہے —— حاشیہ میں ابن التین اور ابن المنیر نے اس استدلال پر اعتراض کیا ہے کہ یہ آیت صرف طلاق منجز کے بارے میں ہے، تعلیق میں تو نکاح کے بعد طلاق واقع ہوتی ہے، جب کہا: إن تزوجتُ فلانةً فهي طالق تو نکاح کے بعد طلاق پڑے گی، موطا مالک (ص:۲۰۳) میں روایت ہے، ایک شخص نے ظہار کو نکاح پر معلق کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ اس عورت سے نکاح کرے تو پہلے ظہار کا کفارہ دے پھر صحبت کرے، پس جب ظہار کی تعلیق صحیح ہے تو طلاق کی بھی صحیح ہے —— پھر حضرت امام بخاریؒ نے ۲۳ اکابرین کے نام لکھے ہیں کہ ان سب حضرات کے نزدیک نکاح سے پہلے طلاق باطل ہے، ان میں اول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور عمرو بن ہرمؒ تبع تابعی ہیں باقی سب تابعین ہیں، اور تابعین کے اجتہادات مجتہدین پر حجت نہیں ہوتے، اور حضرت علیؓ کا قول حضرت عمرؓ والے ظہار کے واقعہ سے متعارض ہے، پھر یُروی (فعل مجہول) استعمال کر کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے، علاوہ ازیں: اس کی وضاحت نہیں کی کہ ان حضرات کی رائیں منجز ومعلق دونوں طلاقوں کے بارے میں تھیں یا صرف منجز کے بارے میں؟ منجز میں تو کوئی اختلاف نہیں۔

[۹-] بَابٌ: لَاطَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا، فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلاً﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ.

وَيُرْوَى فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ، وَسَعِيْدِ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ، وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَشُرَيْحٍ، وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَالْقَاسِمِ، وَسَالِمٍ، وَطَاوُسٍ، وَالْحَسَنِ، وَعِكْرِمَةَ، وَعَطَاءٍ، وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَمُجَاهِدٍ، وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهَا لَاتَطْلُقُ.

بَابٌ: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ: هٰذِهِ أُخْتِيْ: فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ

کسی مجبوری میں بیوی کو بہن کہا تو نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑا

بیوی کو اںا، امی یا بہن کہنا 'اوپرا' ہے (عرب میں بیوی کو أبوی کہہ کر خطاب کرتے ہیں) لیکن اگر کسی مجبوری میں بہن وغیرہ کہے تو اس سے نکاح متأثر نہیں ہوتا، کیونکہ یہ نہ طلاق کے الفاظ ہیں نہ ظہار کے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جابر بادشاہ کے سامنے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو 'بہن' کہا تھا۔ اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔

[۱۰-] بَابٌ: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ: هٰذِهِ أُخْتِيْ: فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ

قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ: هٰذِهِ أُخْتِيْ، وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَأَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ، وَالشَّكِّ وَغَيْرِهِ

(۱) مکرہ کی طلاق (۲) مدہوش اور مجنون کا معاملہ (۳) طلاق میں غلطی اور بھول (۴) طلاق میں شک وغیرہ

یہ لمبا اور الجھا ہوا باب ہے، اس باب میں چار باتیں بیان کی ہیں:

۱-مکرہ کی طلاق:

طلاقِ مکرہ میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور احناف کے نزدیک واقع ہوجاتی ہے، کیونکہ اس میں رضامندی کا پہلو ہوتا ہے، مکرہ جان بچانے کے لئے طلاق دیتا ہے۔

۲-مدہوش اور مجنون کا معاملہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مدہوش (نشہ میں چور) اور پاگل کا معاملہ یکساں ہے، دونوں کی طلاقیں واقع نہیں ہوتیں، ائمہ اربعہ کی رائے مجنون کے سلسلہ میں یہی ہے، مگر مدہوش میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک سکران کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے وقوع اور عدم وقوع کی دونوں روایتیں ہیں (ابن بطال) امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی سکران کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۳-طلاق میں غلطی اور بھول:

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق میں غلطی یا بھول ہوجائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی، یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک صریح لفظ منہ سے نکل گیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

۴-طلاق میں شک وغیرہ:

وہمی جس کو طلاق میں شک ہو کہ دی یا نہیں دی؟ اس کی طلاق بالا جماع واقع نہیں ہوگی ـــــ اور وغیرہ سے مراد کنایات اور تعلیقات ہیں، باب میں ان کا بیان بھی ہے۔

اور باب کی روایات میں کوئی ترتیب نہیں، اس لئے ان کی شرح روایات ذکر کرنے کے بعد کی جائے گی۔

[۱۱-] بَابُ الطَّلَاقِ فِي الإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَأَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ، وَالشَّكِّ وَغَيْرِهُ

ترجمہ: لاک (بند) کرنے اور زبردستی کرنے میں طلاق کا بیان ـــــ اور مدہوش (بدمست، متوالا) اور مجنون (پاگل) اور دونوں کا معاملہ ـــــ اور طلاق میں غلطی اور بھول کا بیان ـــــ اور شک (وہم) اور اس کے علاوہ (تعلیقات وکنایات) کا بیان۔

وضاحت: إغلاق: مصدر ہے، أَغْلَقَ فلانا على شيئ: کسی سے زبردستی کوئی کام کرانا، غَلَقَ الباب: دروازہ لاک کرنا ـــــ اور کُرْہ بھی مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: ناپسند کرنا (أحب کی ضد) ـــــ چونکہ اغلاق کے معنی غضب (غصہ) کے بھی کئے گئے ہیں اس لئے عطف تفسیری لاکر اغلاق کے معنی متعین کئے ـــــ السَّکران کا عطف الطلاق پر ہے أي باب السكران والمجنون وأمرهما یعنی دونوں کا معاملہ یکساں ہے ـــــ اور الشك: ہمارے نسخہ میں الشرك ہے، اور گیلری میں الشك ہے، اور یہی صحیح ہے، کیونکہ باب میں شرک کا کوئی تذکرہ نہیں، موسوس (شکی) کا تذکرہ ہے ـــــ اور غیرہ سے مراد کنایات وتعلیقات ہیں، اور ضمیر کا مرجع الشك ہے۔

[۱-] لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى"

[۲-] وَتَلَا الشَّعْبِيُّ: ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ [البقرة: ۲۸۶]

[۳-] وَمَا لَايَجُوْزُ مَنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوَسِ.

[۴-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلَّذِيْ أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ: "أَبِكَ جُنُوْنٌ؟"

۱-حدیث: اعمال کا نیت سے موازنہ کیا ہوا ہے، اور ہر انسان کے لئے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

استدلال: باب کی سبھی باتوں پر حدیث سے استدلال کیا ہے، سب صورتوں میں طلاق کی نیت نہیں ہوتی، اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی۔

غور طلب: حدیث کے تحت بالاجماع عبادات مقصودہ آتی ہیں، اور عبادات غیر مقصودہ ــــ وضوء اور غسل ــــ حدیث کے تحت آتی ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک آتی ہیں، اس لئے ان میں بھی نیت ضروری ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں آتیں، اس لئے بے نیت بھی صحیح ہیں۔ اور طلاق تو ایک معاملہ ہے وہ حدیث کے تحت کیسے آئے گی؟

۲- عامر شعبی رحمہ اللہ نے تلاوت کی: ''ہم پر دارو گیر نہ فرمائیں اگر ہم بھولیں یا چوکیں!''

استدلال: باب کے تیسرے جزء پر استدلال کیا ہے کہ طلاق میں بھول چوک یا غلطی ہوجائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

غور طلب: دارو گیر نہ کرنے کا مطلب ہے: گناہ معاف کرنا، طلاق سے درگذر کرنا اس کے معنی نہیں ہیں، بچہ بچے کو ذبح کردے تو گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ بچہ غیر مکلّف ہے، لیکن نتیجہ تو مرتب ہوگا، بچہ مرجائے گا، اسی طرح بھول چوک کر یا غلطی سے طلاق دینے میں گناہ نہ ہوگا، مگر نتیجہ تو مرتب ہوگا، طلاق واقع ہوجائے گی۔

۳- موسوس (شکی اور وہمی آدمی) کا اقرار درست نہیں (پس اس کی طلاق بھی درست نہیں) باب کے چوتھے جزء پر استدلال کیا ہے۔

غور طلب: اقرار از قبیل معاملات ہے، جس میں ہزل (غیر سنجیدگی) مؤثر ہوتا ہے، اور طلاق از قبیل ایمان ہے، جس میں ہزل مؤثر نہیں ہوتا، پس اگر شکی مزاج آدمی طلاق دے تو واقع ہوگی، وہ پاگل (مفقود العقل) نہیں ہے۔

۴- پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوگی، وہ مفقود العقل ہونے کی وجہ سے مکلّف نہیں، اسی طرح اس کا اقرار بھی معتبر نہیں، نبی ﷺ نے ماعزؓ سے پوچھا تھا: تو پاگل تو نہیں؟! معلوم ہوا کہ اگر وہ پاگل ہوتے تو ان کا اقرار زنا معتبر نہ ہوتا۔

[٥-] وَقَالَ عَلِيٌّ: بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَلُوْمُ حَمْزَةَ، فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

[٦-] وَقَالَ عُثْمَانُ: لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ.

[٧-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ.

[٨-] وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لَايَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ.

۵- اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حمزہؓ نے میری دو جوان اونٹنیوں کی کوکھیں پھاڑ دیں، پس نبی ﷺ حمزہؓ کو

مکتبہ حجاز دیوبند

ملامت کرنے لگے، پس اچانک حمزہؓ نشہ میں چور تھے، ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، پس حمزہؓ نے کہا: "نہیں ہو تم مگر میرے باپ کے غلام!" پس نبی ﷺ سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چور ہیں، پس آپؐ نکل آئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ نکل آئے یہ واقعہ پہلے (تحفۃ القاری ۸۶:۸) گذرا ہے —— اس سے استدلال یہ کیا ہے کہ مدہوش معذور ہے، حضرت حمزہؓ نے جو گستاخانہ بات کہی تھی اس سے ان کے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑا، پس نشہ کی حالت میں طلاق وغیرہ صادر ہوں تو ان کا بھی کوئی اعتبار نہیں —— لیکن یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے، اور آج بھی اگر کوئی مباح چیز کھائے پیئے اور نشہ چڑھ جائے اور نشہ میں طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، درمختار میں ہے: لو زال عقله بالصداع أو بمباح لم يقع۔

۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی طلاق نہیں پاگل کی اور نہ مدہوش کی۔

۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مدہوش اور زبردستی کیے ہوئے کی طلاق نافذ نہیں۔

۸- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہمی (شکی) کی طلاق جائز نہیں۔

ملحوظہ: مجنون میں سلف میں کوئی اختلاف نہیں تھا، اور سکران اور مکرہ میں اختلاف تھا، اور وہمی کی طلاق چاروں ائمہ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے، البتہ اگر وہ طلاق کی خبر دے اور کبھی کچھ کہے اور کبھی کچھ کہے تو اس کا اعتبار نہیں، لأن اليقين (النكاح) لايزول بالشك۔

[۹-] وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ.

[۱۰-] وَقَالَ نَافِعٌ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْئٍ.

[۱۱-] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ- فِيمَنْ قَالَ: إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِى طَالِقٌ ثَلَاثًا -: يُسْئَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ، حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِيْنِ، فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ، جُعِلَ ذٰلِكَ فِى دِيْنِهِ وَأَمَانَتِهِ.

تعلیقات کا بیان:

۹- اگر کسی نے بیوی کی طلاق کو حرفِ شرط کے ساتھ معلق کیا تو خواہ حرفِ شرط پہلے لائے یا بعد میں: دونوں صورتوں میں تعلیق صحیح ہے، عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر طلاق سے شروع کرے یعنی حرفِ شرط بعد میں لائے اور کہے: أنت طالق إن دخلت الدار: تو اس کے لئے اس کی شرط ہے یعنی تعلیق صحیح ہے (اور شرط مقدم کرے تو بہ درجۂ اولیٰ صحیح ہے) یہ قول پہلے (تحفۃ القاری ۱۱۵:۶) آیا ہے۔

۱۰- نافع رحمہ اللہ نے کہا: ایک شخص نے اپنی بیوی کو قطعی (پکی) طلاق دی اگر وہ نکلی یعنی گھر سے نکلنے پر طلاق بائن معلق

کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر وہ نکلی تو بالیقین شوہر سے جدا کر دی گئی، اور نہیں نکلی تو کوئی چیز نہیں یعنی تعلیق صحیح ہے، شرط پائی جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

۱۱- امام زہری رحمہ اللہ نے کہا —— اس شخص کے بارے میں جس نے کہا: اگر میں یہ اور یہ کام نہ کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں —— (امام زہریؒ نے فرمایا:) پوچھا جائے وہ اس کی بات کے بارے میں، اور جس پر اس نے اپنے دل کو باندھا ہے جب اس نے وہ قسم کھائی تھی یعنی تعلیق کی تھی کہ اس کی نیت کیا تھی؟ پس اگر اس نے کوئی مدت مقرر کی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے اور اس پر اپنے دل کو مضبوط کیا ہے جبکہ اس نے قسم کھائی تھی تو گردانی جائے گی وہ بات اس کے دین اور اس کی امانت میں یعنی اگر اس کی نیت یمین فور کی تھی تو وہ نیت دیانۃً معتبر ہوگی (قضاءً معتبر نہ ہوگی)

[۱۲-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: إِنْ قَالَ: لاَ حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ، نِيَّتُهُ، وَطَلاَقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ.

[۱۳-] وَقَالَ قَتَادَةُ: إِذَا قَالَ: إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلاَ ثًا، يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً، فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ.

[۱٤-] وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا قَالَ: الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ: نِيَّتُهُ.

[۱٥-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الطَّلاَقُ عَنْ وَطَرٍ، وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

[۱٦-] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنْ قَالَ: مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِيْ: نِيَّتُهُ، وَإِنْ نَوَى طَلاَقًا فَهُوَ مَا نَوَى.

مکتبہ حجاز دیوبند

کنایات وغیرہ کا بیان:

۱۲- ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر شوہر نے کہا: "کچھ ضرورت نہیں میری تیرے اندر" تو اس کی نیت ہے یعنی یہ طلاق کا کنائی لفظ ہے (اور دوسری بات یہ فرمائی کہ) ہر قوم کی طلاق اس کی زبان میں ہے یعنی طلاق میں عرف کا اعتبار ہے کہ کونسے الفاظ صریح ہیں اور کونسے کنائی۔

۱۳- اور قتادہؒ نے کہا: جب شوہر نے کہا: جب تو حاملہ (پُر امید) ہو جائے تو تجھے تین طلاقیں (یہ تعلیق ہے، پس) صحبت کرے وہ اس سے ہر پاکی کے وقت ایک مرتبہ، پس اگر اس کا حمل واضح ہو جائے تو یقیناً وہ بائنہ ہوگئی (کیونکہ شرط پائی گئی)

۱۴- اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: جب شوہر نے کہا: تو اپنے میکے چلی جا: تو اس کی نیت ہے یعنی یہ کنائی لفظ ہے۔

۱۵- اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: طلاق حاجت سے ہے یعنی وہ ایک معاشرتی ضرورت ہے، پس بے ضرورت طلاق نہیں دینی چاہیئے اور آزاد کرنا وہ ہے جس سے اللہ کی خوشنودی چاہی گئی ہے یعنی اعتاق عبادت ہے (یہ حضرت نے ازالۂ ملک نکاح اور ازالۂ ملک رقبہ میں فرق بیان کیا)

۱۶- اور امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: اگر شوہر نے کہا: تو میری بیوی نہیں! تو اس کی نیت ہے اور اگر اس نے طلاق کی نیت

کی ہے تو وہ ہے جو اس نے نیت کی ہے یعنی طلاق ہوگی، کیونکہ یہ بھی کنائی لفظ ہے۔

[١٧-] وَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلاثٍ: عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

[١٨-] وَقَالَ عَلِيٌّ: وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ.

[٥٢٦٩-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ" [راجع: ٢٥٢٨]

قَالَ قَتَادَةُ: إِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

۱۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جو زنا سے حاملہ تھی، حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قلم تین شخصوں سے اٹھا دیا گیا ہے: پاگل سے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہوجائے، اور بچہ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے —— پس مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اس پر اجماع ہے۔

۱۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر طلاق نافذ ہے مگر کم عقل کی طلاق (نافذ نہیں) —— معتوہ: کے لغوی معنی ہیں: آفت زدہ، کم عقل، مگر مراد مکمل پاگل ہے، ترمذی (حدیث ۱۱۷۶) میں حدیث مرفوع ہے: کل طلاق جائز إلا طلاقَ المعتوه المغلوب علی عقله: ہر طلاق نافذ ہے سوائے معتوہ کی طلاق کے جس کی عقل ختم ہوگئی ہو (عطف بیان اس لئے لائے ہیں کہ معتوہ سے کامل پاگل مراد ہے)

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے درگذر کیا ہے میری امت سے ان باتوں سے جن کے ساتھ ان کے دل (ان سے) باتیں کرتے ہیں: جب تک وہ عمل نہ کرے یا منہ سے نہ بولے —— چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ (راوی) نے کہا: جب کسی نے اپنے دل میں طلاق دی تو وہ کچھ نہیں! (طلاق کے لئے تلفظ ضروری ہے)

[٥٢٧٠-] حدثنا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْسَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ زَنٰى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ، فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَدَعَاهُ، فَقَالَ: "هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ؟ هَلْ أُحْصِنْتَ؟" قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ. [أطرافه: ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٠، ٦٨٢٦، ٧١٦٨]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قبیلہ اسلم کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا درانحالیکہ آپؐ مسجد میں تھے، اس نے کہا: بے شک اس نے زنا کیا ہے! پس آپؐ نے اس سے روگردانی کی، پس وہ اس گوشہ میں ہو گیا جدھر آپؐ نے رخ پھیرا تھا، پس اس نے اپنے خلاف چار گواہیاں دیں (اقرار کیا) پس آپؐ نے اس کو بلایا اور پوچھا: کیا تو پاگل تو نہیں؟ (اس نے کہا: نہیں! آپؐ نے پوچھا:) تیری شادی ہوگئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس آپؐ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ (عید کی) نماز پڑھنے کی جگہ میں سنگسار کیا جائے، پس جب اس کو پتھروں نے بے چین کر دیا تو وہ بھاگا، یہاں تک کہ حرّہ میں پکڑا گیا، پس وہ قتل کیا گیا۔

[۵۲۷۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنَى - يَعْنِيْ نَفْسَهُ - فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنَى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهُ، فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَعْرَضَ، فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ، فَقَالَ: "هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ؟" قَالَ: لاَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ" وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ. [أطرافه: ۶۸۱۵، ۶۸۲۵، ۷۱۶۷]

[۵۲۷۲-] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى بِالْمَدِيْنَةِ، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ، فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ. [راجع: ۵۲۷۰]

مکتبہ حجاز دیوبند

وضاحت: پہلی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی تھی، یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس میں بھی حضرت ماعزؓ کا واقعہ ہے، اور وعن الزهری سے حضرت جابرؓ کی سند سے حدیث ابی ہریرۃ میں اضافہ ہے۔

لغات: الأخِر (خ کا زیر): محروم، کم نصیب، بدنصیب .... أَذْلَقَ فلانا: بے چین کرنا، پریشان کرنا ذَلِقَ فلان: بے چین و مضطرب ہونا .... جَمَزَ فلان: تیز چلنا، بھاگنا۔

بَابُ الْخُلْعِ، وَكَيْفَ الطَّلاَقُ فِيْهِ؟

خلع، اور اس میں طلاق کی نوعیت

خلع (ف) خَلْعًا (بالفتح) اتارنا (کپڑا یا جوتا وغیرہ) نکالنا، اور خَلَعَ (ف) خُلْعًا: (بالضم) مال کے عوض میں بیوی کو طلاق دینا، خلع اور طلاق علی المال حقیقت میں ایک ہیں، بس لفظوں کا فرق ہے، اگر زوجین کی گفتگو میں لفظ خلع آیا ہے تو خلع ہے، اور

لفظ طلاق آیا ہے تو طلاق علی المال ہے، اور دونوں صورتوں میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی، اور عورت پر مال لازم ہوگا، اور اگر دو یا تین طلاقوں کا تذکرہ ہے تو حسب صراحت طلاقیں واقع ہونگی، البتہ شوافع اور ابن تیمیہ کے نزدیک خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں، اور اختلاف کا اثر دو باتوں میں ظاہر ہوگا: ایک: جمہور کے نزدیک مختلعہ کی عدت تین حیض یا تین طہر ہیں، اور فریق ثانی کے نزدیک عدت ایک حیض یا ایک طہر ہے۔ دوم: خلع کے بعد بار بار تجدید نکاح اور خلع ہوسکتا ہے اور عورت مغلظہ نہیں ہوگی، اور جمہور کے نزدیک تین طلاقوں پر خلع کرنے سے یا تین بار خلع کرنے سے عورت مغلظہ ہوجائے اور تحلیل ضروری ہوگی۔

خلع کا ذکر قرآن میں:

سورۃ البقرۃ (آیت ۲۲۹) میں ہے: ﴿وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَّخَافَا أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهِ، تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلاَ تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾: اور تمہارے لئے حلال نہیں (کہ بوقت طلاق) لوتم اس میں سے کچھ بھی جو تم نے ان کو دیا ہے، مگر یہ کہ ڈریں میاں بیوی کہ وہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے، پس اگر دونوں کو اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس مال (کے لینے دینے) میں جس کے ذریعہ عورت اپنی جان چھڑائے، یہ خدائی ضابطے ہیں، پس تم ان سے باہر مت نکلو، اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل ہی باہر نکل جائے گا تو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں۔

شانِ نزول: ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں آئی، اور عرض کیا: میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں، اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی، وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا، نہ اس کے اخلاق اور دینداری پر مجھ کو کچھ اعتراض ہے، مگر وہ ٹھگنا بدصورت ہے، اس لئے مجھے اس سے طبعی نفرت ہے، نبی ﷺ نے عورت سے مہر واپس کرادیا اور شوہر سے طلاق دلوادی، اس پر یہ آیت اتری۔

مسئلہ: مردوں کو روا نہیں کہ عورت کو جو مہر دیا ہے بوقت طلاق اس کو واپس لینے لگیں، البتہ اگر زوجین میں موافقت نہ ہو، اور اس بات کا اندیشہ ہو کہ احکام خداوندی کی معاشرت باہمی میں پابندی نہ کرسکیں تو مال لے کر خلع کرنا جائز ہے، ورنہ مال لینا زوج کو حرام ہے۔

مسئلہ: خلع کرنے کے لئے قاضی کی اجازت ضروری نہیں، یہ زوجین کا پرائیوٹ معاملہ ہے (قالہ عمرؓ)

مسئلہ: شوہر نے عورت کو مہر میں جو زیور دیا ہے یا چڑھایا ہے وہ خلع میں واپس لیا جاسکتا ہے (قالہ عثمانؓ)

[۱۲-] بَابُ الْخُلْعِ، وَكَيْفَ الطَّلاَقُ فِيْهِ؟

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَلاَيَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿الظَّالِمُوْنَ﴾

[۲-] وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ.

[٣-] وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا.

[٤-] وَقَالَ طَاوُسٌ: ﴿إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ فِيْمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ، وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ: لَايَحِلُ حَتّٰى تَقُوْلَ: لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

۱-آیت کا ترجمہ آ گیا۔

۲-اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلطان (قاضی) کے ورے خلع کے اجازت دی۔

۳-اور حضرت عثمانؓ نے عورت کی سر کی چوٹی سے ورے خلع کی اجازت دی، یعنی کانوں کی بالیاں، ناک کا کانٹا، گلے کا ہار، ہاتھوں کی چوڑیاں اور پیروں کے پازیب وغیرہ جو زیور چڑھایا ہے یا مہر میں دیا ہے: اس کو خلع میں واپس لے سکتا ہے۔

۴-ارشادِ پاک ہے: ’’مگر یہ کہ زوجین کو اندیشہ ہو کہ دونوں خدائی احکام کی پابندی نہیں کر سکیں گے‘‘ حضرت طاؤسؒ نے فرمایا: معاشرت اور رفاقت کے سلسلہ میں زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر جو مقررہ حقوق ہیں ان کو بجا نہیں لا سکیں گے۔ اور طاؤسؒ احمقوں کی بات نہیں کہتے تھے کہ خلع جائز نہیں یہاں تک کہ عورت کہے: میں تیرے لئے جنابت کا غسل نہیں کروں گی یعنی صحبت نہیں کرنے دونگی، اتنی ناچاقی ہو جائے تب خلع جائز ہے، یہ احمقانہ بات ہے، حضرت طاؤسؒ نے یہ تفسیر نہیں کی۔

[٥٢٧٣-] حدثنا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثَابِتُ ابْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ، وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟" قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً" [أطرافه: ٥٢٧٤، ٥٢٧٥، ٥٢٧٦، ٥٢٧٧]

[٥٢٧٤-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهٰذَا، وَقَالَ: "تَرُدِّيْنَ حَدِيْقَتَهُ؟" قَالَتْ: نَعَمْ، فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ يُطَلِّقُهَا.

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "وَطَلِّقْهَا" [راجع: ٥٢٧٣]

[٥٢٧٥-] وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَا أَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ، وَلٰكِنِّيْ لَا أُطِيْقُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟" قَالَتْ: نَعَمْ. [راجع: ٥٢٧٣]

[٥٢٧٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُوْ نُوْحٍ، حَدَّثَنَا

جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَنْقِمُ عَلٰی ثَابِتٍ فِی دِیْنٍ وَلاَ خُلُقٍ، إِلَّا أَنِّیْ أَخَافُ الْکُفْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهُ؟" فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَرَدَّتْ عَلَیْهِ، وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا. [راجع: ۵۲۷۳]

[۵۲۷۷-] حدثنا سُلَیْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ عِکْرِمَةَ: أَنَّ جَمِیْلَةَ، فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ. [راجع: ۵۲۷۳]

وضاحت: یہ مختلف سندوں سے ایک ہی واقعہ ہے، اوراس کا خلاصہ شانِ نزول میں بیان کردیا ہے ـــــ خلع کرنے والی خاتون کون تھیں؟ اس سلسلہ میں روایتیں مختلف ہیں، اور یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے، اوراب اس کی تعیین کی حاجت نہیں ـــــ حضرت ثابتؓ: نبی ﷺ کے مقرر تھے، کسی موقعہ پر تقریر کرنی ہوتی تو ان کو بھیجا جاتا ـــــ انھوں نے بیوی کو مہر میں کھجور کا باغ دیا تھا، نبی ﷺ نے وہ واپس کرادیا اور طلاق دلوادی ـــــ **قولھا: ما أَعْتِبُ علیه:** میں ان پر اظہار ناراضگی نہیں کرتی اخلاق میں اور نہ دین میں یعنی نہ ان کے اخلاق برے ہیں، نہ دینداری میں کمی ہے، مگر میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں یعنی وہ صحابی ہیں، ان سے اگر میری نفرت بڑھتی گئی تو میرے ایمان کی خیر نہیں، اس لئے میں ان سے جدا ہوجانا چاہتی ہوں ـــــ **قولھا: ما أَنْقِمُ:** نہیں عیب لگاتی میں۔

بَابُ الشِّقَاقِ، وَهَلْ یُشِیْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ؟

زوجین میں ضدا ضدی، اور ضرر کا اندیشہ ہوتو ثالث خلع کا مشورہ دے سکتے ہیں

سورۃ النساء کی آیات ۳۴و۳۵ میں فیملی لائف کی استواری کا بیان ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ، وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ، فَإِنْ أَطَعْنَکُمْ فَلاَ تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلاً، إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا ○ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَکَمًا مِّنْ أَهْلِهَا، إِنْ یُرِیْدَا إِصْلاَحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا، إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا﴾: مرد عورتوں کے نگہبان ہیں: بایں وجہ کہ اللہ نے بعض کو بعض پر برتری بخشی ہے، اور بایں وجہ کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک بیبیاں اطاعت شعار اور بحفاظتِ الٰہی پوشیدہ چیز کی حفاظت کرنے والی ہیں، اور جن عورتوں کی بد دماغی کا اندیشہ ہو ان کو فہمائش کرو، اور ان کو خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو، اور ان کی تادیب کرو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو، بے شک اللہ تعالیٰ بالا بڑے ہیں ○ اور اگر تمہیں زوجین میں ضدا ضدی کا اندیشہ ہوتو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک

ثالث عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر وہ دونوں اصلاح کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ زوجین میں موافقت کردیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے بڑے باخبر ہیں۔

تفسیر: فیملی لائف کی استواری کا مدار اس پر ہے کہ زوجین میں سے ایک بالا دست اور ایک زیر دست ہو، ایک کہے اور دوسرا اس کی بات مانے تو گھر جنت کا نمونہ ہوگا، اور اگر دونوں ہاتھ برابر ہوگئے تو گھر ٹوٹ جائے گا —— اور بالا دستی کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے دو وجوہ سے مردوں میں رکھی ہے، اور ماتحتی کی عورتوں میں: اول: تکوینی ہے، اللہ تعالیٰ نے تخلیق میں مردوں کو برتری بخشی ہے، جیسے بیچ کی انگلی لمبی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا ہی بنایا ہے، کان بازو میں ہیں اور ناک چہرے کے بیچ میں، اللہ کی حکمت کا یہی تقاضا ہے، تخلیق میں کسی کو چوں چرا کرنے کی مجال نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تخلیق میں مردوں کو عورتوں پر برتری بخشی ہے، اس لئے وہی بالا دست ہونگے۔ دوم: اکتسابی ہے، مرد مال خرچ کرتے ہیں، مہر اور نان ونفقہ دیتے ہیں، اور انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے، پس عورت مرد کی اطاعت کرسکتی ہے، اس کا برعکس نہیں ہوسکتا۔

پھر فرمایا: نیک عورتوں میں —— جن کا تناسب ننانوے فی صد ہے —— دو خوبیاں ہوتی ہیں: **ایک**: وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں، اللہ کی اور شوہروں کی اطاعت کرتی ہیں (دونوں اطاعتوں میں تلازم ہے) دوم: وہ ناموس کی حفاظت کرتی ہیں، اور یہ کام اگرچہ مشکل ہے، مگر اللہ کی حفاظت شامل حال ہوجائے تو کچھ مشکل نہیں۔

پھر فرمایا: اگر کوئی عورت شوہر کی اطاعت نہ کرے، ماتحتی قبول نہ کرے اور اس کی بد دماغی کا اندیشہ ہو تو اپنے طور پر بالترتیب تین طریقوں سے اس کی اصلاح کرو، زبانی فہمائش کرو، اپنے ساتھ نہ لٹاؤ، اور تادیبی کاروائی کرو، اس طرح معاملہ قابو میں آجائے تو عورتوں کو خواہ مخواہ پریشان مت کرو۔

پھر فرمایا: اگر معاملہ قابو میں نہ آئے تو آخری تدبیر یہ ہے کہ اولیاء اور حکام کمیشن بھیجیں، ایک آدمی مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی عورت کے خاندان سے بھیجیں، وہ زوجین میں موافقت کی کوشش کریں، ان شاء اللہ ان کی محنت بارآور ہوگی۔

اور فرض کرو اگر ان کی ثالثی بھی سودمند نہ ہو تو اگر قصور مرد کا ہے تو اس سے بلا معاوضہ طلاق دلوادیں، اور قصور عورت کا ہے تو اس کو خلع کا مشورہ دیں، وہ مہر معاف کرکے چھٹکارہ حاصل کرے، تاکہ شوہر کو ضرر نہ پہنچے۔

[۱۳-] بَابُ الشِّقَاقِ، وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ؟

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿خَبِيْرًا﴾

[۵۲۷۸-] حدثنا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ بَنِي الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْا فِي أَنْ يَنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ! فَلاَ آذَنُ"

[راجع: ۹۲۶]

وضاحت: آیت کا ترجمہ اوپر آ گیا............اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴۰۲:۶) آئی ہے............اور استدلال باب کے پہلے جزء پر ہے، اگر علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کریں گے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شقاق ہوگا۔

بَابٌ: لاَيَكُوْنُ بَيْعُ الأَمَةِ طَلاَقًا

منکوحہ باندی کو فروخت کرنے سے طلاق نہیں ہوتی

مملوکہ باندی آقا کی گویا بیوی ہے، وہ اس سے متمتع ہوسکتا ہے، لیکن اگر آقا کسی سے اس کا نکاح کردے تو اب وہ اس کو بیوی کے طور پر استعمال نہیں کرسکتا، پھر اگر آقا اس منکوحہ باندی کو بیچ دے تو ایک رائے یہ تھی کہ بیع سے باندی کو طلاق ہوجاتی ہے، پس دوسرا آقا اس کو بیوی کے طور پر استعمال کرسکتا ہے، اور ان کی دلیل: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ تھی یعنی شوہر والی عورتیں حرام ہیں مگر باندیاں مستثنیٰ ہیں (النساء ۲۴) مگر جمہور (ائمہ اربعہ) کے نزدیک بیع سے طلاق نہیں ہوتی، پس دوسرا آقا بھی اس باندی سے بیوی کی طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اور دلیل حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے، جب ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خریدا تو ان کو خیارِ عتق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو شوہر کے ساتھ رہیں، اور چاہیں تو علاحدگی اختیار کریں۔ یہ اختیار دینا دلیل ہے کہ بیع سے طلاق نہیں ہوئی۔ اور مذکورہ آیت کریمہ خاص ہے جہاد میں قید میں آنے والی عورتوں کے ساتھ (اور حدیث پہلے گذر چکی ہے)

مکتبہ حجاز دیوبند

[١٤-] بَابٌ: لاَيَكُوْنُ بَيْعُ الأَمَةِ طَلاَقًا

[٥٢٧٩-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَتْ: كَانَ فِى بَرِيْرَةَ ثَلاَثُ سُنَنٍ، إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ، فَخُيِّرَتْ فِىْ زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ: "أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ؟" قَالُوْا: بَلٰى، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ، وَأَنْتَ لاَ تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: "عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ" [راجع: ٤٥٦]

بَابُ خِيَارِ الأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

باندی غلام کے نکاح میں ہو تو خیارِ عتق ملے گا

منکوحہ باندی اگر آزاد ہوجائے تو اس کو خیارِ عتق ملتا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ اختیار کس صورت میں ملتا ہے؟ ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک اگر باندی کی آزادی کے وقت شوہر غلام ہے تو باندی کو خیار حاصل ہوگا، اور آزاد

ہے خواہ حرّ الاصل ہو یا بیوی سے پہلے آزاد ہو چکا ہوتو بیوی کو خیارِ عتق حاصل نہیں ہوگا —— اور احناف کے نزدیک دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا —— اور اس مسئلہ میں صرف حضرت بریرۃؓ کا واقعہ ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی آزادی کے وقت ان کے شوہر —— مُغیث رضی اللہ عنہ —— آزاد ہو چکے تھے یا غلام تھے؟ دونوں طرح کی روایات ہیں، اور دونوں اعلی درجہ کی صحیح ہیں، مگر امام بخاریؒ صرف کان عبدًا والی روایت لائے ہیں، کان حُرًّا کی روایت کے لئے حاشیہ دیکھیں —— اور اختلاف کی بنیاد خیار کی علت کا اختلاف ہے، احناف کے نزدیک علت ازدِیاد ملک ہے، جو دونوں صورتوں میں پائی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک عار کا لاحق ہونا ہے، جو صرف غلام ہونے کی صورت میں پائی جاتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الالمعی (۳:۵۹۴)

[۱۵-] بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

[۵۲۸۰-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ. [أطرافه: ۵۲۸۱، ۵۲۸۲، ۵۲۸۳]

[۵۲۸۱-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ فُلاَنٍ- يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ - كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ، يَبْكِيْ عَلَيْهَا. [راجع: ۵۲۸۰]

[۵۲۸۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ: مُغِيْثٌ، عَبْدًا لِبَنِيْ فُلاَنٍ، كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَاءَ هَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ. [راجع: ۵۲۸۰]

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ

نبی ﷺ نے سفارش کی کہ بریرۃ شوہر کے ساتھ رہیں

یہ باب افادۂ مزید کے لئے ہے، مقصد کان عبداً والی روایت لانا ہے، جب بریرۃؓ کام کاج کے لئے نکلتیں تو ان کے شوہر —— مغیثؓ جن سے بریرۃؓ نے جدائی اختیار کرلی تھی —— پیچھے پیچھے روتے ہوئے چلتے تھے، وہ ان کو پٹانا چاہتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ رہنا منظور کریں، اس میں اشارہ ہے کہ وہ بھی آزاد ہو چکے تھے، ورنہ مولیٰ کے کاموں میں مشغول ہوتے، اور کان عبدًا کی روایت ما کان کے اعتبار سے ہے، اور کان حرًا کی روایت حال کے اعتبار سے، اس کے برعکس نہیں ہوسکتا —— اور حدیث سے یہ بات نکلی کہ مستحب پر عمل ضروری نہیں، نبی ﷺ نے مشورہ دیا تھا اور مشورہ پر عمل مستحب ہے، اس لئے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے شوہر کے ساتھ رہنا منظور نہ کیا۔

[۱۶-] بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ

[۵۲۸۳-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ: مُغِيْثٌ، كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ، وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِعَبَّاسٍ: "يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا" فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ رَاجَعْتِيْهِ" قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: "إِنَّمَا أَشْفَعُ" قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ. [راجع: ۵۲۸۰]

بَابٌ

گذشتہ سے پیوستہ باب سے متعلق روایت

یہ باب کالفصل من الباب السابق ہے، اس باب کی روایت میں بھی بریرہؓ کو اختیار دینے کا ذکر ہے، مگر ان کے شوہر غلام تھے یہ بات اس حدیث میں نہیں ہے، اس لئے الگ باب قائم کر کے روایت لائے ہیں۔

[۱۷-] بَابٌ

[۵۲۸۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ، فَأَبَى مَوَالِيْهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوْا الْوَلَاءَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" وَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِلَحْمٍ فَقِيْلَ: إِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ، فَقَالَ: "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ"

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَزَادَ: فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا. [راجع: ۴۵۶]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ﴾ الآية

مشرک مرد یا عورت کا نکاح مسلمان سے درست نہیں

سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۲۱) ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ، وَلَا تُنْكِحُوْا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا، وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ، أُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهُ يَدْعُوْا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ، وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾:

ترجمہ: اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور مسلمان باندی بہتر ہے کافر

عورت سے اگرچہ کافر عورت تم کو اچھی معلوم ہو (پس مسلمان باندی سے کام چلاؤ) اور مسلمان عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو، جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں، اور مسلمان غلام کافر مرد سے بہتر ہے، اگرچہ وہ کافر مرد تم کو اچھا معلوم ہو (پس مسلمان عورت کا مسلمان غلام سے نکاح کرو) یہ لوگ (کفار) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ باذنِ الٰہی جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے احکام بیان کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت پذیر ہوں۔

تفسیر: اس آیت میں دو حکم ہیں:

ایک: یہ کہ کافر مردوں سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جائے۔ یہ حکم اب بھی باقی ہے۔

دوسرا: حکم یہ کہ مسلمان مرد کا کافر عورت سے نکاح نہ کیا جائے، اس حکم کے دو جزء ہیں:

ایک: جزء یہ کہ وہ کافر عورت کتابی یعنی یہودی یا نصرانی نہ ہو، اور کوئی مذہب کفر کا رکھتی ہو، سو اس جزء میں بھی اس آیت کا حکم باقی ہے، چنانچہ ہندو عورت سے یا آتش پرست عورت سے نکاح مسلمان کا نہیں ہوسکتا۔

دوسرا: جزء یہ کہ عورت کتابیہ ہو تو مسلمان کا نکاح اس سے ہوسکتا ہے، اس خاص جزء میں آیت کا حکم باقی نہیں، سورۃ المائدۃ کی (آیت ۵) نے اس حکم میں تخصیص کی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ اس تخصیص کے قائل نہیں تھے، مگر حاشیہ میں ہے کہ ان کی رائے شاذ ہے۔

حدیث: نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرک عورت کو حرام کیا ہے، اور میں نہیں جانتا شریک ٹھہرانے میں کسی چیز کو زیادہ اس سے کہ عورت کہے: ''اس کا ربّ عیسیٰ ہیں، حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں''

تشریح: عیسائی: عیسیٰ علیہ السلام کو ربّ نہیں کہتے، بلکہ 'اللہ کا بیٹا' کہتے ہیں، پھر وہ باپ بیٹے اور روح القدس کی ایک وحدت (اکائی) بناتے ہیں اور اس کو خدا مانتے ہیں، پس ان کا شرک تاویلی ہے، پھر حضرت کی رائے سورۃ المائدۃ کی آیت ۵ کے معارض ہے، اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب سماوی دین کی بنیادی باتوں کو مانتے ہیں، اور عورت مرد کے زیر اثر ہوتی ہے، اس لئے امید ہے کہ وہ جلد اسلام کو قبول کرلے گی، جیسا کہ تجربہ سے یہ بات معلوم ہے، بشرطیکہ وہ کو (محبت) کی شادی نہ ہو، ورنہ اولاد تباہ ہوگی، اور ممکن ہے شوہر کا بھی برا حال ہوجائے، پس کتابی عورت سے نکاح اچھا نہیں، حدیث میں دین دار عورت کو حاصل کرنے کا حکم ہے۔

[۱۸-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ، وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾

[۵۲۸۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ

أَوِ الْيَهُوْدِيَّةِ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلاَ أَعْلَمُ مِنَ الإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ أَنْ تَقُوْلَ الْمَرْأَةُ: رَبُّهَا عِيْسَى، وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ.

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

ہندوعورت مسلمان ہوجائے تو اس کا نکاح اور اس کی عدت

کوئی کافر عورت بہدایت الٰہی مسلمان ہوگئی، اور وہ پہلے سے کسی کافر مرد کے نکاح میں تھی، اور یہ واقعہ دارالاسلام کا ہے تو مرد سے تصریحاً پوچھیں گے کہ تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ مسلمان ہوجائے تو نکاح باقی رہے گا، اور انکار کرے تو فوراً نکاح ٹوٹ جائے گا، پھر وہ عدت طلاق گذار کر کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے —— اور اگر واقعہ دارالحرب (غیر اسلامی ملک) کا ہے تو خاوند سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ عورت کے اسلام لانے کے بعد جب تین حیض گذر جائیں یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو جب تین مہینے گذر جائیں، اور اگر حاملہ ہو تو جب بچہ پیدا ہوجائے تو اس شوہر کے نکاح سے باہر ہوجائے گی، پھر عدت طلاق واجب ہوگی، پھر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر کوئی عورت مسلمان ہوکر دارالحرب سے ہجرت کرکے دارالاسلام میں آجائے تو تباین دارین سے نکاح ختم ہوجائے گا، ایسی عورت عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر دورانِ عدت شوہر بھی مسلمان ہوکر آجائے تو بیوی اسی کو ملے گی۔

[۱۹-] بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

[۵۲۸۶-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَالْمُؤْمِنِيْنَ، كَانُوْا مُشْرِكِيْ أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُ، وَمُشْرِكِيْ أَهْلِ عَهْدٍ لاَ يُقَاتِلُهُمْ وَلاَ يُقَاتِلُوْنَهُ، وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ، فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ، فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ، وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ، وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا، وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ.

[۵۲۸۷-] وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِيْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

(ابن جریج نے حضرت عطاءؒ سے متعدد روایتیں بیان کیں، ان میں کہا:) اور عطاءؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کرتے

ہوئے کہا: نبی ﷺ اور مسلمانوں کے تعلق سے مشرکین دوطرح کے تھے: (۱) برسرِ پیکار مشرکین تھے، جن سے نبی ﷺ جنگ کرتے تھے، اور وہ آپؐ سے جنگ کرتے تھے (یہ عام عرب تھے) (۲) اور عہد و پیمان والے (مکہ والے) مشرکین تھے، نہ آپؐ ان سے لڑتے تھے، نہ وہ آپؐ سے لڑتے تھے (کیونکہ حدیبیہ میں ان کے ساتھ دس سال تک ناجنگ معاہدہ ہوگیا تھا) —— اور اہل حرب کی کوئی عورت (مسلمان ہوکر) ہجرت کرکے آتی تھی تو اس کی منگنی نہیں ڈالی جاتی تھی یہاں تک کہ اس کو حیض آجائے اور وہ پاک ہوجائے، پس جب وہ پاک ہوجاتی تو اس کے لئے نکاح کرنا جائز ہوجاتا، اور اگر اس کا شوہر آتا نکاح کرنے سے پہلے تو عورت اسی کو لوٹا دی جاتی —— اور اگر ان میں سے کوئی غلام یا باندی ہجرت کرکے آتی تو وہ دونوں آزاد ہوجاتے، اور ان کے لئے وہ حقوق ہوتے جو مہاجرین کے لئے تھے —— پھر عطاءؒ نے معاہدین (مکہ والوں) کے احکام ذکر کئے مجاہد کی حدیث کی طرح (یہ حدیث حاشیہ میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت مرتد ہوکر مکہ چلی جاتی —— اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، یہ فرضی صورت ہے —— اور مکہ والے اس کے شوہر کا دیا ہوا مہر واپس نہ کرتے تو حکم یہ تھا کہ جب قریش سے مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے جانے والی عورتوں کے شوہروں کو جو مہر انھوں نے خرچ کیا ہے دیدیا جائے) اور اگر معاہد مشرکین (مکہ والوں) کا کوئی غلام یا باندی ہجرت کرکے مدینہ آجائے تو وہ واپس نہیں کئے جاتے تھے اور ان کی قیمتیں ان کے آقاؤں کو پھیر دی جاتی تھیں۔

اور جب سورۃ الممتحنۃ کی آیت ۱۰ نازل ہوئی: ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾: اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو تو جن صحابہ کے نکاح میں کافر عورتیں تھیں: انھوں نے ان کو طلاق دیدی، ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قُریبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، حضرت عمرؓ نے اس کو طلاق دیدی تو معاویہ نے اس سے نکاح کرلیا —— اور معاویہ کی بہن ام الحکم عیاض فہریؓ کے نکاح میں تھی، پس اس کو طلاق دیدی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کرلیا۔

بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ

مشرک یا کتابی عورت مسلمان ہوجائے اور شوہر ذمی یا حربی ہو

اگر غیر مسلم عورت شوہر سے پہلے مسلمان ہوجائے تو نکاح فوراً ختم ہوجائے گا یا کچھ وقت تک باقی رہے گا؟ اور وہ عورت ہجرت کرکے دارالاسلام میں آجائے تو اس کے کافر شوہر کا مہر واپس کرنا ہوگا یا نہیں؟ یہ دو باتیں اس باب میں بیان کرنی ہیں۔ پہلی بات: گذشتہ باب میں آگئی ہے، اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا اختلاف تھا جو اس باب میں بیان کیا ہے، اور دوسری بات: کا جواب یہ ہے کہ مہر واپس نہیں کرنا ہوگا، اور سورۃ الممتحنۃ میں جو مہر واپس کرنے کا ذکر ہے وہ خاص حالات میں تھا۔

[۲۰-] بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ

[۱-] وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

[۲-] وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ: سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ، أَهِيَ امْرَأَتُهُ؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ.

[۳-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا.

[٤-] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لاَهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلاَهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾[الممتحنة: ۱۰]

[٥-] وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِيْ مَجُوْسِيَّيْنِ أَسْلَمَا: هُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا، وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الآخَرُ بَانَتْ، لاَسَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا.

پہلی بات:

۱-ابن عباسؓ نے فرمایا: جب عیسائی عورت اپنے شوہر سے گھڑی بھر پہلے مسلمان ہوجائے تو وہ شوہر پر حرام ہوگئی، یعنی مسلمان ہوتے ہی نکاح ختم ہوجائے گا (اس کی شرح حضرت عطاءؒ کے قول میں ہے)

۲-حضرت عطاء رحمہ اللہ سے ذمی عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ مسلمان ہوئی پھر عدت میں اس کا شوہر مسلمان ہوگیا تو کیا وہ اس کی بیوی ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن اگر عورت چاہے تو نئے مہر سے نیا نکاح کرسکتی ہے۔

۳-اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: جب شوہر عورت کی عدت میں مسلمان ہوجائے تو وہ اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے یعنی عدت تک نکاح باقی رہے گا۔

۴-سورۃ الممتحنۃ (آیت۱۰) میں ہے: ''نہ وہ (مسلمان ہونے والی) عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں، اور نہ وہ کافران عورتوں کے لئے حلال ہیں'' (حاشیہ میں ہے کہ یہ امام بخاریؒ نے بڑھایا ہے اور ابن عباسؓ اور عطاءؒ کے اقوال کی تائید مقصود ہے)

۵-حسن بصری اور قتادہ رحمہما اللہ نے ایسے دو مجوسی زوجین کے بارے میں فرمایا جو ایک ساتھ مسلمان ہوئے: وہ دونوں اپنے نکاح پر برقرار رہیں گے، اور جب ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے سبقت کرے اور دوسرا مسلمان ہونے سے انکار کرے تو شوہر کے لئے عورت پر کوئی راہ نہیں۔

[۱-] وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَاءَ تْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ، أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا؟ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَآتُوْهُمْ مَا أَنْفَقُوْا﴾ قَالَ: لاَ، إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ.

[۲-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هٰذَا كُلُّهُ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

[۵۲۸۸-] حدثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا جَاءَ كُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ [الممتحنة: ۱۰]، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ" لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ، وَاللّٰهِ مَا أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، يَقُوْلُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: "قَدْ بَايَعْتُكُنَّ" كَلَامًا. [راجع: ۲۷۱۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

دوسری بات:

۱- ابن جریج نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک مشرک عورت (مسلمان ہوکر ہجرت کرکے) مسلمانوں کے پاس (دارالاسلام میں) آگئی تو کیا معاوضہ دیا جائے گا اس کا شوہر اس کی طرف سے؟ یعنی اس کا مہر واپس کرنا ہوگا، کیونکہ سورۃ الممتحنۃ (آیت ۱۰) میں ہے: "اوران کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ ان کو ادا کردو" عطاءؒ نے فرمایا: نہیں یہ حکم نبی ﷺ اور اہل عہد (مکہ والوں) کے درمیان تھا۔

۲- مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سب نبی ﷺ اور قریش کے درمیان مصالحت کے (احکام) تھے۔

اور حدیث پہلے کتاب الشروط میں آئی ہے، اس سے بھی حضرات عطاء ومجاہد رحمہما اللہ کے اقوال کی تائید ہوتی ہے کہ مہر واپس کرنے کا حکم خاص صورت میں تھا۔

لغت: المِحْنة: آزمائش، امتحان، ٹیسٹ .... كلامًا: أی بقوله۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ﴾ الآية

ایلاء (بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانے) کا بیان

ایلاء: باب افعال کا مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: قسم کھانا، اور ایلاء کی دو قسمیں ہیں: ایلاء لغوی اور ایلاء شرعی: ایلاء لغوی: چار مہینے سے کم کسی بھی مدت تک صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا، اور ایلاء شرعی: چار مہینے یا اس سے زیادہ بیوی سے صحبت نہ

کرنے کی قسم کھانا۔

اور ایلاء لغوی کا حکم یہ ہے کہ بیوی سے علاحدہ رہنے کی جتنی مدت مقرر کی ہے وہ مدت پوری ہونے سے پہلے اگر بیوی سے صحبت کر لی تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا، اور اگر وہ مدت پوری کر لی، پھر صحبت کی تو کچھ واجب نہیں —— اور ایلاء شرعی میں چار مہینے سے پہلے قسم توڑنا اور بیوی سے صحبت کرنا ضروری ہے، اور اس صورت میں قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر چار مہینے تک بیوی سے علاحدہ رہا تو احناف کے نزدیک ایک طلاق بائنہ خود بخود واقع ہو جائے گی، اور ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک عورت قاضی کے پاس جائے گی، قاضی شوہر کو طلب کرے گا اور کہے گا کہ یا تو قسم توڑو، بیوی سے صحبت کرو اور قسم کا کفارہ دو، ورنہ اپنی بیوی کو طلاق دو یعنی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طلاق خود بخود واقع نہیں ہوگی، قاضی طلاق دلوائے گا۔

اور یہ مسئلہ منصوص نہیں، صحابہ کے فتاوی پر مدار ہے۔ اور صحابہ کے فتاوی مختلف ہیں، ائمہ ثلاثہ کے دلائل کتاب میں ہیں اور احناف کے دلائل حاشیہ میں ہیں۔

[۲۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

﴿فَاءُوْا﴾: رَجَعُوْا.

[۵۲۸۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِىْ أُوَيْسٍ، عَنْ أَخِيْهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نِسَائِهِ، وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! آلَيْتَ شَهْرًا. قَالَ: "الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ" [راجع: ۳۷۸]

آیاتِ کریمہ: سورۃ البقرۃ کی آیات (۲۲۶و۲۲۷) ہیں: ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوْا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾:

ترجمہ: جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیویوں سے جدا رہنے کی: ان کے لئے چار مہینے تک کی مہلت ہے، پس اگر وہ لوگ (بیوی کی طرف) رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربانی فرمانے والے ہیں ۝ اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والے، ہر بات جاننے والے ہیں —— اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۱۳) گذری ہے۔

لغت: فَاءَ يَفِئُ فيئا: لوٹنا یعنی جماع کرنا۔

[۵۲۹۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الإِيْلَاءِ الَّذِىْ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى: لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ، أَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ، كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.

[۵۲۹۱-] وَقَالَ لِیْ إِسْمَاعِیْلُ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ یُوْقَفُ حَتّٰی یُطَلِّقَ، وَلَا یَقَعُ عَلَیْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰی یُطَلِّقَ.
وَیُذْکَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَلِیٍّ، وَأَبِی الدَّرْدَاءِ، وَعَائِشَةَ، وَاثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

۱- نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے اس ایلاء کے بارے میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کیا ہے یعنی ایلاء شرعی کے بارے میں: عورت (چار مہینے) کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں، مگر یہ کہ بھلے طریقے پر روکے یا طلاق کا پکا ارادہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (وضاحت اگلی روایت میں ہے)

۲- نافع رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: جب چار مہینے گذر جائیں تو شوہر ٹھہرایا جائے یہاں تک کہ طلاق دے، اور عورت پر طلاق نہیں پڑے گی یہاں تک کہ شوہر طلاق دے (حضرت ابن عمرؓ سے ابن ابی شیبہ نے اس کے خلاف بھی روایت کیا ہے)

۳- اور یہ (ایقاف) روایت کیا گیا ہے حضرات عثمان، علی، ابوالدرداء، عائشہ اور بارہ صحابہ سے رضی اللہ عنہم۔

بَابُ حُکْمِ الْمَفْقُوْدِ فِیْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ

مفقود (لاپتہ) کی بیوی اور مال کا حکم

مفقود (بالکل لاپتہ شخص) کو باتفاق جمہور ائمہ مجتہدین اپنے مال کے بارے میں اس وقت تک زندہ تسلیم کیا گیا ہے جب تک اس کے ہم عمر، ہم زمانہ لوگ زندہ پائے جائیں، جب اس کی بستی میں اس کے ہم عمر لوگ ختم ہو جائیں تب اس کی موت کا حکم دیا جاتا ہے، اس پر تینوں ائمہ: امام احمد، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اتفاق ہے، اور امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ اور بہت سے دوسرے مجتہدین نے زوجۂ مفقود میں بھی یہی حکم باقی رکھا ہے، البتہ بعض صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک زوجہ مفقود کو قاضی قبل ازیں بھی نکاح کی اجازت دے سکتا ہے یعنی جب مفقود کے ظاہر حال سے اس کی ہلاکت اور موت کا غالب گمان ہو، جیسے کوئی شخص معرکۂ جنگ میں گم ہو گیا، یا کوئی شخص کسی خطرناک بیماری میں گھر سے نکل گیا، جس میں اس کے مرجانے کا غالب گمان ہے یا سمندر میں سفر کیا، اور ساحل پر پہنچنے کا پتہ نہ چلا، اس قسم کی صورتوں میں انتظار کر کے مفقود کی موت کا حکم کیا جائے گا، پھر اس کی بیوی عدت وفات گذار کر نکاح کر سکتی ہے (ماخوذ از حیلۂ ناجزۃ)

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال میں — خواہ مفقود کے ہلاک ہونے کا گمان ہو یا نہ ہو — قاضی/شرعی پنچایت اپنے طور پر تلاش کرنے کے بعد چار سال — اور بہ درجۂ مجبوری ایک سال — انتظار کرنے کا حکم دے، پھر دوسرے نکاح کی اجازت دے، اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی بعض صورتوں میں چار سال کی مدت کو اختیار کیا ہے، اور اب

عام طور پر عمل مذہب مالکی پر ہے، مگر مفقود کے مال کے بارے میں اس قول کو اختیار نہیں کیا گیا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ یہ مسئلہ منصوص نہیں، امام بخاریؒ نے صرف حضرت سعید بن المسیبؒ کا قول ذکر کیا ہے، انھوں نے خاص حالات میں ایک سال اور عام حالات میں چار سال انتظار کی بات کہی ہے، اور اسی کو امام مالکؒ نے لیا ہے۔

البتہ اس کی نظیر لقطہ کا مسئلہ ہے اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اس کو بھی ذکر کیا ہے، کوئی پڑی چیز ملے تو مالک کو تلاش کرنے کا حکم ہے، پھر جب مایوسی ہوجائے تو مالک کو مردہ فرض کر کے لقطہ کو ایصالِ ثواب کی نیت سے صدقہ کرنے کا حکم ہے، پھر اگر مالک آجائے تو اس کو صورتِ حال سے مطلع کیا جائے، وہ صدقہ کو برقرار رکھے تو فبہا، ورنہ ملتقط ضمان دے، یہی حکم مفقود کی بیوی کا ہے جب کہ وہ نکاح کے بعد آجائے، رہا مفقود کے مال کا معاملہ تو مذکورہ مدت گذر جانے کے بعد بطور امانت ورثاء حسب حصص شرعیہ بانٹ لیں، جبکہ اس کی حفاظت مشکل ہو، اور اس کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو، پھر مفقود آجائے تو جو بیوی کا حکم ہے وہی مال کا ہوگا۔ واللہ اعلم!

[۲۲-] بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً.

[۲-] وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ وَفُقِدَ، فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَتَى فَلِي وَعَلَيَّ. وَقَالَ: هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ.

[۳-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

[۴-] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ: لَاتَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ، وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ، فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ.

۱- حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: جب کوئی شخص میدانِ کارزار میں گم ہوگیا تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے (تَرَبَّص میں ایک ت محذوف ہے، جیسے تَلَظّٰی میں) —— حضرت سعیدؒ کا یہ قول ناتمام ہے، حاشیہ میں بحوالہ مصنف عبدالرزاق پورا ہے کہ جب میدانِ کارزار میں گم ہوگیا تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے، اور اس کے علاوہ میں گم ہوجائے تو چار سال انتظار کرے، امام مالکؒ نے اسی کو لیا ہے۔

۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سات سو درہم میں) ایک باندی خریدی (پھر بائع گم ہوگیا) اس کو ایک سال تک تلاش کیا، مگر نہیں ملا تو انھوں نے ایک درہم اور دو درہم دینے شروع کئے یعنی باندی کی قیمت متفرق طور پر صدقہ کرنی شروع کی، اور کہا: ''اے اللہ! فلاں کی طرف سے صدقہ ہے، پس اگر وہ آیا (اور ایک نسخہ میں أَبٰی ہے یعنی اس نے صدقہ کو منظور نہ کیا) تو میرے لئے ہے یعنی اس کا ثواب مجھے ملے اور میرے ذمہ ہے یعنی میں اس کا تاوان دونگا، اور فرمایا: لقطہ کے

ساتھ اسی طرح کیا کرو۔

۳- اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایسی ہی بات کہی ہے (حاشیہ میں ہے: ایک شخص نے مکہ میں (حج کے سیزن میں) کسی سے کوئی کپڑا خریدا، پھر بائع بھیڑ میں گم ہوگیا تو اس نے ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا: انھوں نے فرمایا: آئندہ سال اسی جگہ بائع کو تلاش کرنا جہاں تو نے اس سے کپڑا خریدا ہے، اگر ملے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کو خیرات کر دینا، پھر اگر بائع آئے تو اس کو خیرات اور قیمت لینے کے درمیان اختیار دینا)

۴- اور امام زہریؒ نے اس قیدی کے بارے میں جس کا اتا پتہ معلوم ہے! فرمایا: اس کی بیوی نکاح نہ کرے، اور اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے اور اگر اس کا کچھ پتہ نہ چلے تو اس کا حکم مفقود کا حکم ہے، بیوی چار سال انتظار کرے، پھر نکاح کرے۔

[۵۲۹۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ، فَقَالَ:" خُذْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ" وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الإِبِلِ، فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، فَقَالَ:" مَالَكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ، تَشْرَبُ الْمَاءَ، وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا" وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ:" اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا، وَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا، وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ"[راجع: ۹۱]

قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا - فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ، هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ يَحْيَى: وَيَقُوْلُ رَبِيْعَةُ: عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ. قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهُ.

وضاحت: یہ لقطہ کی روایت ہے اور کتاب اللقطہ میں گذری ہے، یہ یزید کی روایت ہے اور یزیدؒ تابعی ہیں، پس روایت مرسل ہے۔ اور لقطہ کا مالک مفقود کی نظیر ہے، اس لئے یہ روایت اس باب میں لائے ہیں، جب لقطہ کے مالک سے مایوسی ہوجاتی ہے تو خیرات کرنے کا حکم ہے، اسی طرح مفقود سے مایوسی ہوجائے تو بیوی اور مال کا حکم ہے —— وَجْنَة: رخسار.........وِكَاء: روپوں کی تھیلی باندھنے کی ڈوری.........عِفَاص: وہ تھیلی جس میں روپے رکھے جاتے ہیں، بٹوہ ....فَاخْلِطْهَا بمالك: پس اس لقطہ کو اپنے مال کے ساتھ ملالے۔ داؤد ظاہری کہتے ہیں: ایک سال کے بعد ملتقط لقطہ کا مالک ہوجاتا ہے، وھو کما تری! صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر تو غریب ہے تو بہ نیت تصدق استعمال کرسکتا ہے (لقطہ عام طور پر غریبوں کو ملتا ہے، وہی اس کو اٹھاتے ہیں، وہی ہر جگہ گھومتے ہیں اور ہر چیز کو گھورتے ہیں، مالدار گری پڑی چیز کی طرف التفات نہیں کرتے)

سند کا بیان: ابن عیینہؒ کہتے ہیں: میری ربیعہ الرائے سے ملاقات ہوئی —— اور میں نے ان سے کوئی چیز محفوظ نہیں

کی اس حدیث کے علاوہ —— میں نے پوچھا: یزید یہ روایت حضرت زید بن خالد جہنی سے کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں یعنی یہ روایت موصول ہے —— یحییٰ انصاری کہتے ہیں: اور ربیعہ یہ حدیث عن یزید عن زید کی سند سے روایت کرتے تھے، ابن عیینہؒ کہتے ہیں، میری ربیعہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے مذکورہ بات پوچھی یعنی سفیان نے ربیعہ سے کب پوچھا تھا؟ جب انھوں نے یہ روایت بیان کی تھی (پس یہ تکرار نہیں)

بابُ الظِّهَارِ

ظہار کا بیان

ظہار: بیوی کو محرمات ابدیہ کے ساتھ یا ان کے کسی ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا جس کا دیکھنا حرام ہے، جیسے: تو میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یعنی اب میں تجھ سے صحبت نہ کرونگا، تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں پس ظہار ہوگیا، اور ظہار کرنے سے بیوی موقت طور پر حرام ہوجاتی ہے، مگر اسی کے نکاح میں رہتی ہے، اور جب تک وہ کفارہ ادا نہ کرے صحبت اور دواعی صحبت حرام ہیں۔ اور کفارہ بالترتیب غلام آزاد کرنا یا دو مہینے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

ظہار کا حکم: اٹھائیسویں پارہ کے شروع میں ہے: ''واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپؐ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اپنا دکھڑا سناتی ہے، اور اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں تم دونوں کی باہمی گفتگو، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے ہر چیز دیکھنے والے ہیں۝ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (ان کو اپنی ماں جیسا کہہ بیٹھتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے، اور بے شک وہ نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں (اس لئے وہ گناہ ضرور ہے) اور اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں۝ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں یعنی بیوی سے صحبت کرنا چاہتے ہیں تو ایک غلام آزاد کرنا ہے اس سے پہلے کہ وہ دونوں باہم اختلاط کریں، اس سے (کفارہ کے حکم سے) تم کو نصیحت کی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے۝ پس جس کو (بردہ) میسر نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اس سے پہلے کہ وہ دونوں باہم اختلاط کریں، پھر جس سے یہ بھی نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

چونکہ ظہار کا حکم تفصیل سے مذکورہ آیات میں آگیا ہے اس لئے یہ مسئلہ حدیثوں میں نہیں آئے گا، ضرورت نہیں رہے گی، حدیثوں میں آیات کا شانِ نزول یا کوئی لگتا مسئلہ آسکتا ہے، مگر امام صاحب شانِ نزول کی روایت نہیں لائے، باب میں چند مسائل ذکر کئے ہیں۔

[۲۳-] بابُ الظِّهَارِ

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا﴾ إِلٰی قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾

[١-] وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ: أَنَّـهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ: نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ.

[٢-] قَالَ مَالِكٌ: وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

[٣-] وَقَالَ الْحَسَنُ: ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءٌ.

[٤-] وَقَالَ عِكْرِمَةُ: إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْئٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ.

[٥-] وَفِي الْعَرَبِيَّةِ "لِمَا قَالُوْا" أَيْ "فِيْمَا قَالُوْا" وَفِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا، وَهٰذَا أَوْلٰى: لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

۱-امام مالکؒ نے زہریؒ سے غلام کے ظہار کے بارے میں پوچھا: تو فرمایا: آزاد (شوہر) کے ظہار کی طرح ہے، یعنی غلام شوہر بھی ظہار کرسکتا ہے۔

۲-امام مالکؒ نے فرمایا: اور غلام کے روزے دو ماہ ہیں یعنی غلام کے لئے تنصیف نہیں ہوگی، کیونکہ روزے عبادت ہیں اور عبادات میں غلام کے لئے تنصیف نہیں ہوتی، عقوبات (سزاؤں) میں تنصیف ہوتی ہے۔

۳-اور حسن نے کہا: آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور (منکوحہ) باندی سے یکساں ہے، یعنی شوہر خواہ آزاد ہو یا غلام، اور بیوی خواہ آزاد عورت ہو یا غیر کی مملوکہ: ہر صورت میں ظہار ہوسکتا ہے —— اور یہ حسن: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نہیں ہیں، بلکہ حسن بن حر نخعی کوفی (متوفی ۱۳۳ھ) ہیں یا حسن بن حی ہمدانی (متوفی ۱۶۹ھ) ہیں، یہ بھی کوفہ کے فقیہ ہیں۔

۴-عکرمہؒ نے فرمایا: اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو وہ کچھ نہیں، ظہار بیوی سے ہوتا ہے۔

۵-ظہار کی آیت میں ہے: ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾: پھر لوٹتے ہیں وہ اس بات میں جو کہی انھوں نے یعنی أنتِ عليّ كظهر أمي کہہ کر بیوی کو حرام کیا، اب بیوی کو حلال کرنا چاہتے ہیں، تو پہلے کفارہ دیں پھر مقاربت کریں —— اور داؤد ظاہری نے اس کا عجیب مطلب بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: شوہر ظہار کے الفاظ مکرر کہتا ہے، امام بخاریؒ ان کا رد کرتے ہیں کہ عربی میں لما قالوا: فيما قالوا کے معنی میں آتا ہے، یعنی اپنی کہی ہوئی بات کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور آیت کا یہ مطلب زیادہ بہتر ہے، کیونکہ جملہ أنت علي كظهر أمي نامعقول اور جھوٹ ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تکرار کی بات کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ترجمہ: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ راہ نمائی نہیں کرسکتے، نامعقول اور جھوٹ بات کی طرف۔

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ

طلاق اور (دیگر) امور میں اشارہ

عاقل بالغ ناطق (غیر اخرس) اور صاحی (بیدار) کا اشارہ مُفْهِمة (سمجھا ہوا) محاورات اور عام معاملات میں معتبر ہے، مگر جن چیزوں کا تعلق نُطق (بولنے) سے ہے، جیسے ذبیحہ پر تسمیہ، سجدۂ تلاوت کا وجوب، نکاح، طلاق، عتاق اور استثناء

وغیرہ میں اشارہ کافی نہیں، نُطق (بولنا) ضروری ہے، اور بولنے کا کم سے کم درجہ خود کو سنانا ہے ـــــ اور اخرس (گونگے) کا اشارہ اور تحریر منہ سے بولنے کی طرح ہے، پس اس کا نکاح، طلاق، عتاق، بیع اور شراء وغیرہ اشارے اور لکھنے سے صحیح ہوجائیں گے ـــــ اور معتقل اللسان (زبان بستہ) کے احکام میں تفصیل ہے۔

اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں طلاق کے ساتھ الامور کا اضافہ کیا ہے، پھر باب میں روایات وآثار کا پل باندھ دیا ہے، مگر کوئی روایت طلاق میں اشارہ کے اعتبار کی نہیں لائے، شاید اس کو دیگر امور پر قیاس کیا ہے، حالانکہ نکاح وطلاق وغیرہ کو دیگر امور پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

[٢٤-] بَابُ الإِشَارَةِ فِي الطَّلاَقِ وَالأُمُوْرِ

[١-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا" وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ.

[٢-] وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: أَشَارَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ.

[٣-] وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْكُسُوْفِ، فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ وَهِيَ تُصَلِّي، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ.

[٤-] وَقَالَ أَنَسٌ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ.

[٥-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ لَاحَرَجَ.

[٦-] وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ: "أَحَدٌ مِنْكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا؟" قَالُوْا: لَا. قَالَ: "فَكُلُوْا"

۱- اللہ تعالیٰ آنسو بہانے پر سزا نہیں دیتے، بلکہ اس کی وجہ سے سزا دیتے ہیں اور آپؐ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

۲- نبی ﷺ نے مصالحت کرائی اور اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ چھوڑ دو (تحفۃ القاری ۵:۴۴۶)

۳- اسماءؓ نے عائشہؓ سے نماز کسوف پڑھتے ہوئے پوچھا: یہ کیسی نماز ہے؟ انھوں نے سورج کی طرف اشارہ کیا۔

۴- نبی ﷺ نے اشارہ سے ابوبکرؓ سے کہا: بڑھو (اور نماز پوری کرو) (تحفۃ القاری ۲:۵۴۱)

۵- حجۃ الوداع میں جب نبی ﷺ سے مختلف مسائل پوچھے گئے تو آپؐ نے اشارہ فرمایا: کچھ حرج نہیں!

۶- ابوقتادہؓ نے نیل گائے شکار کی، آپؐ نے ان کے محرم ساتھیوں سے پوچھا: تم میں سے کسی نے ان کو شکار کرنے کے لئے کہا تھا یا شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: پس کھاؤ (تحفۃ القاری ۴:۵۲۴)

[٥٢٩٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ

خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى بَعِيْرِهِ، وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ، وَكَبَّرَ. [راجع: ١٦٠٧]

[٧-] وَقَالَتْ زَيْنَبُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ" وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ.

[٥٢٩٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم:" فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لاَ يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا، إِلَّا أَعْطَاهُ" وَقَالَ بِيَدِهِ، وَوَضَعَ أَنْمُلَتَهُ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصَرِ، قُلْنَا: يُزَهِّدُهَا. [راجع: ٩٣٥]

حدیث: (۵۲۹۳) نبی ﷺ نے اونٹ پر طواف کیا، جب حجر اسود سے گذرتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے (تحفۃ القاری ۴:۳۸۹)

۷- فرمایا: ’’آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا گیا، اور آپؐ نے نوّے کا عدد بنایا (شہادت کی انگلی انگوٹھے کی جڑ میں رکھی) (تحفۃ القاری ۷:۱۵۰)

حدیث: (۵۲۹۴) ساعتِ مرجوہ کے بارے میں آپؐ نے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ گھڑی ذرا سی ہے (تحفۃ القاری ۳:۲۵۶)

[٥٢٩٥-] وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى جَارِيَةٍ، فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا، فَأَتَى بِهَا أَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ، وَقَدْ أُصْمِتَتْ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلاَنٌ؟ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لاَ، قَالَ:" فَفُلاَنٌ؟" لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ: أَنْ لاَ، فَقَالَ: "فَفُلاَنٌ" لِقَاتِلِهَا، فَأَشَارَتْ: أَنْ نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

[٥٢٩٦-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ:" الْفِتْنَةُ مِنْ هَاهُنَا" وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ. [راجع: ٣١٠٤]

[٥٢٩٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى، قَالَ: كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ:" انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَمْسَيْتَ، ثُمَّ قَالَ:" انْزِلْ فَاجْدَحْ" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَمْسَيْتَ، إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، ثُمَّ قَالَ:" انْزِلْ فَاجْدَحْ" فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ،

فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلٰى الْمَشْرِقِ فَقَالَ:" إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ"[راجع: ۱۹۴۱]

حدیث(۵۲۹۵) نبی ﷺ نے ایک باندی کا نزعی بیان لیا، قد أُصمتت: اس کی زبان بند ہوگئی تھی (مگر دماغ کام کررہا تھا) اس نے سر کے اشارے سے قاتل کو بتلایا (تحفۃ القاری ۵:۴۳۹)

حدیث(۵۲۹۶) نبی ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''فتنے یہاں سے سر ابھاریں گے!''

حدیث(۵۲۹۷) نبی ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''جب یہاں سے رات آجائے تو افطار کا وقت ہوگیا'' (تحفۃ القاری ۵:۵۳)

[۵۲۹۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَايَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ، أَوْ قَالَ: أَذَانُهُ، مِنْ سَحُوْرِهِ، فَإِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ: يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ، كَأَنَّهُ يَعْنِيْ الصُّبْحَ أَوْ: الْفَجْرَ" وَأَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرَى.[راجع: ٦٢١]

[۵۲۹۹-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:"مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ، مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهِ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ" وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ إِلٰى حَلْقِهِ.[راجع: ١٤٤٣]

حدیث(۵۲۹۸) نبی ﷺ نے اشارہ کرکے بتایا کہ یہ صبح صادق نہیں، صبح کاذب ہے، ترجمہ: اور نہیں کہ کہے وہ گویا نبی ﷺ صبح صادق یا کہا فجر کو مراد لے رہے ہیں یعنی یہ صبح کاذب ہے، اور یزید (راوی) نے دونوں ہاتھ نکالے پھر ایک کو دوسرے پر لمبا کیا یعنی نیچے سے اوپر کی طرف جو روشنی نمودار ہوتی ہے وہ صبح صادق نہیں (تحفۃ القاری ۲:۴۸۵)

حدیث(۵۲۹۹) نبی ﷺ نے سخی اور بخیل کی حالت ایک مثال سے سمجھائی، بخیل نے لوہے کا کرتا پہن رکھا ہے، وہ اس کی کڑیوں کو کشادہ کرتا ہے مگر نہیں ہوتیں، اور آپؐ نے اپنی انگلی سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا (تحفۃ القاری ۴:۲۱۳)

بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

لعان کا مسئلہ سورۃ النور آیات ۶-۹ میں ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہوں سے اس کو

ثابت نہ کر سکے تو زوجین باہم لعان کریں یعنی چند مؤکد قسمیں کھائیں، پہلے مرد چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ زنا کی تہمت میں یقیناً سچا ہے، پھر پانچویں مرتبہ کہے: اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت! (پھٹکار) پھر عورت چار مرتبہ قسم کھا کر گواہی دے کہ شوہر جھوٹا ہے، اور پانچویں بار کہے: اگر وہ سچا ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ٹوٹے! —— پھر جب لعان مکمل ہو جائے تو قاضی زوجین کے درمیان تفریق کر دے (عندالاحناف) اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، تفریق کی حاجت نہیں۔

گونگے کے تہمت لگانے کا حکم:

اگر گونگا اپنی بیوی پر تحریر کے ذریعہ یا اشارے یا جانے پہچانے ایماء (مفہوم مخالف) کے ذریعہ تہمت لگائے تو بعض حجازی فقہاء، دیگر اہل علم اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک معتبر ہے اور لعان ہوگا، جیسے کوئی منہ سے بول کر تہمت لگائے تو معتبر ہے، اور لعان ہوتا ہے، **دلیل**: شریعت نے فرائض میں اشارے کا اعتبار کیا ہے، معذور اشارے سے فرض نماز پڑھ سکتا ہے، پس لعان میں بدرجۂ اولیٰ اشارہ کا اعتبار ہوگا، کیونکہ گونگا معذور ہے۔ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے اشارے سے کہا تھا: میرا خاموش روزہ ہے، بچے سے پوچھو: کیا معاملہ ہے؟ اور زکریا علیہ السلام نے قوم کو اشارہ سے ہدایت دی تھی —— **سوال**: گونگا لعان کیسے کرے گا؟ وہ تو بول نہیں سکتا! **جواب**: جس طرح اس نے تحریر وغیرہ کے ذریعہ تہمت لگائی ہے، اسی طرح لعان بھی کرے گا۔

اور احناف کے نزدیک گونگا اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو لعان نہیں ہوگا، کیونکہ لعان میں حد کے معنی ہیں، لعان شوہر کے حق میں بمنزلۂ حد قذف ہے، اور عورت کے حق میں بمنزلۂ حد زنا ہے، اور حدود شبہات سے اٹھ جاتی ہیں، اور گونگے کی تحریر اور اشارے وغیرہ میں احتمال ہے، اشارے اور مفہوم مخالف میں احتمال تو ظاہر ہے، اور تحریر میں یہ احتمال ہے کہ اس نے تحریر کی مشق کی ہو اور وہ تحریر مشق ستم بن گئی ہو —— **سوال**: اگر گونگے نے واقعۃً بیوی کے ساتھ کسی کو ملوث پایا، اور وہ اس کو نہ رکھنا چاہتا ہو تو کیا کرے؟ **جواب**: طلاق دیدے، گونگا تحریر اور اشارہ سے طلاق دے سکتا ہے —— اور امام احمدؒ کی ایک روایت احناف کے موافق ہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ طلاق اور تہمت لگانے میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا وجود کلام سے ہوتا ہے، پھر احناف کا کہنا کہ گونگے کی طلاق تو درست ہے قذف درست نہیں: بے معنی سی بات ہے، نہیں جناب! بامعنی بات ہے، سخن شناس نہ ای دل بر! لعان میں حد کے معنی ہیں: طلاق میں یہ معنی نہیں!

[۲۵-] بَابُ اللِّعَانِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلٰی قَوْلِهِ: ﴿مِنَ

الصَّادِقِيْنَ﴾

فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيْمَاءٍ مَعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَجَازَ الإِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ.

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ، قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾[مريم: ۲۹]

وَقَالَ الضَّحَّاكُ: ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾: إِشَارَةً.

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَاحَدَّ وَلَا لِعَانَ. ثُمَّ زَعَمَ: إِنْ طَلَّقُوْا بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيْمَاءٍ جَازَ، وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ. فَإِنْ قَالَ: الْقَذْفُ لَايَكُوْنُ إِلَّا بِكَلَامٍ. قِيْلَ لَهُ: كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَايَكُوْنُ إِلَّا بِكَلَامٍ، وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ، وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ، وَكَذٰلِكَ الْأَصَمُّ يُلَاعِنُ.

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ، فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، تَبِيْنُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ.

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ.

وَقَالَ حَمَّادٌ: الْأَخْرَسُ وَالأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ.

ترجمہ: آیت لعان ذکر کرنے کے بعد فرمایا: پس جب گونگا اپنی بیوی پر تہمت لگائے تحریر یا اشارے یا جانے پہچانے مفہوم مخالف کے ذریعہ تو وہ کلام کرنے والے کی طرح ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرائض میں اشارے کو جائز رکھا ہے، اور یہ بعض حجازی علماء اور اہل علم کا قول ہے —— اور اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کے واقعہ میں فرمایا: ''پس انھوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا —— اور ضحاکؒ نے آلِ عمران کی آیت ۴۱ میں جو رمزا ہے اس کا ترجمہ 'اشارہ' کیا ہے —— اور بعض لوگوں نے کہا: نہ حد ہے نہ لعان ہے یعنی گونگا زنا چوری وغیرہ کا اقرار کرے تو حد نہیں لگے گی، پھر اس نے کہا: اگر گونگا طلاق دے تحریر یا اشارے یا ایماء کے ذریعہ تو جائز ہے، حالانکہ طلاق اور تہمت لگانے کے درمیان کچھ فرق نہیں —— پھر اس نے کہا: تہمت کلام ہی کے ذریعہ ہوتی ہے (لعان نہ ہونے کی یہ بنیاد نہیں) اس سے کہا گیا: اسی طرح طلاق نہیں ہوتی مگر کلام سے، ورنہ طلاق اور قذف باطل ہونگے اور اسی طرح عتق باطل ہوگا —— اور اسی طرح بہرہ لعان کرے گا —— اور شعبی اور قتادہ رحمہما اللہ نے فرمایا: جب کسی نے أنت طالق کہا، اور اپنی (تین) انگلیوں سے اشارہ کیا تو عورت شوہر سے جدا ہوجائے گی —— اور ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو وہ اس پر لازم ہوجائے گی —— اور حماد بن ابی سلیمانؒ نے کہا: گونگا اور بہرہ اگر اپنے سر سے (طلاق کا) اشارہ کریں تو جائز ہے (طلاق میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف لعان میں ہے)

[۵۳۰۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ

الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ" ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ:"وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں انصار کے بطون میں سے بہتر بطون نہ بتلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا:" بنو النجار، پھر وہ لوگ جو ان سے (خوبیوں میں) قریب ہیں یعنی بنوعبدالاشہل، پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں یعنی بنوالحارث بن الخزرج، پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں یعنی بنوساعدہ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، آپؐ نے انگلیاں بند کیں، پھر ان کو کھولا، جیسے کوئی دونوں ہاتھوں سے پھینکتا ہے، اور فرمایا: انصار کے سبھی بطون میں خیر ہے (تحفۃ الالمعی ۸: ۴۸۱)

[۵۳۰۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، أَوْ: كَهَاتَيْنِ" وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع: ٤٩٣٦]

[۵۳۰۲-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" يَعْنِيْ ثَلَاثِيْنَ، ثُمَّ قَالَ:" وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" يعنى تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، يَقُوْلُ: مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ، وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ. [راجع: ١٩٠٨]

حدیث (۵۳۰۱) پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۵۹۷) آئی ہے: آپؐ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔
حدیث (۵۳۰۲) پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۵۸۳) آئی ہے، آپؐ نے انگلیوں کے اشارے سے سمجھایا کہ عربی مہینہ کبھی تیس کا اور کبھی انتیس کا ہوتا ہے۔

[۵۳۰۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: وَأَشَارَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ:" الْإِيْمَانُ هَاهُنَا مَرَّتَيْنِ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ" [راجع: ٣٣٠٢]

[۵۳۰٤-] حدثنا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. [طرفه: ٦٠٠٥]

حدیث (۵۳۰۳) پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۵۲۵) آئی ہے: نبی ﷺ نے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: (الی آخرہ)
حدیث (۵۳۰۴) شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر، اور درمیان میں ذرا کشادگی رکھ کر فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش

کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے۔

ملحوظہ: ان سب روایات میں اشارہ کا ذکر ہے، لعان سے ان کا کچھ تعلق نہیں، نہ قذفِ اخرس سے، پس یہ روایات گذشتہ باب میں جو والأمور بڑھایا ہے اس سے ان کا تعلق ہوسکتا ہے۔

بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

جب بچے کے نسب کی نفی کر کے (بیوی پر) چوٹ کرے

اگر شوہر بیوی سے پیدا ہونے والے بچے کے نسب کی نفی کرے اور کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں، معلوم نہیں کس کا ہے؟ تو یہ در پردہ عورت پر زنا کی تہمت ہے، پس اس صورت میں بھی لعان ہوگا، البتہ قاضی جس طرح زنا کا اقرار کرنے والے کو رجوع کی تلقین کرتا ہے اس کو بھی کرے گا، تا کہ وہ بچے کی نفی نہ کرے، باب کی حدیث میں اسی کا بیان ہے۔

[۲۶-] بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

[۵۳۰۵-] حدثنا يَحْيىٰ بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وُلِدَ لِيْ غُلاَمٌ أَسْوَدُ! فَقَالَ: "هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "مَا أَلْوَانُهَا؟" قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: "هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَأَنّٰى ذٰلِكَ؟" قَالَ: لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: "فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ"[طرفاه: ۶۸۴۷، ۷۳۱۴]

ترجمہ: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا، اور اس نے کہا: میرے گھر میں کالا لڑکا پیدا ہوا ہے! یعنی میں تو گورا ہوں یہ کالا لڑکا کہاں سے آیا؟ وہ بچے کے نسب کی نفی کرنے جا رہا تھا، آپؐ نے اس سے پوچھا: تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپؐ نے پوچھا: ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے کہا: سرخ، آپؐ نے پوچھا: ان میں کوئی خاکی (راکھ جیسے) رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے! آپؐ نے پوچھا: یہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا: شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہے یعنی اوپر سے نسل میں یہ رنگ آیا ہے، آپؐ نے فرمایا: پس شاید تیرا یہ بیٹا کھینچا ہو اس نے اس رنگ کو! یعنی تیرے آباؤ امہات میں یہ رنگ رہا ہو، جو نسل میں آیا ہو، غرض آپؐ نے اس کو نسب کی نفی نہیں کرنے دی۔

بَابُ إِحْلاَفِ الْمُلاَعِنِ

لعان کرنے والے کو قسم کھلانا

امام مالک، امام شافعی اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک لعان قسم ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شہادت ہے،

آیاتِ لعان میں شہادت کی صراحت ہے، اور زوج کی چار شہادتیں بمنزلہ چار شاہدوں کے ہیں جو اس سے حد قذف کو دفع کریں گی، اور جمہور کا مستدل باب کی روایت میں فأَحْلَفَهُمَا ہے یعنی نبی ﷺ نے دونوں کو قسمیں کھلائیں، اور جواب یہ ہے کہ اگلے باب کی روایت میں فشهد ہے یعنی راوی کسی لفظ پر ٹھہرتا نہیں، پس قرآن کی تعبیر لینا بہتر ہے۔ اور یہ محض علمی مسئلہ ہے، عمل سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

[۲۷-] بَابُ إِحْلاَفِ الْمُلاَعِنِ

[۵۳۰۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

بَابٌ: يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلاَعُنِ

پہلے شوہر لعان کرے

قرآنِ کریم میں لعان کی ابتداء مرد سے کی گئی ہے اور نبی ﷺ کا بھی یہی طریقہ تھا، لیکن بالفرض عورت سے ابتداء کی جائے تو لعان ہوگا یا نہیں؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں ہوگا، ان کے نزدیک: ﴿وَيَدْرَأُ﴾ میں واو عاطفہ ترتیب کے لئے ہے، جیسے آیت وضوء میں امام بخاریؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک لعان ہو جائے گا، ان کے نزدیک واو مطلق جمع کے لئے ہے۔

[۲۸-] بَابٌ: يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلاَعُنِ

[۵۳۰۷-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ، فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ" ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. [راجع: ٢٦٧١]

وضاحت: ثم قامت سے استدلال کیا ہے کہ پہلے شوہر نے لعان کیا تھا۔

بَابُ اللِّعَانِ، وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

لعان، اور لعان کے بعد طلاق کا حکم

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لعان کے بعد طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی، نہ قاضی کی تفریق کی حاجت ہے نہ شوہر کی طلاق کی، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی کی تفریق ضروری ہے، جبھی نکاح ختم ہوگا یا شوہر طلاق دے، لعان کی سبھی

روایتوں میں شوہر نے طلاق دی ہے، اور نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا ہے —— اور یہ مسئلہ ایلاء کے مسئلہ کے برعکس ہے، ایلاء میں چار ماہ گذرنے پر امام اعظم کے نزدیک خود بخود طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی دلواتا ہے۔ اور حدیث (تحفۃ القاری ۹: ۳۹۳) میں گذری ہے۔

[۲۹-] بَابُ اللِّعَانِ، وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

[۵۳۰۸-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ، أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذٰلِكَ، فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ، فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا" قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. [راجع: ٤٢٣]

وضاحت: فكانت: أي الفرقة: پس وہ (فرقت) اسلامی طریقہ بنی ان لعان کرنے والوں کے حق میں (جوان دونوں کے بعد ہونگے)

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں لعان کرنا

لعان میں زوجین میں سے ایک بالیقین کاذب ہے، پس وہ مسجد میں جھوٹی شہادت کیسے دے گا؟ مگر نص سے مسجد میں لعان ثابت ہے، پس یہ شبہ بے معنی ہے، مگر مسجد میں لعان کرنا ضروری نہیں، کورٹ میں بھی لعان ہوسکتا ہے، البتہ مسجد میں اولیٰ ہے۔

[-۳۰] بَابُ التَّلَاعُنِ فِى الْمَسْجِدِ

[-۵۳۰۹] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِى ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا، عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِيْ بَنِى سَاعِدَةَ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِى الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ التَّلَاعُنِ، فَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِىْ امْرَأَتِكَ" قَالَ: فَتَلَاعَنَا فِى الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ"

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلاً، وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ، قَالَ: ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِىْ مِيْرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا.

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِىِّ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ: إِنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيْرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَسْوَدَ، أَعْيَنَ، ذَا أَلْيَتَيْنِ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا" فَجَاءَ تْ بِهِ عَلٰى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ. [راجع: ۴۲۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

حوالہ: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۳۹۳) آچکی ہے اور مسائل ولغات بھی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

نبی ﷺ نے کس عورت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر میں گواہی کے بغیر سنگسار کرتا؟

مدینہ میں ایک مسلمان فاحشہ چالو عورت تھی، شکایتیں اس کی بہت آتی تھیں، مگر ثبوت کچھ نہیں ملتا تھا، اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر میں کسی کو گواہی کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا" یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کی ہے، اور عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جب مکروہ صفت پر بچہ جنا تو آپؐ نے فرمایا: "اگر کتاب اللہ کا حکم پہلے نافذ نہ ہو چکا ہوتا تو میں اس عورت کو عبرتناک سزا دیتا" (تحفۃ القاری ۹: ۳۹۶)

[-۳۱] بَابُ قَوْلِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

[-۵۳۱۰] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مَنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا، قَلِيْلَ اللَّحْمِ، سَبَطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ خَدِلًا، آدَمَ، كَثِيْرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ" فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ، فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمَا.

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟" فَقَالَ: لَا، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ. قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ: خَدَلًّا. [أطرافه: ۵۳۱۶، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶، ۷۲۳۸]

وضاحت: یہ روایت لعان کی دیگر روایات سے واقعہ کی ترتیب میں بہت مختلف ہے، یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے، واقعہ کی صحیح نوعیت وہ ہے جو دیگر روایات میں ہے .... **قال عاصم بن عدی فی ذلك قولا:** عاصم نے اس سلسلہ میں مسئلہ پوچھا .... عویمر کی بیوی عاصم کے خاندان کی تھی۔

بَابُ صِدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

لعان کرنے والی کا مہر

لعان کرنے والی عورت اگر مدخول بہا ہے تو پورا مہر اور غیر مدخول بہا ہے تو آدھا مہر واجب ہے، اور باب کی حدیث عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی: سعید بن جبیرؒ سے روایت کرتے ہیں، اور عمرو کی روایت میں یہ مضمون زائد ہے: عویمرؓ کے واقعہ میں جب لعان پورا ہوا تو شوہر نے کہا: میرا مال؟ یعنی میں نے عورت کو جو مہر دیا ہے وہ مجھے واپس ملنا چاہئے، پس ان سے کہا گیا: تجھے مہر واپس نہیں ملے گا، کیونکہ اگر تو نے صحیح الزام لگایا ہے تو تو عورت سے فائدہ اٹھا چکا ہے، پس مہر اس کا عوض بن گیا اور اگر غلط الزام لگایا ہے تو مہر واپس ملنے کا سوال ہی نہیں، چوری اور سینہ زوری!

[۳۲-] بَابُ صِدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

[۵۳۱۱-] حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ،

وَقَالَ:" اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟" فَأَبَيَا، وَقَالَ:" اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟" فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

قَالَ أَيُّوْبُ: فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ: إِنَّ فِيْ الْحَدِيْثِ شَيْئًا لاَ أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِيْ؟ قَالَ: قِيْلَ: لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

[أطرافه: ۵۳۱۲، ۵۳۴۹، ۵۳۵۰]

وضاحت: عویمرؓ اوران کی بیوی ایک ہی قبیلہ کے تھے، اور أخ بمعنی والا ہے۔

بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ: إِنْ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟

قاضی لعان کرنے والے زوجین کوتوبہ کی تلقین کرے

لعان سے پہلے یا لعان کے بعد یا ہر ایک کواس کی باری پر قاضی توبہ کی تلقین کرے، پھر اگر شوہر توبہ کرے تو اس کو حد قذف لگے گی، اور عورت توبہ کرے تو اس پر حد زنا جاری ہوگی، عویمرؓ کے واقعہ میں نبی ﷺ نے دونوں کوتوبہ کی تلقین کی تھی، مگر کسی نے توبہ نہ کی اور لعان کیا۔

[۳۳-] بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ: إِنْ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟

[۵۳۱۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ، فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ: "حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لاَسَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا" قَالَ: مَالِيْ؟ قَالَ:" لاَمَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا، فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا، فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ" قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوْبُ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ لاَعَنَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ – وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى–: فَرَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلاَنِ، وَقَالَ:" اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟" ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوْبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ. [راجع: ۵۳۱۱]

وضاحت: ابن عیینہؒ نے فَرَّق کہتے ہوئے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں جدائی کی یعنی انگریزی V کی طرح......... **ثلاث مرات:** گذشتہ باب کی حدیث میں جملہ اللہ یعلم عمدہ اور فتح میں تین مرتبہ ہے، ہمارے نسخہ میں تیسری مرتبہ گیلری میں ہے۔

بَابُ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ

لعان کے بعد زوجین میں جدائی کرنا

یہ مسئلہ آ گیا کہ لعان کے بعد زوجین ساتھ نہیں رہ سکتے، قاضی تفریق کرے گا یا شوہر طلاق دے گا یا خود بخود جدائی ہوجائے گی۔ کمامر۔

[٣٤-] بَابُ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمُتَلاَعِنَيْنِ

[٥٣١٣-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ قَذَفَهَا، وَأَحْلَفَهُمَا.

[راجع: ٤٧٤٨]

[٥٣١٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: لاَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ مِنَ الأَنْصَارِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

بَابٌ: يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلاَعِنَةِ

لعان کے بعد بچہ ماں کے ساتھ لاحق کیا جائے گا

اگر لعان کرنے والی عورت حاملہ ہوتو بچہ ماں کے تابع کیا جائے گا، شوہر سے اس کا نسب منقطع ہوجائے گا، اور ماں بچہ ایک دوسرے کے وارث ہونگے، اور دونوں میں سے کسی کو طعنہ دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ لعان نے عورت سے عذاب کو ہٹا دیا ہے۔

[٣٥-] بَابٌ: يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلاَعِنَةِ

[٥٣١٥-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لاَعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

[راجع: ٤٧٤٨]

بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ

قاضی کا دعا کرنا: الٰہی! معاملہ کھول دے

دعا کرنا ضروری نہیں، اور کرے تو ہرج بھی نہیں، اور نبی ﷺ نے جو دعا کی تھی وہ آپؐ کے ساتھ خاص تھی۔

[۳۶-] بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ

[۵۳۱۶-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّـهُ قَالَ: ذُكِرَ الْمُتَلاَعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلاً، ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَذَكَرَ لَهُ أَنَّـهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الأَمْرِ إِلاَّ لِقَوْلِيْ، فَذَهَبَ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا، قَلِيْلَ اللَّحْمِ، سَبِطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ، خَدِلاً، كَثِيْرَ اللَّحْمِ، جَعْدًا قَطَطًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اللّٰهُمَّ بَيِّنْ" فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّـهُ وُجِدَ عِنْدَهَا، فَلاَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهِ؟" فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِي الإِسْلاَمِ. [راجع: ۵۳۱۰]

[كِتَابُ الْعِدَّةِ]

بَابٌ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلاَثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا

حلالہ میں زوجِ ثانی کی صحبت ضروری ہے

اگر شوہر بیوی کو تین طلاقیں دے تو بیوی مغلظہ ہوجاتی ہے، شوہر کے لئے حلال نہیں رہتی، تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے، اور دوسرا شوہر اس سے صحبت کرکے اپنی خوشی سے طلاق نہ دیوے، اس کی عدت پوری کرکے پھر زوجِ اول سے نکاح جدید ہوسکتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں، اس کا ذکر سورۃ البقرۃ (آیت ۲۳۰) میں ہے، اور صحبت کی قید رفاعہ کی بیوی کے واقعہ میں ہے، یہ حدیث پہلی مرتبہ (تحفۃ القاری ۳۹:۶) میں آئی ہے، پھر اسی جلد میں (حدیث ۵۲۶۰) گذری ہے۔ اور صحبت پیٹ بھر کر ضروری نہیں، چکھنا کافی ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

[۳۷-] بَابٌ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلاَثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا

[۵۳۱۷-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [ح:] حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ أَنَّهُ لاَ يَأْتِيهَا، وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ! فَقَالَ: "لاَ حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ، وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ"[راجع: ۲٦٣٩]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ﴾ الآيَة

جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوگیا اس کی عدت تین مہینے ہے

سورۃ الطلاق کی (آیت ۴) ہے: ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاَثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾: اور تمہاری بیویوں میں سے جو بوجہ زیادت سِن کے حیض سے مایوس ہوچکی ہیں، اگر تم کو ان کی عدت کی تعیین میں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے، اور اسی طرح جن عورتوں کو بوجہ کم عمری کے حیض نہیں آیا —— مجاہد رحمہ اللہ نے ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ کے معنی کئے ہیں: تمہیں معلوم نہیں کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں اور جو حیض سے بیٹھ گئی ہیں یعنی حیض سے مایوس ہوگئی ہیں۔

[۳۸-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ الآيَة

قَالَ مُجَاهِدٌ: وَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ أَوْلاَ يَحِضْنَ، وَاللَّاتِيْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ، وَاللَّاتِيْ لَمْ يَحِضْنَ، فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاَثَةُ أَشْهُرٍ.

بَابٌ: ﴿وَأُوْلاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

حاملہ کی عدت خواہ مطلقہ ہو یا متوفی عنہا زوجہا وضع حمل ہے

سورۃ الطلاق (آیت ۴) میں ہے: "اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہوجانا ہے" (خواہ بچہ کامل ہو یا ناقص، بشرطے کہ کوئی عضو بن گیا ہو، گو ایک انگلی سہی!) یہ آیت مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا: دونوں کے بارے میں ہے، دورِ اول میں متوفی عنہا زوجہا میں اختلاف تھا، مگر جب سُبیعہ کی روایت سامنے آئی تو اختلاف ختم ہوگیا، تفصیل (تحفۃ القاری ۹: ۱۱۹ میں) گذری ہے اور سبیعہ کی حدیث (تحفۃ القاری ۹: ۵٦۷ میں) ہے۔

[۳۹-] بَابٌ: ﴿وَأُوْلاَتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

[۵۳۱۸-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الأَعْرَجِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، عَنْ أُمِّهَا

أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا: سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا، تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ، ثُمَّ جَاءَ تِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "انْكِحِيْ"[راجع: ۴۹۰۹]

[۵۳۱۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيْدَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ سَلْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ: كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَتْ: أَفْتَانِيْ إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ. [راجع: ۳۹۹۱]

[۵۳۲۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَ تِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا، فَنَكَحَتْ.

وضاحت: ابوالسنابل: سُبیعہ کے خاندان کے تھے اور ادھیڑ عمر تھے، وہ عدت کے بعد سبیعہ سے نکاح کرنا چاہتے تھے، سبیعہ وضع حمل کے بعد ایک جوان کی طرف نظر اٹھانے لگی تھیں، پس ابوالسنابل نے اعتراض کیا کہ ابھی تمہاری عدت پوری نہیں ہوئی، تمہاری عدت أبعدُ الأجلین ہے، سبیعہ نے مسئلہ پوچھا: آپؐ نے نکاح کی اجازت دی، چنانچہ ابو السنابل نے ان سے نکاح کیا، پس پہلی روایت میں فقالت: واللّٰہ ما یصلح کی جگہ فقال صحیح ہے............ اور دوسری روایت میں ہے: عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے عبداللہ بن الارقم کو خط لکھا کہ وہ سبیعہ سے معلوم کریں کہ ان کو نبی ﷺ نے کیا مسئلہ بتایا تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾

مطلقہ حیض سے عدت گذارے یا طہر سے؟

سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۸ ہے: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾: اور طلاق والی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض/طہر —— جاننا چاہئے کہ مطلقات سے خاص وہ عورتیں مراد ہیں جن سے نکاح کے بعد صحبت یا خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہے، اور وہ آزاد ہیں اور ان کو حیض آتا ہے، اور اگر صحبت یا خلوت نہیں ہوئی تو ان پر عدت بالکل نہیں —— اور قروء: قُرْءٌ کی جمع ہے، اور اس کے معنی میں اختلاف ہے، امام اعظم، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک اس کے معنی: حیض کے ہیں، اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے معنی: طہر کے ہیں۔

۱-ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے دوعدتوں کے اجتماع کا مسئلہ بیان کیا، کسی نے معتدہ سے عدت میں نکاح کیا، پس وہ نکاح فاسد ہے اور زوجین میں تفریق کردی جائے گی، پھر جب زوج ثانی کے پاس تین حیض مکمل ہوجائیں تو وہ پہلے شوہر کے نکاح سے نکل گئی، پھر وہ دوسرے شوہر کی عدت گذارے گی، اور دونوں عدتوں میں تداخل نہیں ہوگا، اور زہریؒ کہتے ہیں: تداخل ہوگا، سفیان ثوریؒ نے اس رائے کو پسند کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے —— معلوم ہوا کہ ابراہیم، زہری اور ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک قروء حیض ہیں۔

۲-اور ابوعبیدۃ معمر بن المثنی (متوفی ۲۱۰ھ) نے أَقْرَأَتِ المرأة کے معنی کئے ہیں: عورت کا حیض قریب آ گیا/عورت کا طہر قریب آ گیا، یعنی یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔

۳-محاورہ ہے: ما قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ!: نہیں جمع کی عورت نے جیلی (وہ باریک جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) کبھی بھی یعنی قروء کے اصل معنی: جمع ہونے کے ہیں، اور بچہ دانی میں حیض جمع ہوتا ہے، پاکی کے زمانہ میں بچہ دانی خالی ہوتی ہے۔

[٤٠-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ﴾

[١-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلاَثَ حِيَضٍ: بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ، وَلاَ تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: تَحْتَسِبُ، وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَى سُفْيَانَ، يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ.

[٢-] وَقَالَ مَعْمَرٌ: يُقَالُ: أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا، وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا.

[٣-] وَيُقَالُ: مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ: إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا.

ترجمہ: اور نہیں گنے گی عورت اس (پہلی عدت کے حیض) کو اس عدت کے لئے جو اس کے بعد ہوگی۔

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

مبتوتہ حائلہ کو عدت میں نفقہ اور سکنی ملے گا

مبتوتہ: کاٹی ہوئی یعنی وہ عورت جس کو ایک یا دو طلاق بائنہ دی گئی ہوں، اور جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ تو مبتوتہ ہے ہی! اور حائلہ کے معنی ہیں: غیر حاملہ —— تمام ائمہ متفق ہیں کہ مطلقہ رجعیہ کو عدت میں نفقہ بھی ملے گا اور سکنی بھی، نیز مبتوتہ حاملہ کو بھی دونوں چیزیں ملیں گی، اور مبتوتہ حائلہ میں اختلاف ہے، حنفیہ اور امام بخاری کے نزدیک اسے بھی نفقہ اور سکنی دونوں ملیں گے، اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسے نہ نفقہ ملے گا نہ سکنی، اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک صرف سکنی ملے گا نفقہ نہیں ملے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فاطمہ بنت قیسؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے، یہ حدیث مسلم شریف اور ترمذی شریف میں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی تخریج نہیں کی، بلکہ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقید نقل کی ہے، حضرت فاطمہؓ کو ان کے شوہر نے یمن سے تیسری طلاق بھیجی تھی، وہ فرماتی ہیں: مجھے نبی ﷺ نے نہ نفقہ دلوایا نہ سکنی! —— اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے سکنی والا جزء نہیں لیا، کیونکہ وہ قرآن سے معارض ہے، ارشادِ پاک ہے: ﴿اسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ﴾: رکھو مطلقہ عورتوں کو جہاں تم رہتے ہو اپنی حیثیت کے موافق یعنی شوہر کے ذمہ ضروری ہے کہ مطلقہ کو عدت میں رہنے کے لئے مکان دے، اسی کو سکنی کہتے ہیں، اور یہ آیت عام ہے، رجعیہ، مبتوتہ حائلہ اور حاملہ سب کو شامل ہے، پس ہر معتدہ کو سکنی ملے گا، اور نفقہ کے سلسلہ میں کوئی آیت معارض نہیں، اس لئے حدیث فاطمہ کے اس جزء کو لیا، اور کہا کہ نفقہ واجب نہیں، اور حنفیہ نے اسی آیت سے نفقہ کا وجوب بھی ثابت کیا ہے، اس لئے کہ نفقہ جزائے احتباس ہے، جو شخص کسی کے حق میں محبوس (روکا ہوا) ہوتا ہے تو اس کا نان ونفقہ روکنے والے کے ذمہ ہوتا ہے، جیسے حکومت مجرموں کو جیل میں ڈالتی ہے تو کھلاتی پلاتی بھی ہے۔ اور حضرت فاطمہؓ کی حدیث کو نہیں لیا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنقید کی ہے جو باب میں ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تنقید کی ہے، فرمایا: ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ کی کتاب کو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے، ہم نہیں جانتے کہ وہ عورت بھول گئی یا اس نے یاد رکھا (مسلم ۱: ۴۸۵) اور طحاوی میں ہے: میں نے خود نبی ﷺ سے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے نفقہ بھی ہے اور سکنی بھی (طحاوی ۲: ۴۰) علاوہ ازیں: حضرت فاطمہؓ کو نفقہ دیا گیا تھا، ترمذی میں روایت ہے کہ ان کا شوہر دس قفیز غلہ رکھ کر سفر میں گیا تھا، مگر حضرت فاطمہؓ نے اس مقدار سے زائد کا مطالبہ کیا جو منظور نہ ہوا، اور وہ سسرال والوں سے لڑتی تھیں، اس لئے آپؐ نے عدت گذارنے کے لئے دوسری جگہ تجویز فرمائی، پس ان کے واقعہ میں درحقیقت نفقہ اور سکنی دونوں دلوائے گئے تھے، اس لئے حدیث سے استدلال درست نہیں۔

[٤١-] بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿يُسْرًا﴾

[٥٣٢١و٥٣٢٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلٰى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ: اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلٰى بَيْتِهَا، قَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ، وَقَالَ الْقَاسِمُ

ابْنُ مُحَمَّدٍ: أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَتْ: لاَيَضُرُّكَ أَلَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ. [حديث ٥٣٢١ أطرافه: ٥٣٢٣، ٥٣٢٥، ٥٣٢٧، حديث ٥٣٢٢، أطرافه: ٥٣٢٤، ٥٣٢٦، ٥٣٢٨]

آیات: سورۃ الطلاق (آیات ۱-۷) کا حوالہ دیا ہے، ان آیات میں مطلقات کے بہت سے احکام ہیں، ان میں سے دوٹکڑوں سے استدلال کیا ہے، دونوں سے سکنی ثابت کیا ہے، فرمایا: ''اللہ سے ڈرو جو تمہارا پالنہار ہے! ان (مطلقہ) عورتوں کو ان کے (رہنے کے) گھروں سے مت نکالو'' اور فرمایا: ''تم ان مطلقہ عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو'' ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلقہ کا سکنی منکوحہ کی طرح واجب ہے، اور نفقہ جزء احتباس ہے، پس وہ خود بخود واجب ہوگا۔

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کی حدیث پر تنقید:

۱- یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ: قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق اور سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں (اس طرح یہ دو حدیثیں ہیں، اور ان پر دو نمبر لگائے ہیں) یحییٰ نے دونوں کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبدالرحمٰن بن الحکم (مروان کا بھائی) کی بیٹی عمرہ کو طلاق دی، پس عبدالرحمٰن اس کو اپنے گھر لے گئے، پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے گورنر مروان بن الحکم کے پاس آدمی بھیجا کہ اللہ سے ڈرو! اور عمرہ کو اس کے گھر میں واپس بھیج دو —— پھر آگے سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے جواب دیا: عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آ گیا! یعنی میری نہیں چلتی —— اور قاسم کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا: کیا نہیں پہنچا آپ کو فاطمہ کا واقعہ؟ یعنی وہ بھی شوہر کے گھر سے نکل گئی تھیں! پس عائشہؓ نے کہا: نہیں نقصان پہنچائے گا آپ کو کہ نہ ذکر کریں آپ فاطمہؓ کی حدیث یعنی فاطمہؓ کا واقعہ رہنے دو! (یہاں باب ہے) پس مروان نے کہا: اگر آپ کے نزدیک ان بن وجہ تھی تو کافی ہے آپ کے لئے وہ ان بن جو ان دونوں کے درمیان ہے یعنی فاطمہؓ کے گھر سے نکلنے کی وجہ شقاق تھی تو وہ وجہ عمرہ میں بھی موجود ہے۔

[٥٣٢٣و٥٣٢٤-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ؟ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ؟ تَعْنِي فِيْ قَوْلِهَا: لاَسُكْنٰى وَلاَ نَفَقَةَ. [حديث ٥٣٢٣، راجع: ٥٣٢١، حديث ٥٣٢٤ راجع: ٥٣٢٢]

[٥٣٢٥و٥٣٢٦-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ: أَلَمْ تَرَى إِلٰى فُلاَنَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ

فَخَرَجَتْ! فَقَالَتْ: بِئْسَ مَا صَنَعَتْ! فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ. [راجع: ۵۳۲۱]

۲- صدیقہؓ نے فرمایا: فاطمہؓ کو کیا ہوگیا؟ کیا وہ اللہ سے ڈرتی نہیں! مراد لے رہی ہیں صدیقہ ان کا قول: ''نہ رہنے کا گھر اور نہ خرچ!''

۳- عروۃ نے صدیقہؓ سے کہا: کیا نہیں دیکھتی آپ کہ حکم کی بیٹی کو اس کے شوہر نے بائن طلاق دی تو وہ گھر سے نکل گئی، صدیقہؓ نے فرمایا: اس نے بہت برا کیا! پس عروہ نے کہا: کیا آپ نے فاطمہؓ کی بات نہیں سنی؟ صدیقہؓ نے کہا: اس کے لئے کوئی خیر نہیں اس حدیث کے تذکرہ میں یعنی اس کو وہ واقعہ ذکر نہیں کرنا چاہئے۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا

مبتوتہ کو قوی عذر ہو تو وہ شوہر کے گھر کے علاوہ میں عدت گذار سکتی ہے

یہ ردیف باب ہے اور نیا عنوان افادۂ مزید کے لئے لگایا ہے۔ اگر مبتوتہ کو قوی عذر ہو تو وہ شوہر کے گھر سے نکل کر دوسری جگہ عدت گذار سکتی ہے، مثلاً: شوہر کا گھر بودا ہو، اس کے ڈھ پڑنے کا اندیشہ ہو، یا وہاں چور ڈکیتوں کا خطرہ ہو یا مطلقہ سسرال والوں کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو تو قاضی اس کو کسی اور جگہ عدت گذارنے کا حکم دے سکتا ہے، حضرت فاطمہؓ کو دوسری جگہ عدت گذارنے کا نبی ﷺ نے جو حکم دیا تھا اس کی وجہ صدیقہؓ نے یہ بیان کی ہے کہ وہ وحشت ناک گھر میں تھیں اور وہ علاقہ پُر خطر تھا، پس وہ مسئلہ نہیں تھا، مصلحت تھی، اور جو اس کو مسئلہ کے طور پر بیان کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ أَنْكَرَتْ: ناپسند کیا، عَابَتْ: مذمت کی۔

[۴۲-] بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا، أَوْ تَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ

[۵۳۲۷و۵۳۲۸-] حدثنا حِبَّانُ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ، وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ: عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا، فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲]

وضاحت: یہ دو حدیثیں ہیں: (۱) ابن جریج، عن ابن شہاب، عن عروۃ (۲) ابن ابی الزناد، عن ہشام، عن عروۃ —— اس لئے دو نمبر لگائے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ

معتدہ واضح کرے کہ وہ حاملہ ہے یا حائلہ؟ تاکہ اس کی عدت میں کوئی اشتباہ نہ رہے

سورۃ البقرۃ (آیت ۲۲۸) میں ہے: ''اوران (طلاق دی ہوئی) عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا ہے (حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ رکھیں —— حمل یا حیض: یہ مجاہدؒ کی تفسیر ہے، اوراس میں اشارہ ہے کہ قُروء سے حیض مراد ہے —— حجۃ الوداع میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حائضہ ہونا ظاہر کیا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۳۵۲) آئی ہے، وہاں عَقْریٰ حَلْقی کی تحقیق بھی ہے۔

[۴۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَمَلِ

[۵۳۲۹-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً، فَقَالَ لَهَا: '' عَقْرَى أَوْ: حَلْقَى! إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا؟ أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟'' قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ''فَانْفِرِيْ إِذَنْ'' [راجع: ۲۹۴]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ، وَكَيْفَ يُرَاجِعُ إلخ

ایک یا دو رجعی طلاقوں میں شوہر عدت میں قولاً یا فعلاً رجوع کرسکتا ہے

سورۃ البقرۃ (آیت ۲۲۸) میں ہے: ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوْا إِصْلاَحًا﴾: اوران عورتوں کے شوہران کو (بغیر تجدید نکاح) لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں عدت کے اندر، اگر وہ اصلاح کا قصد رکھتے ہوں —— **فی ذلك** کا مشارالیہ بیان کیا ہے: **فی العدة** —— اور رجعت قولاً بھی ہوسکتی ہے: بیوی سے کہے: میں نے آپ کو نکاح میں واپس لیا، اور فعلاً بھی: صحبت کرلے یا دواعی صحبت کرے تو رجعت ہوجائے گی، لیکن عورت ماہواری میں ہو تو صرف قولاً رجعت کرے اور باب میں دو حدیثیں ہیں:

(۱) حضرت معقلؓ کی بہن کا واقعہ، ان کو ان کے شوہر ابوالبداحؒ نے رجعی طلاق دی تھی، **ثم خَلّٰی عنها**: پھر ان کو چھوڑے رکھا، یعنی عدت میں رجعت نہ کی، معلوم ہوا کہ عدت میں رجعت ہوسکتی تھی، یہ روایت (تحفۃ القاری ۹: ۱۱۷) میں آئی ہے۔

(۲) حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ جو بار بار آیا ہے، انھوں نے بیوی کو ایک طلاق رجعی دی تھی، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت کا حکم دیا۔

[٤٤-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ، وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ؟

[٥٣٣٠-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً.

[٥٣٣١-] ح: قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا، فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذٰلِكَ أَنَفًا، فَقَالَ: خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَخْطُبُهَا؟! فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ، فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَرَادَّ لِأَمْرِ اللّٰهِ. [راجع: ٤٥٢٩]

مکتبہ حجاز دیوبند

قوله: حَمِيَ أنفًا: ناک چڑھائی، تیار نہ ہوئے .... اسْتَرَادَّ: واپس کیا اللہ کے حکم دینے کی وجہ سے۔

[٥٣٣٢-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيْضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ: إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ، حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

وَزَادَ فِيْهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَنِيْ بِهٰذَا. [راجع: ٤٩٠٨]

وضاحت: غیرہ کا مرجع قتیبہ ہیں، اور مراد أبو الجهم علاء بن موسیٰ ہیں .... لو طلقت مرة أو مرتين کی جزاء محذوف ہے: أی لکان خیرا: رجعت ہوسکتی تھی۔

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

حالتِ حیض میں بھی رجعت ہوسکتی ہے

حالت حیض میں قولاً رجعت ہوسکتی ہے، کیونکہ ماہواری میں صحبت جائز نہیں، ابن عمرؓ نے حالتِ حیض ہی میں قولاً رجوع کیا تھا۔

[٤٥-] بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

[٥٣٣٣-] حدثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَمَرَهُ أَنْ يَرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا، قُلْتُ: فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ. [راجع: ٤٩٠٨]

بَابٌ: تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

عدتِ وفات میں سوگ (ترکِ زینت) واجب ہے

مرد کے لئے کسی کی وفات پر سوگ کرنا حرام ہے، یہ بات مرد کے موضوع کے خلاف ہے، مرد کاروبار کرنے والا اور رزق کی تلاش میں دوڑ دھوپ کرنے والا ہے، اگر وہ سوگ کرے گا یعنی عدت میں بیٹھے گا تو زندگی کی گاڑی رک جائے گی، البتہ عورتوں کے لئے سوگ کرنا جائز ہے، اور شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا واجب ہے، اور شوہر کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار فوت ہوجائے تو تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں —— اور سوگ کے معنی ہیں: ترکِ زینت، زیور اتار کر رکھ دے، تیز سرخ کپڑا نہ پہنے (سفید پہننا ضروری نہیں) ضرورت شدیدہ کے بغیر سرمہ کاجل نہ لگائے، باقی ہر چیز کھا پہن سکتی ہے اور ہر کام کرسکتی ہے (تحفۃ القاری ۲:۱۰۴)

نابالغ بچی بھی عدت میں سوگ کرے:

کسی نابالغ لڑکی کے شوہر کا انتقال ہوتو عدت واجب ہے اور ائمہ ثلاثہ اور امام زہری رحمہم اللہ کے نزدیک سوگ کرنا بھی ضروری ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عدت (چار ماہ دس دن تک دوسرے نکاح سے رکنا) تو ضروری ہے، مگر سوگ کرنا ضروری نہیں، کیونکہ نابالغ کا ذمہ وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور سوگ کا مقصد نکاح کی طرف عدم التفات ہے اور التفات بچی میں مفقود ہے۔

[٤٦-] بَابٌ: تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيْبَ، لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

[٥٣٣٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْهَا أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةُ خُلُوْقٍ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَالِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا"[راجع: ١٢٨٠]

[٥٣٣٥-] قَالَتْ زَيْنَبُ: فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا، فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ:" لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا"[راجع: ١٢٨٢]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: نہیں دیکھتا میں کہ متوفی عنہا بچی نزدیک ہو خوشبو سے یعنی سوگ کرے، یہی ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کی رائے ہے، اس لئے کہ اس پر عدت واجب ہے (یہ امام بخاریؒ نے بڑھایا ہے)

حوالہ: حدیثیں (تحفۃ القاری ۳: ۵۹۸ میں) آگئی ہیں۔

[٥٣٣٦-] قَالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا، أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَا" - مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ:"لَا"- ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ"[طرفاه: ٥٣٣٨، ٥٧٠٦]

[٥٣٣٧-] قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ،

ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَ تْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ، سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ؟ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

ترجمہ: زینبؓ (ربیبہ) کہتی ہیں: میں نے اپنی امی ام سلمہؓ سے سنا کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے داماد کا انتقال ہوگیا، اور میری بیٹی کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا ہم اس کے سرمہ لگا سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ـــــ اس نے دو یا تین مرتبہ آکر یہی مسئلہ پوچھا، آپؐ ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ نہیں ـــــ پھر آخری مرتبہ ارشاد فرمایا: ''عدت کے چار ماہ دس دن ہی تو ہیں!'' (اتنے دن بھی تم صبر نہیں کرسکتیں!) اور زمانۂ جاہلیت میں تم میں سے ایک سال پورا ہونے پر مینگنیاں پھینکتی تھی! یعنی وہ دن بھول گئیں!

حمید (راوی) نے زینب سے پوچھا: سال پورا ہونے پر مینگنیاں پھینکنے کا کیا مطلب ہے؟ زینب نے کہا: عورت جب اس کا شوہر کا انتقال کر جاتا تو جھونپڑی میں داخل ہوتی اور بدترین کپڑے پہنتی، اور خوشبو کو ہاتھ نہ لگاتی یہاں تک کہ اس کا سال گذر جاتا، پھر کوئی جانور لائی جاتی: گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ، پس وہ اس سے اپنی شرمگاہ کو رگڑتی، پس بہت کم رگڑتی وہ کسی چیز کے ساتھ مگر وہ مر جاتا، پھر وہ نکلتی، پس وہ مینگنیاں دی جاتی جس کو وہ (محلّہ محلّہ اور گلی گلی) پھینکتی، پھر استعمال کرسکتی تھی وہ بعد ازیں جو خوش بو وغیرہ چاہتی ـــــ امام مالکؒ سے افتضاض کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا: جانور سے اپنی کھال (شرمگاہ) کو رگڑتی تھی۔

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

سوگ میں سرمہ لگانا

یہ ذیلی باب ہے۔ عذر کی صورت میں معتدہ رات میں سرمہ لگا سکتی ہے، اور تکلیف زیادہ ہو تو دن میں بھی لگا سکتی ہے، اور آپؐ نے اس عورت کو اجازت اس لئے نہیں دی تھی کہ آپؐ کے خیال میں اس عورت کا مرض اس درجہ کا نہیں تھا کہ سرمہ لگانا ضروری ہو۔

[٤٧-] بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

[٥٣٣٨-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَيْنَيْهَا، فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ:'' لَاتَكَحَّلْ، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ: شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ، فَلَا، حَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ''[راجع: ٥٣٣٦]

[٥٣٣٩-] وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ: تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم

قَالَ:" لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" [راجع: ۱۲۸۰]

[۵۳٤۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: نُهِيْنَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ.[راجع: ۳۱۳]

لغت:فَخَشُوْا عَيْنَيْهَا: فتح میں علی بھی ہے:فَخَشُوْا على عَيْنَيْهَا اورابن بطال کے یہاں علی عینہا ہےیعنی اس کی آنکھوں کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا،اور عمدۃ میں فَحَشُوْا عَيْنَيْهَا ہے:حَشَا حشوا: بھرنا.........لاتكَحَّل میں ایک ت محذوف ہے.........أحلاس: حِلْس کی جمع: ٹاٹ جس کو کجاوے کے نیچے بچھاتے تھے کان حول: کان تامہ ہے جب سال پورا ہوتا.........مَرَّ كلبٌ: کتا گذرا اور معتدہ نے اس کے ساتھ کھال (شرمگاہ) رگڑی۔

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

سوگ کرنے والی عورت جب حیض کا غسل کرے تو قُسط ہندی استعمال کرے

یہ ایک ضرورت ہے، پرانے زمانہ میں خوشبودار صابن نہیں تھا، اس لئے بدبو دور کرنے کے لئے کوٹھ استعمال کرتے تھے یا اظفار کو بخور میں شامل کرکے کپڑوں وغیرہ کو دھونی دیتے تھے اور حدیث اسی سند سے پہلے (تحفۃ القاری ۲:۱۰۴) آئی ہے، وہاں قُسط کی تفصیل ہے۔

[٤٨-] بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

[۵۳٤۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلاَ نَكْتَحِلَ، وَلاَ نَطَّيَّبَ، وَلاَ نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ ظَفَارٍ. وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: كِلاَهُمَا يُقَالُ: الْكُسْتُ وَالْقُسْطُ، وَالْكَافُوْرُ وَالْقَافُوْرُ.[راجع: ۳۱۳]

بَابٌ: تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

سوگ کرنے والی عورت پٹھے سے رنگے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے

کپڑا رنگنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ کپڑے پر جگہ جگہ پٹھے یا اس جیسی کوئی سخت چیز باندھ دی جاتی تھی، پھر کپڑے کو رنگتے

تھے، پس کپڑا کہیں سے رنگین ہوجاتا تھا اور کہیں سے سفید رہتا تھا، یہ معمولی قسم کا رنگین کپڑا سمجھا جاتا تھا، عدت میں عورت اس کو پہن سکتی ہے، والحدیث قدمرّ !

[۴۹-] بَابٌ: تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

[۵۳۴۲-] حدثنا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُحِدُّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا لَاتَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ"

[راجع: ۳۱۳]

[۵۳۴۳-] وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصَةُ، حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ عَطِيَّةَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا إِلَّا أَدْنٰى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ، نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ"[راجع: ۳۱۳]

قوله: نهى النبى صلى الله عليه وسلم کے بعد وقال محذوف ہے .... أَدْنٰى بمعنی أول یا عند ہے یعنی جب پاک ہو .... نبذة: تھوڑا، من قُسط و أظفار: واو عاطفہ کے ساتھ ہے، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، تفصیل (تحفۃ القاری ۲:۱۰۴ میں) ہے۔

بَابٌ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ﴾ الآية

متوفی عنہا زوجہا جہاں چاہے عدت گذارے

حضرات ابن عباسؓ وعطاءؒ ومجاہدؒ کے نزدیک متوفی عنہا زوجہا جہاں چاہے عدت گذار سکتی ہے، شوہر کے گھر میں عدت گذارنا ضروری نہیں، کیونکہ اس کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے، چنانچہ آپ باب میں انہی حضرات کے آثار لائے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بھی عدت وفات میں معتدہ کے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکنی، کیونکہ ان کو کس پر واجب کریں گے؟ شوہر کا ذمہ تو موت کے بعد وجوب کی صلاحیت نہیں رکھتا، اور اس کا ترکہ میراث بن گیا، اور میت کے ورثاء پر بھی نفقہ اور سکنی واجب نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ نکاح سے اجنبی ہیں، ہاں میراث میں بیوی کا حصہ ہے، پس وہ اپنے حصۂ میراث سے خرچ کرے گی، اور عورت کو چاہئے کہ وہ اسی گھر میں عدت گذارے جس میں وہ شوہر کے ساتھ رہا کرتی تھی، شدید ضرورت کے بغیر کسی اور جگہ (میکہ وغیرہ میں) جا کر عدت گذارنا درست نہیں، اور دلیل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن فُریعہ کی حدیث ہے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ جس مکان میں رہتی تھیں وہ عاریت کا مکان تھا، شوہر کی ملکیت میں نہیں تھا، تاہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاں تم شوہر کے ساتھ رہتی تھیں وہیں عدت گذارو" (ترمذی حدیث

۱۱۸۹)تفصیل کے لئے دیکھیں (تحفۃ الالمعی ۴: ۱۰۰) اور عطاء ومجاہد رحمہما اللہ کے اقوال پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۱۲۱) آئے ہیں، وہاں مسئلہ کی پوری تفصیل ہے جو قابل مراجعت ہے۔

[٥٠-] بَابٌ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ

[٥٣٤٤-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، أَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ، فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قَالَ: جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَ تْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَ تْ خَرَجَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا، زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ.

وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَ تْ، وَقَوْلُ اللّٰهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾

قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَاءَ تْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ، وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَ تْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَ تْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا. [راجع: ٤٥٣١]

وضاحت: پہلی روایت میں واجبٌ: کانت کی خبر ہے، پس واجبةً یا واجبًا ہونا چاہئے، پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۱۲۱ میں) واجبًا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ابن عباسؓ کے قول میں وقولُ اللہ کی جگہ پہلے لقول اللہ آیا ہے اور وہی صحیح ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔قال عطاء سے ابن عباسؓ کے قول کی شرح کی ہے۔

[٥٣٤٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ: لَمَّا جَاءَ هَا نَعْيُ أَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ، فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: مَالِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" [راجع ١٢٨٠]

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

رنڈی کی فیس اور نکاح فاسد میں مہر

عدت کے ابواب پورے ہوئے، مگر امام بخاریؒ نے عدت کا عنوان قائم نہیں کیا، یہ عنوان ابن بطالؒ نے قائم کیا ہے، حضرت کی تو کتاب النکاح چل رہی ہے، اس لئے اب تین ابواب نکاح کے تعلق سے قائم کر کے کتاب پوری کریں گے۔

مہر: بدلہ، وہ مال وغیرہ جو صحبت کے عوض میں دیا جائے، بَغِیّ: چاہی ہوئی عورت یعنی رنڈی، کسبی، نکاح فاسد: بے قاعدہ نکاح، جیسے کسی نے چھپا کر اپنا نکاح کرلیا، دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا، یا گواہ تو تھے مگر بہرے تھے، انھوں نے ایجاب وقبول نہیں سنا، یا کسی کے میاں نے طلاق دیدی یا مر گیا، اور ابھی عدت پوری نہیں ہوئی کہ عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، یا ایسی کوئی اور بے قاعدہ بات ہوئی تو نکاح فاسد ہے، اور نکاح کے تعلق سے فاسد اور باطل میں کچھ زیادہ فرق نہیں، بیع میں تو بیع باطل اور بیع فاسد علاحدہ علاحدہ چیزیں ہیں، اور دونوں کے احکام مختلف ہیں، نکاح میں کچھ زیادہ فرق نہیں، پھر اگر بے قاعدہ نکاح ہوا ہے تو زوجین میں جدائی کردی جائے گی، اور مرد صحبت کر چکا ہے تو مہر مثل دلایا جائے گا، اور اگر نکاح میں مہر مقرر ہوا ہے تو وہ دلایا جائے گا، بشرطے کہ وہ مہر مثل سے زیادہ نہ ہو، ورنہ مہر مثل ملے گا اور صحبت نہیں کی تو کچھ نہیں ملے گا، گو کہ خلوت صحیحہ ہوگئی ہو اور چونکہ قحبہ گری اور بے قاعدہ نکاح میں صحبت حرام ہے، اس لئے دونوں کو باب میں جمع کیا ہے۔

ملحوظہ: اگر جانتے ہوئے کوئی شخص محرم عورت سے نکاح کرے اور صحبت کرلے تو جمہور (بشمولِ صاحبین) کے نزدیک وہ زانی ہے، اس پر زنا کی سزا جاری کی جائے گی، پس مہر کا کیا سوال ہے؟ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح شبہ پیدا کرے گا اس لئے زنا کی سزا تو جاری نہیں کی جائے گی، البتہ تعزیر کی جائے گی۔

[۵۱-] بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَلَهَا مَا أَخَذَتْ، وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: يُعْطِيْهَا صَدَاقَهَا.

[۵۳۴۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

[راجع: ۲۲۳۷]

[۵۳۴۷-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ،

وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ.[راجع: ٢٠٨٦]

[٥٣٤٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ كَسْبِ الإِمَاءِ.[راجع: ٢٢٨٣]

ترجمہ: حسن بصریؒ نے فرمایا: کسی نے محرم عورت سے نکاح کیا درانحالیکہ وہ نہیں جانتا تھا تو دونوں میں جدائی کردی جائے گی، اور عورت کے لئے وہ ہے جو وہ لے چکی، اور اس کے لئے اس کے علاوہ نہیں ہے، پھر بعد میں فرمایا: اس کو اس کا مہر دے —— جیسے عقبۃ بن الحارثؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا، پھر ایک حبشن نے کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، یعنی عورت تیری رضاعی بہن ہے اور حرام ہے، نبی ﷺ نے دونوں میں جدائی کرادی، رخصتی ہوئی تھی یا نہیں؟ اور مہر دلایا تھا یا نہیں؟ اس کا حدیث میں کوئی تذکرہ نہیں، اور حدیثیں تحفۃ القاری (۵:۲۸۷) میں گذری ہیں۔

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ؟ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ

مدخول بہا کا مہر، اور دخول کا مطلب اور اگر دخول وخلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دیدے

نکاح: صحبت، خلوتِ صحیحہ اور موت سے مؤکد ہوتا ہے، پس ان صورتوں میں مقررہ مہر ادا کرنا واجب ہے، اور مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دینا پڑے گا، اور یہ کوئی بات نہ ہوئی ہو تو آدھا مہر دینا واجب ہے، اور مہر مقرر نہ ہوا ہو تو متعہ (ایک جوڑا کپڑا) دینا ضروری ہے۔ اور باب کی حدیث میں عویمرؓ کا واقعہ ہے، انھوں نے لعان کے بعد مہر کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا، جو منظور نہ ہوا، کیونکہ وہ مدخول بہا تھیں، فرمایا: ''تمہارا مہر واپس نہیں ملے گا، اگر تم تہمت میں سچے تھے تو تم بیوی سے صحبت کر چکے ہو، اور جھوٹی تہمت لگائی ہے تب تو مہر کی واپسی کا سوال ہی نہیں!'' —— اور **کیف الدخول؟** کا مطلب یہ ہے کہ صحبت ہی ضروری ہے یا خلوتِ صحیحہ بھی صحبت کے قائم مقام ہوگی؟ اسی مطلب کی تعیین کے لئے بعد والا جملہ بڑھایا ہے۔

[٥٢-] بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ؟ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ

[٥٣٤٩-] حدثنا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: "اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟" فَأَبَيَا، فَقَالَ: "اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟" فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ أَيُّوْبُ: فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ: فِي الْحَدِيْثِ شَيْئٌ لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِيْ؟ قَالَ: "لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ"[راجع: ٥٣١١]

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِيْ لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

نکاح میں مہر مقرر نہیں ہوا اور خلوت کی بھی نوبت نہیں آئی اور طلاق دیدی تو ایک جوڑا کپڑا دینا واجب ہے

سورۃ البقرۃ آیات (۲۳۶ و ۲۳۷) میں دو حکم ہیں: (۱) نکاح میں مہر مقرر نہیں ہوا، اور مجامعت وخلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دیدی تو مہر کچھ لازم نہیں، البتہ متعہ (ایک جوڑا کپڑا) واجب ہوگا (۲) نکاح میں مہر مقرر ہوا، پھر مجامعت وخلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا لازم ہے —— پھر آیت (۲۴۱ میں) حکم ہے کہ ہر مطلقہ کو (علاوہ مذکورہ مطلقہ کے) بوقت رخصت متعہ (ایک جوڑا کپڑا) دینا مستحب ہے —— لیکن اگر فرقت کا سبب عورت کی طرف سے پایا گیا ہو تو متعہ دینا مستحب نہیں، جیسے مطاوعت ابن الزوج کی صورت میں یا لعان کی صورت میں، امام بخاریؒ فرماتے ہیں: عویمر کے واقعہ میں متعہ کا کوئی ذکر نہیں، جبکہ اس واقعہ میں شوہر نے طلاق دی تھی۔

[۵۳-] بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِيْ لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

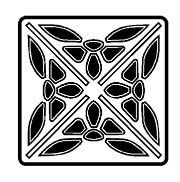
[۱-] لِقَوْلِهِ: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً، وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

[۲-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾

[۳-] وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِيْنَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

[۵۳۵۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: "حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَاسَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِيْ؟ قَالَ: "لَامَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا"[راجع: ۵۳۱۱]

﴿ بفضل اللہ تعالیٰ آج ۱۹ ذی قعدہ کو کتاب الطلاق کی شرح مکمل ہوئی ﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النفقات

مصارف کا بیان

نکاح کے بعد اہل وعیال کا خرچہ واجب ہوتا ہے، اس لئے کتاب النکاح کے تتمہ میں کتاب النفقات لائے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الأَهْلِ

بیوی پر خرچ کرنے کی اہمیت

سورۃ البقرۃ کی (آیات: ۲۱۹ و۲۲۰) ہیں: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ؟ قُلِ الْعَفْوَ! كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾: اور لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں: کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیں: جو اپنے خرچ سے بچے! یوں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان کرتے ہیں، تاکہ تم دنیا وآخرت (کے معاملات) میں سوچو! —— یعنی آخرت کا فکر ضروری ہے تو دنیا کا فکر بھی ضروری ہے، اگر سارا مال اٹھادوگے تو اپنی ضروریات کیسے پوری کروگے؟ اس لئے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو، پھر بیوی پر، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے العفو کا ترجمہ الفَضْل کیا ہے یعنی ضرورت سے بچا ہوا، اور حاشیہ میں حضرت حسنؒ کے قول میں یہ اضافہ ہے: ولالَوْمَ علی الکفاف: اور بقدر ضرورت روکنے پر کچھ ملامت نہیں، یہی مسئلہ ہے، اپنی ذات مقدم ہے، اس سے بچ رہے تب بیوی پر خرچ کرنا مامور بہ ہے، یہی اہمیت ہے۔

اور پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۳۰۳) گذری ہے: ''اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں پر بہ امید ثواب خرچ کرے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے'' یعنی وہ باعث اجر ہے، ہم خرما ہم ثواب ہے! یہی بیوی پر خرچ کرنے کی اہمیت ہے۔

اور دوسری حدیثِ قدسی پہلے (تحفۃ القاری ۹:۲۹۷) آئی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے انسان! خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا'' یعنی اللہ تعالیٰ اس کو عوض عطا فرمائیں گے، یہی خرچ کرنے کی اہمیت ہے، اور عموم میں بیوی مقدم ہے۔

اور تیسری حدیث نئی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور غریب کے کام انجام دینے والا راہِ خدا میں لڑنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر نفلیں پڑھتا ہے اور دن میں روزہ رکھتا ہے'' —— جو شخص بیوہ اور مسکین کے کام

انجام دیتا ہے: اس کومجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ لاحق کیا ہے یا شب وروز عبادت کرنے والے کے ساتھ لاحق کیا ہے یعنی ان کے مانند قرار دیا ہے، یہ الحاق ہی ان کی فضیلت ہے، اور کام انجام دینے میں ان پر خرچ کرنا بھی شامل ہے، اور بیوی پر خرچ سب سے اہم ہے۔

اور آخری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴:۵۳) آئی ہے، اس میں ہے: ''تم اللہ کی خوشنودی کے لئے جو بھی خرچ کروگے اس کا تمہیں ثواب ملے گا، یہاں تک کہ بیوی کے منہ میں جو لقمہ دوگے اس کا بھی اجر ملے گا'' —— یہ اجر ملنا بیوی پر خرچ کرنے کی اہمیت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٩- كتابُ النفقات

[١-] بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلٰى الأَهْلِ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ؟ قُلِ الْعَفْوَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾ وَقَالَ الْحَسَنُ: الْعَفْوُ: الْفَضْلُ.

[٥٣٥١-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ الأَنْصَارِيَّ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ، فَقُلْتُ: عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً" [راجع: ٥٥]

[٥٣٥٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " قَالَ اللّٰهُ: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ" [راجع: ٤٦٨٤]

[٥٣٥٣-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " السَّاعِيْ عَلٰى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلَ وَالصَّائِمِ النَّهَارَ" [طرفاه: ٦٠٠٦، ٦٠٠٧]

[٥٣٥٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ وَأَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ: لِيْ مَالٌ، أُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ؟ قَالَ: " لَا" قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: " لَا" قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: " الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، أَنْ تَدَ عَ

وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ، وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ، يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيَضُرُّ بِكَ آخَرُوْنَ. [راجع: ۵۶]

قوله: فقلت: کس نے پوچھا؟ بظاہر عبداللہ نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اور ممکن ہے عدی نے یا شعبہ نے اپنے استاذ سے پوچھا ہو۔

بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ

بیوی بچوں پر خرچ کرنا واجب ہے

گذشتہ باب میں صرف **الأهل** تھا، اب **والعیال** بڑھا دیا تو نیا باب ہو گیا۔ اور نفقہ سے مراد کھانا پینا، کپڑا لتا اور رہنے کا گھر ہے۔ اور نفقہ تین اسباب سے واجب ہوتا ہے: بیوی ہونے کی وجہ سے، رشتہ داری کی وجہ سے اور مملوک ہونے کی وجہ سے، مگر اب غلام باندی تو رہے نہیں، پس دو ہی سبب رہ گئے، بیوی کے خرچ کی تفصیلات کتب فقہ میں ہیں، اور اولاد (لڑکے لڑکی) کا خرچ باپ پر اس وقت واجب ہے جب ان کی ملکیت میں مال نہ ہو، اگر ان کے پاس مال ہو تو ان پر خرچ ان کے مال میں سے کیا جائے گا، پھر لڑکے کا خرچ بلوغ تک واجب ہے، اور لڑکی کا شادی ہونے تک، پھر باپ خرچ کرے تو اس کی مرضی، واجب نہیں۔

اور باب کی حدیثیں پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۲۰۲) آئی ہیں، ان میں ہے: ''خرچ کرنے میں ان لوگوں سے ابتداء کر جن کا خرچہ تیسرے ذمہ واجب ہے'' اہل وعیال کا خرچہ آدمی پر واجب ہوتا ہے، پس پہلے ان پر خرچ کرے، پھر درجہ بدرجہ دوسری جگہوں میں خرچ کرے۔

[۲-] بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ

[۵۳۵۵-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ "

تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ، وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ. وَيَقُوْلُ الِابْنُ: أَطْعِمْنِيْ، إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ؟ قَالُوْا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: لَا، هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ. [راجع: ۱۴۲۶]

[۵۳۵۶-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ

مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ"[راجع: ١٤٢٦]

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی، پھر فرمایا: بیوی کہے گی: یا تو مجھے کھلا پلا یا مجھے طلاق دے! اور غلام کہے گا: مجھے کھلا پلا اور مجھ سے کام لے، اور لڑکا کہے گا: مجھے کھلا پلا، مجھے کس کے سہارے پر چھوڑتا ہے (اس میں وجوبِ نفقہ کے اسباب ثلاثہ کی طرف اشارہ ہے) لوگوں نے پوچھا: آپؓ نے یہ بات نبی ﷺ سے سنی ہے؟ کہا: نہیں! یہ ابو ہریرہؓ کی تھیلی سے ہے یعنی انھوں نے من تعول کی شرح کی ہے، بیوی، غلام اور بچوں کا نفقہ اس لئے واجب ہے کہ اگر شوہر، آقا اور باپ ان پر خرچ نہیں کریں گے تو وہ ضائع ہو جائیں گے۔

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ؟

بیوی کو سال بھر کا خرچ دینا، اور اولاد کو خرچ کس طرح دے؟

لوگوں کے ذرائع آمدنی مختلف ہیں، کسی کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے، کسی کی ماہانہ اور کسی کی روزانہ، تاجروں اور دہاڑی والے مزدوروں کی آمدنی روزانہ ہوتی ہے، پس ہر شخص اپنے حالات کے اعتبار سے بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ نبی ﷺ کی آمدنی سالانہ ہوتی تھی، بنو نضیر کے علاقہ میں جو کھجور کے باغات اور کھیتی تھی وہ سال میں ایک بار پکتی تھی، چنانچہ نبی ﷺ جب آمدنی ہوتی ازواج کو سال بھر کا خرچ کھجور اور جَو کی شکل میں دیدیتے تھے، باب کی حدیث میں اس کا ذکر ہے، اور اولاد کے سلسلہ میں کوئی روایت نہیں اس لئے بات مبہم چھوڑ دی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۳۹۲) تفصیل سے آگئی ہے۔

[۳-] بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ؟

[٥٣٥٧-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ مَعْمَرٌ: قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ: هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهِ قُوْتَ سَنَتِهِ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ؟ قَالَ مَعْمَرٌ: فَلَمْ يَحْضُرْنِيْ، ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عُمَرَ:" أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ، وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوْتَ سَنَتِهِمْ" [راجع: ٢٩٠٤]

ترجمہ: ثوری رحمہ اللہ نے معمر بن راشد سے پوچھا: کیا آپ نے کوئی روایت سنی ہے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کے لئے اکٹھا رکھتا ہے سال بھر کا یا سال کے بعض حصہ کا خرچ؟ معمر نے کہا: مجھے اس وقت کوئی روایت یاد نہیں تھی، پھر مجھے ایک حدیث یاد آئی جو ہم سے زہریؒ نے بیان کی تھی کہ نبی ﷺ بنو نضیر کے کھجور کے درخت بیچ دیا کرتے

تھے اور اپنی ازواج کے لئے ان کا سال بھر کا خرچ روک لیا کرتے تھے (یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۲۷۳) آئی ہے، وہاں باغات بیچنے کا ذکر نہیں ہے)

[۵۳۵۸-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مَنْ حَدِيْثِهِ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدْثَانِ فَسَأَلْتُهُ.

فَقَالَ مَالِكٌ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ، إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ: يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، قَالَ: فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا، ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيْلاً فَقَالَ لِعُمَرَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَلَمَّا دَخَلاَ سَلَّمَا وَجَلَسَا.

فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا. فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا، وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِى بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"؟ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسَهُ، قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالاَ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ.

قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّىْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ صلى الله عليه وسلم فِيْ هٰذَا الْمَالِ بَشَيْئٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَمَا آفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ﴾ إِلٰى: ﴿قَدِيْرٌ﴾ [الحشر:٦] فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلاَ اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ، حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ، فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ، فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَيَاتَهُ، وَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ.

ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَضَبَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ — فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ — تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبِىْ بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا

سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِىْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ، جِئْتَنِىْ تَسْأَلُنِىْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ، وَإِنَّ هٰذَا يَسْأَلُنِىْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهَا بِمَاعَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيْهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيْهَا مُنْذُ وُلِيْتُهَا، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِّى فِيْهَا، فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ. فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّىْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَوَ اللّٰهِ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! لَا أَقْضِىْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّىْ أَكْفِيْكُمَاهَا. [راجع: ۲۹۰۴]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۳۹۲) آئی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾

مطلقہ عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں تو ان کا نفقہ واجب ہے، اور ان کا دودھ پلانے کا حق زیادہ ہے

حضرت قدس سرہ نے باب میں تین آیتیں لکھی ہیں: **ایک:** سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۳ ہے، **دوسری:** سورۃ الاحقاف کی آیت ۱۵ ہے اور **تیسری:** سورۃ الطلاق کی آیت ۶ ہے، اور روایت نہیں لائے، کیونکہ جو مسئلہ قرآن میں تفصیل سے ہوتا ہے وہ حدیثوں میں نہیں آتا۔

پہلی آیت: میں یہ بات ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دو برس تک دودھ پلائیں، اس میں وہ مائیں بھی داخل ہیں جن کا نکاح باقی ہے، اور وہ بھی جن کو طلاق مل چکی ہے اور وہ عدت میں ہیں، اور وہ بھی جن کی عدت گذر چکی ہے، اول دو کو منکوحہ اور معتدہ ہونے کی وجہ سے خرچ ملے گا، دودھ پلانے کی وجہ سے علاحدہ کوئی خرچ نہیں ملے گا، اور تیسری کو دودھ پلانے کی وجہ سے خرچ دینا ہوگا، نیز اس آیت میں یہ مضمون بھی ہے کہ بچہ کے ماں باپ بچہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں، مثلاً: بلاوجہ ماں دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلاوجہ کسی اور سے دودھ پلوائے یا کھانے کپڑے میں تنگی کرے۔

اور دوسری آیت: میں یہ ہے کہ دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، البتہ باہمی مشاورت سے اس سے پہلے بھی دودھ چھڑایا جاسکتا ہے، اور جب تک ماں دودھ پلائے گی اس کا نفقہ واجب ہے۔

اور تیسری آیت: میں یہ مضمون ہے کہ اگر ماں تکرار اور ضد کی وجہ سے دودھ نہ پلائے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی، پس ماں کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے، اور باپ اگر بچہ کی ماں کو خرچ نہیں دینا چاہتا تو دوسری عورت کو

دینا پڑے گا، پس ماں ہی کو کیوں نہ دے۔

[٤-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿بَصِيْرٌ﴾

وَقَالَ: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾

وَقَالَ: ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى، لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ﴾ إِلَى: ﴿يُسْرًا﴾

وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ: لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ. وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً، وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ، وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا، فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبَى بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ أَنْ يُضَارَّ بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ، فَيَمْنَعُهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ، فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، بَعْدَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ.

﴿فِصَالُهُ﴾: فِطَامُهُ.

مکتبہ حجاز دیوبند

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے اس بات کی کہ ماں نقصان پہنچائے اپنے بچے کو، اور وہ نقصان پہنچانا یہ ہے کہ ماں کہے: میں اس کو دودھ نہیں پلاتی، درانحالیکہ ماں کا دودھ بچے کے لئے بہترین غذا ہے، اور ماں بچے پر زیادہ مہربان ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ زیادہ نرمی کا معاملہ کرنے والی ہے کسی دوسری عورت سے، پس جائز نہیں عورت کے لئے کہ انکار کرے (دودھ پلانے سے) اس کے بعد کہ دے اس کو باپ اپنی طرف سے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور جائز نہیں اس کے لئے جس کے لئے بچہ جنا گیا ہے یعنی باپ کے لئے کہ نقصان پہنچائے اپنے بچے کے ذریعہ اس کی ماں کو، پس روکے وہ اس کو اس بات سے کہ دودھ پلائے وہ اس کو، نقصان پہنچانے کے طور پر، اور کسی دوسری عورت کو بچہ دے۔ پس کوئی گناہ نہیں دونوں پر کہ دودھ پلائیں باپ اور ماں کی رضامندی سے —— پھر اگر دودھ چھڑانا چاہیں دونوں تو بھی دونوں پر کچھ گناہ نہیں، اس کے بعد کے وہ دودھ چھڑانا دونوں کی باہمی رضامندی اور مشاورت سے ہو —— حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فِصال کے معنی فِطام (دودھ چھڑانا) کئے ہیں۔

لغت: ضَارَّهُ بِهِ مُضَارَّةً وضِرَارًا: نقصان پہنچانا، پریشان کرنا، آیت کریمہ: ﴿لَاتُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا، وَلَا مَوْلُوْدٌ لَهُ بِوَلَدِهِ﴾ میں تُضَارَّ: معروف ومجہول دونوں ہو سکتے ہیں، اور ب سببیہ اور تعدیہ کی ہو سکتی ہے، اگر معروف ہے تو ب تعدیہ کی ہے، ترجمہ: نہ نقصان پہنچائے ماں اپنے بچے کو (دودھ پلانے سے انکار کرکے) اور نہ نقصان پہنچائے باپ اپنے

بچے کو (اجرت نہ دے کر یا دوسری عورت سے دودھ پلا کر) —— اور اگر مجہول ہے تو ب سببیہ ہے، ترجمہ: نہ نقصان پہنچائی جائے ماں اس کے بچہ کی وجہ سے (بغیر اجرت دودھ پلانے پر مجبور کر کے) اور نہ باپ اس کے بچے کی وجہ سے (زیادہ اجرت کا مطالبہ کر کے) امام زہریؒ نے پہلی جگہ معروف اور ب تعدیہ کی لی ہے، اور دوسری جگہ مجہول اور ب سببیت کی لی ہے —— اور ضِرَارًا لھا مفعول لہ ہے فیمنعھا کا اور إلی غیرھا: تُرْضعہ کے ساتھ ہے أی ذاھبا إلی غیرھا —— امام زہریؒ نے پہلی آیت میں بیان شدہ بات کھول کر بیان کی ہے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ

شوہر کی غیر حاضری میں عورت اپنا اور بچوں کا خرچ شوہر کے مال میں سے لے سکتی ہے

شوہر کی غیر حاضری میں بھی بیوی بچوں کا خرچ اسی پر ہے، پس اگر بیوی کے قبضہ میں شوہر کا مال ہے تو عرف وعادت کے موافق بیوی اپنا اور شوہر کی اولاد کا خرچ اس کے مال میں سے لے، اور اگر مال غیر کے قبضہ میں ہے تو قاضی کے حکم سے اس سے لے، اور مال نہ ہو تو قاضی کے حکم سے شوہر کے نام پر قرض/ ادھار لے، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو اللہ حافظ! خود کما کر کھائے یا مانگ کر گذارہ کرے، یا مسلمان ایسی عورت کا تعاون کریں۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں: پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۲۵۹) آئی ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے مسئلہ پوچھا کہ ابوسفیان پورا خرچ نہیں دیتے، پس اگر وہ اپنے شوہر کی نظر بچا کر ان کے مال میں سے کچھ لے لیں تو جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معروف طریقہ پر لے سکتی ہو'' امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے غائب شوہر کے مال میں سے لینے کا جواز نکالا ہے —— اور دوسری حدیث بھی پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۴۴) آئی ہے، اس میں ہے: من غیر أمرہ: شوہر کی اجازت کے بغیر، مگر اجازت صراحۃً ضروری نہیں، دلالۃً یا عرفاً اجازت بھی کافی ہے، اور غیر حاضر شوہر کی طرف سے دلالۃً یا عرفاً اجازت ہوتی ہے کہ بیوی خود پر اور بچوں پر شوہر کے مال میں سے خرچ کرے، پس یہ جائز ہے۔

[٥-] بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ

[٥٣٥٩-] حدثنا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ: "لاَ، إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ"[راجع: ٢٢١١]

[٥٣٦٠-] حدثنا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ"[راجع: ٢٠٦٦]

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

گھریلو کام عورت کے ذمّے ہیں

درمختار باب النفقہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کام تقسیم کئے تھے، باہر کے کام حضرت علیؓ کے ذمہ کئے تھے اور اندر کے کام حضرت فاطمہؓ کے ذمہ کئے تھے، پھر عورت باہر کے کاموں میں شوہر کا ہاتھ بٹائے تو بٹائے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا چارہ جنگل سے سر پر اٹھا کر لاتی تھیں، اور مرد گھر کے کاموں میں عورت کا ہاتھ بٹائے تو بٹائے، خود نبی ﷺ گھر کے کاموں میں حصہ دار بنتے تھے، یہ عام معاشرہ کے احکام ہیں، رہا اعلی معاشرہ تو اس کے احکام فقہاء نے بیان کئے ہیں، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۰۴) آئی ہے، اس میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ خود چکی پیستی تھیں، جس سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے، اور انھوں نے خادم مانگا تو نہیں ملا۔

[٦-] بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

[٥٣٦١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ الْحَكَمُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَشْكُوْ إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّهُ قَدْ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ، قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ: " عَلٰى مَكَانِكُمَا" فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ: " أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ: آوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا، فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ" [راجع: ٣١١٣]

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

گھر کے لئے نوکر رکھنا

اگر شوہر کے پاس گنجائش نہ ہو تو گھر کے کاموں کے لئے نوکر/نوکرانی رکھنا ضروری نہیں، عورت خود گھر کے کام انجام دے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گنجائش نہیں تھی، اس لئے گھر کے کاموں کے لئے کوئی خادم نہیں تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود گھر کے کام انجام دیتی تھیں، پھر ایک موقعہ آیا، نبی ﷺ کے پاس دو غلام آئے، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو مشورہ دیا کہ ایک خادم ابا سے مانگ لاؤ، جو گھر کے کاموں میں تمہارا ہاتھ بٹائے، مگر وہ غلام ان یتیم بچوں کو دینے کے لئے تھے جن کے باپ بدر میں شہید ہوئے تھے، چنانچہ آپؐ نے بیٹی اور داماد کو وظیفہ بتایا ـــــ اور اگر شوہر کے پاس گنجائش ہو تو گھر کے کاموں کے لئے نوکر/نوکرانی رکھنی چاہئے، فقہاء کرام نے ایک چھوڑ دو نوکروں کا تذکرہ کیا ہے۔

[۷-] بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

[۵۳۶۲-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيْدَ، سَمِعَ مُجَاهِدًا، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ، تُسَبِّحِيْنَ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدِيْنَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرِيْنَ اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ" – ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ – فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ، قِيْلَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ. [راجع: ۳۱۱۳]

وضاحت: ابن عیینہؒ نے پہلے کہا: سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ، پھر (دوسرے موقعہ پر) کہا: تینوں میں سے کوئی ایک ذکر ۳۴ مرتبہ —— صفین کی رات: یعنی غزوۂ صفین میں بھی؟ (یہ جنگ نوے دن چلی تھی)

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ

گھر کے کاموں میں مرد کا حصہ لینا

اگر گھر کے کاموں کے لئے نوکر نہیں ہے تو مرد کو خود گھر کے کاموں میں عورت کا ہاتھ بٹانا چاہئے، عار نہیں کرنا چاہئے، صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: جب نبی ﷺ گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ صدیقہؓ نے کہا: گھر والے جو کام کرتے تھے آپؐ بھی وہی کام کرتے تھے یعنی گھر کے کام کاج میں شریک ہوتے تھے، اور حدیث پہلے آئی ہے۔

[۸-] بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ

[۵۳۶۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ: كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ. [راجع: ۶۷۶]

بَابٌ: إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ

شوہر کنجوسی کرے تو عورت اس کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت کے بقدر لے سکتی ہے

حضرت ہندؓ کو نبی ﷺ نے شوہر کی نظر بچا کر معروف طریقہ پر لینے کی اجازت دی تھی، یعنی عام طور پر گھر میں جتنا

خرچ ہوتا ہے اتنا لے سکتی ہے۔

[۹-] بَابٌ: إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ

[٥٣٦٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِيْنِي مَا يَكْفِيْنِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَقَالَ: " خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ "[راجع: ٢٢١١]

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجِهَا فِي ذَاتِ يَدِهِ، وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

عورت کے ذمہ شوہر کے مال کی حفاظت اور اس پر خرچ کرنا ہے

شوہر کا مال عام طور پر عورت کے پاس رہتا ہے، مرد ہر وقت اپنا مال ساتھ نہیں رکھ سکتا، اسی طرح شوہر کے بچے —— اگر چہ وہ پہلی بیوی سے ہوں —— عورت کے پاس ہوتے ہیں، پس عورت کے ذمہ تین کام ہیں:

۱-شوہر کے مال کی حفاظت کرنا، اور شوہر کے حکم کے مطابق اس میں سے خرچ کرنا، اور حساب رکھنا تا کہ شوہر کے استفسار پر اس کو مطمئن کر سکے۔

۲-شوہر کے بچوں کی مہر و محبت سے پرورش کرنا، ان کے معاملات کو سنوارنا اور ان کی اچھی اخلاقی تربیت کرنا۔

۳-شوہر کی ذات کا خیال رکھنا، اس کے کھانے پینے، اوڑھنے بچھونے اور کپڑوں لتوں کا اہتمام کرنا، کیونکہ مرد اپنی ہمہ جہتی مشغولیت کی وجہ سے اپنے احوال کو سنوارنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتا۔ پس عورت شوہر کے آرام و آسائش کا خیال رکھے۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۵۰) آئی ہے: نبی ﷺ نے قریش کی عورتوں کی عرب کی عورتوں پر فضیلت بیان کی کہ وہ بچوں پر بہت مہربان ہوتی ہیں، اور شوہر کے مال کی پوری حفاظت کرتی ہیں (اور خرچ کا حساب رکھنا حفاظت میں شامل ہے)

[١٠-] بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجِهَا فِي ذَاتِ يَدِهِ، وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

[٥٣٦٥-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، وَأَبُوْ الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبَلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ - وَقَالَ الآخَرُ: صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ - أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ" وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٣٤٣٤]

وضاحت: و أبو الزناد سے تحویل ہے، اورآخر سے ابن طاؤس مراد ہیں۔ یہ حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرات معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی روایت کرتے ہیں۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ

عرف کے مطابق بیوی کو کپڑا دینا

پہناوا بھی نفقہ میں شامل ہے، پس بیوی کے لئے عرف وعادت کے مطابق لباس مہیا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۵۹۵) آئی ہے: نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا دیا، انھوں نے اس کو پہنا تو آپؐ کے چہرے پر غصہ دیکھا، کیونکہ ریشم مرد کے لئے جائز نہیں، اور دیا اس لئے تھا کہ وہ اس کو کسی جائز مصرف میں لائیں، چنانچہ حضرت علیؓ نے اس کے حصے کر کے خاندان کی عورتوں میں تقسیم کردیئے، ایسا وَابْدَأْ بمن تعول کے ضابطہ سے کیا تھا، معلوم ہوا کہ اپنی ذات کی طرح بیوی کا لباس بھی شوہر کے ذمہ ہے۔

[۱۱-] بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ

[۵۳۶۶-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ. [راجع: ٢٦١٤]

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهِ

شوہر کے بچوں کی دیکھ ریکھ میں بیوی کا تعاون کرنا

شوہر کی پہلی بیوی کے بچوں کی ذمہ داری شوہر پر ہے، اسی طرح اس کے کمزور ماں باپ کی خدمت کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے، مگر بیوی کو دونوں خدمتوں میں شوہر کا تعاون کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں عورتیں کوتاہی کرتی ہیں، وہ اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتیں، ایک عالمہ بیوی نے شوہر کے ضعیف ماں باپ کی خدمت سے انکار کردیا، شوہر نے ایک عالم سے مدد لی، کیونکہ لوہے کو فولاد ہی کاٹ سکتا ہے، عالم نے بیوی کو سمجھایا، اس نے مسئلہ بتایا کہ شوہر کے ماں باپ کی خدمت میرے ذمہ نہیں، عالم نے کہا: ٹھیک ہے، میں شوہر کو مشورہ دونگا کہ وہ دوسری بیوی کرلے، یہ اس کا حق ہے، بیوی فوراً تیار ہوگئی کہ آپ ایسا مشورہ نہ دیں، میں خدمت کرونگی!

اور حدیث بار بار آئی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہؓ احد میں شہید ہوگئے تھے، ان کی سات یا نو لڑکیاں تھیں، انھوں نے بیٹے کو ذمہ داری اوڑھائی تھی، چنانچہ حضرت جابرؓ نے ایک بیوہ سے نکاح کیا تاکہ وہ ان کی بہنوں کو

سنبھالے (یہاں باب ہے) یہ بہنیں حضرت جابرؓ کی اولاد کی طرح تھیں، اوران کی ماں نے دوسری جگہ نکاح کرلیا ہوگا، ہمارے معاشرہ میں جو ماں بچوں کو لے کر بیٹھی رہتی ہے وہ غلط طریقہ ہے، بچوں کی پرورش وارث کے ذمہ ہے۔

[۱۲-] بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهِ

[۵۳۶۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ:" بِكْرًا أَوْ ثَيِّبًا؟" قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ:" فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ، وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ" قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ. فَقَالَ:"بَارَكَ اللّٰهُ" أَوْ قَالَ: "خَيْرًا!"[راجع: ٤٤٣]

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهِ

تنگ دست کا بیوی پرخرچ کرنا

تنگ دست شوہر پر بھی اس کی حیثیت کے موافق بیوی کا نفقہ واجب ہے، اوراگر شوہر بالکل ہی نادار ہو، خرچ بالکل نہ دے سکتا ہو تو بیوی کو فسخ نکاح کا حق ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۶) آئی ہے: ایک شخص نے رمضان کے روزے میں بیوی سے صحبت کرلی تھی، اس کو کفارہ کا حکم دیا گیا، وہ صحابی نادار تھے، آپؐ نے ان کو پندرہ صاع چھوہارے دیئے اور فرمایا: اس کو غریبوں میں تقسیم کردو، انھوں نے عرض کیا: مدینہ کے دولابوں کے درمیان میرے گھر سے زیادہ کوئی غریب گھر نہیں! پس آپؐ نے فرمایا: "لے جاؤ، گھر میں کھالو" یہ آپؐ نے گھر کی ضرورت کو کفارہ پر مقدم کیا، اسی سے استدلال کیا ہے کہ تنگ دست پر بھی بیوی کا نفقہ واجب ہے، جبکہ اس کو برائے خرچ کچھ حاصل ہوجائے۔

[۱۳-] بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهِ

[۵۳۶۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ:"وَلِمَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ، قَالَ:" فَأَعْتِقْ رَقَبَةً" قَالَ: لَيْسَ عِنْدِيْ. قَالَ: "فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ" قَالَ: لَا أَسْتَطِيْعُ. قَالَ:" فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا" قَالَ: لَا أَجِدُ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ، قَالَ:" أَيْنَ السَّائِلُ؟" قَالَ: هَا أَنَا ذَا. قَالَ:" تَصَدَّقْ بِهٰذَا" قَالَ: عَلٰى أَحْوَجَ

مِنَّا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَوَ الَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، فَضَحِكَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ:" فَأَنْتُمْ إِذًا"[راجع: ۱۹۳۶]

بَابٌ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْئٌ؟

جس بچہ کا باپ فوت ہوگیا اس کا نفقہ مالدار ذی رحم محرم وارث پر ہے، اور عورت بھی خرچ میں حصہ دار ہوگی

باپ حیات ہے تو بچہ کی پرورش کا خرچ اسی کے ذمہ ہے، اور جب باپ فوت ہوجائے تو اگر بچے کے پاس مال ہے تو اسی مال میں سے اس کا خرچ ہوگا، اور اگر مال نہیں ہے تو اس کے مالدار عزیزوں میں سے جو اس کے محرم ہیں اور میراث کے مستحق ہیں ان پر بچہ کا خرچ ہوگا، محرم رشتہ داروں میں دیکھا جائے گا کہ کس کو بچے کی میراث کتنی پہنچتی ہے؟ اس کے اعتبار سے خرچ واجب ہوگا، اور ان رشتہ داروں میں ماں بھی داخل ہے، پس اس پر بھی حصہ رسد خرچ ہوگا۔ مثلاً: ماں اور دادا ہوں تو خرچ کا ایک تہائی ماں کے ذمہ ہے اور دو تہائی دادا کے ذمے، کیونکہ دونوں محرم ہیں اور وارث بھی، اسی طرح بھائی بہن وارث ہوں تو حصۂ میراث کے بقدر خرچ کے ذمہ دار ہونگے۔

ذی رحم: ناتادار، ددھیالی اور ننھیالی رشتہ دار، پس سسرالی اور دودھ پینے کے رشتہ دار نکل گئے —— **محرم**: یعنی بچہ کے ساتھ اس کا ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کریں تو باہم نکاح درست نہ ہو —— **مالدار**: یعنی کم از کم نصاب غیر نامی کا مالک ہو، اسی پر نفقہ واجب ہوگا، غریب پر واجب نہ ہوگا۔

استدلال:

۱- سورۃ البقرۃ (آیت ۲۳۳) میں پہلے یہ بیان کیا ہے کہ مطلقہ بیوی عدت کے بعد بچے کی پرورش کرے (دودھ پلائے) تو اس کا خرچ باپ پر ہے، پھر فرمایا: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾: اور وارث پر اسی طرح ہے یعنی باپ نہ ہو تو بچے کے وارث پر بچہ کا خرچہ ہے، جس میں ماں بہن بھی شریک ہونگی، جبکہ وہ وارث ہوں اور مالدار ہوں (یہ دلیل باب ہی میں ہے)

۲- سورۃ النحل (آیت ۷۶) میں ایک گونگے بہرے اور نکمّے غلام کی مثال ہے جو اپنے آقا پر بوجھ ہے، کام کچھ کرتا نہیں اور کھلانا پلانا پڑتا ہے، کیونکہ وجوب نفقہ کے تین سبب ہیں: زوجیت، قرابت اور مملوکیت، چونکہ یہ غلام مملوکہ ہے اس لئے اس کا نفقہ مولیٰ پر ہے، اسی طرح مذکورہ بچہ بے آسرا ہے، پس اس کا نفقہ قرابت داروں پر ہوگا، اگرچہ وہ ابھی ان کے کچھ کام کا نہیں، پس ایک سببِ وجوبِ نفقہ پر دوسرے سبب وجوبِ نفقہ کو قیاس کیا ہے۔

۳- ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے چار پانچ بچے تھے، انھوں نے مسئلہ پوچھا: اگر میں ابوسلمہ کے بچوں پر جو میرے بھی بچے ہیں خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''خرچ کرو، ثواب ملے گا'' اس سے استیناس کیا ہے کہ

بچوں کے خرچ میں ماں بھی حصہ دار ہوگی (تحفۃ القاری ۴: ۲۴۷)

۴- حضرت ہندؓ کو شوہر کے مال میں سے بچوں کی ضرورت کے بقدر ان کی نظر بچا کر معروف طریقہ پر لینے کی اجازت دی، معلوم ہوا کہ باپ ہے تو بچوں کا خرچ نہ ماں پر ہے نہ وارثوں پر، باپ ہی ان کے خرچ کا ذمہ دار ہے۔

[۱۴-] بَابٌ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْئٌ؟

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لاَيَقْدِرُ عَلٰى شَيْئٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ﴾ الآيَةَ[النحل: ٧٦]

[٥٣٦٩-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِيْ مِنْ أَجْرٍ فِيْ بَنِيْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ" [راجع: ١٤٦٧]

قولها: هكذا وهكذا: ایسا اور ایسا یعنی محتاج، دربدر بھٹکتے!

[٥٣٧٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ هِنْدٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ؟ قَالَ: "خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ"[راجع: ٢٢١١]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ"

بے سہارا بچوں کا خرچ حکومت کے ذمہ ہے (اسلامی حکومت فلاحی ریاست ہے)

اگر کوئی بچہ ایسا ہے کہ اس کا باپ فوت ہوگیا ہے، ماں غریب ہے اور ورثا نہیں ہیں یا وہ بھی غریب ہیں تو ایسے بچے کی پرورش کی ذمہ داری حکومت کی ہے، اسلامی حکومت ویلفیر (فلاحی) ریاست ہے، تمام بے سہارا لوگوں کا سہارا حکومت ہے۔ نبی ﷺ جب کوئی مقروض مرتا اور قرضے کی بھرپائی نہ چھوڑتا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، مسلمانوں سے فرماتے: "اپنے آدمی کا جنازہ پڑھ لو" پھر جب فتوحات ہوئیں تو آپؐ نے اعلان فرمایا: "میں مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں" یعنی لوگوں کو اپنی جتنی فکر ہے مجھے ان کی فکر اس سے زیادہ ہے "پس جس مسلمان کا انتقال ہوا اور وہ قرض یا بے سہارا اولاد چھوڑے وہ میری طرف ہے" یعنی میں اس کا قرض ادا کرونگا، اور اس کے بچوں کی پرورش کرونگا" اور جو مال چھوڑے اس کا مال اس کے ورثاء کے لئے ہے" یعنی الغُنم بالغُرم کے ضابطہ سے حکومت وارث نہیں۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۳۴۴) آئی ہے۔

[۱۵-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ"

[۵۳۷۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: "هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلاً؟" فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: "صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ" فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ: "أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ"[راجع: ۲۲۹۸]

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمُوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

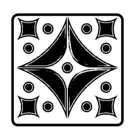
بچوں کو باندیوں وغیرہ کا دودھ پلانا جائز ہے

المَرَاضع: المُرْضِعة کی جمع ہے: دودھ پلانے والی عورت.........المُوَالیات: مولاۃ کی جمع الجمع ہے: باندیاں .... بچے کو دودھ کسی بھی عورت کا پلا سکتے ہیں، باندی کا بھی پلا سکتے ہیں، اس میں کوئی برائی نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے جو آپ کے چچا ابولہب کی باندی تھی، اور حدیث اسی جلد میں کتاب النکاح کے باب ۲۰ میں آئی ہے۔

[۱۶-] بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمُوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

[۵۳۷۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ، قَالَ: "وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ؟" قَالَتْ: نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ أُخْتِيْ، قَالَ: "فَإِنَّ ذٰلِكِ لَايَحِلُّ لِيْ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَوَ اللّٰهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ. فَقَالَ: "بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟!" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَ اللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ" وَقَالَ شُعَيْبٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ: ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُوْ لَهَبٍ.[راجع: ۵۱۰۱]

﴿الحمدللہ! کتاب النفقات کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأَطعُمة

کھانے کی چیزوں کا بیان

کتاب النفقات میں ازواج واولاد کے نفقہ کا بیان تھا، جس میں کھانا بھی شامل ہے، اب کھانے کی چیزوں کا بیان ہے: الشیئُ بالشیئ یُذکر —— اور کتاب کے شروع میں تین آیتیں اور تین حدیثیں لکھی ہیں، ان میں کھانے کھلانے کا ذکر ہے، اور اکثر نسخوں میں یہاں باب نہیں ہے، اور یہی امام صاحب رحمہ اللہ کا طریقہ ہے۔

آیت (۱): سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۷۲) ہے: ﴿یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا! کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ، وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ، إِنْ کُنْتُمْ إِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾: اے ایمان والو! جو ستھری (پاک) چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ، اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو —— مشرکین شیطان کی پیروی میں اپنی طرف سے احکام بنا کر اللہ کے نام لگاتے تھے، وہ حلال وطیب چیزوں کو حرام ٹھہراتے تھے، اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ حلال چیزوں کو استعمال کرو، اور اللہ کا شکر بجالاؤ، اگر تم اسی کی غلامی کا دم بھرتے ہو!

آیت (۲): سورۃ البقرۃ (آیت ۲۶۷) میں ہے: ﴿یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾: اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی کمائی ہوئی ستھری چیزوں میں سے، اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں —— جس طرح کھانے میں حلال وحرام کا خیال رکھنا ضروری ہے، کھلانے میں بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ طیب مال ہی سے صدقہ قبول کرتے ہیں —— اور ہر شخص کو خرچ کرنا چاہئے، خواہ تاجر اور نوکری پیشہ ہو یا کسان، ہر ایک اپنی روزی میں دوسروں کو شریک کرے۔

آیت (۳): سورۃ المؤمنون کی (آیت ۵۱) ہے: ﴿یٰأَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، إِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾: اے رسولو! تم ستھری چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک کام کرو، بے شک میں تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہوں —— یہ رسولوں کو خطاب کر کے امتوں کو سنایا —— تمام ادیان میں یہی حکم رہا ہے کہ حلال وطیب غذا کھائے تا کہ اعمال صالحہ کی توفیق ملے۔

حدیث (۱): پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۳۵۸) آئی ہے: ''بھوکے کو کھلاؤ، اور بیمار کی بیمار پرسی کرو، اور قیدی کو چھڑاؤ'' ——

یعنی جس طرح تمہیں بھوک ستاتی ہے دوسرے بھوکوں کا بھی خیال کرو۔

حدیث (۲): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے تین دن (مسلسل) شکم سیر ہوکر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوئی —— ازواج مطہرات کو سال بھر کا خرچ دیدیا جاتا تھا مگر وہ دوسروں کو ترجیح دیتی تھیں، غریبوں پر خرچ کردیتی تھیں اور تھوڑے پر گذارہ کرتی تھیں۔

حدیث (۳): میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، یہ حدیث نئی ہے، اس کا ترجمہ بعد میں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

٧٠- كتابُ الأطعِمَة

[١-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ: ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾

[٥٣٧٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى الْأَشْعَرِىِّ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " أَطْعِمُوْا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ، وَفُكُّوْا الْعَانِىَ" قَالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِىْ الْأَسِيْرُ. [راجع: ٣٠٤٦]

[٥٣٧٤-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَاشَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مِنْ طَعَامٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ.

[٥٣٧٥-] وَعَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَنِىْ جُهْدٌ شَدِيْدٌ، فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَىَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ، فَخَرَرْتُ لِوَجْهِىْ مِنَ الْجُهْدِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِىْ فَقَالَ: "يَا أَبَاهِرٍّ" فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! فَأَخَذَ بِيَدِىْ فَأَقَامَنِىْ، وَعَرَفَ الَّذِىْ بِىْ، فَانْطَلَقَ بِىْ إِلٰى رَحْلِهِ، فَأَمَرَ لِىْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: " عُدْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ" فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: " عُدْ" فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوَى بَطْنِىْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ، قَالَ: فَلَقِيْتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِىْ كَانَ مِنْ أَمْرِىْ وَقُلْتُ لَهُ: تَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللّٰهِ لَقَدْ اسْتَقْرَأْتُكَ الآيَةَ وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ، قَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ لَأَنْ أَكُوْنَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَىَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِىْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ. [طرفاه: ٦٢٤٦، ٦٤٥٢]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں سخت بھوک سے دوچار ہوا، پس میری عمرؓ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پڑھوائی (اس زمانہ میں قرآن تلقین سے یاد کیا جاتا تھا) پس وہ اپنے گھر میں چلے گئے،

اور وہ آیت مجھ کو پڑھ کر سنادی (تقدیم تاخیر ہے) پس میں کچھ دور چلا، اور بھوک کی وجہ سے چہرے کے بل گر پڑا، پس اچانک رسول اللہ ﷺ میرے سر پے کھڑے تھے، آپؐ نے آواز دی: ابوہرّ! میں نے جواب دیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور حاضری میری سعادت ہے، آپؐ نے مجھے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا، اور آپؐ نے اس بھوک کا اندازہ کرلیا جو میرے ساتھ تھی، پس آپؐ مجھے اپنے گھر لے گئے، اور میرے لئے دودھ کے ایک بڑے پیالے کا حکم دیا یعنی منگوایا، میں نے اس میں سے پیا، آپؐ نے فرمایا: ابوہریرہ! اور پیئو! میں نے دوبارہ پیا، پھر آپؐ نے فرمایا: ''اور'' میں نے اور پیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ تن گیا، اور تیر کی لکڑی کی طرح سیدھا ہوگیا (پہلے دبا ہوا تھا) —— ابوہریرہؓ کہتے ہیں: پھر میری عمرؓ سے ملاقات ہوئی، اور میں نے ان سے اپنا معاملہ ذکر کیا، اور میں نے ان سے کہا: ذمہ دار بنایا اللہ نے اس کا (کھلانے کا) اس کو جو آپ سے اس کا زیادہ حقدار تھا اے عمر! یعنی رسول اللہ ﷺ نے کھلایا، بخدا! میں نے آپ سے آیت پڑھوائی تھی درانحالیکہ میں اس کو آپ سے زیادہ جانتا تھا یعنی آپ سے اس لئے پڑھوائی تھی کہ آپ میرے فاقہ کا اندازہ کرکے گھر لے جائیں اور کچھ کھلائیں، حضرت عمرؓ نے کہا: بخدا! اگر میں تم کو گھر لے جاتا تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتا! یعنی مجھے اندازہ نہیں ہوا اور چانس ہاتھ سے نکل گیا!

ملحوظہ: دوسری آیت میں أنفقوا میں نے بدلا ہے، اکثر نسخوں میں اور قرآن میں یہی ہے —— اور باب نہیں ہے، اس لئے میں نے اردو عنوان قائم نہیں کیا۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلٰى الطَّعَامِ، وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ

بسم اللہ کہہ کر دائیں ہاتھ سے کھانا

حدیث: عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی گود (تربیت) میں لڑکا (نابالغ) تھا، اور میں پیالہ میں ہاتھ اِدھر اُدھر مارتا تھا، پس مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ کا نام لے، اور دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنی جانب سے کھا!'' پس برابر رہی یہ میری کھانے کی حالت بعد ازیں!

تشریح: صرف بسم اللہ یا پوری بسم اللہ یا بسم اللہ وعلیٰ بَرَكَةِ اللہ کہہ کر کھانا پینا مستحب ہے، اور آخر میں الحمد للہ کہنا اور اجتماعی کھانے میں ذرا جہر سے بسم اللہ کہنی چاہئے تاکہ دوسروں کو تنبیہ ہو، اور کسی وجہ سے شروع میں بسم اللہ نہ کہہ سکے تو یاد آنے پر بسم اللہ أولہ و آخرہ کہہ لینا چاہئے، اور بسم اللہ ہر شخص کہے، چاہے جنبی یا حائضہ ہو، اور کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرے۔

[۲-] بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلٰى الطَّعَامِ، وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ

[۵۳۷۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ: أَخْبَرَنِيْ، أَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُوْلُ: إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِيْ سَلَمَةَ يَقُوْلُ: كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله

عليه وسلم، وَكَانَتْ يَدِىْ تَطِيْشُ فِى الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِىْ بَعْدُ. [طرفاه: ۵۳۷۷، ۵۳۷۸]

بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

اپنی طرف سے کھانا

برتن میں اگر ایک قسم کا کھانا ہو تو اپنی طرف سے کھانا چاہئے، ہر طرف ہاتھ چلانا اور بوٹیاں بٹورنا تہذیب کے خلاف ہے، دسترخوان کے ساتھیوں کو اس حرکت سے کبیدگی ہوتی ہے، عمر بن ابی سلمہؓ برتن میں ہر طرف ہاتھ چلا رہے تھے، آپؐ نے ان سے کہا: "اپنی طرف سے کھاؤ" البتہ اگر برتن میں مختلف اقسام ہوں، جیسے پلیٹ میں بادام، پستہ، اخروٹ اور چلغوزہ وغیرہ ہوں تو ہر طرف سے کھا سکتے ہیں، ترمذی میں عکراشؓ کی حدیث ہے، ان کو بھی نبی ﷺ نے یہی ہدایت دی تھی، پھر کھانے کے بعد ایک تھال لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں، عکراشؓ اپنے سامنے ہی سے کھاتے رہے، پس آپؐ نے فرمایا: عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ، اس لئے کہ یہ ایک قسم کی کھجوریں نہیں ہیں" (تحفۃ الالمعی ۵:۱۹۷)

[۳-] بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ"

[۵۳۷۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِىِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِىْ سَلَمَةَ، وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِىْ الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" [راجع: ۵۳۷۶]

[۵۳۷۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِىْ نُعَيْمٍ، قَالَ: أُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيْبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِىْ سَلَمَةَ، فَقَالَ: "سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ" [راجع: ۵۳۷۶]

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَىِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ، إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

کسی کے ساتھ کھاتے ہوئے پیالے کے کناروں سے تلاش کر کے کھانا جبکہ اس کو ناگوار نہ ہو

حدیث: ایک درزی نے نبی ﷺ کی دعوت کی، حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، داعی نے جَو کی روٹی اور کدو والے گوشت کا شوربہ پیش کیا، حضرت انسؓ نے دیکھا کہ نبی ﷺ پیالہ کی سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش

کرکے نوش فرمارہے ہیں، حضرت انسؓ کہتے ہیں: اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہوگیا —— یہ خادم: مخدوم ساتھ کھارہے تھے، یہاں خادم کی ناگواری کا کوئی موقع نہیں تھا، اس لئے نبی ﷺ ہر طرف سے کھارہے تھے۔

[٤-] بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَي الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ، إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

[٥٣٧٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ٢٠٩٢]

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ

کھانا وغیرہ ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے کرنا

حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۴۹۱) آئی ہے: نبی ﷺ حتی الامکان دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے پاکی حاصل کرنے میں یعنی وضوء غسل میں اور چپل پہننے میں، اور تیل کنگھا کرنے میں، اور اپنے سارے ہی (اچھے) کاموں میں، اور اپنے پروردہ عمرؓ سے بھی آپؐ نے یہی فرمایا تھا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

[٥-] بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ"

[٥٣٨٠-] حدثنا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ. وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا: "فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ" [راجع: ١٦٨]

قوله: كان قال بواسط کا اسم شعبہؒ ہیں، ابن المبارکؒ کہتے ہیں: جب شعبہ نے واسط میں حدیث بیان کی تو **فی شأنه كله** بھی کہا تھا۔

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ

شکم سیر ہوکر کھانا

پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے، باب میں تین حدیثیں ہیں، دو پہلے آئی ہیں اور ایک نئی ہے، مگر اس کا مضمون بھی پہلے آچکا

ہے، تینوں حدیثوں سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۵۷) آئی ہے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے میں برکت ہوئی، چند روٹیاں اسّی آدمیوں کے لئے کافی ہوگئیں، سب نے شکم سیر ہوکر کھایا —— اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۲۶۵ میں) آئی ہے، اس میں بھی کھانے میں برکت ہوئی تھی، ایک سفر میں کھانا ختم ہوگیا، تین چار کلو آٹا تھا، اور ایک بکری خرید کر ذبح کی گئی، اس کو ایک سوتیس آدمیوں نے شکم سیر ہوکر کھایا، پھر بھی کھانا بچ گیا جو ساتھ لے لیا گیا —— اور تیسری حدیث کا مضمون پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۳۸) آیا ہے: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: اب ہم کھجوریں پیٹ بھر کر کھائیں گے، اور ابن عمرؓ کہتے ہیں: جب ہم نے خیبر فتح کیا تو ہم نے شکم سیر ہوکر کھایا —— اور شمائل میں جو روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر نہیں کھایا مگر اجتماعی کھانے کے موقعہ پر، یہ روایت مالک بن دینار (تابعی صغیر) کی مرسل روایت ہے (تحفۃ الالمعی ۸: ۵۳۱)

البتہ دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱- آدمی سانس لیتا ہے تو پھیپھڑا پھولتا ہے، اور اس کے پھولنے کی جگہ معدہ ہے، پس اتنا پیٹ خالی رکھنا چاہئے کہ سانس لینے میں دشواری نہ ہو، اسی طرح کھانے کے ساتھ آدمی پانی بھی پیتا ہے، وہ بھی معدہ میں جاتا ہے، اس لئے اس کے لئے بھی گنجائش باقی رکھنی چاہئے۔

۲- کبھی پیٹ تو بھر جاتا ہے مگر نفس (جی) نہیں بھرتا، جوانی میں اور عمدہ کھانا ہونے کی صورت میں ایسا ہوتا ہے، پس آدمی پیٹ بھر جانے کے بعد بھی کھاتا رہتا ہے، اور اُورلوڈ (Over load) ہوجاتا ہے، یہ بھی ٹھیک نہیں، اس سے معدہ بگڑ جاتا ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

[٦-] بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ

[٥٣٨١-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْئٍ؟ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه سولم: "أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "لِطَعَامٍ؟" قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِمَنْ مَعَهُ: "قُوْمُوْا" فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَقْبَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى دَخَلاَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ" فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ:" ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً.[راجع: ٤٢٢]

[٥٣٨٢-] حدثنا مُوْسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: وَحَدَّثَ أَبُوْ عُثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثَلاَثِيْنَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟" فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ: هِبَةٌ؟" قَالَ: لاَ، بَلْ بَيْعٌ. قَالَ: فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوَى، وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلاَثِيْنَ وَمِائَةٍ إِلاَّ قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ، ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ، فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيْرِ، أَوْ كَمَا قَالَ.[راجع: ٢٢١٦]

[٥٣٨٣-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ.[طرفه: ٥٤٤٢]

وضاحت: معتمر کے ابا سلیمان کہتے ہیں: ابوعثمان نے دیگر حدیثوں کے ساتھ یہ حدیث بھی بیان کی، خیبر وفاتِ نبوی سے تین سال پہلے فتح ہوا ہے یعنی نبی ﷺ کے آخری دور میں لوگ آسودہ ہوگئے اور شکم سیر ہوکر کھجوریں کھائیں۔

بَابٌ: ﴿لَيْسَ عَلَى الأَعْمٰى حَرَجٌ وَلاَ عَلَى الأَعْرَجِ حَرَجٌ﴾

إِلٰى آخِرِ الآيَةِ وَالنِّهْدُ وَالاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

مشترک کھانا اور اکٹھا ہوکر کھانا اور اس میں اندھے اور لنگڑے کی شرکت

نِهد (نون کا زبر اور زیر) اجتماعی کھانے کی چیز، تَنَاهَدَ القومُ: برابر نفقہ نکالنا تاکہ اس سے مشترک طور پر غلہ وغیرہ خریدا جائے، مشترک کھانا اگر اکٹھا ہوکر کھائیں تو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کس نے کتنا کھایا؟ پھر اگر کھانے میں اندھا، لنگڑا اور بیمار بھی شریک ہیں تو معاملہ اور سنگین ہوجائے گا، اندھے کو لقمہ اور کھانے کا موقع نہیں سوجھتا، اس لئے وہ اپنا حصہ پورا نہ لے سکے گا،

اور لنگڑا تکلف سے بیٹھتا ہے، اور ممکن ہے وہ دسترخوان پر دیر سے پہنچے، پس اس کو پورا حصہ نہ ملے گا، اور بیمار تو کم کھاتا ہی ہے، اس لئے مشترک کھانے میں شاید ان کی شرکت صحیح نہ ہو، پس سورۃ النور کی (آیت ۶۱) نے واضح کیا کہ اس درجہ کا تکلف تکلیف دہ ہے، مسلمانوں میں پہلے سے اس کا رواج چلا آرہا ہے۔ باب کی حدیث میں اس کی صراحت ہے، مسلمان اس میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے کہ ایک آدمی کم کھائے دوسرا زیادہ، پس یہ جائز ہے۔

[۷-] بَابٌ: ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ وَالنِّهْدُ وَالِاجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

[۵۳۸۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ - قَالَ يَحْيَى: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى الرَّوْحَةِ - دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِطَعَامٍ، فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَلُكْنَاهُ وَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءً ا. [راجع: ۲۰۹]

مکتبہ حجاز دیوبند

حوالہ: حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱: ۵۴۳) گذری ہے............ **الرَّوْحة:** بوقت شام آمد یا روانگی یعنی خیبر سے صہباء آدھے دن کی مسافت پر ہے............ **لَاكَهُ** (ن) **لَوْكًا:** منہ میں پھرانا، ہلکے چبانا............ **عودًا وبَدْءً ا:** طلب علم کی ابتداء اور انتہاء۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

چپاتی اور میز اور دسترخوان پر کھانا

مُرَقَّق: (اسم مفعول) پتلی کی ہوئی بڑی چپاتی............ **خِوان:** (خاء کا کسرہ اور ضمہ) خوانچہ، بڑا تھال، علامہ عینیؒ کہتے ہیں: وہ تانبے کا بڑا تھال ہوتا تھا، جس کے نیچے پائے لگے ہوئے ہوتے تھے اور زمین سے ایک ہاتھ اونچا ہوتا تھا، اس پر کھانا رکھ کر کھاتے تھے تاکہ جھکنا نہ پڑے............ **السُّفرة:** کھانا لگا ہوا دسترخوان، اور مطلق دسترخوان، خواہ وہ کسی چیز کا ہو۔

کھانے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ زمین پر دسترخوان بچھایا جائے اور اس پر کھانا رکھ کر نیچے بیٹھ کر کھایا جائے، اور لوگ ایک برتن میں کھائیں، علاحدہ علاحدہ پلیٹوں میں کھانا اسلامی طریقہ نہیں (تفصیل تحفۃ الالمعی ۵: ۱۲۷ میں ہے)

حدیث (۱): حضرت انسؓ کے پاس ان کا نان بائی تھا (اس مناسبت سے انھوں نے حدیث سنائی) فرمایا: نبی ﷺ نے چپاتی نہیں کھائی، اور نہ بال اتاری ہوئی بکری کھائی، یہاں تک کہ آپؐ نے اللہ سے ملاقات کی یعنی وفات ہوگئی۔

[٨-] بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالأَكْلِ عَلٰى الْخُوَانِ وَالسُّفْرَةِ

[٥٣٨٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ، فَقَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خُبْزًا مُرَقَّقًا، وَلاَ شَاةً مَسْمُوْطَةً، حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.

[طرفاه: ٥٤٢١، ٦٤٥٧]

لغت: مَسْمُوْطَة (اسم مفعول) سَمَطَ (ن) الذبيحة سَمْطًا: ذبح کئے ہوئے جانور کو گرم پانی میں ڈال کر کھال کے بال صاف کرنا (پکانے سے پہلے)

آئندہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے علم میں نہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی چھوٹی تشتری میں کھایا ہو، اور نہ کبھی آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی، اور نہ کبھی آپؐ نے خوانچہ پر کھایا۔ قتادہؒ سے پوچھا گیا: لوگ (دورِ نبوی میں) کس چیز پر (کھانا رکھ کر) کھاتے تھے؟ قتادہؒ نے کہا: چمڑے کے دسترخوان پر۔

[٥٣٨٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ يُوْنُسَ - قَالَ عَلِيٌّ: هُوَ الإِسْكَافُ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَكَلَ عَلٰى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلاَ أَكَلَ عَلٰى خُوَانٍ قَطُّ، قِيْلَ لِقَتَادَةَ: فَعَلٰى مَا كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ: عَلٰى السُّفَرِ. [طرفاه: ٥٤١٥، ٦٤٥٠]

لغت: سُكُرُّجَه: چھوٹی تشتری یعنی چھوٹی پلیٹ میں، علاحدہ نہیں کھایا............اس حدیث میں جو یونس ہیں: علی مدینیؒ نے کہا: وہ اِسکاف (موچی) ہیں، ان کے والد ابوالفرات ہیں، اسی طبقہ کے یونس بن عبید ہیں یہ وہ نہیں ہیں۔

اس کے بعد کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۰۳) گذری ہے، اس میں أنطاع (چمڑے کے دسترخوان) کا ذکر ہے۔

[٥٣٨٧-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: أَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه سولم يَبْنِيْ بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهِ، أَمَرَ بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرٌو، عَنْ أَنَسٍ: بَنَى بِهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ. [راجع: ٣٧١]

وضاحت: عمرو سے مراد: عمرو بن ابی عمرو مولی المطلب ہیں، وہ بھی حدیث انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔

آئندہ حدیث: دو مرتبہ پہلے آچکی ہے، مگر مختصر آئی ہے، یہاں آخری مرتبہ مفصل آئی ہے: وہب کہتے ہیں: شام کے لوگ ابن الزبیرؓ پر عیب لگاتے تھے، وہ کہتے تھے: دو پٹکوں والی کا بیٹا! (دو پٹکوں والی یعنی گا ہے چناں گا ہے چنیں!) پس اسماءؓ

نے ابن الزبیرؓ سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ لوگ دو پٹکوں کے ذریعہ تجھ پر عیب لگاتے ہیں، تو جانتا ہے دو پٹکوں کی حقیقت کیا ہے؟ وہ میرا ہی پٹکا تھا، میں نے اس کو دو حصوں میں پھاڑا تھا، ایک سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی مشک باندھی تھی، اور دوسرے کے ذریعہ کھانے کا تھیلا باندھا تھا (سفرۃ کا ذکر آیا، یہی باب ہے) —— وہب کہتے ہیں: پس جب شامی ان پر دو پٹکوں کے ذریعہ عیب لگاتے تو وہ کہتے: ہاں کہتے رہو! وہ عیب زائل ہو جائے گا تجھ سے اس کا عار! یعنی یہ میرا عیب نہیں، میری خوبی ہے، ماں باپ کی خوبی اولاد کی خوبی ہوتی ہے۔

[۵۳۸۸-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُوْلُوْنَ: يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ! فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ: يَابُنَيَّ! إِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ! هَلْ تَدْرِیْ مَاكَانَ النِّطَاقَانِ؟ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِیْ: شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ، فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِأَحِدِهِمَا، وَجَعَلْتُ فِیْ سُفْرَتِهِ آخَرَ، قَالَ: فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ: إِيْهًا وَالإِلٰهِ! تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا[راجع: ۲۹۷۹]

وضاحت: تلك شكاة: ہذلی کے شعر کا ایک مصرعہ ہے، پورا شعر یہ ہے:

وَعَيَّرَهَا الْوَاشُوْنَ أَنِّیْ أُحِبُّهَا ۞ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

محبوبہ پر چغلخوروں نے عیب لگایا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں ÷ یہ عیب: زائل ہونے والا ہے تجھ سے اس کا عار! یعنی عیب لگاتے رہو، میرا کیا بگڑتا ہے! یہ عیب تو میری خوبی ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

آئندہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۵۶۸) آئی ہے، اس میں مائدۃ (دسترخوان) کا ذکر ہے، یہی اس کی باب سے مناسبت ہے۔

[۵۳۸۹-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهِ، وَتَرَكَهُنَّ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.[راجع: ۲۵۷۵]

بَابُ السَّوِيْقِ

ستّو کا بیان

سَوِیْق: ستّو جو گیہوں جَو وغیرہ کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے، سفر میں عام طور پر یہی ساتھ لیا جاتا تھا، اس کو پانی میں بھگا کر

کھاتے تھے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۵۴۴) آئی ہے۔

[۹-] بَابُ السَّوِيْقِ

[۵۳۹۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيْقًا، فَلاَكَ مِنْهُ وَلُكْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۹]

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لاَ يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهُ، فَيَعْلَمَ مَا هُوَ؟

نبی ﷺ کے سامنے جب نیا کھانا پیش کیا جاتا تو آپ کو بتایا جاتا، پس آپ جانتے کہ کیا کھانا ہے؟

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوامامہ کو بتلایا کہ خالد بن ولیدؓ نے، جن کو سیف اللہ کہا جاتا ہے، ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے گھر گئے، وہ ان کی اور ابن عباسؓ کی خالہ ہیں، خالدؓ نے ان کے پاس تلی ہوئی گوہ پائی، لائی تھیں اس کو ان کی بہن حُفید نجد سے، پس بڑھائی میمونہؓ نے وہ گوہ رسول اللہ ﷺ کے لئے، اور بہت کم آپؐ اپنا ہاتھ بڑھاتے تھے کسی کھانے کی طرف یہاں تک کہ اس کو بیان کیا جاتا، اور اس کا نام لیا جاتا، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا گوہ کی طرف، پس موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو بتلاؤ جو تم نے ان کے آگے رکھا ہے: وہ گوہ ہے اے اللہ کے رسول! پس نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھالیا، پس خالدؓ نے پوچھا: کیا گوہ حرام ہے، اے اللہ کے رسول؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، مگر وہ میری قوم کے علاقہ میں نہیں ہوتی، اس لئے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، خالدؓ کہتے ہیں: پس میں نے اس کو گھسیٹ لیا اور اس کو کھانے لگا درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے —— پس تقریر نبوی سے ثابت ہوا کہ گوہ حلال ہے، یہی ائمہ ثلاثہ کی رائے ہے، اور احناف کے نزدیک مکروہ ہے، ان کی دلیل دوسری دو حدیثیں ہیں، اور اس پر گفتگو کتاب الذبائح و الصید باب ۳۳ میں آئے گی۔ یہاں تو صرف یہ مسئلہ ہے کہ کوئی نئی چیز سامنے آئے تو بے تحقیق نہیں کھالینی چاہئے، تحقیق کر کے اگر حلال ہو تو کھائے ورنہ چھوڑ دے۔

[۱۰-] بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لاَ يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهُ، فَيَعْلَمَ مَا هُوَ؟

[۵۳۹۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْالْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ: سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى مَيْمُوْنَةَ، وَهِيَ خَالَتُهُ

وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا، قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ، فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمّٰى لَهُ، فَأَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ: أَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ: هُوَ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ" قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْظُرُ إِلَيَّ.[طرفاه: ۵۴۰۰، ۵۵۳۷]

بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہے

ان لفظوں سے حدیث مسلم اور ترمذی میں ہے، اور یہاں یہ حدیث ہے کہ دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہے، اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے —— دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ ایک کا کھانا جس سے وہ شکم سیر ہوجائے اگر دو شخص کھائیں تو دونوں کا دال دلیا ہوجائے گا یعنی کام چل جائے گا، کافی ہونے کا یہی مطلب ہے، اور ان حدیثوں میں ایثار کی تعلیم ہے کہ اگر ایسی صورت پیش آئے تو بے تکلف دوسرے کو شریک کرلیا جائے۔

[۱۱-] بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

[۵۳۹۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ"

بَابٌ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَبَابٌ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

مؤمن ایک آنت کھاتا ہے اور کافر سات آنتیں!

بخاری شریف میں یہ اور اگلا باب بعینہ ایک ہیں، یہ بات ناقابل فہم ہے، اس لئے میں نے اگلا باب بدلا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک بات لکھنا چاہتا ہے اور دوسری بات لکھ دیتا ہے، پھر سرداً پڑھنے میں اس کی طرف توجہ نہیں جاتی، مگر میں نے کتاب میں تبدیلی نہیں کی۔ اور مصری نسخہ میں اور فتح میں دوسرا باب نہیں ہے، تمام حدیثیں اسی باب کے تحت ہیں، یہ بات بھی معقول نہیں، کیونکہ دوسرے باب کے شروع میں معلق حدیث ہے، باب کے درمیان میں معلق حدیث نہیں آتی۔

اور دونوں بابوں کی حدیثوں میں یہ مضمون ہے کہ مؤمن ایک آنت کھاتا ہے، اور کافر (غیر مسلم) سات آنتیں، اس کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ دونوں کی آنتیں کم وبیش ہوتی ہیں، بلکہ یہ تمثیل (پیرایہ بیان) ہے کہ کافر حریص ہوتا ہے اور مؤمن قانع، کافر پر پیٹ کی فکر سوار رہتی ہے اور مؤمن پر آخرت کی، مؤمن کی دنیا کی طرف بے توجہی قلتِ طعام کا سبب بنتی ہے، نیز مؤمن کی شان بھی کم کھانا ہے، کیونکہ یہ ایمانی خصلت ہے، اور جانوروں کی طرح تھورنا کفر کی صفت ہے، اور سات کا عدد تکثیر کے لئے ہے، اور حدیث میں یہ تعلیم ہے کہ مؤمن کو بقدر ضرورت کھانے پر اکتفا کرنا چاہئے، زیادہ کھانا اس کے شایانِ شان نہیں۔

ایک واقعہ: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ پنڈت دیانند سرسوتی سے مناظرہ کے لئے روڑکی گئے، آپ کا قیام مسلمانوں کے محلّہ میں تھا، اور پنڈت جی کا چھاؤنی میں اپنے لوگوں کے پاس، آپ کے تلامذہ ان کے پاس شرائط مناظرہ طے کرنے گئے، ان لوگوں نے کہا: پنڈت جی بھوجن کریں گے، پھر بات کریں گے، پھر وہاں دسترخوان بچھا اور اس پر دس آدمیوں کا کھانا چنا گیا، پھر پنڈت جی آئے اور اکیلے سب چٹ کر گئے، تلامذہ دیکھ کر دنگ رہ گئے، جب واپس آئے تو حضرت سے عرض کیا: پنڈت جی نے ہمارے سامنے اتنا کھانا کھایا، پس ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ اگر پنڈت جی نے کہا کہ اپنے حضرت کو لاؤ، کھانے میں مناظرہ کریں گے تو آپ ہار جائیں گے، آپ تو دو چپاتیاں کھاتے ہیں، حضرت نے فرمایا: ہم کیوں ہاریں گے، ہم جواب دیں گے، ہم پوچھیں گے کہ انسان کا کمال فرشتہ بننا ہے یا جانور؟ اگر وہ کہیں: جانور بننا انسان کا کمال ہے، تو ہم کہیں گے: پھر آپ ہاتھی اور گینڈے سے مناظرہ کریں، وہ بڑے جانور ہیں، اور اگر وہ کہیں کہ انسان کا کمال فرشتہ بننا ہے تو ہم کہیں گے: فرشتے کھاتے نہیں، پس آیئے نہ کھانے میں مناظرہ کریں، تلامذہ نے پوچھا: نہ کھانے میں مناظرہ کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ایک کمرے میں مجھے بند کردیں اور چابی ان کے آدمیوں کو دیدیں، اور ایک کمرے میں پنڈت جی کو بند کردیں، اور چابی ہمارے آدمیوں کو دیدیں، اور ایک ماہ کے بعد کھولیں، جو حق پر ہے زندہ ہوگا، اور جو باطل پر ہے وہ مرچکا ہوگا، تلامذہ نے کہا: ایک مہینہ تک تو آپ بھی کھائے پیئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے! آپ نے فرمایا: الحمدللہ! میں دو ماہ تک کھائے پیئے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں!

[۱۲-] بَابٌ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ

[۵۳۹۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لاَ يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتَى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَدْخَلْتُ رَجُلاً يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ: يَا نَافِعُ لاَ تُدْخِلْ عَلَيَّ هٰذَا، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ" [طرفاه: ۵۳۹۴، ۵۳۹۵]

ترجمہ: نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ کوئی غریب لایا جاتا جو آپ کے ساتھ کھاتا، پس میں ایک شخص کو لایا جو آپ کے ساتھ کھائے، اس نے بہت زیادہ کھایا، ابن عمرؓ نے فرمایا: نافع! اس کو (آئندہ) میرے پاس مت لانا، میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ مؤمن ایک آنت کھاتا ہے، اور کافر سات آنتیں!

بَابٌ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ

فِيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٣٩٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوْ: الْمُنَافِقَ - فَلاَ أَدْرِيْ أَيَّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ -: يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ" [راجع: ٥٣٩٣]

وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمِثْلِهِ.

[٥٣٩٥-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلاً أَكُوْلاً، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ" قَالَ: فَأَنَا أُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع:٥٣٩٣]

وضاحت: چونکہ مصری نسخہ میں باب نہیں ہے، اس لئے نمبر نہیں لگایا............اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت آگے دوسندوں سے آرہی ہے...........اور آخری روایت میں اس بسیار خور کا نام آیا ہے...........**فأنا أُؤْمِنُ:** ابونہیک نے کہا: صدق رسول اللہ!

مکتبہ حجاز دیوبند

[٥٣٩٦-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ" [طرفه: ٥٣٩٧]

[٥٣٩٧-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً كَانَ يَأْكُلُ أَكْلاً كَثِيْرًا، فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلاً قَلِيْلاً، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ" [طرفه: ٥٣٩٦]

بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

ٹیک لگا کر کھانا

ٹیک لگا کر نہیں کھانا چاہئے، مگر ٹیک لگانے کی کیا صورت ہے؟ یہ بات روایات میں نہیں آئی، اور علماء نے اس کی مختلف تفسیریں کی ہیں، پس دو باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں: **ایک:** ایسی ہیئت میں نہیں کھانا چاہئے کہ پیٹ بڑا ہو، یہ وجہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: سلف ٹیک لگا کر کھانے کو اس اندیشہ سے ناپسند کرتے تھے کہ ان کے

پیٹ بڑھ جائیں گے (ابن ابی شیبہ) دوم: متکبروں کی ہیئت اختیار نہیں کرنی چاہئے، خاکساری کی حالت میں کھانا چاہئے، یہ وجہ حدیث میں آئی ہے (ابن ماجہ ۳۲۶۳) ان دو باتوں کا خیال رکھیں گے تو ٹیک لگانے کی تین صورتیں ہونگی: اول: کرسی پر بیٹھ کر کھانا، اس حالت میں پیٹ تنا رہتا ہے اس لئے زیادہ کھایا جاتا ہے۔ دوم: دیوار وغیرہ سے ٹیک لگا کر کھانا، اس حالت میں بھی پیٹ تنا رہتا ہے اور زیادہ کھایا جاتا ہے۔ سوم: ایک جانب جھک کر ہاتھ پر ٹیک لگا کر کھانا، یہ متکبرانہ حالت ہے، پس مناسب ہیئت پر بیٹھ کر کھایا جائے (تفصیل تحفۃ الالمعی ۵:۱۷۱ میں ہے)

[۱۳-] بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

[۵۳۹۸-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" [طرفه: ۵۳۹۹]

[۵۳۹۹-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: "لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ" [راجع: ۵۳۹۸]

وضاحت: پہلی حدیث کا شانِ ورود دوسری حدیث میں ہے، کوئی شخص ٹیک لگا کر کھا رہا تھا، اس پر آپؐ نے نکیر فرمائی کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا، پس تجھے بھی میری پیروی کرنی چاہئے۔ اور ایک دوسرا شانِ ورود تحفۃ الالمعی میں ہے۔

بَابُ الشِّوَاءِ

بھنا ہوا گوشت

بھنا ہوا گوشت کھانا جائز ہے، ایسا گوشت زیادہ کھایا جاتا ہے، اس لئے گذشتہ باب سے متصل یہ باب لائے مگر یہ باب کی باب سے مناسبت ہے مگر قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت ہے، سورۃ ہود (آیت ۶۹) میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے جب وہ انسانی صورت میں مہمان بن کر آئے تھے گرم پتھر پر تلا ہوا بچھڑا پیش کیا، اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب آپؐ کے سامنے بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی تو آپؐ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، پھر گوہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ روک لیا، پس بھنے ہوئے گوشت کے کھانے کا جواز ثابت ہوا۔

[۱۴-] بَابُ الشِّوَاءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ [هود: ۶۹]

[۵۴۰۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ: أُتِیَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم بِضَبٍّ مَشْوِیٍّ، فَأَهْوَی إِلَیْهِ لِیَأْکُلَ فَقِیْلَ لَهُ: إِنَّـهُ ضَبٌّ، فَأَمْسَكَ یَدَهُ، قَالَ خَالِدٌ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: "لَا، وَلٰکِنَّهُ لَایَکُوْنُ بِأَرْضِ قَوْمِیْ، فَأَجِدُنِیْ أَعَافُهُ" فَأَکَلَ خَالِدٌ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَنْظُرُ، قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ.[راجع: ۵۳۹۱]

لغت:شَوَی اللحمَ(ض) شَیًّا: آگ میں بھوننا.......... حَنَذَ (ض) حَنْذًا العجلَ: گائے وغیرہ کے بچے کو آگ پر یا گرم پتھروں پر رکھ کر بھوننا۔

بَابُ الْخَزِیْرَةِ

قیمے اور آٹے سے تیار کیا ہوا کھانا

الخَزِیْرة: ایک کھانا جو قیمہ اور آٹے سے تیار کیا جاتا تھا.......... **العَصِیْدة**: آٹے اور گھی کا حلوا، حریرا.......... **الحریرة**: آٹے اور دودھ گھی سے بنایا ہوا کھانا، حلوا.......... **الثَّرِیْد**: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا۔

امام لغت نضر بن شمیلؒ کہتے ہیں: خزیرہ: بھوسی، چھانن (جو آٹا چھاننے کے بعد چھلنی میں رہ جاتی ہے) سے بنایا جاتا ہے اور حریرۃ: دودھ سے۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲:۲۶۲) گذری ہے، اس میں ہے: ہم نے آپؐ کو روک لیا اس خزیرۃ (کھچڑے) پر جو ہم نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا، پس ثابت ہوا کہ خزیرۃ کھانا جائز ہے، یہ کھانا بھی لذیذ ہوتا ہے اور زیادہ کھایا جاتا ہے، اس لئے متصلاً یہ باب بھی لائے ہیں۔

[۱۵-] بَابُ الْخَزِیْرَةِ

قَالَ النَّضْرُ: الْخَزِیْرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ، وَالْحَرِیْرَةُ مِنَ اللَّبَنِ.

[۵۴۰۱-] حدثنا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِی مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْأَنْصَارِیُّ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ - وَکَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ- أَنَّـهُ أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ أَنْکَرْتُ بَصَرِیْ وَأَنَا أُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ، فَإِذَا کَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِیْ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ، لَا أَسْتَطِیْعُ أَنْ آتِیَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّیَ لَهُمْ، فَوَدِدْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّكَ تَأْتِیْ فَتُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ، فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّی، فَقَالَ: "سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَأَبُوْ بَکْرٍ حِیْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم، فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰی دَخَلَ الْبَیْتَ، ثُمَّ قَالَ لِیْ:

"أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟" فَأَشَرْتُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَكَبَّرَ، فَصَفَفْنَا، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ. فَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهُ، فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ، ذَوُوْ عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوْا، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لاَيُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَقُلْ، أَلاَ تَرَاهُ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ. قَالَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ"

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهُ.[راجع: ٤٢٤]

بَابُ الأَقِطِ

جمایا ہوا دودھ

دودھ کو پھاڑ کر پانی نکال دیتے تھے، پھر میٹھا ڈال کر جما دیتے تھے، وہ سوکھ کر برفی جیسا ہو جاتا تھا، پھر وہ تفکہً وغذاءً کھایا جاتا تھا، پنیر بھی اس کا ترجمہ کرتے ہیں، وہ بھی دودھ پھاڑ کر بنایا جاتا ہے، مگر وہ لاون کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے یا اس کا سالن بنایا جاتا ہے، نبی ﷺ کی سالی حُفید نجد سے جو تحائف لائی تھیں ان میں اقط بھی تھا۔ اور حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں بھی اقط کھلایا گیا تھا، اور حدیثیں دونوں پہلے آچکی ہیں۔ اور گھی کھجور اور اقط کو ملالیں گے تو حَیس (ملیدہ) بن جائے گا۔

[١٦-] بَابُ الأَقِطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: بَنَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِصَفِيَّةَ، فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ: صَنَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَيْسًا.

[٥٤٠٢-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَهْدَتْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ضِبَابًا وَأَقِطًا وَلَبَنًا، فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰى مَائِدَتِهِ، فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوْضَعْ، وَشَرِبَ اللَّبَنَ، وَأَكَلَ الأَقِطَ.[راجع: ٢٥٧٥]

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

چقندر اور جو (کا کھچڑا)

چقندر: ایک ترکاری جو شلجم سے مشابہ اور نہایت سرخ ہوتی ہے، ایک انصاری بڑھیا کھیت میں چقندر بوتی تھی، وہ ان

میں پیسے ہوئے جَو ملا کر جمعہ کے دن کھچڑا پکاتی تھی، اور غریب صحابہ کو جمعہ کی نماز کے بعد کھلاتی تھی (تحفۃ القاری ۳:۲۶۰)

[۱۷-] بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

[۵۴۰۳-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ أُصُوْلَ السِّلْقِ، فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا، فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ، إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا، وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى وَلاَ نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَلاَ وَدَكٌ.[راجع: ۹۳۸]

لغت: اصول السلق: سلق کا نیچے کا حصہ جو زمین میں ہوتا ہے یعنی چقندر کے پتے نہیں ڈالتی تھی ـــــ وَدَك: چکنائی۔

بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

ہانڈی سے گوشت نکالنا اور دانتوں سے نوچ کر کھانا

عرب گوشت کی بوٹیاں نہیں بوٹے پکاتے ہیں، گوشت ہڈی کے ساتھ جڑا رہتا ہے اور خشک پکاتے ہیں، پھر ہڈی لے کر دانتوں سے نوچ کر کھاتے ہیں، نبی ﷺ سے اس طرح کھانا ثابت ہے، اور حدیثیں پہلے (تحفۃ القاری ۱:۵۴۳) گذری ہیں۔

[۱۸-] بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

[۵۴۰۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَتِفًا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.[راجع: ۲۰۷]

[۵۴۰۵-] وَعَنْ أَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْتَشَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.[راجع: ۲۰۷]

لغات: نَهَشَ الشيئَ (ف) نَهْشًا: دانتوں سے کاٹنے کے لئے کوئی چیز منہ سے پکڑنا.......... انْتَشَلَ الشيئَ: جلدی سے کوئی چیز نکالنا یا کھینچنا، جیسے انتشل اللحمَ من القدر (پس انتشال پہلے ہوگا اور نہش بعد میں، اور نہش کے معنی میں تجرید کریں گے)........... تعَرَّقَ العظمَ: ہڈی سے گوشت اتارنا۔

بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ

دست کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھانا

ہڈی کا گوشت مزہ دار ہوتا ہے، پھر اگر اس کو دانتوں سے نوچ کر کھایا جائے تو اور بھی مزہ آتا ہے، حضرت ابوقتادہ رضی

اللہ عنہ نے جو گورخر شکار کیا تھا اس کا دست نبی ﷺ نے دانتوں سے نوچ کر تناول فرمایا تھا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵۲۰:۴) گذری ہے۔

[۱۹-] بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ

[٥٤٠٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ مَكَّةَ. [راجع: ١٨٢١]

[٥٤٠٧-] ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَازِلٌ أَمَامَنَا، وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِيْ، فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ لَهُ، وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّيْ أَبْصَرْتُهُ، فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ. ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ. فَقَالُوْا: لاَ وَاللّٰهِ، لاَ نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ. فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا، ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ، ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ، فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ، فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟" فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ١٨٢١]

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

چھری سے گوشت کاٹنا

اگر ضرورت ہو تو چھری سے گوشت، ڈبل روٹی، کیک اور پھل وغیرہ کاٹ کر کھانا جائز ہے، باب کی روایت میں نبی ﷺ سے چھری سے گوشت کاٹ کر کھانا ثابت ہے، پس دیگر چیزوں کو اس پر قیاس کیا جائے گا، البتہ بے ضرورت چھری کا استعمال ممنوع ہے، یہ غیروں کا طریقہ ہے، وہ چھری کانٹے سے کھاتے ہیں، اور دو ضعیف روایات میں جو گوشت اور روٹی کاٹنے کی ممانعت آئی ہے اس کا یہی محمل ہے، یہ روایتیں تحفۃ الالمعی (۱۶۸:۵) میں ہیں۔

[۲۰-] بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

[۵۴۰۸-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.[راجع: ۲۰۸]

بَابٌ: مَاعَابَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم طَعَامًا قَطُّ

نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے کی برائی نہیں کی

کسی کھانے میں یا کھانا پکانے میں کوئی عیب یا کمی ہوتی تھی تو آپؐ کھانے کو برا نہیں کہتے تھے، پسند ہوتا تو نوش فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے، بعض لوگ نمک مرچ کم ہوتا ہے تو چیں بہ جبیں ہوتے ہیں یہ بات اسوۂ نبوی کے خلاف ہے۔

[۲۱-] بَابٌ: مَاعَابَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم طَعَامًا قَطُّ

[۵۴۰۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَاعَابَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

[راجع: ۳۵۶۳]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

جَو کے آٹے میں پھونک مارنا

جَو کے آٹے میں چھلکے ہوتے ہیں، اب لوگ چھلنی سے آٹا چھان لیتے ہیں، نبی ﷺ کے زمانہ میں چھلنیاں نہیں تھیں، لوگ پھونک کر چھلکے اڑا دیتے تھے، پھر آٹا گوندھ لیتے تھے، حضرت سہلؓ سے طلباء نے پوچھا: نبی ﷺ کے زمانہ میں آپ حضرات نے میدہ دیکھا تھا؟ فرمایا: نہیں، پوچھا گیا: آپ لوگ جو چھانتے تھے؟ فرمایا: نہیں، ہم اس کو پھونکا کرتے تھے۔

[۲۲-] بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

[۵۴۱۰-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا: هَلْ رَأَيْتُمْ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم النَّقِيَّ؟ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ.[طرفه: ۵۴۱۳]

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ

نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کیا کھاتے تھے؟

نبی ﷺ کا دورِ تنگی کا دور تھا، فتوحات بعد میں ہوئیں۔ امام صاحب نے باب میں چھ روایتیں ذکر کی ہیں، جن سے دورِ اول کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے:

حدیث(۱): ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ (اصحابِ صفّہ) کے درمیان چھوہارے تقسیم کئے، ہر ایک کو سات سات چھوہارے دیئے، مجھے بھی سات دیئے، ان میں سے ایک سوکھا ہوا تھا، پس نہیں تھی ان میں سے کوئی زیادہ پسند مجھے اس سوکھی ہوئی سے، سخت تھی وہ میری چبائی جانے والی چیزوں میں یعنی میں اس کو دیر تک چباتا رہا۔

لغت: حَشَفَة: خراب کھجور جو پکنے سے پہلے سوکھ جاتی ہے، اس میں نہ گٹھلی ہوتی ہے نہ گودا نہ چھلی نہ مٹھاس.......... المَضَاغ: چبائی جانے والی چیز۔

[۲۳-] بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ

[۵۴۱۱-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ، فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْهَا، شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ. [طرفه: ۵۴۴۱]

اس کے بعد کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۲۴۴) گذری ہے، اس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور نہیں تھا ہمارے لئے کوئی کھانا مگر درخت کے پتّے، پس یہی کھانا نبی ﷺ کا ہوگا۔

[۵۴۱۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، مَالَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحَبْلَةِ أَوْ: الْحُبُلَةِ، حَتّٰى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الإِسْلَامِ، خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ. [راجع: ۳۷۲۸]

لغت: الحُبْلَة: لوبیے وغیرہ جیسی ترکاری............ حدیث کا پس منظر تحفۃ الالمعی ۶:۱۳۹ میں ہے۔

اس کے بعد کی حدیث ابھی گذری ہے، نبی ﷺ کے زمانہ میں نہ میدہ تھا نہ چھلنیاں، جَو کے چھلکے پھونک مار کر اڑا دیتے تھے، پھر پکا لیتے تھے۔

[۵۴۱۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَقُلْتُ: هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّقِيَّ؟ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُنْخُلاً مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ.[راجع: ۵۴۱۰]

آئندہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گذرے، ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی، انھوں نے ابو ہریرہؓ کو کھانے پر بلایا، آپؓ نے کھانے سے انکار کر دیا (آپ کو دورِ نبوی یاد آ گیا) پس فرمایا: نبی ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کو جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوئی۔

[۵۴۱۴-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَدَعَوْهُ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ، فَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ.

لغت: مَصْلِيَّة (اسم مفعول) صَلَى الشيئَ (ض) صَلْيا اللحمَ وغیرہ: گوشت وغیرہ بھوننا۔

[۵۴۱۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى خُوَانٍ، وَلاَ فِي سُكُرَّجَةٍ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ. قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلٰى مَا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

[راجع: ۵۳۸۶]

آئندہ حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والوں نے، جب سے آپؐ مدینہ میں وارد ہوئے: گیہوں کے کھانے سے تین دن مسلسل پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہو گئی۔

[۵۴۱۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ،

قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰى قُبِضَ صلى الله عليه وسلم. [طرفه: ٦٤٥٤]

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

بھوسی یا چھنے ہوئے آٹے میں دودھ اور شہد ملا کر بنایا ہوا حریرہ (میٹھی گاڑھی پینے کی چیز)

بیمار کی دو حالتیں ہیں: کبھی اس کو کھانے کی خواہش نہیں ہوتی، اور کبھی بھوک نہیں ہوتی، پہلی صورت میں اس کو حریرہ پلانا چاہئے، اور دوسری صورت میں زبردستی نہیں کھلانا چاہئے، کیونکہ اس وقت طبیعت مرض کا مقابلہ کر رہی ہوتی ہے، پس اس کو کھانے کی طرف متوجہ نہیں کرنا چاہئے، اطباء سخت بخار میں اور بحرانی کیفیت میں غذا دینے سے منع کرتے ہیں، اور حدیث میں ہے: ''اپنے بیماروں کو کھانے پر مجبور مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتے پلاتے ہیں'' (ترمذی حدیث ۲۰۳۸) مگر دو کیفیتوں میں فرق کرنا ضروری ہے: ایک: مریض کو بھوک تو ہے مگر کھانے کو جی نہیں چاہتا، اس حالت میں اس کو حریرہ دینا چاہئے۔ دوم: مریض بالکل کھانا ہی نہیں چاہتا، اس کو بھوک ہی نہیں، پس اس کو زبردستی نہیں کھلانا چاہئے۔

حدیث: التَّلْبِيْنَةُ مَجَمَّةٌ لِفُؤَادِ المريض، تَذْهَبُ ببعض الحزن: حریرہ بیمار کی دلجوئی کا ذریعہ ہے، اور اس کا کچھ غم دور کرتا ہے —— صدیقہؓ جب ان کے خاندان میں کسی کی وفات ہوتی، اور اس کے لئے عورتیں جمع ہوتیں، پھر وہ منتشر ہو جاتیں، اور صرف ان کے گھر والے اور خواص باقی رہتے تو وہ حریرہ کی ہانڈی چڑھواتیں، وہ پکائی جاتی، پھر ثرید بنایا جاتا، اور اس پر حریرہ ڈالا جاتا، اور فرماتیں: اسے کھاؤ، پھر مذکورہ حدیث سناتیں۔

اور حریرة کا ایک فائدہ مسند احمد (۶:۷۹) کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے، اور جب معدہ صاف ہوگا جو بیماریوں کا گھر ہے تو بیماری جلد دفع ہوگی۔

[٢٤-] بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

[٥٤١٧-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ''التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ'' [طرفاه: ٥٦٨٩، ٥٦٩٠]

لغت: مَجَمَّة: سببِ راحت أَجَمَّ الإِنْسَان: تازہ دم ہونا، تکان اتارنا۔

بَابُ الثَّرِيْدِ

روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا

ثرید: لذیذ، مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے، باب کی حدیثوں میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر، اور پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۶۱۴) گذری ہے، اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۶۹) آ گئی ہے۔ اور تیسری حدیث بھی پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۱۶۳) آئی ہے۔

[۲۵-] بَابُ الثَّرِيْدِ

[٥٤١٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" [راجع: ٣٤١١]

[٥٤١٩-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ طُوَالَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" [راجع: ٣٧٧٠]

[٥٤٢٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه سولم عَلٰى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ، قَالَ: وَأَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ وَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ. [راجع: ٢٠٩٢]

قوله: وأقبل على عمله: وہ مہمانوں کے سامنے کھانا رکھ کر اپنے کام میں لگ گیا، کھانے میں شریک نہیں ہوا کیونکہ دستر خوان پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

بَابُ شَاةٍ مَسْمُوْطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

کھال کے بال صاف کر کے پکائی ہوئی بکری، اور شانہ اور پہلو

جس طرح ہم مرغ مسلّم پکاتے ہیں: عرب مسلّم بکری پکاتے ہیں .... کَتِف: مونڈھا، شانہ، بکری کے آگے کے پیروں کا بالائی حصہ .... جَنْب: پہلو .... بکری میں پہلو اور شانہ ایک ہیں، اس لئے باب کی حدیثوں میں جنب کا

ذکر نہیں ………… یہ تینوں چیزیں کھانا جائز ہے، شانہ اور پہلو کا کھانا تو نبی ﷺ سے ثابت ہے، پہلو کا ذکر ترمذی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے اور شاۃِ مسلّم کا کھانا صحابہ سے ثابت ہے۔

[۲۶-] بَابُ شَاةٍ مَسْمُوْطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

[۵۴۲۱-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ: كُلُوْا، فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ، وَلاَ رَأَى شَاةً مَسْمُوْطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ. [راجع: ۵۳۸۵]

[۵۴۲۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ۲۰۸]

بَابُ مَاكَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ

اسلاف اپنے گھروں میں اور سفروں میں کھانا اور گوشت وغیرہ ذخیرہ کرتے تھے

تصوف جب تقشّف کے دائرے میں داخل ہوا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ سخت زندگی بسر کرنی چاہئے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کے پاس اندوختہ نہ ہو، جو مل جائے کھالے، کل کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہ رکھے، یہ خیال غلط تھا، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب ان کی تردید کے لئے قائم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسلاف (صحابہ وتابعین) سفر وحضر میں گوشت وغیرہ کھانا ذخیرہ کر کے رکھتے تھے، ہجرت کے سفر کے لئے عائشہ واسماء رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دسترخوان تیار کیا تھا، جو پورے سفر میں کام آیا، اور صدیقہؓ فرماتی ہیں: ہم بکری کے پائے اٹھا رکھتے تھے، اور ان کو پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے، یہ ذخیرہ کر کے رکھنا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم عہد نبوی میں ہدی (حج کی قربانی) کا گوشت مدینہ تک لاتے تھے یعنی واپسی میں سفر میں ہمارا توشہ قربانی کا گوشت ہوتا تھا، معلوم ہوا کہ سفر وحضر میں اندوختہ رکھنا توکل کے منافی نہیں۔

[۲۷-] بَابُ مَاكَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ ابْنَتَا أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ: صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً.

[۵۴۲۳-] حدثنا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيىَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَنَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلاَثٍ؟ قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ، جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ، فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ، وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ. قِيْلَ: مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ؟ فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا. [أطرافه: ٥٤٣٨، ٥٥٧٠، ٦٦٨٧]

ترجمہ: عابس بن ربیعہ نے صدیقہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کی ہے؟ صدیقہؓ نے کہا: یہ ممانعت صرف ایک سال کے لئے تھی، اس سال لوگ بھوکے ہوئے یعنی کھانے کی کمی تھی، پس آپؐ نے چاہا کہ مالدار غریبوں کو (قربانی کا گوشت) کھلائیں، اور بے شک ہم پائے اٹھار کھتے تھے، اور ان کو پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے، پوچھا گیا: پائے کھانے پر آپ لوگوں کو کس چیز نے مجبور کیا؟ صدیقہؓ ہنسی اور کہا: نبی ﷺ کے گھر والوں نے گیہوں کی روٹی سالن کے ساتھ تین دن پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوئی یعنی تنگ گذران نے پائے کھانے پر مجبور کیا۔

لغت: مأدوم (اسم مفعول) أَدَمَ الطعام: روٹی وغیرہ کے ساتھ سالن ملانا۔

[٥٤٢٤-] حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْيِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ.
تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَقَالَ: حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ: لاَ.
[راجع: ١٧١٩]

حوالہ: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۴۵۷) آئی ہے.......... مسلم شریف میں حضرت عطاء کا جواب: ہاں ہے، حافظ ابن حجرؒ نے بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے، مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے اس کی صراحت نہیں کی کہ وہ توشہ مدینہ تک چلا تھا۔

بَابُ الْحَيْسِ

ملیدہ (کھجور، ستّو اور گھی ملا کر بنایا ہوا کھانا)

حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں نبی ﷺ نے لوگوں کو ملیدہ کھلایا تھا: صَنع حَيْسا في نِطع: چمڑے کے دسترخوان میں ملیدہ بنایا گیا، اور حدیث ۲۷ مرتبہ گذر چکی ہے، پہلی مرتبہ (تحفۃ القاری ۲: ۲۰۲) میں آئی ہے اور چار مرتبہ اور آئے گی۔

[٢٨-] بَابُ الْحَيْسِ

[٥٤٢٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلَبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأَبِيْ طَلْحَةَ:" الْتَمِسْ غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ" فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ، يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَ هُ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا، فَكُنْتُ أُرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَاءَ هُ بِعَبَاءَ ةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَ هُ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالاً فَأَكَلُوْا، وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَ هُ بِهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ:" هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ" فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ" [راجع: ٣٧١]

مكتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْأَكْلِ فِيْ إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

چاندی جڑے ہوئے برتن میں کھانا

فَضَّض الشيئَ: چاندی سے آراستہ کرنا، خالص سونے چاندی کے برتن مردوں اورعورتوں کے لئے حرام ہیں، مردوں کے لئے سونا مطلقاً حرام ہے اورعورتوں کے لئے صرف سونے کا زیور جائز ہے، سونے کی اور چیزیں عورتوں کے لئے بھی حرام ہیں، اورسونے چاندی کا جڑاؤ کیا ہوا برتن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک استعمال کرنا جائز ہے، جبکہ پکڑنے کی جگہ اور منہ رکھ کر پینے کی جگہ میں سونا چاندی نہ ہو، اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک: مکروہ ہے اور محمد رحمہ اللہ کا قول مذبذب ہے۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دورِفاروقی اور دورِعثمانی میں مدائن کے گورنر رہے ہیں، آپ نے کسی سے پانی مانگا وہ غیر مسلم دیہاتی تھا، وہ چاندی کے برتن میں پانی لایا (اس نے گورنر کے اعزاز میں ایسا کیا تھا) آپ نے وہ برتن اس کو پھینک مارا اور فرمایا: میں اس کو منع کر چکا ہوں مگر وہ مانتا نہیں، نبی ﷺ نے سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع کیا ہے، اور ریشم اور دیبا کے پہننے سے بھی منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ''یہ نعمتیں کفار کے لئے دنیا میں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں'' (تحفۃ الالمعی ۵:۲۲۲) —— یہ برتن خالص چاندی کا تھا یا جڑاؤ کیا ہوا تھا؟ حدیث میں اس کی صراحت نہیں، اور حدیث میں خالص سونے چاندی کا برتن مراد ہے۔

[٢٩-] بَابُ الْأَكْلِ فِيْ إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

[٥٤٢٦-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى: أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقَى، فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ، فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَى بِهِ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّيْ نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ - كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا - وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لاَتَلْبَسُوْا الْحَرِيْرَ وَلاَ الدِّيْبَاجَ، وَلاَ تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلاَ تَأْكُلُوْا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الآخِرَةِ"

[أطرافه: ٥٦٣٢، ٥٦٣٣، ٥٨٣١، ٥٨٣٧]

وضاحت: لولا کا جواب محذوف ہے أی لم أفعل هذا: میں نے بار بار منع نہ کیا ہوتا تو میں برتن پھینک کر نہ مارتا۔

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ

کھانے کا تذکرہ

مکتبہ حجاز دیوبند

باب کی تینوں حدیثیں گذری ہیں۔ پہلی حدیث اسی جلد میں فضائل القرآن میں (حدیث ٥٠٢٠) گذری ہے، اس میں ہے: طَعْمها طیب: اس کا مزہ عمدہ ہے، طَعْم سے طعام نکلا ہے۔ دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٧: ٢٦٩) آئی ہے، اس میں طعام کا ذکر صراحۃً ہے، اور تیسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٤: ٥٠٢) آئی ہے، اس میں طعامه ہے، پس ہر حلال کھانا کھا سکتے ہیں، بس اتنا ہی استدلال ہے۔

[٣٠-] بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ

[٥٤٢٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُنْجَةِ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لاَ رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ، رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. [راجع: ٥٠٢٠]

[٥٤٢٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" [راجع: ٣٧٧٠]

[٥٤٢٩-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ، فَإِذَا قَضَى نُهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ" [راجع: ١٨٠٤]

بَابُ الأُدْمِ

ہر وہ چیز جس سے روٹی کھائی جائے

أُدْم: سالن اور لاون کو عام ہے، اور طعام (کھانے) کے ساتھ أُدْم (سالن) کا ذکر آنا ہی چاہئے، اور باب کی حدیث سترہ مرتبہ آچکی ہے، پہلی مرتبہ (تحفۃ القاری ۲: ۳۰۵) میں آئی ہے، اور پانچ مرتبہ آگے آئے گی، اس میں جس گوشت کا ذکر ہے وہ أُدْم (سالن) ہے۔

[٣١-] بَابُ الأُدْمِ

[٥٤٣٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ، يَقُوْلُ: كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ، ثَلاَثُ سُنَنٍ، أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: وَلَنَا الْوَلاَءُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ:" لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" قَالَ: وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهُ، وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ، فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: "أَلَمْ أَرَ لَحْمًا؟" قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلٰكِنَّهُ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ، فَأَهْدَتْهُ لَنَا. فَقَالَ: "هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا، وَهَدِيَّةٌ لَنَا" [راجع: ٤٥٦]

بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

میٹھا اور شہد

کھانے کے بعد لوگ میٹھا کھاتے ہیں، اس لئے اب اس کا ذکر کرتے ہیں، میٹھی چیز معدے کو قوت پہنچاتی ہے، نبی ﷺ کو طبعی طور پر میٹھا اور شہد مرغوب تھا، حلواء: ہر میٹھے کھانے کو کہتے ہیں، پس شہد کا ذکر تخصیص بعد التعمیم ہے یعنی خاص طور پر شہد پسند تھا، اور پسند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ چیزیں سامنے آتیں تو آپ شوق سے کھاتے، اور پہلی حدیث اس حدیث کا حصہ ہے جو پہلے کئی مرتبہ آئی ہے کہ آپ حضرت زینبؓ کے یہاں شہد کا شربت پیتے تھے، اور دوسری حدیث پہلے

(تحفۃ القاری ۷: ۲۳٦) آئی ہے، اس میں عُکّۃ (عین کا پیش اور زبر) کا ذکر ہے، عکۃ: گھی اور شہد وغیرہ کے مشکیزہ کو کہتے ہیں۔

[۳۲-] بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

[۵٤۳۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ الْحَلْوَى وَالْعَسَلَ. [راجع: ٤٩١٢]

[۵٤۳۲-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ أَبِيْ الْفُدَيْكِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِشِبْعِ بَطْنِيْ حِيْنَ لاَ آكُلُ الْخَمِيْرَ، وَلاَ أَلْبَسُ الْحَرِيْرَ، وَلاَ يَخْدُمُنِيْ فُلاَنٌ وَلاَ فُلاَنَةٌ، وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ، وَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الآيَةَ وَهِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ، وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهِ، حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا، فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا. [راجع: ۳۷۰۸]

بَابُ الدُّبَّاءِ

لوکی کدّو کا بیان

الدُّبَّاءُ: کدّو، گھیا، لوکی، خواہ گول ہو یا لمبی، یہ مشہور سبزی ہے، اس کی ترکاری پکائی جاتی ہے اور میٹھائی بھی، اس کا مزاج سرد تر ہے، سریع الہضم ہے، اور صفراء کی حدت اور خون کے جوش کو تسکین دیتی ہے، یہ سبزی نبی ﷺ کو پسند تھی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۱٦۳) آ گئی ہے۔ اور اس حدیث میں یہ خاص بات ہے کہ درزی جس نے آپ کی دعوت کی تھی وہ آپ کا مولیٰ (آزاد کردہ) تھا۔

[۳۳-] بَابُ الدُّبَّاءِ

[۵٤۳۳-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَتَى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا، فَأُتِيَ بِدُبَّاءٍ، فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُهُ. [راجع: ۲۰۹۲]

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

ساتھیوں کے لئے اہتمام سے کھانا بنوانا

ایک صحابی نے اپنے گوشت فروش غلام سے اہتمام سے پانچ آدمیوں کا کھانا بنوایا، پھر نبی ﷺ کو ہم نشینوں کے

ساتھ دعوت دی، یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۵۴) آچکی ہے۔

[٣٤-] بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

[٥٤٣٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ: اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ" قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ.[راجع: ٢٠٨١]

بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلٰى طَعَامٍ، وَأَقْبَلَ هُوَ عَلٰى عَمَلِهِ

داعی کا مدعو کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا ضروری نہیں

اگر بے تکلف مہمان ہو تو داعی کا مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا ضروری نہیں، ایک درزی نے جو نبی ﷺ کا آزاد کردہ تھا، گویا گھر کا آدمی تھا، اس نے آپؐ کو دعوت دی، اس دعوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، اس نے دسترخوان تیار کیا اور مہمانوں کو بٹھا کر اپنے سلائی کے کام میں لگ گیا۔ ایسے موقع پر لوگ اصرار کر کے داعی کو بٹھاتے ہیں، میں اس وقت قاعدہ بیان کرتا ہوں: لَا يُكْرَمُ الرجلُ في بيته: آدمی کی اس کے گھر میں عزت نہیں کی جاتی!

[٣٥-] بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلٰى طَعَامٍ، وَأَقْبَلَ هُوَ عَلٰى عَمَلِهِ

[٥٤٣٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ النَّضْرَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ، فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهِ، قَالَ أَنَسٌ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَنَعَ مَا صَنَعَ.[راجع: ٢٠٩٢]

بَابُ الْمَرَقِ

شوربا

بعض کا پکایا ہوا شوربا گوشت سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے، جیسے بعض کی پکائی ہوئی روٹی (روئی کے) گالوں جیسی نرم ہوتی

ہے، نبی ﷺ کے آزاد کردہ درزی کا شوربا مشہور تھا، اس نے آپؐ کی دعوت کرنی چاہی تو آپؐ نے عائشہؓ کی دعوت کی شرط لگائی، چنانچہ اس نے دونوں کی دعوت کی اور جو کی روٹی پکائی اور کدّو اور سوکھے گوشت کا شوربا بنایا۔

[۳۶-] بَابُ الْمَرَقِ

[۵۴۳۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ طَلْحَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَتْبَعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ.[أطرافه: ۲۰۹۲]

بَابُ الْقَدِيْدِ

گوشت کا لمبا پارچہ جسے نمک لگا کر دھوپ میں سکھایا گیا ہو

اب تو بَرّادة (ثلّاجة) کا زمانہ ہے، لوگ گوشت محفوظ رکھنے کے لئے اس کے سردخانہ میں رکھ دیتے ہیں، پہلے گوشت کے لمبے پارچے کر کے نمک لگا کر دھوپ میں سکھا دیتے تھے، پھر اس کو بہت دنوں تک کھاتے تھے، دورِ نبوی میں اس کا عام رواج تھا، آج بھی جن کے پاس فریج نہیں، اس طرح سکھاتے ہیں، اور باب کی پہلی حدیث میں درزی نے جو دعوت کی تھی تو اس نے قدید اور لوکی کا شوربا پکایا تھا، قدید پکنے کے بعد بھی سخت رہتا ہے اس لئے شاید آپؐ لوکی تلاش کر کے کھا رہے ہونگے، اور دوسری حدیث میں پندرہ دن کے بعد بکری کے پایے استعمال کرنے کا تذکرہ ہے، یہ پایے بھی دھوپ میں سکھائے جاتے ہونگے، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۳۷-] بَابُ الْقَدِيْدِ

[۵۴۳۷-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أُتِیَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ، فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهُ.[راجع: ۲۰۹۲]

[۵۴۳۸-] حدثنا قَبِيْصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِی عَامٍ، جَاعَ النَّاسُ، أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ، وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا.

[راجع: ۵۴۲۳]

بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلٰى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

مہمان دسترخوان کے شریک کو کوئی چیز دے یا اس کی طرف کوئی چیز بڑھائے

دسترخوان پر مہمانوں کے سامنے جو کھانا رکھا جاتا ہے: وہ اباحت ہے یا تملیک؟ اگر اباحت ہے تو مہمان کو صرف کھانے کا حق ہے، کسی کو دینے کا حق نہیں، اور تملیک ہے تو چاہے دسترخوان کے شریک کو دے یا دوسرے دسترخوان کے مہمان کو دے یا جیب بھر کر گھر لے جائے سب درست ہے، حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ نے دسترخوان کے شریک تک ملکیت مانی ہے اور دینے کی اجازت دی ہے، اور دوسرے دسترخوان کے لوگوں کے حق میں اباحت مانی ہے، اور دینے کی اجازت نہیں دی۔ اور باب کی حدیث نص نہیں ہے، اس میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ لوکی کے ٹکڑے چن کر نبی ﷺ کے آگے کر رہے تھے۔ اسماعیلی کہتے ہیں: یہ خادم مخدوم کا معاملہ ہے، دو مہمانوں کا معاملہ نہیں، اور خادم ہر جگہ خادم ہوتا ہے، گھر میں بھی اور باہر بھی، ان کی یہ بات معقول ہے —— اور میرا ناقص خیال یہ ہے کہ دسترخوان پر کوئی چیز ایسی جگہ رکھی ہے کہ ایک مہمان کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا تو دسترخوان کے شریک کو دینے میں اور اس کی طرف بڑھانے میں کچھ حرج نہیں، کیونکہ وہ چیز اس کے لئے بھی ہے، دوسرے دسترخوان کے مہمان کو دے گا تو حلوائی کی دکان پر نانی کا فاتحہ ہوگا، اسی طرح مہمانوں کو چائے دی جائے تو جس کو دی جائے وہ پیئے، دوسرے کو دے گا تو میزبان کو کبیدگی ہوگی۔

[۳۸-] بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلٰى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَابَأْسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلٰى مَائِدَةٍ أُخْرٰى.

[۵۴۳۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ، وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ: فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ. [راجع: ۲۰۹۲]

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

کھیرا ککڑی تازہ کھجور کے ساتھ کھانا

حدیث: عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو تازہ کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

تشریح: قِثاء: کھیرا، ککڑی، کھیرا موٹا ہوتا ہے اور ککڑی باریک، کھیرا: بالشت بھر یا اس سے کم وبیش لمبا ہوتا ہے اور ککڑی اور بھی لمبی ہوتی ہے، دونوں کا مزاج سرد تر ہے اور اس کا مصلح کھجور ہے، نبی ﷺ دونوں کو ملا کر کھاتے تھے تاکہ دونوں میں اعتدال پیدا ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کھانے پینے کی چیزوں میں صفات اور مزاجوں کا خیال رکھنا چاہئے، تاکہ صحت محفوظ رہے، اور کھیرا کھجور ملا کر کھانے سے فربہی پیدا ہوتی ہے، اور فربہی ایک حد تک مستحسن ہے خاص طور پر خواتین میں، کیونکہ ہزال (لاغری) ایک بیماری ہے، اور اس کا یہ بہترین علاج ہے۔

[۳۹-] بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

[۵٤٤۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

[طرفاه: ۵٤٤۷، ۵٤٤۹]

بَابُ الْحَشَفِ

سوکھی نکمّی کھجور

حَشْف اور حَشَفَة: وہ کھجور جو پکنے سے پہلے سوکھ جاتی ہے، اس میں نہ گٹھلی ہوتی ہے نہ مٹھاس، ایسی نکمّی کھجور کوئی کیوں کھائے گا! مگر مجبوری کی بات اور ہے، جیسے ہم طالب علمی کے زمانہ میں جب رات بارہ بجے تکرار سے فارغ ہوتے تھے تو بھوک بہت لگتی تھی اور کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا، چنانچہ طلباء کے کمروں کے دروازوں پر جو سوکھی روٹی ہوتی تھی، جو بکتی تھی اور ان کو بھینسیں کھاتی تھیں: ان کو کھا کر پانی پی کر سوتے تھے، وہ بہت مزیدار لگتی تھیں۔

حدیث: ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: میں سات بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا، پس وہ اور ان کی اہلیہ اور ان کا خادم باری باری لیتے تھے رات کو تین حصوں میں، یہ نماز پڑھتا، پھر اس کو اٹھاتا، اور میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ (اصحابِ صفّہ) کے درمیان چھوہارے تقسیم کئے، پس مجھے سات چھوہارے ملے، ان میں سے ایک سوکھا ہوا تھا —— اور دوسری روایت میں ہے کہ مجھے چار ملے اور ایک سوکھی ہوئی کھجور ملی (پہلے چار ملے ہونگے پھر دو اور ملے تو سات ہوگئے) وہ سوکھی ہوئی ان میں زیادہ سخت تھی میری ڈاڑھ کے لئے یعنی میں اس کو دیر تک چباتا رہا۔

[۴۰-] بَابُ الْحَشَفِ

[۵٤٤١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا، فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يُصَلِّيْ هٰذَا، ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا،

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَصَابَنِيْ سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ. [راجع: ٥٤١١]

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَنَا تَمْرًا، فَأَصَابَنِيْ مِنْهُ خَمْسٌ: أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ، ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِيْ. [راجع: ٥٤١١]

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور چھوہارے

رطب: سوکھ کر تمر ہوجاتی ہے، اور آیت کریمہ اور باب کی دوسری حدیث میں رطب کا ذکر ہے، اور پہلی حدیث میں تمر کا۔ سورۃ مریم (آیت ۲۵) میں ہے: ''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنہ کو، گریں گی تم پر تروتازہ کھجوریں'' —— حاشیہ میں ہے کہ زچہ کے لئے سب سے مفید تازہ کھجوریں ہیں۔

حدیث (۱): ابھی گذری ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی درانحالیکہ ہم نے دو کالی چیزیں: چھوہارے اور پانی پیٹ بھر کر کھائے۔

حدیث (۲): حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، یہ واقعہ حضرت جابرؓ کے قرض کا ہے یا ان کے ابا کے قرض کا؟ پہلے جو روایات آئی ہیں ان میں ان کے ابا کے قرض کا ذکر ہے، اور یہاں خود حضرت جابرؓ کے قرض کا، میرے نزدیک یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے، اور حقیقت میں ان کے ابا کے قرض کا واقعہ ہے، مگر روایت اتنی مختلف ہوگئی ہے کہ شارحین پریشان ہوگئے ہیں، روایات کا ترجمہ بعد میں ہے۔

[٤١-] بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

[٥٤٤٢-] وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ. [راجع: ٥٣٨٣]

[٥٤٤٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ، وَكَانَ يُسْلِفُنِيْ

فِيْ تَمْرِيْ إِلَى الْجِذَاذِ، وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِيْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ، فَجَلَسَتْ، فَخَلاَ عَامًا، فَجَاءَ نِي الْيَهُوْدِيُّ عِنْدَ الْجِذَاذِ، وَلَمْ أَجِدَّ مِنْهَا شَيْئًا، فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: " امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِيِّ" فَجَاؤُوْنِيْ فِيْ نَخْلِيْ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِيَّ فَيَقُوْلُ: أَبَا الْقَاسِمِ لاَ أُنْظِرُهُ. فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ، ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى، فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ: " أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ؟" فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: " افْرُشْ لِيْ فِيْهِ" فَفَرَشْتُهُ، فَدَخَلَ فَرَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَالَ: " يَاجَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ" فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ، فَجَدَدْتُ مَا قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ مِثْلُهُ، فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَبَشَّرْتُهُ، فَقَالَ: " أَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ!"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: عَرْشٌ وَعَرِيْشٌ: بِنَاءٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾: مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، ﴿عُرُوْشِهَا﴾: أَبْنِيَتُهَا.

ترجمہ: جابرؓ کہتے ہیں: مدینہ میں ایک یہودی تھا، وہ مجھے قرض دیا کرتا تھا میری کھجوروں میں کٹنے تک یعنی قرض کے عوض میں مجھے کھجوریں دینی ہوتی تھیں، جب اتریں، اور جابرؓ کی بیر رومة کے راستہ میں زمین تھی، پس وہ بیٹھ گئی، اور وہ ایک سال خالی رہی یعنی خاطر خواہ پیداوار نہیں ہوئی، پس یہودی کھجوریں کٹنے کے وقت میرے پاس آیا، اور میں نے زمین میں سے کچھ کاٹا نہیں تھا، پس میں نے اس سے اگلے سال تک مہلت مانگنی شروع کی، وہ انکار کرتا تھا۔ پس نبی ﷺ کو اس کی اطلاع کی گئی، آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''چلو! جابرؓ کے لئے یہودی سے مہلت طلب کریں'' حضرت میرے پاس کھجوروں کے باغ میں آئے، اور نبی ﷺ نے یہودی سے بات شروع کی، وہ کہتا: ابوالقاسم! میں اس کو مہلت نہیں دونگا، جب نبی ﷺ نے اس کا انکار دیکھا تو آپؐ اٹھے اور باغ میں گھومے، پھر آپؐ اس کے پاس آئے اور اس سے بات کی، اس نے انکار کیا، پس میں اٹھا اور تھوڑی تازہ پکی ہوئی کھجوریں لایا (یہاں باب ہے) میں نے ان کو آپؐ کے سامنے رکھا، آپؐ نے کھائیں، پھر پوچھا: ''جابر! تیری جھونپڑی کہاں ہے؟'' میں نے بتائی، آپؐ نے فرمایا: ''میرے لئے اس میں بچھا'' میں نے اس میں بچھایا، آپؐ اس میں گئے اور سو گئے، پھر بیدار ہوئے تو میں آپؐ کے پاس دوسری مٹھی لایا، آپؐ نے اس میں سے کھایا، پھر اٹھے اور یہودی سے بات کی، اس نے آپؐ کی بات نہ مانی تو آپ دوبارہ کھجور کے باغ میں تازہ کھجوروں میں کھڑے ہوئے، اور فرمایا: ''جابر! کھجوریں توڑ اور قرضہ چکا'' پس آپ توڑی ہوئی کھجوروں میں کھڑے ہوئے، پس میں نے اتنی توڑیں جن سے اس کا قرضہ چکا دیا اور اتنی ہی بچ گئیں، میں باغ میں سے نکلا اور نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور آپؐ کو خوش خبری سنائی، آپؐ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں!''

لغت: عرش اور عریش کے معنی ہیں: عمارت (جھونپڑی جو کھجور کے باغ میں بنائی جاتی تھی) —— اور سورۃ الانعام (آیت ۱۴۱) میں **معروشات** ہے، اس کا ترجمہ ابن عباسؓ نے کیا ہے: انگور وغیرہ کی بیلیں جو ٹٹیوں (چھتریوں) پر چڑھائی جاتی ہیں (تحفۃ القاری ۲۲۹:۹) —— اور سورۃ البقرۃ (آیت ۲۵۹) میں ﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾ ہے یعنی وہ مکانات اپنی چھتوں پر ڈھ پڑے تھے۔

بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ

کھجور کے درخت کا گوند کھانا

جُمَّار: کھجور کے درخت کا گوند جو چربی کی طرح سفید اور میٹھا ہوتا ہے، اور کھایا جاتا ہے اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳۱۵:۱) گذری ہے۔

قوله: لَمَا بركته كبركة المسلم: یقیناً اس کی برکت (نافعیت) مسلمان کی برکت کی طرح ہے، اس درخت کی ہر چیز کارآمد ہے، اسی طرح مسلمان کی ذات، صفات اور کام نفع بخش ہونے چاہئیں۔

[٤٢-] بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ

[٥٤٤٤-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم جُلُوْسٌ، إِذْ أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ" فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِيْ النَّخْلَةَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ: هِيَ النَّخْلَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هِيَ النَّخْلَةُ" [راجع: ٦١]

بَابُ الْعَجْوَةِ

مدینہ منورہ کی ایک عمدہ قسم کی کھجور: عجوہ

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص روزانہ صبح نہار منہ عجوہ کے سات دانے کھائے اس کو اس دن زہر اور سحر نقصان نہیں پہنچائے گا —— مگر ہم عجوہ کہاں سے لائیں؟ ایک دانہ بڑی مشکل سے نصیب ہوتا ہے! ورنہ بہترین ناشتہ ہے، اور حاشیہ میں ہے کہ یہ عجوۃ کی ذاتی خاصیت نہیں، بلکہ دعائے نبوی کی برکت ہے۔

[٤٣-] بَابُ الْعَجْوَةِ

[٥٤٤٥-] حدثنا جُمْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَامِرُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ" [أطرافه: ٥٧٦٨، ٥٧٦٩، ٥٧٧٩]

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

دو کھجوریں ساتھ کھانا

اگراجتماعی طور پر کھجوریں کھائی جارہی ہیں تو ساتھیوں کی اجازت کے بغیر دودانے ایک ساتھ کھانا دوسروں پر ظلم ہے، اس لئے جائز نہیں اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۷۴) آچکی ہے۔

[٤٤-] بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

[٥٤٤٦-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، قَالَ: أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُوْلُ: لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الإِقْرَانِ. ثُمَّ يَقُوْلُ: إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ. قَالَ شُعْبَةُ: الإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. [راجع: ٢٤٥٥]

قوله: عامُ سنةٍ (بالاضافہ) أی عام قحط: قحط سالی.........إلا أن: ابن عمرؓ کا قول ہے، ابن عمرؓ نے مسئلہ بتایا ہے۔

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

کھجور کا درخت بابرکت ہے

کھجور کا درخت کثیر المنافع ہے، اس کا پھل مزیدار، مقوی اور شیریں ہوتا ہے، پتوں کا جھاڑو چھپر بنتا ہے اور گٹھلیوں کا چارہ۔ حدیث میں اس کو مؤمن کے مانند قرار دیا ہے، اور مؤمن خیر البَرِیَّة (بہترین خلائق) ہے تو کھجور خیر البَرِّیَّة: جنگل کا بہترین درخت ہے۔

[٤٥-] بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

[٥٤٤٧-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ تَكُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ، وَهِيَ النَّخْلَةُ" [راجع: ٦١]

بَابُ الْقِثَّاءِ

کھیرا ککڑی

کھیرا لیلیٰ کی کلائی اور ککڑی اس کی انگلیاں ہیں، اور دونوں قِثّاء ہیں، اور دونوں سلاد (Salad) کے طور پر کھائی جاتی

ہیں، اور تفکہ کے طور پر بھی، نبی ﷺ نے تازہ کھجور کے ساتھ کھا کر اس کو عزت بخشی ہے۔

[٤٦-] بَابُ الْقِثَّاءِ

[٥٤٤٨-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.[راجع: ٥٤٤٠]

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

دو قسمیں یا دو کھانے ساتھ کھانا

کھجور اور ککڑی دو قسمیں ہیں اور روٹی اور سلاد یا لاون دو کھانے ہیں، ان کو ساتھ کھانا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

[٤٧-] بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

[٥٤٤٩-] حدثنا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.[راجع: ٥٤٤٠]

بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضَّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً، وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

جگہ تنگ ہو یا برتن چھوٹا ہو تو مہمانوں کو باری باری کھلانا

باب کی حدیث حماد بن زید کی ہے، انھوں نے تین اساتذہ کی تین سندوں سے اس کو روایت کیا ہے، اور یہ وہی واقعہ ہے جو پہلے دو مرتبہ آچکا ہے، پہلی بار (تحفۃ القاری ۲:۲۵۷) میں آیا ہے، یہاں روایت میں اس سے بعض اختلافات ہیں، یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے۔

[٤٨-] بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضَّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً، وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

[٥٤٥٠-] حدثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسٍ، ح: وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، ح: وَعَنْ سِنَانٍ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمِدَتْ إِلَى مُدٍّ مِنْ شَعِيْرٍ، جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً، وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا، ثُمَّ بَعَثَنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ، قَالَ: "وَمَنْ مَعِيْ؟" فَجِئْتُ فَقُلْتُ: إِنَّهُ يَقُوْلُ: وَمَنْ مَعِيَ؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُوْ طَلْحَةَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هُوَ شَيْئٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَدَخَلَ فَجِيْءَ بِهِ، وَقَالَ: "أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً" فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ قَالَ: "أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً" فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ قَالَ:

"أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً" حَتّٰى عَدَّ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَامَ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ؟ [راجع: ٤٢٢]

لغت: جَشَّ الْحَبَّ: غلہ کو کوٹنا، دلنا .... **الخَطِيْفَة:** ایک قسم کا کھانا جو آٹے میں دودھ ملا کر پکاتے ہیں، پھر چمچے سے جلدی جلدی کھاتے ہیں .... **العُكَّة:** گھی کا مشکیزہ .... **إنما هو شيئ:** یعنی کھانا تھوڑا ہے، پہلے ہی بتادیا .... **فجعلتُ أنظر** کا جواب محذوف ہے أی لا، ذرا کم نہیں ہوا تھا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ

لہسن اور بدبودار ہری ترکاریاں کھانا مکروہ ہے

کچا لہسن، پیاز، گندنا اور مولی وغیرہ: اگر تنہا کافی مقدار میں کھائی جائیں تو منہ سے بدبو بھی آتی ہے اور گندی ڈکاریں بھی، پس ایسی چیزیں کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے، اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور مصلیوں کو بھی، اور حدیثیں سب سے پہلے (تحفۃ القاری ۳:۱۸۰) آچکی ہیں۔

[٤٩-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ

فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٤٥١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ: قِيْلَ لِأَنَسٍ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الثُّوْمِ؟ فَقَالَ: "مَنْ أَكَلَ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدًا" [راجع: ٨٥٦]

[٥٤٥٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ: لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" [راجع: ٨٥٤]

بَابُ الْكَبَاثِ، وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ

پیلو کا پھل

کباث: اراک درخت کا پھل .... **الأراك:** پیلو کا درخت، مسواک کا درخت، اس کی جڑوں کی مسواک بناتے ہیں .... ہمارے نسخہ میں: ورق الأراك ہے، اور نسفی کے نسخہ میں جو گیلری میں ہے: ثمر الأراك ہے، اور یہی صحیح ہے، اس لئے میں نے کتاب میں گیلری والا نسخہ لکھا ہے، پیلو کا پھل: جنگلی پھل ہے، چرواہے اس کو کھاتے ہیں، پہلے یہ ہرا ہوتا ہے، پھر پک کر کالا پڑ جاتا ہے، جیسے کالا انگور پہلے ہرا ہوتا ہے، پھر پک کر کالا ہو جاتا ہے، کچا کسیلا ہوتا ہے اور پکا میٹھا، اس

لئے نبی ﷺ نے کالا کھانے کی ہدایت فرمائی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٦:٦١٠) آچکی ہے، اور ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں: یہ خطابی ضابطہ ہے، اس کے لئے عمومی ہونا ضروری نہیں۔

[٥٠-] بَابُ الْكَبَاثِ، وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ

[٥٤٥٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِيْ الْكَبَاثَ، فَقَالَ: "عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَيْطَبُ" فَقِيْلَ: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا" [راجع: ٣٤٠٦]

لغت: أَيْطَب: أَطْيَبْ کے ہم معنی اسم تفضیل ہے۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ

کھانے کے بعد کلّی کرنا

جس طرح کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے: باہر سے منہ دھونا اور کلّی کر کے اندر سے منہ صاف کرنا بھی سنت ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ١:٥٤٣) آئی ہے كأنك تسمعه من يحيي! علی مدینیؒ کا قول ہے، وہ حدیث مختلف الفاظ سے بیان کیا کرتے تھے، آج بلفظہ حدیث بیان کی ہے، فرمایا: گویا تو حدیث یحییٰ انصاری سے سن رہا ہے یعنی انھوں نے جن لفظوں میں حدیث بیان کی تھی، آج میں نے بعینہ ان کے لفظوں میں بیان کی ہے۔

[٥١-] بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ

[٥٤٥٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيىَ بْنَ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلاَ ةِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا. [راجع: ٢٠٩]

[٥٤٥٥-] قَالَ يَحْيىَ: سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ - قَالَ يَحْيىَ: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ - دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَقَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيىَ. [راجع: ٢٠٩]

لغت: الرَّوحة: بوقت شام آمد یا روانگی (ایک دفعہ) یعنی آدھے دن کی مسافت پر ہے۔

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

تولیہ سے ہاتھ پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لینا یا چوس لینا

جس طرح کھانے کے بعد برتن صاف کرنا سنت ہے: انگلیاں چاٹ لینا یا چٹا دینا بھی سنت ہے، شاید برکت اس کھانے میں ہو جو برتن میں یا انگلیوں پر لگا رہ گیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اس کو چاٹ لے یا چٹا دے'' جیسے ہم برتن خادم کو دیتے ہیں کہ چاٹ لے، اسی طرح انگلیاں بھی چٹا دینی چاہئیں۔

[٥٢-] بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

[٥٤٥٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا''

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْمِنْدِيْلِ

رومال (تولیہ)

یہ تابع باب ہے، کھانے کے بعد اگر ہاتھ چکنے ہوں تو صابن سے دھونے چاہئیں، ورنہ مٹی سے، مٹی میں نوشادر ہے، وہ صابن کا کام کرتا ہے، پھر تولیہ میسر ہو تو اس سے ہاتھ پونچھ لے، اور اگر ہاتھ چکنے نہ ہوں تو ایسے ہی دھو ڈالے، پھر تولیہ سے صاف کر لے، ورنہ پیروں کی تلی پر یا چہرے اور بازؤں پر پھیر لے۔ عہدِ نبوی میں کپڑوں میں تنگی تھی، عام طور پر تولیہ رومال میسر نہیں تھا، اور عرب بھنا ہوا گوشت کھاتے تھے، شوربے کا رواج نہیں تھا، اس لئے لوگ کھا کر ہاتھ دھو کر چہرے، بازؤں اور پیروں پر پھیر کر خشک کر لیتے تھے۔

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء کا مسئلہ پوچھا، آپؓ نے فرمایا: نہیں! یعنی وضوء ضروری نہیں، پھر فرمایا: ہم عہدِ نبوی میں اس قسم کا کھانا بہت کم پاتے تھے (جس میں ہاتھ دھونے پڑیں) اور جب ہمیں اس قسم کا کھانا ملتا تھا تو ہمارے پاس تولیے نہیں تھے، علاوہ ہتھیلیوں، بازؤں اور پیروں کے یعنی ہم ان سے ہاتھ پونچھ لیتے تھے، پھر ہم نماز پڑھتے تھے اور وضوء نہیں کرتے تھے۔

[٥٣-] بَابُ الْمِنْدِيْلِ

[٥٤٥٧-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ سَعِيْدِ

ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّـهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لاَ، قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لاَنَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلاً، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَأَقْدَامُنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلاَ نَتَوَضَّأُ.

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ

کھانے کے بعد کی دعائیں

ترمذی شریف میں روایت (حدیث ۱۸۱۰) ہے: ''اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ وہ کوئی کھانا کھائے یا کچھ پیئے تو اس پر اللہ کی تعریف کرے، پس کھانے پینے کے بعد اللہ کی حمد کرنا مستحب ہے، کھانا پینا ایک خالص مادی عمل ہے، اللہ کے نام سے شروع کرنے اور بعد میں حمد وشکر بجالانے سے وہ ایک نورانی باعث اجر عمل بن جاتا ہے، اور روایات میں حمد کے بہت سے جملے آئے ہیں، لیکن اگر کوئی صرف **الحمد للہ** کہہ لے یا اردو میں اللہ تیرا شکر ہے! کہہ لے تو اصل سنت ادا ہوجائے گی۔

حدیث (۱): حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کا دسترخوان بڑھایا جاتا (اٹھایا جاتا) تو آپؐ کہتے: **الحمد للہ كثيرًا طيبًا مباركًا فيه، غَيْرَ مَكْفِيٍّ ولامُوَدَّعٍ ولا مُسْتَغْنًى عنه، ربنا!**: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بہت زیادہ، پاکیزہ جس میں برکت فرمائی گئی ہو، نہ کفایت کیا ہوا نہ رخصت کیا ہوا اور نہ اس سے بے نیاز ہوا ہوا، اے ہمارے پروردگار!

لغت: كفى يكفى كفاية سے مكفى اسم مفعول ہے، اس کی اصل مكفوى ہے، اس میں مَرْمِیٌّ کی تعلیل ہوئی ہے: نہ کفایت کیا ہوا یعنی ہم ابھی کھانے کے اور محتاج ہیں .... مُوَدَّع بھی تودیع سے اسم مفعول ہے، نہ رخصت کیا ہوا .... مستغنی بھی استغناء سے اسم مفعول ہے، نہ بے نیاز ہوا ہوا، تینوں جملوں کا ایک مفہوم ہے۔

دوسری دعا: جب نبی ﷺ کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: **الحمد للہ الذی كفانا وأروانا غير مَكْفِيٍّ ولا مَكْفُوْرٍ**: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ہمارے لئے کافی ہوگئے اور ہمیں سیراب کیا، نہ کفایت کیا ہوا اور نہ ناشکری کیا ہوا ـــــ مكفور (اسم مفعول) مشكور کی ضد ہے۔

[٥٤-] بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ

[٥٤٥٨-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهُ قَالَ: '' الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلاَ

مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا!" [طرفه: ۵۴۵۹]

[۵۴۵۹-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ - وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهُ - قَالَ: " الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِیٍّ، وَلاَ مَكْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّةً: لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا، غَيْرَ مَكْفِیٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ، وَلاَ مُسْتَغْنًى رَبَّنَا!" [راجع:۵۴۵۸]

بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

خادم کو کھانے میں شریک کرنا

مکارم اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ جس نے کھانا تیار کیا ہے، اور آگ کی گرمی اور دھویں کی تکلیف اٹھائی ہے، اس کا بھی کھانے میں حصہ رکھا جائے، پھر اخلاق کا اعلی درجہ یہ ہے کہ غلام یا خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا جائے، اور اگر کسی وجہ سے ایسا نہ کرے، آقا یا غلام عار محسوس کرے یا کھانا تھوڑا ہو تو لقمہ دو لقمے خادم کے لئے بھی بچالے تا کہ اس کا دل خوش ہو جائے۔

ایک واقعہ: حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے یہاں نواب چھتاری مہمان آئے، جب دستر خوان بچھا تو حضرت شیخ الہند پیچھے ہٹ گئے، یہ خیال کر کے کہ شاید نواب صاحب کو میرا شریک دستر خوان ہونا ناگوار گذرے، حضرت گنگوہی نے دیکھ لیا، فرمایا: مولوی محمود آؤ دستر خوان پر بیٹھو، نواب صاحب کو ناگواری ہوگی تو اٹھ جائیں گے، ہمارا تمہارا تو مرنے جینے کا ساتھ ہے! حضرت شیخ الہند جلدی سے بیٹھ گئے کہ نہ معلوم حضرت اور کیا کہہ دیں!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جب لائے تم میں سے ایک کے پاس اس کا خادم اس کا کھانا (تو اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کو اپنے ساتھ بٹھائے ۱۲ ترمذی) پس اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو اس کو ایک یا دو لقمے دے یعنی بچائے، پس بے شک وہ (خادم) کھانے کی گرمی اور اس کے انجام دینے کا ذمہ دار بنا ہے"

ترکیب: أحدَكم: مفعول بہ، خادمُه: فاعل مؤخر............ علاج: کوئی کام انجام دینا............ أو لقمة: أو شک راوی ہے۔

[۵۵-] بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

[۵۴۶۰-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، هُوَ ابْنُ زِيَادٍ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: " إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِیَ حَرَّهُ وَعِلاَجَهُ" [راجع: ۲۵۵۷]

بَابٌ: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

کھا کر شکر بجالانے والا روزہ رکھ کر بھوک سہنے والے کی طرح ہے

اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، مگر بخاری میں نہیں ہے، امام بخاریؒ کی التاریخ الکبیر (۱:۱۴۳:۱ ترجمہ ۴۲۷) اور مستدرک حاکم (۱:۴۲۲ و۴:۱۳۶) میں ہے: إن للطاعم الشاكر من الأجر مثلَ ما للصائم الصابر: کھا کر شکر بجالانے والے کے لئے ویسا ہی ثواب ہے جیسا روزہ رکھ کر بھوک سہنے والے کے لئے ہے (حاشیہ) —— مثلیت کے لئے مساوات ضروری نہیں۔

> **[٥٦-] بَابٌ: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ**
>
> فِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ الرَّجُلِ يُدْعَى إِلٰى طَعَامٍ، فَيَقُوْلُ: وَهٰذَا مَعِيْ

بلایا ہوا اور بن بلایا مہمان

باب میں تعقید (پیچیدگی) ہے، غور کریں، باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: کسی کو کھانے کی دعوت دی گئی تو جائے، پھر اگر داعی دیندار مسلمان ہے تو بے تکلف کھائے پیئے، تحقیق کی کچھ ضرورت نہیں، اس لئے کہ داعی کا ظاہر حال دلالت کرتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں حلال ہونگی —— اور اگر داعی غیر مسلم یا بے دین مسلمان ہے تو کھانے پینے میں احتیاط کرے، مشکوک چیزیں نہ کھائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اثر اس سے متعلق ہے، فرمایا: ''جب آپ کسی ایسے مسلمان کے یہاں جائیں جو متّہم نہیں ہے یعنی دیندار ہے تو اس کا کھانا کھائیں اور اس کا مشروب پیئیں'' —— اور اگر کسی غیر مسلم یا بے دین مسلمان کے یہاں جائیں تو کھانے پینے میں احتیاط کریں، پوچھ سکتے ہوں تو پوچھیں، ورنہ چھوڑ دیں —— یورپ اور امریکہ میں مجھے اس سے واسطہ پڑتا ہے، ہوائی جہاز میں تو میں سبزی لیتا ہوں، کھلانے والی کہتی بھی ہے کہ گوشت حلال ہے مگر میں احتیاط کرتا ہوں، اسی طرح کسی غیر دیندار مسلمان کی دعوت ہوتی ہے تو میں سبزی ہی کھاتا ہوں، وہاں ذبیحہ کا مسئلہ بڑا اہم ہے، اور اکثر عرب اس میں غیر محتاط ہیں، وہ ایک ہی حدیث جانتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھ کر کھالو، اس لئے میں ان کے دسترخوان پر بھی احتیاط کرتا ہوں۔

دوسری بات: آپ مدعو ہیں اور دعوت میں جارہے ہیں کوئی غیر مدعو شخص ساتھ لگ گیا، اس کو معلوم نہیں کہ آپ کہاں جارہے ہیں، پس آپ داعی کے یہاں پہنچ کر اس کے لئے اجازت لیں، باب کی حدیث میں جو واقعہ ہے وہ پہلے (تحفۃ

القاری ۵:۱۵۴) آیا ہے، آپؐ نے ساتھ لگنے والے شخص کے لئے اجازت طلب کی تھی۔

فائدہ: حاشیہ میں ہے کہ وھذا معی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے: یہ بات صحیح نہیں، اس صورت میں وھذہ ہونا چاہئے، پھر اس واقعہ میں (درزی کی دعوت کے واقعہ میں) حضرت عائشہؓ بھی مدعو تھیں، پس ان کے لئے اجازت طلبی کی کیا ضرورت تھی؟

[٥٧-] بَابُ الرَّجُلِ يُدْعَى إِلٰى طَعَامٍ، فَيَقُوْلُ: وَهٰذَا مَعِيْ

قَالَ أَنَسٌ: إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لاَ يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ.

[٥٤٦١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: ثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يُكَنَّى أَبَا شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلاَمٌ لَحَّامٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ، فَعَرَفَ الْجُوْعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَذَهَبَ إِلٰى غُلاَمِهِ اللَّحَّامِ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً، لَعَلِّيْ أَدْعُو النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَامِسَ خَمْسَةٍ. فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا، ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلاً تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ" قَالَ: لاَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ.

[راجع: ٢٠٨١]

بَابٌ: إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلاَ يُعْجَلْ عَنْ عَشَائِهِ

کھانا بھی حاضر اور نماز بھی حاضر تو کھانا مقدم کرے

اور یہ حکم استحبابی ہے، باب کی پہلی حدیث اس کی دلیل ہے، آپؐ کھانا نوش فرما رہے تھے اور نماز کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے کھانا چھوڑ دیا، اور کھانا مقدم کرنے کے حکم کا مقصد یہ ہے کہ نماز بہ اطمینان ادا کرنی چاہئے، اگر بھوک سخت لگی ہوئی ہے تو پہلے بھوک کا بھوت مار لے، پھر نماز پڑھے۔ اور مسئلہ اور باب کی روایات پہلے (تحفۃ القاری ۲:۵۳۴) آ گئی ہیں۔

[٥٨-] بَابٌ: إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلاَ يُعْجَلْ عَنْ عَشَائِهِ

[٥٤٦٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ عَمْرُو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلٰى الصَّلاَةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٨]

[٥٤٦٣-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِىْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلاَ ةُ فَابْدُوْا بِالْعَشَاءِ" وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ. [راجع: ٦٧٢]

[٥٤٦٤-] وَعَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّـهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَ ةَ الإِمَامِ. [راجع: ٦٧٣]

[٥٤٦٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلاَ ةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدُوْا بِالْعَشَاءِ" وَقَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ:" إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ"[راجع: ٦٧١]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾

کھانا کھاچکے تو گھر جاؤ!

سورۃ الاحزاب (آیت ۵۳) میں یہی حکم ہے، کھانے سے فارغ ہوکر اپنے گھر کا راستہ لینا چاہئے، میز بان کے گھر مجلس جمانے سے میز بان اور دوسرے مکان والوں کو تکلیف ہوتی ہے، پس وہاں گپ شک لڑانا درست نہیں۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۴۴۷) آئی ہے اور اس میں براعت اختتام ہے کہ کتاب الاطعمہ ختم ہوئی، اب جاؤ اپنے گھر!

[٥٩-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾

[٥٤٦٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِىْ عَنْهُ، أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ، حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا، فَضَرَبَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ. [راجع: ٤٧٩١]

﴿الحمدللہ! کتاب الأطعمة کی شرح پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العَقِیقَة

عقیقہ کا بیان

عقیقہ کے اصلی معنی ہیں: نومولود بچہ کے پیدائشی بال کاٹنا، اور جس دن یہ بال کاٹے جاتے ہیں بہت سی ملّی، مدنی اور ذاتی مصلحتوں سے قربانی کی جاتی ہے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے عقیقہ کی سات مصلحتیں بیان کی ہیں (رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۱۸۷) پھر قربانی کا گوشت بانٹ دیا جاتا ہے، یہ بھی 'کھانا' ہے یا پکا کر کھلایا جاتا ہے، اس لئے کتاب الاطعمہ کے بعد کتاب العقیقہ لائے۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ

اگر بچہ کا عقیقہ نہ کرنا ہو تو پہلے ہی دن نام رکھ لیا جائے اور کوئی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں لگائی جائے

ایک رائے یہ ہے کہ عقیقہ واجب (فرض) ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ عقیقہ بدعت (ناجائز) ہے، یہ دونوں رائیں افراط وتفریط پر مبنی ہیں، اور جمہور کے نزدیک عقیقہ سنت ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے سنت نہیں، کیونکہ صاحب زادے حضرت ابراہیم بن النبی ﷺ کا عقیقہ نہیں کیا گیا تھا، اسی طرح عبداللہ بن الزبیرؓ کا عقیقہ بھی مروی نہیں، اس لئے یہ حکم استحبابی ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: عقیقہ ساتویں روز کیا جاتا ہے اور اسی دن بچہ کا نام رکھا جاتا ہے، جیسا کہ آگے روایات میں آرہا ہے، لیکن اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو نام رکھنے میں تاخیر کرنے کی ضرورت نہیں، جس دن بچہ پیدا ہوا اسی دن نام رکھ لیا جائے۔

دوسری بات: تحنیک بھی مستحب ہے یعنی کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں لگائی جائے، و تحنیکہ کا عطف تسمیۃ پر ہے۔

حدیث (۱): حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہوا، وہ اس کو نبی ﷺ کے پاس لائے، آپؐ نے اس کا

ابراہیم نام رکھا اور چھوہارا چبا کر اس کی تحنیک کی، اور اس کے لئے برکت کی دعا کی، پھر بچہ ابوموسیٰ کو دیدیا، یہ ان کا سب سے بڑا لڑکا تھا ـــــ یہ پیدا ہوتے ہی نام رکھا اور تحنیک کی۔

حدیث (۲): صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک بچہ تحنیک کے لئے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پیشاب کے پیچھے پانی کیا یعنی اس کو ہلکا سا دھو دیا، اس پر پانی ڈال دیا۔ یہ حدیث پہلے گذری ہے اور باب کی دوسری بات سے متعلق ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

٧١- كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

[١-] بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ، وَتَحْنِيْكِهِ

[٥٤٦٧-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ، وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِيْ مُوْسَى. [طرفه: ٦١٩٨]

[٥٤٦٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ. [راجع: ٢٢٢]

اس کے بعد کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۳۷۳) گذری ہے، یہاں اس میں یہ مضمون زائد ہے: اور یہ پہلا بچہ تھا جو ہجرت کے بعد مہاجرین میں پیدا ہوا، چنانچہ اس کی وجہ سے مسلمان بہت خوش ہوئے، اس لئے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ یہود نے تم پر جادو کر دیا ہے (کوکھ باندھ دی ہے) اس لئے تمہارا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا ـــــ اس حدیث میں بھی باب کی دونوں باتیں ہیں۔

[٥٤٦٩-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْئٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الإِسْلَامِ، فَفَرِحُوْا بِهِ فَرَحًا

شَدِیْدًا، لِأَنَّهُمْ قِیْلَ لَهُمْ: إِنَّ الْیَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْکُمْ وَلاَ یُوْلَدُ لَکُمْ. [راجع: ۳۹۰۹]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۵۹:۴) آئی ہے، مگر یہاں سیاق مختلف ہے، اس لئے بعد میں ترجمہ ہے۔

[۵٤٧٠-] حدثنا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: کَانَ ابْنٌ لِأَبِیْ طَلْحَةَ یَشْتَکِیْ، فَخَرَجَ أَبُوْ طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِیْ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَیْمٍ: هُوَ أَسْکَنُ مَاکَانَ. فَقَرَّبَتْ إِلَیْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰی، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوْا الصَّبِیَّ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "أَأَعْرَسْتُمُ اللَّیْلَةَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا" فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، قَالَ لِیْ أَبُوْ طَلْحَةَ: احْفَظْهُ حَتّٰی تَأْتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم، فَأَتَی بِهِ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم، وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: "أَمَعَهُ شَیْئٌ؟" قَالُوْا: نَعَمْ تَمَرَاتٌ. فَأَخَذَهَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِیْهِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِیْ الصَّبِیِّ، وَحَنَّکَهُ بِهِ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ. [راجع: ۱۳۰۱]

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَدِیٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَسَاقَ الْحَدِیْثَ.

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا، وہ سفر میں نکلے، جس دن ان کی واپسی تھی بچہ وفات پا گیا، ابوطلحہؓ گھر پہنچے تو پوچھا: میرا بیٹا کیسا ہے؟ ام سلیمؓ نے کہا: ہمیشہ سے پُرسکون ہے، پھر ام سلیم نے ان کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا، انھوں نے کھایا، پھر دونوں نے ہم بستری کی، جب فارغ ہوئے تو ام سلیمؓ نے کہا: بچے کو دفن کرو، صبح ابوطلحہؓ نے نبی ﷺ کو یہ بات بتائی، آپؐ نے پوچھا: تم نے آج رات صحبت کی؟ انھوں نے کہا: ہاں! آپؐ نے دعا دی: اے اللہ! دونوں کے لئے برکت فرما! پس ام سلیم نے دوسرا لڑکا جنا، انسؓ کہتے ہیں: مجھ سے ابوطلحہ نے کہا: بچے کو بہ حفاظت نبی ﷺ کے پاس لے جا، وہ اس کو نبی ﷺ کے پاس لائے، اور ام سلیمؓ نے انسؓ کے ساتھ چند چھوہارے بھیجے تھے، آپؐ نے بچے کو لیا اور پوچھا: اس کے ساتھ کچھ ہے؟ لوگوں نے بتایا: چند چھوہارے ہیں، آپؐ نے ان کو لیا اور چبایا، پھر اپنے منہ سے لیا، اور بچے کے منہ میں ڈالا، اور بچے کی اس کے ذریعہ تحنیك کی اور اس کا عبداللہ نام رکھا —— یہ روایت انس بن سیرین کی ہے، اور ان کے بھائی محمد بن سیرین کی روایت آگے (حدیث ۵۸۲۴) آئے گی۔

فائدہ: تحنیك: حَنَك سے ہے، حنك کے معنی ہیں: تالو یعنی منہ کے اندر کا بالائی حصہ، پس تحنیك کے معنی ہیں:

چپائی ہوئی چیز بچہ کے تالو کو ملنا، کسی بزرگ سے کھجور وغیرہ چبوا کر بچہ کو تھوڑا تھوڑا کھلانا تحنیك نہیں ہے، مگر فائدہ سے خالی بھی نہیں ہے۔

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کے دن بچے کی تکلیف دور کی جائے

أذى کے معنی ہیں: تکلیف، اور مراد ہے تکلیف دہ چیز یعنی سر کے بال اور ختنہ کی کھال، اور حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عقیقہ ساتویں دن کیا جائے (ترمذی حدیث ۱۵۱۰) پس اسی دن اس کے سر کے بال اتارے جائیں، اور لڑکا توانا ہو تو اسی دن ختنہ بھی کرادی جائے۔ اور باب میں حضرت سلمان بن عامر ضبیؓ کی حدیث ہے جو موقوفاً بھی مروی ہے اور مرفوعاً بھی، اور صحیح یہ ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مع الغلام عقيقة، فأهريقوا عنه دما، وأميطوا عنه الأذى!** ''لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے'' یعنی لڑکے کا عقیقہ تو ہونا ہی چاہئے، اس پر بلائیں زیادہ آتی ہیں، اور عقیقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں، ''پس تم اس کی طرف سے خون بہاؤ'' (عقیقہ میں اصل جانور ذبح کرنا ہے، پھر دعوت کرنا یا گوشت تقسیم کرنا یکساں ہے) ''اور اس سے تکلیف دہ چیز دور کرو'' یعنی سر کے بال، ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹو، اور بچہ تندرست ہو تو ختنہ بھی کرادو۔

[۲-] بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ

[۵۴۷۱-] حدثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ.

وَقَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَقَتَادَةُ، وَهِشَامٌ، وَحَبِيْبٌ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ سَلْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [طرفه: ۵۴۷۲]

[۵۴۷۲-] وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ: عَنْ عَاصِمٍ، وَهِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ، عَنِ الرَّبَّابِ، عَنْ سَلْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَرَوَى يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ.

وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ''مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ، فَأَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيْطُوْا عَنْهُ الْأَذَى'' [راجع: ۵۴۷۱]

حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَیْشٌ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّھِیْدِ، قَالَ: أَمَرَنِی ابْنُ سِیْرِیْنَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ، مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَۃِ، فَسَأَلْتُہُ فَقَالَ: مِنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ.

سندوں کی وضاحت

عقیقہ کی حدیث حضرت سلمان بن عامر ضبیؓ سے بھی مروی ہے اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے بھی، امام بخاریؒ نے حضرت سلمان کی حدیث کی پانچ سندیں ذکر کی ہیں۔

۱-حماد بن زید کے شاگرد ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی کی ہے: اس سند سے روایت موصول ہے مگر موقوف ہے۔

۲-حماد کے شاگرد حجاج بن منہال کی ہے: اس سند سے حدیث مرفوع ہے، مگر یہ سند معلق ہے، حجاج امام بخاریؒ کے استاذ نہیں۔

۳-حماد کے علاوہ متعدد حضرات کی سند ہے، وہ عاصم احول اور ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں، اور وہ دونوں ابن سیرین کی بہن حفصہ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت سلمان کی بھتیجی رَباب سے روایت کرتی ہیں، وہ اپنے چچا حضرت سلمان سے روایت کرتی ہیں: اس سند میں مجہول روات (غیر واحد) ہیں اور اس سند سے حدیث مرفوع ہے۔

۴-ابن سیرین کے شاگرد یزید کی سند ہے: یہ سند معلق ہے اور حدیث موقوف ہے۔

۵-اصبغ بن الفرج (استاذ بخاری) کی سند سے حدیث مرفوع متصل ہے، اور اسی سند کا متن لکھا ہے۔

اور عقیقہ کی حدیث جو حسن بصریؒ حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے روایت کرتے ہیں، جس کی تخریج ترمذی اور نسائی نے کی ہے (امام بخاریؒ نے اس کی تخریج نہیں کی) اس کے بارے میں ابن سیرین نے حبیب بن الشہید کے ذریعہ حضرت حسن بصریؒ سے معلوم کرایا کہ انھوں نے وہ حدیث کس سے سنی ہے؟ حضرت حسنؒ نے کہا: میں نے وہ حدیث خود حضرت سمرہؓ سے سنی ہے۔

بَابُ الْفَرَعِ وَبَابُ الْعَتِیْرَۃِ

اونٹنی اور بکری کے پہلے بچہ کی قربانی اور ماہ رجب کی قربانی منسوخ ہیں

یہ دو باب ہیں، دونوں بابوں میں ایک ہی حدیث ہے: لافَرَعَ ولا عَتِیْرَۃ : نہ اونٹنی اور بکری کے پہلے بچہ کی قربانی ہے اور نہ ماہِ رجب کی قربانی ہے، جاہلیت میں پہلی قربانی کی جاتی تھی، پہلا بچہ بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا تاکہ نسل میں برکت ہو، اسلام نے اس کو ختم کردیا، اسی طرح ماہ رجب میں قربانی کی جاتی تھی، مگر جب ماہ ذی الحجہ کی قربانی مشروع ہوئی تو اس کو ختم کردیا، جیسے عاشوراء کا روزہ ختم کردیا جب رمضان کا روزہ شروع ہوا —— یہ دونوں قربانیاں ختم ہوئیں تو کتاب

العقیقہ بھی ختم ہوئی (براعتِ اختتام)

[۳-] بَابُ الْفَرَعِ

[۵۴۷۳-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ الزُّهْرِیُّ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" لَافَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ"

وَالْفَرَعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ، كَانُوْا یَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِیْتِهِمْ، وَالْعَتِیْرَةُ: فِی رَجَبٍ. [طرفه: ۵۴۷۴]

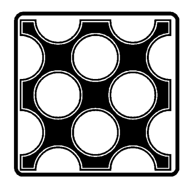
[۴-] وَبَابُ الْعَتِیْرَةِ

[۵۴۷۴-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ الزُّهْرِیُّ: حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِیْدِ بْنَ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" لَافَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ"

وَالْفَرَعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ یُنْتَجُ لَهُمْ، كَانُوْا یَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِیْتِهِمْ، وَالْعَتِیْرَةُ: فِیْ رَجَبٍ.

[طرفه: ۵۴۷۳]

﴿الحمدللہ! کتاب العقیقہ کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الذَّبائح والصَّید والتسمیة

ذبیحہ، شکار اور بسم اللہ پڑھ کر شکار پر جانور چھوڑنا

یہ بھی سب 'کھانے' ہیں، اس لئے کتاب الاطعمۃ اور کتاب العقیقہ کے بعد یہ کتاب لائے ہیں، اور کتاب کے شروع میں دو آیتیں اور ایک حدیث لکھی ہے، جن میں اس سلسلہ کے احکام ہیں:

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ المائدۃ کی (آیت ۳) ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ، وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ، وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ، ذٰلِكُمْ فِسْقٌ، اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾: حرام کیا گیا تم پر مردار یعنی وہ جانور جو باوجود واجب الذبح ہونے کے بغیر شرعی ذبح کے مرجاوے، اور خون (جو جانور کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے) اور خنزیر کا گوشت (اور اسی طرح اس کے سب اجزاء) اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو (وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو بھی حرام ہے) اور جو گلا گھٹنے سے مرجائے، اور جو کسی چوٹ سے مرجائے، اور جو اونچے سے گر کر مرجائے، اور جو کسی جانور کی ٹکر سے مرجائے، اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے، مگر جس کو ذبح کر ڈالو (استثناء کا تعلق منخنقة سے آخر تک سب سے ہے، ان میں سے جن کو دَم نکلنے سے پہلے قاعدۂ شرعیہ کے مطابق ذبح کر لیا جائے وہ حلال ہے) اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا گیا ہو، اور یہ کہ تقسیم کرو تم قرعہ کے تیروں کے ذریعہ: یہ سب گناہ کے کام ہیں، آج کفار ناامید ہوگئے ہیں تمہارے دین سے، پس ان سے مت ڈرو، اور مجھ سے ڈرتے رہو یعنی میرے احکام کی مخالفت مت کرو۔

علاوہ ازیں: آیات اول ودوم کے بعض الفاظ کے معانی بیان کئے ہیں: وہ یہ ہیں:

(الف) سورۃ المائدۃ کی پہلی آیت میں ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ، أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾: اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو، تمہارے لئے حلال کئے گئے پالتو چوپایے، مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے —— عقود: عَقْد کی جمع ہے: عہد و پیمان، معاہدہ جس کے طرفین پابند ہوں، اور مراد تمام شرائع (احکام) ہیں، ابن عباسؓ نے تفسیر کی ہے: ما أحل وُحرِّم: حلال وحرام کے جملہ احکامات۔

(ب) دوسری آیت میں ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوْا﴾: اور ہرگز جرم نہ کرائے تم سے کسی قوم کی دشمنی، بایں وجہ کہ انھوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے کہ تم حد سے نکل جاؤ یعنی انصاف نہ کرو۔

آیت (۲): سورۃ المائدۃ کی (آیت۹۴) ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْئٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریں گے، جن تک تمہارا ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے —— اس آیت میں شکار کا تذکرہ ہے، اس مناسبت سے یہ آیت لکھی ہے، ورنہ اس میں حالت احرام میں شکار کا بیان ہے۔

اور ایک آیت امام بخاریؒ نے یہاں نہیں لکھی (باب ۷ میں لکھی ہے) اس میں شکاری جانور سے شکار کرنے کے احکام ہیں، وہ یہ ہے:

آیت (۳): سورۃ المائدۃ کی (آیت۴) ہے: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ؟ قُلْ: أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ، وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ، تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ، فَكُلُوْا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ، وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾: لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں: کیا چیز ان کے لئے حلال ہے؟ جواب دیں: تمام ستھری چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں، اور جن شکاری جانوروں کو تم سدھاؤ اور ان کو شکار پر چھوڑو (ان کا مارا ہوا جانور حلال ہے) تعلیم دیتے ہو تم اس طریقہ سے جو تم کو اللہ نے سکھایا ہے، پس کھاؤ تم اس شکار کو جو انھوں نے تمہارے لئے روک رکھا ہے، اور اس پر اللہ کا نام لو —— شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور پانچ شرطوں سے حلال ہے: (۱) شکاری جانور سدھایا ہوا ہو (۲) شکار پر چھوڑا گیا ہو (۳) اسے اس طریقہ پر تعلیم دی گئی ہو جس کو شریعت نے معتبر رکھا ہے یعنی کتے کو سکھلایا جائے کہ وہ شکار کو مار کر کھائے نہیں، اور باز کو تعلیم دی جائے کہ وہ بلانے پر واپس آجائے اگرچہ وہ شکار کے پیچھے جا رہا ہو (۴) چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو (۵) شکاری جانور شکار کو زخمی کرے جس سے خون بہنے لگے (یہ شرط لفظ جوارح سے مفہوم ہوتی ہے، اس کا مادہ جرح ہے، جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں)

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ کتاب کے احکام کا مدار علاوہ مذکورہ آیات کے دو حدیثوں پر ہے: **ایک**: حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کی حدیث، **دوم**: حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ کی حدیث، پہلی حدیث پہلے دو جگہ (تحفۃ القاری ۱:۵۰۰ و۵:۱۳۵) آئی ہے، اور دوسری حدیث نئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۲- کتابُ الذبائح والصید والتَّسمیة

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾

[۲-] وَقَوْلِهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بَشْيِءٍ مِنَ الصَّيْدِ﴾ الآيَةَ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْعُقُوْدُ: الْعُهُوْدُ، مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ ﴿إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾: الْخِنْزِيْرُ ﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾: يَحْمِلَنَّكُمْ. ﴿شَنَآنُ﴾: عَدَاوَةٌ. ﴿الْمُنْخَنِقَةُ﴾: تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ. ﴿الْمَوْقُوْذَةُ﴾: تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوْقِذُهَا فَتَمُوْتُ. ﴿الْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ. ﴿النَّطِيْحَةُ﴾: تُنْطَحُ الشَّاةُ، فَمَا أَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ أَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

[۵۴۷۵-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: "مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيْذٌ" وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: "مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ، فَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ: كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ فَخَشِيْتَ أَنْ يَكُوْنَ أَخَذَهُ مَعَهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهِ" [راجع: ۱۷۵]

وضاحت: ﴿إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ کا مصداق صرف خنزیر نہیں، بلکہ آیت ۳ میں مذکور تمام محرمات ہیں .... ﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ کا ترجمہ کیا ہے: برانگیختہ کرے تم کو، اور دوسرا ترجمہ ہے: تمہارے لئے باعث ہوجائے یعنی سبب بن جائے، میں نے تیسرا ترجمہ کیا ہے.......... منخنقہ وغیرہ زندہ ہاتھ آجائیں اور ان میں زندگی کی رمق باقی ہو، دُم ہل رہی ہو یا آنکھیں پھڑک رہی ہوں اور ذبح کرلیا جائے تو حلال ہیں، مردار نہیں۔

حدیث: حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے معراض کے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: وہ شکار جس کو معراض کی دھار (نوک) لگے اس کو کھاؤ، اور جو اپنی چوڑائی سے لگے وہ کوٹا ہوا ہے (اور حرام ہے) پھر انھوں نے کتّے کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: جو شکار کتا تمہارے لئے روک لے اس کو کھاؤ، اس لئے کہ کتّے کا پکڑنا (اور مار ڈالنا) ذبح ہے، اور اگر تم اپنے کتّے/کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا پاؤ، اور تمہیں ڈر ہو/احتمال ہو کہ اس دوسرے کتے نے تمہارے کتے کے ساتھ شکار کو پکڑا ہو اور اس نے شکار کو مار ڈالا ہو تو مت کھاؤ، کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تم نے اس دوسرے کتّے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

معراض کا شکار

معراض: تیر کے پھل کی طرح کا ایک ہتھیار تھا، تیر میں لکڑی لگتی تھی، اور وہ کمان سے چلایا جاتا تھا اور معراض میں لکڑی نہیں لگتی تھی، اور وہ تیر کے پھل سے بڑا ہوتا تھا، اور اس کا پکڑنے کا دستہ ہوتا تھا، اس کو ہاتھ سے پکڑ کر سیدھ باندھ کر مارتے

تھے، وحشیؓ نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اسی ہتھیار سے قتل کیا تھا (تحفۃ الالمعی ۴:۴۰۹) یہ ہتھیار اگر اپنی نوک سے لگے اور زخمی کرے تو شکار حلال ہے، اور جانب سے لگے اور شکار کو کوٹ کر مار دے تو حرام ہے، جیسا کہ حضرت عدیؓ کی حدیث میں ہے۔

مٹی کے غُلّہ کا شکار: غُلیل سے غُلّہ چلایا، چڑیا کو لگا اور وہ مرگئی تو حرام ہے، یہ موقوذہ (کوٹا ہوا) ہے، یہی رائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور کئی اکابر تابعین کی ہے، کیونکہ غُلّے میں دھار/نوک نہیں ہوتی —— فقہاء کے نزدیک بندوق کے شکار کا بھی یہی حکم ہے، چھرّے میں بھی دھار/نوک نہیں ہوتی، اور وہ بارود کی طاقت سے چلایا جاتا ہے اس لئے وہ زور کی ٹکر مارتا ہے اور شکار مرجاتا ہے۔ اور اگر شکار بڑا ہوتا ہے، ہرن جیسا تو وہ زندہ ہاتھ آجاتا ہے اور ذبح اختیاری ضروری ہوتا ہے، پس وہاں بندوق کے شکار کا مسئلہ ہی جاری نہیں ہوتا۔

غُلّہ چلانے کا حکم: دیہاتوں اور شہروں میں غلیل سے غلہ نہیں چلانا چاہئے ممکن ہے کسی کی آنکھ پر لگ جائے اور وہ ضائع ہوجائے، ہاں جنگل میں غلیل سے یا گوپھن سے غلہ یا ڈھیلا پھینک سکتے ہیں، کھیتوں میں چڑیا اڑانے کے لئے گوپھن سے ڈھیلے پھینکے جاسکتے ہیں۔

[۲-] بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ: تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ، وَكَرِهَهُ سَالِمٌ، وَالْقَاسِمُ، وَمُجَاهِدٌ، وَإِبْرَاهِيْمُ، وَعَطَاءٌ، وَالْحَسَنُ.

[۲-] وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرَى وَالْأَمْصَارِ، وَلاَ يَرَى بَأْسًا فِيْمَا سِوَاهُ.

[۵۴۷۶-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: "إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيْذٌ، فَلاَ تَأْكُلْ" فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِيْ. قَالَ: "إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ، فَكُلْ" قُلْتُ: فَإِنْ أَكَلَ؟ قَالَ: "فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ" قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِيْ فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ. قَالَ: "لاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ، وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الآخَرِ" [راجع: ۱۷۵]

بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ

وہ شکار جس کو معراض اپنی سائڈ سے لگے

معراض کی چوڑائی میں دھار نہیں ہوتی، صرف سامنے نوک ہوتی ہے، پس اگر معراض خرگوش کو نوک سے لگے اور نوک

اس میں گھس جائے اور وہ ہاتھ میں آنے سے پہلے مرجائے تو کھا سکتے ہیں، اور سائڈ سے لگے اور اس کی ٹکر سے شکار مرجائے تو نہیں کھا سکتے...........خَزَق السهمُ: تیر کا شکار کے جسم میں گھس جانا۔

[۳-] بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ

[۵۴۷۷-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلاَبَ الْمُعَلَّمَةَ. قَالَ:" كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ" قُلْتُ: فَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ:" وَإِنْ قَتَلْنَ" قُلْتُ: إِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ. قَالَ:" كُلْ مَا خَزَقَ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلاَ تَأْكُلْ" [راجع: ۱۷۵]

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

کمان کا شکار

قوس: کمان، دَھنک، ایک خم دار آلہ جس سے تیر چلاتے ہیں، کمان کے شکار کے احکام قرآنِ کریم میں نہیں ہیں، قرآن میں شکاری جانور سے شکار کرنے کے احکام ہیں، تیر کمان سے شکار کرنے کے احکام حدیثوں میں ہیں، حضرت عدیؓ اور حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ کی حدیثوں میں ہیں۔ حضرت عدیؓ کی حدیث آچکی ہے، باب میں حضرت ابوثعلبہؓ کی حدیث ہے، تیر مارنے سے کبھی شکار کا کوئی عضو کٹ کر علاحدہ ہوجاتا ہے، اس کا حکم حدیث میں نہیں ہے، اس لئے آثار لائے ہیں، اور ہدایہ میں اس سلسلہ میں یہ ضابطہ ہے کہ مُبان (جدا کیا ہوا) عضو فرع ہے اور مُبان منہ (جس جانور سے عضو جدا کیا گیا) اصل ہے، پس جہاں اصل میں اصل ہونے کی صلاحیت ہو تو مُبان حرام ہے، ورنہ نہیں، پس اگر شکار کے دو برابر حصے ہوگئے تو دونوں حلال ہیں، کیونکہ اب کسی حصہ میں مبان منہ ہونے کی صلاحیت نہیں، اور ٹانگ کٹ کر علاحدہ ہوگئی تو وہ حرام ہے، کیونکہ وہ مُبان ہے۔

اثر (۱): حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے فرمایا: جب شکار کو تیر مارا پس اس سے ہاتھ یا پیر جدا ہوگیا تو نہ کھائے وہ جو اس سے جدا ہوا، اور کھائے باقی سارا۔

اثر (۲): حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب آپ نے شکار کی گردن پر یا اس کے درمیان میں تیر مارا (اور شکار کے دو ٹکڑے ہوگئے) پس اس کو کھا یعنی دونوں حصے حلال ہیں۔

اثر (۳): حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں پر جنگلی گدھے (گورخر) نے نافرمانی کی یعنی وہ بے قابو ہوگیا اور ذبح اختیاری کی کوئی صورت نہ رہی تو ابن مسعودؓ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کو کوئی دھار دار چیز ماریں جہاں بھی مارنا آسان ہو، اور جو عضو اس میں سے گرجائے اس کو چھوڑ دیں (نہ کھائیں) اور اس کو کھائیں (یہ ذبح اضطراری ہے)

مسئلہ: جانور ذبح کیا اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کا عضو یا سر علاحدہ کر دیا تو وہ حلال ہے، کیونکہ یہ ایسے زندہ جانور میں سے علاحدہ کیا گیا ہے جو صرف صورۃً زندہ ہے، حکماً زندہ نہیں۔

حدیث: ابوثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں، پس کیا ہم ان کے (مٹی کے) برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ (وہ اس میں خنزیر پکاتے ہیں، اور شراب پیتے ہیں) اور ہم شکار کی سرزمین میں رہتے ہیں یعنی ہمارے علاقہ میں شکار بہت ہیں: میں اپنی کمان اور اپنے اس کتّے سے شکار کرتا ہوں جو سکھایا ہوا نہیں ہے، اور اپنے سکھلائے ہوئے کتّے سے بھی شکار کرتا ہوں: پس میرے لئے کونسا حلال ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا مسئلہ پوچھا ہے تو اگر تمہیں ان کے علاوہ برتن میسر ہوں تو ان میں نہ کھاؤ، اور اگر دوسرے برتن نہ ہوں تو ان کو دھوڈالو، اور ان میں کھاؤ (پکاؤ) اور جو تم نے اپنی کمان سے شکار کیا اور اس پر اللہ کا نام لیا تو کھاؤ (یہاں باب ہے) اور جو تم نے اپنے سکھلائے ہوئے کتّے سے شکار کیا اور تم نے اللہ کا نام لیا تو کھاؤ، اور جو تم نے اپنے غیر معلّم کتے سے شکار کیا پس تم نے اس کو ذبح کر لیا تو کھاؤ۔

[٤-] بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

[١-] وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ: إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا، فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ، فَلاَ يَأْكُلُ الَّذِىْ بَانَ، وَيَأْكُلُ سَائِرَهُ.

[٢-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ.

[٣-] وَقَالَ الأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ: اسْتَعْصَى عَلَى آلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ، دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ، وَكُلُوْهُ.

[٥٤٧٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمِشْقِىُّ، عَنْ أَبِىْ إِدْرِيْسَ، عَنْ أَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِىَّ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَفَنَأْكُلُ فِى آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِى وَبِكَلْبِىْ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، وَبِكَلْبِىْ الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِىْ؟ قَالَ: " أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلاَ تَأْكُلُوْا فِيْهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا، وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مَعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ" [طرفاه: ٥٤٨٨، ٥٤٩٦]

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

انگلیوں سے کنکری پھینکنا اور غلّہ چلانا

یہ مسئلہ ابھی باب دوم میں آچکا ہے: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو انگلیوں سے کنکری پھینک رہا

تھا، آپؓ نے اس کو منع کیا اور حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے انگلیوں سے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے، یا فرمایا کہ آپؐ اس کو ناپسند کرتے تھے، اور فرمایا: انگلیوں سے کنکری پھینک کر نہ تو شکار کیا جاسکتا ہے، اور نہ اس کے ذریعہ دشمن کو زخمی کر کے مارا جاسکتا ہے، ہاں کبھی کنکر دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے! پھر حضرت عبداللہ نے اس شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا، تو اس سے کہا: میں نے تجھے حدیث سنائی تھی کہ نبی ﷺ نے انگلیوں سے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے یا فرمایا: ناپسند کیا ہے اور تو اب بھی انگلیوں سے کنکری پھینک رہا ہے؟ میں تجھ سے اتنے اتنے عرصہ تک بات نہیں کرونگا (اور غلّہ چلانے کا حکم خذف پر قیاس کر کے لیں گے)

[٥-] بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

[٥٤٧٩-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لاَ تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ: كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ، وَقَالَ: "إِنَّهُ لاَ يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ، لكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ" ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ: كَرِهَ الْخَذْفَ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ؟ لاَ أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٤٨٤١]

بَابُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَا شِيَةٍ

شوقیہ کتا پالنے سے اجر گھٹ جاتا ہے

ہر ضرورت کے لئے کتا پالنا جائز ہے، اور اب بہت سے کام کتوں سے لئے جاتے ہیں، وہ گھر اور کھیتی کی حفاظت کرتے ہیں، اندھے کی راہ بری کرتے ہیں، بھیڑیں کھیت میں چھوڑ آتے ہیں اور لے آتے ہیں، اور پولیس تو کتوں سے بہت کام لیتی ہے، اور بے ضرورت شوقیہ کتا پالنا جائز نہیں، اگر پالے گا تو روزانہ دو قیراط ثواب گھٹ جائے گا۔

حدیث: ابن عمرؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے ہے نہ شکار کے لئے تو اس کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جائیں گے!"

[٦-] بَابُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَا شِيَةٍ

[٥٤٨٠-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ

ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطَيْنِ" [طرفاه: ٥٤٨١، ٥٤٨٢]

[٥٤٨١-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَيْنِ" [راجع: ٥٤٨٠]

[٥٤٨٢-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" [راجع: ٥٤٨٠]

لغت: ضَارٍ (اسم فاعل) اصل میں ضَارِیٌ بروزن قاضی تھا: شکار کا خوگر کتا یعنی معلَّم: از ضَرِیَ یَضْرِیٰ ضَرَاوۃ: کتے کا شکار کا خوگر ہونا، اور پہلی حدیث میں جو ضَارِیَۃ ہے وہ ماشیۃ کے تناسب سے ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ

جب کتا شکار میں سے کھائے

شکاری جانور کے ذریعہ کئے ہوئے شکار کی حلت کے لئے پانچ شرطیں ہیں، جو کتاب کے شروع میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ کتا شکار کو مارنے کے بعد اس میں سے نہ کھائے، روک رکھے، پس یہ دلیل ہوگی کہ اس نے اپنے مالک کے لئے مارا ہے، اور اگر خود کھایا تو علامت ہوگی کہ اس نے اپنے لئے مارا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے سورۃ المائدۃ کی آیت چار لکھی ہے، جس میں شکاری جانور کے ذریعہ شکار کرنے کے احکام ہیں، اس آیت میں لفظ الجوارح ہے: اس کی مناسبت سے سورۃ الجاثیہ (آیت ۲۱) میں جو اجترحوا آیا ہے: اس کے معنی بیان کئے ہیں: ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوْا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ، سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ؟﴾: کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمائیں کہ ہم ان کو گردانیں گے ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے: برابر ہو جائے ان کا جینا اور مرنا؟ (ایسا نہیں ہوسکتا! آخرت میں دونوں میں ضرور فرق ہوگا)............ اِجْتَرَحَ الشیئَ: حاصل کرنا، کمانا، جرم کا ارتکاب کرنا (آیت میں یہی آخری معنی ہیں)

مسئلہ (۱): ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر کتا شکار میں سے کھالے تو شکار حرام ہو جاتا ہے، کھانا علامت ہے کہ اس نے اپنے لئے مارا ہے، مالک کے لئے نہیں مارا، اور قرآن میں ہے کہ تم کتوں کو شکار کا طریقہ سکھلاؤ اس طریقہ سے جو تم کو اللہ نے سکھلایا ہے، پس کتے کو مارا جائے اور اس کو سکھلایا جائے کہ وہ کھانا چھوڑ دے، حضرت ابن عمرؓ کی بھی یہی رائے ہے۔

مسئلہ (۲): حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: اگر کتا شکار کا خون پی لے اور گوشت نہ کھائے تو شکار حلال ہے (معلَّم

کتا جانتا ہے کہ خون مالک کے لئے حرام ہے، اس لئے اس نے پی لیا، فلا بأس! اسی طرح جو عضو شکار سے علاحدہ ہوگیا: اس کو کتا کھالے تو کچھ حرج نہیں!

[٧-] بَابٌ: إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ ﴿اجْتَرَحُوْا﴾: اكْتَسَبُوْا.

[١-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ، إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ فَيُضْرَبُ وَيُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ، وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ.

[٢-] وَقَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَرِبَ الدَّمَ، وَلَمْ يَأْكُلْ، فَكُلْ.

[٥٤٨٣-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ، فَقَالَ: "إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ، فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ، إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ" [راجع: ١٧٥]

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

شکار تیر کھا کر غائب ہوگیا، دو تین دن کے بعد ملا

شکار کو تیر مارا، شکار تیر کھا کر غائب ہوگیا، اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں ملا، پھر دوسرے دن یا تیسرے دن مرا ہوا ملا، اور وہ بدبودار نہیں ہوا، اور اس میں شکاری کا تیر پیوست ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شکاری کے تیر سے مرا ہے، کیونکہ موت کا کوئی دوسرا سبب موجود نہیں: ایسے شکار کا کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا، آپؐ نے فرمایا: ''اگر تمہیں یقین ہو کہ وہ شکار تمہارے ہی تیر سے مرا ہے، اور اس پر کسی درندے کے نوچنے کے نشان نہیں ہیں تو تم کھا سکتے ہو'' —— اور کیا یہ ضروری ہے کہ شکاری اس کو برابر تلاش کرتا رہا ہو؟ اس میں اختلاف ہے۔

[٨-] بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

[٥٤٨٤-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَيُّهَا قَتَلَ، وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ

يَوْمَيْنِ، لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ، فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ" [راجع: ۱۷۵]

[۵۴۸۵-] وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى: عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيٍّ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ، ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهُ؟ قَالَ: "يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ" [أطرافه: ۱۷۵]

لغت اور مسئلہ: اقتفیٰ اقتفاء: کسی کے پیچھے چلنا یعنی دو تین دن تک شکاری اپنے شکار کو تلاش کرتا رہا، شکار پیشہ لوگ رات میں بھی تگ ودو کرتے رہتے ہیں، بلکہ رات میں زیادہ شکار ملتا ہے، اور اگر شکاری نے تلاش کرنا چھوڑ دیا پھر اتفاقاً مرا ہوا ملا تو حلال نہیں۔

بَابُ: إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ

شکار پر اپنے کتے کے ساتھ دوسرا کتا پایا

قاعدہ: کسی جانور کی موت کے دو سبب جمع ہوجائیں، جن میں سے ایک مشروع ہو اور دوسرا غیر مشروع تو شکار حرام ہے، مثلاً: کنویں کی مینڈ پر کبوتر بیٹھا تھا، تیر مارا، وہ تیر کھا کر کنویں میں گرا اور نکالتے نکالتے مرگیا تو موت کے دو سبب جمع ہوئے: ایک: تیر لگنا، دوسرا: پانی میں گر کر مرجانا، اول مشروع ہے اور ثانی غیر مشروع: اس لئے کبوتر حرام ہے — اسی طرح اگر شکاری کے چھوڑے ہوئے کتے کے ساتھ دوسرے کتے مل جائیں، اور معلوم نہ ہو کہ کس کتے نے شکار کو مارا ہے تو وہ حرام ہے، کیونکہ شکاری نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے، دوسرے کتوں پر نہیں پڑھی، ہاں شکار زندہ ہاتھ آجائے اور اس کو ذبح کرلے تو حلال ہے۔

مسئلہ: جب جانور میں حیات بقدر مذبوح رہ جائے، پھر موت کا دوسرا سبب پایا جائے تو اس کا اعتبار نہیں، جیسے مرغ ذبح کیا، پھر وہ تڑپا اور کنویں میں گرگیا اور نکالنے سے پہلے مرگیا تو حلال ہے۔

[۹-] بَابُ: إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ

[۵۴۸۶-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِيْ وَأُسَمِّيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ، فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ" قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِيْ أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ، لَا أَدْرِيْ أَيُّهُمَا أَخَذَهُ، فَقَالَ: "لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ" وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: "إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ، فَإِنَّهُ وَقِيْذٌ، فَلَا تَأْكُلْ" [راجع: ۱۷۵]

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّصَیُّدِ

شکار کرنے کو ذریعۂ معاش بنانا

باب تفعل میں خاصیت تکلف ہوتی ہے، شکار کو پیشہ بنانا جائز ہے، جیسے مچھیروں کا پیشہ مچھلیاں پکڑنا ہے، اور قصائیوں کا پیشہ جانور ذبح کرنا ہے۔ پہلی حدیث میں نَتَصَیَّد بھذہ ہے: ہم ان کتوں کے ذریعہ شکار کا پیشہ کرتے ہیں، شکار ہمارا ذریعہ معاش ہے، اور دوسری حدیث میں أرضِ صید ہے یعنی ہمارے علاقہ میں شکار بہت ملتا ہے، پس ابوثعلبہؓ کا پیشہ بھی شکار کا تھا —— اور کھانے کے لئے شکار کرنا بھی جائز ہے، جیسے کھانے کے لئے جانور ذبح کرنا جائز ہے، تیسری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خرگوش پکڑا تھا، اور چوتھی حدیث میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے گورخر مارا تھا: یہ کھانے کے لئے مارا تھا، اور جائز تھا، نبی ﷺ نے اس پر کچھ نکیر نہیں فرمائی —— اور جن حدیثوں میں شکار کرنے پر ناپسندیدگی ظاہر فرمائی ہے، جیسے: من اتَّبَعَ الصیدَ غَفَلَ: جو شکار کے پیچھے لگتا ہے وہ غافل ہوجاتا ہے: ان حدیثوں کا مصداق شوقیہ تفریح کے طور پر شکار مارنا ہے، یہ خواہ مخواہ جانور کی جان لینا ہے، اس لئے ظلم ہے۔

[۱۰-] بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّصَیُّدِ

[۵۴۸۷-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِی ابْنُ فُضَیْلٍ، عَنْ بَیَانٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِیٍّ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَیَّدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ، فَقَالَ: " إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ، فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَیْكَ، إِلَّا أَنْ یَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّیْ أَخَافُ أَنْ یَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰی نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِنْ غَیْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ" [راجع: ۱۷۵]

[۵۴۸۸-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ حَیْوَةَ بْنِ شُرَیْحٍ، ح: وَحَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ أَبِیْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَیْوَةَ بْنِ شُرَیْحٍ، سَمِعْتُ رَبِیْعَةَ بْنَ یَزِیْدَ الدِّمَشْقِیَّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ إِدْرِیْسَ عَائِذُ اللّٰهِ، سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیَّ یَقُوْلُ: أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، نَأْكُلُ فِیْ آنِیَتِهِمْ، وَأَرْضِ صَیْدٍ أَصِیْدُ بِقَوْسِیْ، وَأَصِیْدُ بِكَلْبِیَ الْمُعَلَّمِ، وَالَّذِیْ لَیْسَ مُعَلَّمًا، فَأَخْبِرْنِیْ مَا الَّذِیْ یَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: "أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ، تَأْكُلُ فِیْ آنِیَتِهِمْ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَیْرَ آنِیَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوْا فِیْهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا ثُمَّ كُلُوْا فِیْهَا، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَیْدٍ، فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ، وَمَا صِدْتَ

بِكَلْبِكَ الَّذِىْ لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ، فَكُلْ" [راجع: ٥٤٧٨]

[٥٤٨٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغِبُوْا، فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى أَخَذْتُهَا، فَجِئْتُ بِهَا إِلٰى أَبِىْ طَلْحَةَ، فَبَعَثَ بِهَا إِلٰى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم بِوَرِكَيْهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.[راجع: ٢٥٧٢]

[٥٤٩٠-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِىْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِىْ قَتَادَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِيْنَ، وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا، فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ، ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطًا فَأَبَوْا، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّهُ عَلٰى الْحِمَارِ، فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم وَأَبٰى بَعْضُهُمْ، فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلُوْا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ:" إِنَّمَا هِىَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى"[راجع: ١٨٢١]

[٥٤٩١-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِىْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ:" هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئٌ" [راجع: ١٨٢١]

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلٰى الْجِبَالِ

پہاڑوں پر شکار کرنا

پہاڑوں پر چڑھ کر شکار کرنا مشقت بھرا کام ہے، مگر جائز ہے، پس یہ ذیلی باب ہے، اور حدیث گذری ہے، اس میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وکنتُ رَقَّاءً علی الجبال: میں پہاڑوں پر بہت زیادہ چڑھنے والا تھا یعنی پہاڑوں پر چڑھنے کا ماہر تھا، مگر گورخر انھوں نے شاید پہاڑ پر چڑھ کر نہیں مارا ہوگا، کیونکہ اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا، اور گھوڑا ہموار زمین میں دوڑتا ہے، پس حدیث کی باب سے مطابقت خفی ہے۔

[١١-] بَابُ التَّصَيُّدِ عَلٰى الْجِبَالِ

[٥٤٩٢-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِىُّ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِىْ قَتَادَةَ، وَأَبِىْ صَالِحٍ مَوْلٰى التَّوْأَمَةِ، سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا حِلٌّ عَلٰى فَرَسِىْ، وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلٰى الْجِبَالِ، فَبَيْنَا أَنَا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِيْنَ لِشَيْئٍ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ، فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: لَا نَدْرِىْ! قُلْتُ: هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ! فَقَالُوْا: هُوَ مَا رَأَيْتَ، وَكُنْتُ

نَسِيْتُ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُوْنِيْ سَوْطِيْ، فَقَالُوْا: لاَ نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ. فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ، ثُمَّ ضَرَبْتُ فِيْ أَثَرِهِ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذٰلِكَ، حَتّٰى عَقَرْتُهُ، فَأَتَيْتُ لَهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: قُوْمُوْا فَاحْتَمِلُوْا. قَالُوْا: لاَ نَمَسُّهُ، فَحَمَلْتُهُ حَتّٰى جِئْتُهُمْ بِهِ، فَأَبَى بَعْضُهُمْ، وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَأَدْرَكْتُهُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ لِيْ: "أَبَقِيَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: "كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ" [راجع: ۱۸۲۱]

قوله: فنزلت: پس میں گھوڑے سے اترا (پہاڑ سے اترنا غیر ظاہر ہے) ....**احتمال:** اٹھاؤ، لادو............ **استوقفه:** روکنا، ٹھہرانا، نبی ﷺ آگے نکل گئے تھے، اور دشمن کا خطرہ تھا، پس ابوقتادہؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور آپؐ کو روکا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾

دریائی شکاروں کے احکام

سورۃ المائدۃ کی (آیت ۹۶) ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾: حلال کیا گیا تمہارے لئے سمندر کا شکار/ شکار کرنا اور اس کا کھانا، تمہارے فائدے کے لئے اور مسافروں کے لئے۔

تفسیر: **صَيْد:** اصل میں **صَادَ يَصِيد** کا مصدر ہے، جس کے معنی ہیں: شکار کرنا، اور کبھی وہ اسم ہوتا ہے، اس وقت معنی ہوتے ہیں: شکار، آیت کریمہ میں دونوں معنی کئے گئے ہیں............ اور **طعامه** کا **صید** پر عطف ہے اور مراد مچھلی ہے .... **متاعًا لكم:** **أُحِل** کا مفعول لہ ہے............ اور **للسيارة** کا عطف ضمیر مجرور **کم** پر ہے، اور ایسی صورت میں حرفِ جر کا اعادہ ضروری ہے............ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ محرم اور غیر محرم سب کے لئے سمندری جانور کا شکار کرنا جائز ہے، مگر کھانا صرف مچھلی کا حلال ہے، اسی لئے عام پر خاص کا عطف کیا، اور یہ حلت تمہاری تمتیع (فائدہ اٹھانے) کے لئے ہے اور لمبا سفر کرنے والے قافلے مچھلی نمک لگا کر سکھا کر ساتھ لے جا سکتے ہیں، جیسے موسیٰ علیہ السلام ساتھ لے گئے تھے .... اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صید وہ ہے جو شکار کیا گیا، اور سمندر کا کھانا وہ ہے جس کو سمندر نے باہر ڈال دیا، اور ابن عباسؓ نے اس کی دوسری تفسیر کی ہے جو حاشیہ میں ہے۔

طافی مچھلی:

اگر مچھلی مر کر پھول کر پانی پر الٹی تیرنے لگے تو وہ طافی ہے، احناف کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے، دلیل ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث ہے جو حاشیہ میں ہے اور الٹی نہ تیرتی ہو تو وہ طافی نہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ اصحابِ ظواہر اور امام بخاری رحمہم اللہ

کے نزدیک طافی حلال ہے، ان کی دلیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو کتاب میں ہے، احناف کے نزدیک اس کا مصداق وہ طافی ہے جو الٹی نہیں تیرتی۔

سمندر کا کھانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سمندر کا کھانا اس کا مرا ہوا جانور ہے (خواہ کوئی ہو) مگر جس سے تجھے گھن آئے (اور احناف کے نزدیک سمندر کا کھانا مچھلی ہے، اسی لئے آیت میں خاص کا عام پر عطف کیا گیا ہے، دیگر جانوروں سے فائدہ تو اٹھا سکتے ہیں مگر کھانا جائز نہیں، اور دیگر ائمہ کے نزدیک چند کے علاوہ سمندر کا ہر جانور حلال ہے)

بام مچھلی:

بام مچھلی کو جِرِّیْث (بروزن سکیت) بھی کہتے ہیں اور مار ماہی بھی، یہ سانپ کی شکل کی مچھلی ہے، درمیان سے موٹی ہوتی ہے، اور کناروں سے پتلی، اور اس پر چھلکے نہیں ہوتے، یہ بالاجماع حلال ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: اس کو یہودی نہیں کھاتے، ہم کھاتے ہیں۔

سمندری جانور کا ذبح:

سمندری جانور وہ ہے جو پانی میں پیدا ہوتا ہے، خواہ پانی ہی میں رہتا ہو یا باہر بھی نکلتا ہو، اور جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور پانی میں بھی رہتا ہے جیسے بطخ، مرغابی، خشکی کا سانپ، خشکی کا مینڈک سمندری جانور نہیں، سمندری جانور میں دم مسفوح نہیں ہوتا، اس لئے ان کو ذبح کرنا ضروری نہیں، شریح بن ہانیؒ نے فرمایا: سمندر کا ہر جانور ذبح کیا ہوا ہے (پس سمندر کا ہر مردار پاک ہے، وہ میتہ نہیں) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سمندری کتے کی کھال کی زین پر سواری کی، ان کی کھال پاک ہے، دباغت کی محتاج نہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: سمندر کا شکار کھاؤ، چاہے نصرانی یا یہودی یا مجوسی نے شکار کیا ہو، کیونکہ اس میں ذبح نہیں۔

خشکی کا جانور جو پانی میں رہتا ہے:

بطخ، مرغابی وغیرہ پرندے جو خشکی میں پیدا ہوتے ہیں اور پانی میں بھی رہتے ہیں: ان میں ذبح ضروری ہے، کیونکہ دم مسفوح ہوتا ہے، یہ مسئلہ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے بیان کیا ہے۔

دریا، نہر اور گڑھوں کا پانی:

دریا (بڑی ندیاں جیسے گنگا جمنا) نہر اور جنگل کے گھڑوں کا پانی سمندر کے پانی کی طرح ہے، سب کے احکام ایک ہیں، یہ بات بھی حضرت عطاءؒ نے بیان کی ہے اور دلیل میں سورۃ الفاطر کی آیت ۱۲ پیش کی ہے: ﴿عَذْبٌ فُرَاتٌ﴾: شیریں پیاس بجھانے والا: دریاؤں، نہروں، اور گڑھوں کا پانی ہے، اور ﴿مِلْحٌ أُجَاجٌ﴾: شور تلخ: سمندر کا پانی ہے، پھر فرمایا: ﴿مِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾: ہر ایک سے تازہ گوشت (مچھلیاں) کھاتے ہو: معلوم ہوا کہ دونوں پانیوں کا حکم ایک ہے۔

مینڈک کچھوا!

شوافع کے نزدیک صدف (سیپ، ایک قسم کا سمندری گھونگا) سرطان (کیکڑا) مینڈک، ناکا (مگرمچھ) سانپ اور کچھوے کے سوا سب دریائی جانور حلال ہیں، اور مالکیہ کے نزدیک کل دریائی جانور حلال ہیں، اور احناف کے نزدیک مچھلی کے علاوہ کوئی جانور حلال نہیں، البتہ سب پاک ہیں، پس ان کی بیع اور خارجی استعمال جائز ہے، یہ حکم دریائی مینڈک کا ہے، خشکی کا مرا ہوا مینڈک ذی دَم ہونے کی وجہ سے نجس ہے، اور میتہ کے حکم میں ہے —— اور امام عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر میرے گھر والے مینڈک کھانے کے لئے تیار ہوں تو میں ان کو کھلاؤں یعنی مینڈک ان کے نزدیک حلال تھا، اور ان کے گھر والے یا تو شافعی ہونگے یا حنفی! —— اور حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک کچھوا کھانے کی گنجائش ہے۔

مچھلی ڈالنے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مُرِّی کے بارے میں فرمایا: شراب کا ذبح (علاج) مچھلیاں اور دھوپ ہے، النینان: النون کی جمع ہے: مچھلی، اگر شراب میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دی جائے تو مری (سرکہ) تیار ہو جاتا ہے (یہ سرکہ شام میں بنتا تھا)

عنبر مچھلی:

عنبر مچھلی: ایک قسم کی مچھلی ہے جو سانپ کی شکل سے قریب ہوتی ہے اور خوش بودار مادہ خارج کرتی ہے، یہ بالاجماع حلال ہے، باب کے آخر میں دو روایتیں اس مچھلی کے بارے میں ہیں، جو پہلے (تحفۃ القاری ۵:۵۰۳ و ۸:۴۵۱) آئی ہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۱۲-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾

[۱-] وَقَالَ عُمَرُ: صَيْدُهُ: مَا اصْطِيْدَ، وَطَعَامُهُ: مَا رَمَى بِهِ.

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ. الطَّافِيْ حَلَالٌ.

[۳-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَعَامُهُ﴾: مَيْتَتُهُ، إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا.

[٤-] وَالْجِرِّيْثُ لَاتَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ.

[٥-] وَقَالَ أَبُوْ شُرَيْحٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: كُلُّ شَيْئٍ فِى الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ.

[٦-] وَقَالَ عَطَاءٌ: أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ.

[٧-] وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ،: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ تَلَا: ﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ، وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾

[٨-] وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ.

[٩-] وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوْا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.

[١٠-] وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا.

[١١-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَإِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُوْدِيٌّ أَوْ مَجُوْسِيٌّ.

[١٢-] وَقَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ: فِي الْمُرِّيِّ: ذَبْحُ الْخَمْرِ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ.

[٥٤٩٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأُمِّرَ عَلَيْنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ، فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا، لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ: الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ. [راجع: ٢٤٨٣]

[٥٤٩٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ، نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ، فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِيَّ جَيْشَ الْخَبَطِ، فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ: الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهِ، حَتَّى صَلَحَتْ أَجْسَامُنَا، فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ، وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ، فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ.

[راجع: ٢٤٨٣]

لغات: الخَبَط: جھاڑے ہوئے پتے .... رجل: حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔

بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ

ٹڈی کھانا

ٹڈی: ایک قسم کا پردار کیڑا ہے، جو درختوں اور فصلوں کا صفایا کر دیتا ہے، یہ بالاجماع حلال ہے، اور اس میں خون نہیں ہوتا، اس لئے ذبح بھی ضروری نہیں، پہلے ٹڈیاں آتی تھیں، اب حکومتوں نے ان پر قابو پالیا ہے، میں جب مکتب میں پڑھتا تھا اس وقت ٹڈیاں آئی تھیں، صحابہ نے جہاد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹڈیاں کھائی ہیں۔

[١٣-] بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ

[٥٤٩٥-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى، يَقُوْلُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ مَعَهُ.

قَالَ سُفْيَانُ، وَأَبُوْ عَوَانَةَ، وَإِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى: سَبْعَ غَزَوَاتٍ.

بَابُ آنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ

آتش پرستوں کے برتن اور مردار

باب میں و المیتة بڑھا کر وجہ اشکال کی طرف اشارہ کیا ہے، اور حدیث میں اہل کتاب کا ذکر ہے، اور باب میں مجوس کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ سب غیر مسلموں کا حکم ایک ہے، اگر اہل کتاب مردار نہیں کھاتے تو شراب پیتے ہیں۔ پہلے پکانے کے برتن مٹی کے ہوتے تھے اور کھانے پینے کے لکڑی کے، ہانڈی میں مجوس (غیر مسلم) مردار اور خنزیر پکاتے ہیں اور کٹوروں میں شراب پیتے ہیں، مٹی اور لکڑی مشروب چوستے ہیں، اس لئے سوال پیدا ہوا کہ ان کے برتن مسلمان استعمال کر سکتے ہیں؟ جواب دیا کہ ان کے برتن استعمال نہیں کرنے چاہئیں، اور مجبوری ہو تو ان کو خوب اچھی طرح دھو کر استعمال کئے جائیں، اور جو ناپاکی مٹی اور لکڑی میں اتر گئی ہے اس کا اعتبار نہیں، جیسے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو کھینچنے سے پاک ہو جاتا ہے، اور جو پانی دیواروں میں اتر گیا اس کا اعتبار نہیں، باب کی پہلی روایت میں نبی ﷺ نے یہی مسئلہ بتایا ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ خیبر میں صحابہ نے گدھے پکائے، پھر ان کی حرمت نازل ہوئی تو وہ مردار ہو گئے، چنانچہ گوشت ضائع کر دیا گیا، اور ہانڈیوں کو توڑ دینے کا حکم دیا، مگر چونکہ سفر تھا اور دوسرے برتن میسر نہیں تھے اس لئے عرض کیا گیا کہ اگر برتن اچھی طرح دھو ڈالے جائیں؟ جواب دیا: ایسا کر لو۔ اور اب برتن دھاتوں اور چینی کے چل پڑے ہیں، ان میں کوئی مسئلہ نہیں، کیونکہ وہ مظروف کو نہیں چوستے، اس لئے ان کو دھو کر بے تکلف استعمال کر سکتے ہیں۔

ایک واقعہ: جب میں سہارن پور میں پڑھتا تھا، ایک مرتبہ اسٹیشن کی مسجد میں مٹی کا لوٹا لے کر بیت الخلاء چلا گیا، جب واپس آیا تو مؤذن نے لوٹا توڑ دیا، اور کہا آٹھ آنے لاؤ، میں نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: تم نے لوٹا بیت الخلاء میں لے جا کر ناپاک کر دیا! میں نے کہا: میں اس کو دھو کر پاک کر دیتا، کہنے لگا: مٹی کا برتن پاک نہیں ہو سکتا! (یہ اس کی جہالت تھی) پس آٹھ آنے دینے پڑے اور ہگنا بہت مہنگا پڑا!

[١٤-] بَابُ آنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ

[٥٤٩٦-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنِىْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِىْ آنِيَتِهِمْ، وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِىْ، وَأَصِيْدُ بِكَلْبِى الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِىْ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلاَ تَأْكُلُوْا فِىْ آنِيَتِهِمْ، إِلَّا أَنْ لاتَجِدُوْ بُدًّا، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْا وَكُلُوْا، وَأَمَّا مَاذَكَرْتَ

أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ، فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ، فَكُلْهُ" [راجع: ٥٤٧٨]

[٥٤٩٧-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِىْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ أَوْقَدُوْا النِّيْرَانَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" عَلٰى مَا أَوْ قَدْتُمْ النِّيْرَانَ؟" قَالُوْا: لَحُوْمُ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. قَالَ:" أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا، وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا" فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: نُهْرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَوْ ذَاكَ" [راجع: ٢٤٧٧]

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ، وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

متروک التسمیہ متعمداً حرام ہےاور ناسیاً حلال ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک متروک التسمیہ متعمداً بھی حلال ہے، ان کا استدلال ایک مرسل روایت سے ہے جو ابوداؤد میں ہے: ذبیحةُ المسلم حلال، ذُكر اسم الله تعالى أو لم يذكر (روح المعانی) اور جمہور کے نزدیک حرام ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا بھی صحیح مذہب یہی ہے اور امام بخاریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ اور متروک التسمیہ ناسیا بالاجماع حلال ہے، ذبح کرتے وقت ہڑبڑا گیا اور بسم اللہ کہنا بھول گیا تو ذبیحہ حلال ہے، نبی ﷺ سے متروک التسمیہ ناسیاً کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: کلوہ، فإن تسمية الله تعالى في قلب كل مسلم (روح) اور امام شافعیؒ نے جس مرسل روایت سے استدلال کیا ہے: اس کا مصداق بھی یہی ناسیاً ہے۔

اس مسئلہ میں مثبت پہلو سے سورۃ الانعام (آیت ۱۱۸) میں حکم ہے: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ﴾: سو کھاؤ تم اس جانور میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم ان کے احکام پر ایمان رکھتے ہو ـــــ اور منفی پہلو سے (آیت ۱۲۱) میں یہ حکم ہے: ﴿وَلاَ تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَاءِ هِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ، وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾: اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، اور بے شک اس کا کھانا گناہ کا کام ہے، اور شیاطین اپنے دوستوں کو خفیہ اشارے کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑیں، اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم یقیناً مشرک ہوگئے ـــــ پہلی آیت سے بالاجماع متروک التسمیہ ناسیاً مستثنیٰ ہے، اب اگر متروک التسمیہ متعمداً کو بھی مستثنیٰ کیا جائے گا تو پہلی آیت کا کوئی مصداق باقی نہیں رہے گا، اور دوسری آیت بے معنی ہوجائے گی۔

متروک التسمیہ ناسیاً کا استثناء:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جو بسم اللہ کہنا بھول گیا تو گنجائش ہے، اور دوسری آیت میں متروک التسمیہ کے کھانے

والے کو فاسق (گنہ گار) کہا ہے، اور بھولنے والا فاسق (گنہ گار) نہیں ہوتا، حدیث میں ہے: رُفع عَن أمتی الخطأ والنسیان: میری امت سے بھول چوک کا گناہ اٹھا دیا گیا —— اور دوسری آیت کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ شیاطین خفیہ اشارے کرتے ہیں اپنے دوستوں کو تاکہ وہ تم سے جھگڑیں، وہ لوگ مردار کھاتے ہیں، اور اسلام میں مردار حرام ہے، پس وہ کہتے تھے: اللہ کا مارا حرام اور اپنا مارا حلال: یہ عجیب باب ہے، ان کو جواب دو کہ خود بخود مرے ہوئے پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس لئے وہ قربانی نہیں، اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس لئے وہ قربانی ہے، پس دونوں میں فرق ہے —— اب اگر متروک التسمیہ متعمداً بھی حلال ہوگا تو یہ جواب گاؤ خورد ہو جائے گا۔

فائدہ: قربانیاں دو ہیں: ایک: خاص جو ذی الحجہ میں کی جاتی ہے، دوسری: عام اور وہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا ہے، تفصیل میری تفسیر ہدایت القرآن میں سورۃ الحج کی تفسیر (آیت ۳۴) میں ہے۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۵۰۵) آئی ہے، اس میں ہے: ما أنهر الدم وذُکر اسم اللہ فکل: جو بھی چیز خون بہاوے، اور اس پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کو کھاؤ —— اس حدیث سے بھی ناسی مستثنیٰ ہے، پس متعمد اس کا مصداق ہوگا۔

[۱۵-] بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ، وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ نَسِيَ فَلاَ بَأْسَ.

وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿وَلاَ تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ وَالنَّاسِيْ لاَ يُسَمَّى فَاسِقًا، وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلَى أَوْلِيَاءِ هِمْ﴾

[۵۴۹۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبَايَةَ ابْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِذِى الْحُلَيْفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ، جُوْعٌ، فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَمًا، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ أُخْرَيَاتِ النَّاسِ، فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ، فَدُفِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِمْ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا"

قَالَ: وَقَالَ جَدِّيْ: إِنَّا لَنَرْجُوْ أَوْ: نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: " مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" [راجع: ۲۴۸۸]

بَابُ مَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

تھانوں اور مورتیوں پر ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے

النُّصُب: النَّصْب کی جمع ہے: غیر اللہ پر بھینٹ چڑھانے کے لئے متعین کیا ہوا مقام، اور أصنام: صَنَم کی جمع ہے: مورتی، پتھر، لکڑی یا دھات وغیرہ کا مجسمہ جس کی پرستش کی جائے، مویشی اللہ کی نعمتیں ہیں، اور اللہ ہی کے لئے ان کی قربانی ہوسکتی ہے، پس جو جانور غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا یا کسی بھینٹ چڑھانے کی جگہ میں لے جا کر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے، اگرچہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے۔ سورۃ المائدۃ (آیت ۳) میں ہے: ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾: اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے (گو زبان سے غیر اللہ کے نامزد نہ کیا گیا ہو، کیونکہ حرمت کا مدار نیتِ خبیثہ پر ہے، اور اس کا ظہور کبھی قول سے ہوتا ہے کہ نامزد کردے، پس وہ ما أهل به لغير الله ہے، اور کبھی فعل سے ہوتا ہے کہ پرستش کے مقامات پر ذبح کرے) —— اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۳۰۶) آئی ہے، زید بن عمرو بن نُفیل بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے تھے، وہ کہتے تھے: بکری کو اللہ نے پیدا کیا، اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا، اور اس کے لئے زمین سے چارہ اگایا، پھر تم اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ حیف ہے تم پر!

[۱۶-] بَابُ مَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

[۵۴۹۹-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّيْ لاَ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلاَ نَأْكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. [راجع: ۳۸۲۶]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ"

جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی ذبح کرنا ضروری ہے

جانور کی قربانی خواہ خاص ہو یا عام اللہ ہی کے نام پر ہونی چاہئے، کھانے کے لئے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے وہ عام (روز مرہ) کی قربانی ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۳۰۷) آئی ہے، جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کرڈالی وہ بیکار گئی، اب نماز عید کے بعد اللہ کا نام لے کر قربانی کرے، جیسے جمعہ کا خطبہ ایک مصلحت سے نماز سے مقدم کیا گیا ہے اسی طرح کی

مصلحت سے قربانی نمازِ عید سے مؤخر کی گئی ہے، پس جس طرح نمازِ جمعہ کے بعد خطبہ دینے سے نماز صحیح نہیں ہوگی، نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے سے بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

[۱۷-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم: " فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ"

[۵۵۰۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم أَضْحَاةً ذَاتَ يَوْمٍ، فَإِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلاَةِ فَقَالَ:" مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ" [راجع: ۹۸۵]

لغت: ضَحّٰى بالشاة: قربانی کرنا......... أَضْحَاة: أَضْحٰى کا مفرد ہے۔

بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

ہر دھاردار چیز سے ذبح کرنا درست ہے

قصب: بانس کی کھپچی، مروہ: سفید دھاردار پتھر، ذبح ہر دھاردار چیز سے ہوسکتا ہے اور پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۳۴۹) آئی ہے، ایک باندی نے دھاردار پتھر سے بکری ذبح کی، نبی ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی، اور آخری حدیث ابھی آئی ہے، اس میں نبی ﷺ نے قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ جو بھی چیز کھال کاٹے اور خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو وہ حلال ہے۔

[۱۸-] بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

[۵۵۰۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا، فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: لاَ تَأْكُلُوْا حَتّٰى آتِيَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیه وسلم فَأَسْأَلَهُ، أَوْ: حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَسْأَلُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیه وسلم أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم بِأَكْلِهَا. [راجع: ۲۳۰۴]

[۵۵۰۲-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ،

مکتبہ حجاز دیوبند

أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ: أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِى بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ، فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ مِنْهَا، فَأَدْرَكَتْهَا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا، فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا. [راجع: ٢٣٠٤]

[٥٥٠٣-] حدثنا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِى أَبِى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيْسَ مَعَنَا مُدًى، فَقَالَ: "مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ، وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ" وَنَدَّ بَعِيْرٌ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ: "إِنَّ لِهٰذِهِ الإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا" [راجع: ٢٤٨٨]

بَابُ ذَبِيْحَةِ الأَمَةِ وَالْمَرْأَةِ

باندی اور عورت کا ذبح کیا ہوا حلال ہے

اگر باندی اور عورت بسم اللہ کہنا اور ذبح کرنا جانتی تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، سلع پہاڑی کے پاس باندی نے بکری ذبح کی تھی اور نبی ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی تھی۔

[١٩-] بَابُ ذَبِيْحَةِ الأَمَةِ وَالْمَرْأَةِ

[٥٥٠٤-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ: أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ، بِهٰذَا. [راجع: ٢٣٠٤]

[٥٥٠٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِى مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ، فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ مِنْهَا، فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "كُلُوْهَا"

بَابٌ: لاَ يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

ذبح ہر دھار دار چیز سے ہوسکتا ہے، البتہ منہ میں لگے ہوئے دانت سے اور انگلی میں لگے ہوئے ناخن سے ذبح کرنا

درست نہیں، دانت ایک ہڈی ہے اس میں دھار نہیں اور ناخن بھی ہڈی ہے، علاوہ ازیں: یہ دونوں حبشہ والوں کی چھری ہیں، پس ان سے ذبح کرنے میں غیر قوم کی مشابہت ہے ـــــ البتہ اگر دانت اور ناخن منفصل ہوں اور ان میں دھار نکال لی جائے تو اس سے ذبح جائز ہے، یہ حدیث کا مصداق نہیں (تحفۃ القاری ۵:۵۰۶)

[۲۰-] بَابٌ: لَا يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

[٥٥٠٦-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلْ يَعْنِيْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ"

[راجع: ٢٤٨٨]

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

بدوؤں اور ان جیسوں کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے

اعراب: بدّو، جو بارشوں اور سبزہ والے مقامات میں سکونت پذیر ہوتے ہیں، آبادی میں بہت کم آتے ہیں، اس لئے تہذیب و تعلیم سے نا آشنا ہوتے ہیں، مگر وہ ذبح کرنا جانتے ہیں، پس اگر وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۳۷) آچکی ہے: مدینہ کے اطراف میں جو بدّو رہتے تھے وہ جانور ذبح کر کے اس کا گوشت مدینہ میں لا کر بیچتے تھے، بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ یہ لوگ گاؤں دی اور نو مسلم ہیں احکام سے واقف نہیں، اللہ جانیں ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "تم بسم اللہ پڑھ کر کھالو" یعنی وسوسوں کا اعتبار نہیں۔

[۲۱-] بَابُ ذَبِيْحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

[٥٥٠٧-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَانَدْرِيْ أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ: "سَمُّوْا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوْهُ" قَالَتْ: وَكَانُوْا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ. تَابَعَهُ عَلِيٌّ، عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، وَتَابَعَهُ أَبُوْ خَالِدٍ، وَالطُّفَاوِيُّ.[راجع: ٢٠٥٧]

وضاحت: پہلے تابعہ کا مرجع محمد ہیں یعنی محمد بواسطہ اسامہ جس طرح ہشام سے روایت کرتے ہیں: علی مدینی بھی بواسطہ دراوردی: ہشام سے روایت کرتے ہیں، اور دوسرے تابعہ کا مرجع اسامہ ہیں یعنی ابو خالد سلیمان بن حیان الاحمر اور محمد بن عبد الرحمٰن طفاوی بھی ہشام سے حدیث مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ

اہل کتاب کا ذبیحہ اوراس کی چربی حلال ہے، خواہ وہ حربی ہو یا ذمی

اہل کتاب (یہود ونصاری) کا ذبیحہ اوراس کی چربی حلال ہے، اور چربی کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ اس میں تھوڑا اختلاف ہے (حاشیہ) مگر شرط یہ ہے کہ کتابی واقعی کتابی ہو، نام کا کتابی نہ ہو، ہمارے زمانہ کے اکثر اہل کتاب برائے نام کتابی ہیں، ان کا حکم اصل کتابی جیسا نہیں، باقی شرائط ذبح میں کتابی مسلمان کی طرح ہے، ہدایہ میں ہے: **المسلم والکتابی فی ترك التسمیة سواء** (کتاب الذبائح) اوراس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ کتابی ذمی ہو یا حربی، مختون ہو یا غیر مختون: سب کا حکم یکساں ہے۔

اور یہ مسئلہ قرآنِ کریم میں منصوص ہے، سورۃ المائدۃ (آیت ۵) میں ہے: ﴿**وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ ، وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ**﴾: اوران لوگوں کا ذبیحہ جو کتاب دیئے گئے ہیں تمہارے لئے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے (یہ بات مشاکلۃً فرمائی ہے) ابن عباسؓ نے فرمایا: طعام سے مراد ذبیحہ ہے۔

اورامام زہریؒ نے فرمایا: عرب نصاری کا ذبیحہ حلال ہے، اوراگر تم نے سنا کہ اس نے غیر اللہ کا نام لیا ہے تو حرام ہے، اس کو مت کھاؤ، اوراگر تم نے نہیں سنا تو اللہ نے اس کو حلال کیا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ کافر ہیں یعنی نبی ﷺ کی نبوت کے قائل نہیں، ایسی ہی بات حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۳۵) آئی ہے، اس میں چربی کی حلت کا بیان ہے۔

[۲۲-] بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ

[۱-] وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

[۲-] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لاَ بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ، وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلاَ تَأْكُلْ، وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ، وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.

[۳-] وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ.

[٤-] وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ: لاَ بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الأَقْلَفِ.

[٥-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَعَامُهُمْ: ذَبَائِحُهُمْ.

[۵۵۰۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: كُنَّا

مُحَاصِرِی قَصْرِ خَیْبَرَ، فَرَمَی إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِیْهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَاسْتَحْیَیْتُ مِنْهُ. [راجع: ۳۱۵۳]

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

جو پالتو چوپایہ بدک جائے وہ وحشی جانور کی طرح ہے

ذبح کی دوقسمیں ہیں: ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری۔ اگر جانور قابو میں ہوتو ذبح اختیاری ضروری ہے، اور ذبح اختیاری کا محل حلق اور لبّہ ہے، اور اگر جانور قابو سے باہر ہو، جیسے شکار یا بدکا ہوا پالتو جانور یا کھائی میں گرا ہوا اونٹ تو ذبح اضطراری بھی کافی ہے۔ اور اس کا محل جانور کا سارا جسم ہے، کسی بھی جگہ بسم اللہ کہہ کر دھار دار آلہ سے زخمی کردیا جائے، پھر زندہ قابو میں آجائے تو ذبح اختیاری ضروری ہے، ورنہ وہی ذبح اضطراری کافی ہے، اور دلیل حضرت رافع کی حدیث ہے جو بار بار گذری ہے۔

[۲۳-] بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

[۱-] وَأَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ. [۲-] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِیْ یَدَیْكَ فَهُوَ كَالصَّیْدِ.

[۳-] وَفِیْ بَعِیْرٍ تَرَدَّی فِی بِئْرٍ فَذَكِّهِ مِنْ حَیْثُ قَدَرْتَ عَلَیْهِ. [۴-] وَرَأَی ذٰلِكَ عَلِیٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

[۵۵۰۹-] حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، حَدَّثَنَا یَحْیَی، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنْ عَبَایَةَ ابْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِیْجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا، وَلَیْسَتْ مَعَنَا مُدًی! فَقَالَ: " اعْجَلْ أَوْ: أَرِنْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَكُلْ، لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشَةِ "

وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِیْرٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: " إِنَّ لِهٰذِهِ الإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَیْئٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا "[راجع: ۲۴۸۸]

۱- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا یعنی پالتو جانور بدک جائے تو اس کے ساتھ وحشی جانور جیسا معاملہ کیا جاسکتا ہے۔

۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو پالتو چوپایہ تجھے عاجز کردے، اس سے جو تیرے ہاتھ میں ہے یعنی تو ذبح اختیاری نہ کرسکے تو وہ شکار کی طرح ہے۔

۳-اونٹ کنویں میں گر جائے تو ذبح کر اس کو جہاں سے بھی ذبح پر تو قادر ہو یعنی کوئی دھار دار چیز تلوار کلہاڑی وغیرہ ذبح کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر اس پر ڈالو اور زخمی کردو، پھر جب خون نکل کر مر جائے تو اتر کر کاٹ کر نکال لو۔

۴-حضرات علی، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے ہے کہ پالتو جانور بدک جائے تو اس کے ساتھ وحشی جانور جیسا معاملہ کیا جائے۔

قولہ: اعْجَل: جلدی کر یا فرمایا: أَرِن: ہلاک کر (یہ لفظ کیا ہے؟ اس میں بڑا جھگڑا ہے حاشیہ دیکھیں) یعنی جب چھری کے علاوہ کسی چیز سے ذبح کرو تو دیر مت لگاؤ، جلدی سے ذبح کر ڈالو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ذبح کرتے کرتے مر جائے............

أوابد: آبدة کی جمع ہے: بدکنے والا یعنی وحشی جانور۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

سینہ اور گلے میں ذبح کرنا

ذبح اختیاری کا محل پورا گلا (گردن) ہے، پھر گردن کا بالائی حصہ (جبڑے سے متصل) کاٹنا ذبح ہے، اور سینہ سے متصل حصہ میں چھری مارنا نحر ہے، اونٹ جیسے لمبی گردن کے جانوروں میں نحر افضل ہے، سینہ کے بالائی گڑھے میں رگیں جمع ہوتی ہیں اس لئے ذبح میں آسانی ہوتی ہے، اور دوسرے جانوروں میں ذبح افضل ہے اور اس کا برعکس بھی درست ہے۔

۱-حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: ذبح اور نحر نہیں ہوتا مگر ذبح کرنے کی جگہ میں اور نحر کرنے کی جگہ میں (یہ دونوں جگہیں علاحدہ علاحدہ ہیں)

۲-حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا: جس جانور کا ذبح افضل ہے اس کو نحر کیا جائے تو جائز ہوگا؟ فرمایا: ہاں! قرآن میں گائے کے ذبح کرنے کا ذکر ہے (پس وہ افضل ہے، مگر اس کا نحر بھی جائز ہے) اسی طرح اگر اونٹ کو ذبح کیا جائے تو یہ بھی درست ہے، مگر اس کا نحر مجھے زیادہ پسند ہے۔

۳-ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں: (۱) حلقوم (سانس کی نالی) (۲) مَری (کھانا پانی اترنے کی نالی) (۳و۴) وَدجان (دو شاہ رگیں) ذبح میں ان چاروں کو کاٹنا چاہئے، لیکن اگر ان میں سے کوئی بھی تین کاٹیں تو ذبح درست ہے، دو کاٹیں تو ذبح درست نہیں۔

۴-اگر شہ رگوں سے آگے حرام مغز تک کاٹا جائے تو مکروہ ہے، یہ بے ضرورت جانور کو تکلیف دینا ہے، قصائی یہ حرکت کرتے ہیں تاکہ جانور جلدی ٹھنڈا ہو جائے، ابن عمرؓ نے ذبح میں حرام مغز تک پہنچنے سے منع کیا۔ فرمایا: ہڈی تک کاٹے پھر جانور کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے۔

۵-پھر وہ آیت ذکر کی ہے جس میں گائے (بیل) کے ذبح کا ذکر ہے، یہ سورۃ البقرۃ کی آیت ۷۱ ہے۔

۶-ابن عباسؓ نے فرمایا: ذبح گلے میں اور سینہ کے بالائی گڑھے میں ہوتا ہے (یہ یا تو ذبح اختیاری کا محل بتایا یا ذبح کی افضل جگہ بتائی)

۷-حضرت ابن عمر، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اگر ذبح میں سر جدا کردے تو ذبیحہ حلال ہے (مگر ایسا کرنا مکروہ ہے)

پھر تین حدیثیں ہیں، ان میں گھوڑے کو ذبح کرنے اور نحر کرنے کا ذکر ہے، نحر بمعنی ذبح ہے، اور جمہور کے نزدیک بشمول صاحبین گھوڑا بلا کراہت حلال ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک مکروہ ہے: تحریمی یا تنزیہی؟ مختار تنزیہی ہے۔

[۲۴-] بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، لاَ ذَبْحَ وَلاَ نَحْرَ إِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ.

[۲-] قُلْتُ: أَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ، فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ، وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ.

[۳-] وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ.

[۴-] قُلْتُ: فَتُخَلَّفُ الْأَوْدَاجُ حَتّٰى يُقْطَعَ النِّخَاعُ؟ قَالَ: لاَ إِخَالُ، فَأَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ، يَقُوْلُ: يُقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ، ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى يَمُوْتَ.

[۵-] ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: وَقَالَ: ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾

[۶-] وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

[۷-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ: إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلاَ بَأْسَ.

[۵۵۱۰-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِيْ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. [أطرافه: ۵۵۱۱، ۵۵۱۲، ۵۵۱۹]

[۵۵۱۱-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَكَلْنَاهُ[راجع: ۵۵۱۰]

[۵۵۱۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ

مکتبہ حجاز دیوبند

أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.
تَابَعَهُ وَكِيْعٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ. [راجع: ۵۵۱۰]

قوله: لا إخال: میں نہیں گمان کرتا ہوں یعنی حرام مغز تک نہ پہنچا جائے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

زندہ جانور کے اعضاء کا کاٹنا، روک کر قتل کرنا اور نشانہ بنا کر قتل کیا ہوا جانور حرام ہے

مُثلہ: شکل بگاڑنا، اور مراد زندہ جانور کے اعضاء کاٹنا ہے، **مصبورة**: روکا ہوا اور مراد زندہ جانور کو کھڑا کر کے چاند ماری کی گئی ہو، اور **مجثمہ**: گھٹنوں کے بل گرا ہوا، اور مراد وہ پرندہ (مرغ وغیرہ) ہے جس کو باندھ کر چاند ماری کی گئی ہو، یہ سب جانور حرام ہیں، اور یہ فعل باعث لعنت ہے۔

حدیث (۱): حکم بن ایوب: حجاج کا چچازاد بھائی، بہنوئی اور بصرہ پر اس کا نائب تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے، انھوں نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ مرغی کو باندھ کر چاند ماری کر رہے ہیں، پس فرمایا: نبی ﷺ نے پالتو جانوروں کو روک کر قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

حدیث (۲): یحییٰ بن سعید بن العاص (مدینہ کے گورنر) کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے، یحییٰ کے کسی لڑکے نے مرغی باندھ رکھی تھی اور اس کو تیر مار رہا تھا، ابن عمرؓ اس کے پاس گئے اور مرغی کو کھول دیا، پھر مرغی اور لڑکے کو اپنے ساتھ لے کر آئے، اور فرمایا: اپنے لڑکوں کو جھڑکو اس بات پر کہ وہ اس پرندے کو قتل کے لئے روکیں، میں نے نبی ﷺ کو منع کرتے ہوئے سنا ہے اس بات سے کہ کوئی چوپایہ وغیرہ قتل کے لئے روکا جائے۔

حدیث (۳): سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: ہم حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ تھے، پس وہ چند ایسے نوجوانوں کے پاس سے گذرے جنھوں نے مرغی کو کھڑا کر رکھا تھا اور اس کو تیر مار رہے تھے، پس جب انھوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا تو مرغی کو چھوڑ کر بکھر گئے، ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ حرکت کس نے کی ہے؟ نبی ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے —— دوسری سند سے ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جو جانور کی شکل بگاڑتا ہے۔

حدیث (۴): عبداللہ بن یزیدؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے لوٹنے سے اور شکل بگاڑنے سے منع کیا ہے۔

[۲۵-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

[۵۵۱۳-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلٰى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوْبَ، فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ: فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا. فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله

علیه وسلم أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

[٥٥١٤-] حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ بْنُ یُعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِیْهِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، وَغُلَامٌ مِنْ بَنِیْ یَحْیَی رَابِطٌ دَجَاجَةً یَرْمِیْهَا، فَمَشَی إِلَیْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی حَلَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ، فَقَالَ: ازْجُرُوْا غُلَامَکُمْ عَنْ أَنْ یَصْبِرَ هٰذَا الطَّیْرَ بِالْقَتْلِ، فَإِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم یَنْهَی أَنْ تُصْبَرَ بَهِیْمَةٌ أَوْ غَیْرُهَا لِلْقَتْلِ.

[٥٥١٥-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَمَرُّوْا بِفِتْیَةٍ أَوْ: بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ إِنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا.

تَابَعَهُ سُلَیْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیَوَانِ.

وَقَالَ عَدِیٌّ: عَنْ سَعِیْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم.

[٥٥١٦-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: أَنَّهُ نَهَی عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. [راجع: ٢٤٧٤]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ

مرغی کا گوشت حلال ہے

مرغی خلط کرتی ہے، گندگی بھی کھاتی ہے اور دانہ بھی، اس لئے حلال ہے، وہ جلالہ: صرف گندگی نہیں کھاتی، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی تناول فرماتے دیکھا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۲۱) آچکی ہے۔

[٢٦-] بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ

[٥٥١٧-] حدثنا یَحْیَی، قَالَ: حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ أَبِیْ قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِیِّ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی قَالَ: رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم یَأْکُلُ الدَّجَاجَ. [راجع: ٣١٣٣]

[٥٥١٨-] قَالَ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ بْنُ أَبِیْ تَمِیْمَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: کُنَّا عِنْدَ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ، وَکَانَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ هٰذَا الْحَیِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ، فَأُتِیَ بِطَعَامٍ فِیْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ یَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: ادْنُ فَقَدْ

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ مِنْهُ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ، فَقَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ: أُحَدِّثْكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ، وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، قَالَ: "مَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ" ثُمَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ، فَقَالَ: "أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟" قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى، فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ: نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ، فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا. فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ، فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ، فَقَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ، إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا" [راجع: ۳۱۳۳]

بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

گھوڑے کا گوشت حلال ہے

جمہور بشمول صاحبین اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت بغیر کراہت کے جائز ہے، اور امام مالکؒ کے مذہب میں حلت کا بھی قول ہے اور کراہیت کا بھی، اور فاکہی نے مکروہ تحریمی کے قول کو ترجیح دی ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے، پھر اختلاف ہے کہ کراہیت کیسی ہے: تحریمی یا تنزیہی؟ اور کراہیت لعینہ ہے یا لغیرہ؟ اصح یہ ہے کہ کراہیت تنزیہی (خلاف اولیٰ) ہے اور لغیرہ ہے، اس لئے مکروہ ہے کہ آلۂ جہاد کم نہ ہوجائے —— اور اس سلسلہ میں روایتوں میں اختلاف ہے، دو روایتیں جو اعلیٰ درجہ کی صحیح اور صریح ہیں، جو باب میں ہیں، اباحت پر دلالت کرتی ہیں، اور ایک روایت جو ضعیف ہے وہ ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور وہ حضرت خالد بن الولید کی روایت ہے جو ابوداؤد اور نسائی میں ہے، اس کی سند میں بقیۃ بن الولید ہے، جو مشہور ضعیف راوی ہے، اور اس پر درایۃً بھی اعتراض ہے، جو تحفۃ الالمعی (۱۴۱:۵) میں ہے، چنانچہ درمختار میں ہے کہ امام اعظم نے کراہیت کے قول سے رجوع کرلیا ہے، اور یہ مسئلہ پہلے (تحفۃ القاری ۳۲۱:۸) آچکا ہے۔

[۲۷-] بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

[۵۵۱۹-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ۵۵۱۰]

[۵۵۲۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِي لُحُوْمِ الْخَيْلِ. [راجع: ٤٢١٩]

بَابُ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ

گدھوں کا گوشت حرام ہے

چاروں ائمہ متفق ہیں کہ گدھا حرام ہے، البتہ مالکیہ کے یہاں تین روایتیں ہیں، ایک کراہیت کی بھی ہے، اور باب میں نو روایتیں ہیں، آٹھ حرمت پر دلالت کرتی ہیں، اور نویں روایت میں ابن عباسؓ نے حرمت کا انکار کیا ہے، علاوہ ازیں ابوداؤد میں غالب بن ابجرؓ کی روایت ہے جو حلت پر دلالت کرتی ہے، مگر وہ روایت نہایت ضعیف ہے۔ تفصیل تحفۃ الالمعی (۱۴۲:۵) میں ہے۔

[٢٨-] بَابُ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ

فِيْهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٥٢١-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَالِمٍ، وَنَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ. [راجع: ٨٥٣]

[٥٥٢٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ٨٥٣]

[٥٥٢٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِمَا، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. [راجع: ٤٢١٦]

[٥٥٢٤-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. [راجع: ٤٢١٩]

حوالہ: حضرت سلمۃ بن الاکوع کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۰۱) آئی ہے......... اور ابن عمرؓ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۱۷) آئی ہے......... اور حضرت علیؓ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۱۸) آئی ہے......... اور حضرت

جابرؓ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۲۱) آئی ہے۔

[٥٥٢٥و٥٥٢٦-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَدِیٌّ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَابْنِ أَبِیْ أَوْفَی قَالاَ: نَهَی النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ. [حديث ٥٥٢٥: راجع: ٤٢٢١، حديث ٥٥٢٦: أطرافه: ٣١٥٥]

[٥٥٢٧-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ أَبَا إِدْرِيْسَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَحُوْمَ الْحُمَرِ الْأَهْلِيَّةِ.

تَابَعَهُ الزُّبَيْدِیُّ، وَعُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ مَالِكٌ، وَمَعْمَرٌ، وَالْمَاجِشُوْنُ، وَيُوْنُسُ، وَابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ: نَهَی النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

[٥٥٢٨-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ، ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ، فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَی فِی النَّاسِ: إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ. فَكُفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ. [راجع: ٣٧١]

حوالہ: حضرات براء وابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کی روایت (تحفۃ القاری ۸: ۳۲۲) میں آئی ہے............اور حضرت ابو ثعلبہؓ کی حدیث نئی ہے، مگر تین راوی (صالح، زبیدی اور عقیل) حدیث میں گدھوں کے گوشت کی حرمت کا تذکرہ کرتے ہیں، اور دوسرے پانچ رُوات (امام مالکؒ وغیرہ) کچلی دار درندوں کی حرمت بیان کرتے ہیں، گدھوں کا تذکرہ نہیں کرتے ....اور حضرت انسؓ کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۰۵) آئی ہے۔

[٥٥٢٩-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم نَهَی عَنِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِیُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ، وَلٰكِنْ أَبَی ذٰلِكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَقَرَأَ: ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِیْ مَا أُوْحِیَ إِلَیَّ مُحَرَّمًا﴾ [الأنعام: ١٤٥]

ترجمہ: عمرو بن دینار نے ابوالشعثاء جابر بن زید سے پوچھا: لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھوں کی ممانعت کی ہے، جابر بن زید نے کہا: یہی بات حکم بن عمرو غفاریؓ ہمارے پاس بصرہ میں کہا کرتے تھے، مگر علم کے سمندر ابن عباسؓ نے اس کا انکار کیا ہے، وہ سورۃ الانعام کی (آیت ۱۴۵) پڑھا کرتے تھے، اس میں ہے کہ حرام صرف چار چیزیں ہیں: مردار،

بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نامزد کیا ہوا جانور (اور گدھا ان میں شامل نہیں ہے، پس وہ حلال ہے) —— جواب یہ ہے کہ آیت میں مشرکین جن جانوروں کو کھاتے تھے اور جن کو حرام ٹھہراتے تھے ان کے اعتبار سے حصر ہے، یعنی تم یہ چار کھاتے ہو جو حرام ہیں، اور بحیرۃ سائبہ کو حرام ٹھہراتے ہو، حالانکہ وہ حرام نہیں۔

بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

ہر کُچلی دار درندہ حرام ہے

نَاب: مفرد، أنیاب جمع، اوپر نیچے دونوں جانب جو آخری دانت ہیں، جو گولائی لئے ہوئے ہیں: ان کو انیاب کہتے ہیں، اردو میں ان کو کُچلی کہتے ہیں، تمام گوشت خور جانوروں کی کچلیاں ہوتی ہیں، اور ہر کچلی دار درندہ اور ہر پنجے دار پرندہ حرام ہے۔ حضرت ابوثعلبہؓ کی حدیث میں جو باب میں ہے صرف ہر کچلی دار درندے کا ذکر ہے، مگر حضرت جابرؓ کی حدیث میں جو ترمذی (حدیث ۱۴۶۳) میں ہے اور حسن صحیح ہے: ہر پنجے دار پرندے کا بھی ذکر ہے، پھر حنفیہ کے نزدیک کوئی استثناء نہیں، چنانچہ بجو اور لومڑی بھی حرام ہیں، اس لئے کہ وہ بھی کچلی دار درندے ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کو مستثنیٰ کیا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے نہی کو کراہیت پر محمول کیا ہے، ان کے نزدیک یہ جانور حرام نہیں۔

[۲۹-] بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

[۵۵۳۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. تَابَعَهُ يُوْنُسُ، وَمَعْمَرٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَالْمَاجِشُوْنُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

مردار کی کھال

مردار ناپاک ہے، اس کا بیچنا خریدنا جائز نہیں، اور کھال گوشت کے حکم میں ہے، اس لئے مردار کی کھال رنگنے سے پہلے بیچنا خریدنا جائز نہیں، البتہ رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے، اب اس کو بیچ سکتے ہیں، اور حدیث اور اس کی تفصیل پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۲۷۰) آچکی ہے۔

[۳۰-] بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

[۵۵۳۱-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، عَنْ صَالِحٍ،

قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم مَرَّ بِشَاةٍ مَیْتَةٍ، فَقَالَ: "هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا؟" قَالُوْا: إِنَّهَا مَیْتَةٌ. قَالَ: "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا" [راجع: ۱٤۹۲]

[٥٥٣٢-] حدثنا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْیَرَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم بِعَنْزٍ مَیْتَةٍ فَقَالَ: "مَا عَلٰی أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا" [راجع: ۱٤۹۲]

بَابُ الْمِسْكِ

مشک پاک ہے

مِسْك: مُشک، ہرن کے نافہ سے نکلنے والا خوشبودار مادہ، ہرن شکار ہے، جب اس کو ماریں گے تو نافہ ہاتھ آئے گا، اس لئے کتاب الصید میں یہ باب لائے ہیں، مشک کی اصل خون ہے، مگر ماہیت بدل جاتی ہے اس لئے پاک ہے، اسی لئے شہید کے خون کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اور حدیثیں دونوں آچکی ہیں۔

[۳۱-] بَابُ الْمِسْكِ

[٥٥٣٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ یُكْلَمُ فِی اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَكَلْمُهُ یَدْمَی: اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّیْحُ رِیْحُ مِسْكٍ" [راجع: ۲۳۷]

[٥٥٣٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَیْدٍ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ: "مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ یُحْذِیَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِیْرِ إِمَّا أَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً" [راجع: ۲۱۰۱]

ترجمہ: اچھے ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال مشک رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے، پس مشک رکھنے والا یا تو تجھے بخشے گا یا تو اس سے خریدے گا یا تو اس کی خوشبو سونگھے گا، اور بھٹی پھونکنے والا: یا تو تیرے کپڑے جلائے گا یا تو اس کی بدبو (دھواں) پائے گا۔

لغات: مکلوم: مجروح: زخمی، کَلَمَه (ض) کَلْمًا: زخمی کرنا.........دَمِیَ (س) الْجُرْحُ: خون نکلنا، زخم کا

خون آلود ہونا...........أحذاه: دینا، حَذَا (ن) فلانا شیئًا: کوئی چیز دینا۔

بَابُ الْأَرْنَبِ

خرگوش حلال ہے

خرگوش چاروں ائمہ کے نزدیک حلال ہے، اور شیعوں کے نزدیک حرام ہے، خرگوش کے سلسلہ میں تین ضعیف روایتیں ہیں جو کراہیت پر دلالت کرتی ہیں اور چار صحیح روایات ہیں جو حلت پر دلالت کرتی ہیں، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵: ۱۳۰) میں ہے، اور باب میں جو روایت ہے وہ پہلے آچکی ہے۔

[۳۲-] بَابُ الْأَرْنَبِ

[۵۵۳۵-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا، فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِيْ طَلْحَةَ، فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ قَالَ: بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَبِلَهَا. [راجع: ۲۵۷۲]

لغت: أنفجنا: ہم نے بھگایا، دوڑایا...........لَغِبُوْا: تَعِبُوْا: تھک گئے۔

بَابُ الضَّبِّ

گوہ کا حکم

گوہ: چھپکلی جیسا ایک رینگنے والا جانور ہے، جو چھپکلی سے بڑا ہوتا ہے، اور پہاڑوں میں اور درختوں کے تنوں کے سوراخوں میں رہتا ہے۔ گوہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک گوہ حلال ہے، اور حنفیہ کے نزدیک مکروہ یا حرام ہے، مفتی بہ قول مکروہ تحریمی کا ہے —— گوہ کے سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، جو روایت اعلی درجہ کی صحیح ہے وہ حلت پر دلالت کرتی ہے، اور وہ ابن عمرؓ کی روایت ہے جو باب میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نہ تو گوہ کو کھاتا ہوں، اور نہ اس کو حرام قرار دیتا ہوں'' دوسری روایت بھی باب میں ہے اور پہلے گذری ہے، نبی ﷺ کے سامنے حضرت خالدؓ نے گوہ کھائی، اور حرمت پر دلالت کرنے والی دو تین روایتیں ہیں، عبدالرحمٰن بن شبل کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع کیا، اور عبدالرحمٰن بن حسنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گوہ کی ہانڈیاں الٹوا دیں، اور حضرت عائشہؓ کو مسکین کو گوہ دینے سے منع کیا، پس احتیاط اس میں ہے کہ اس کو نہ کھایا جائے، کیونکہ ہر حلال چیز کا کھانا ضروری نہیں، اور ہر حرام چیز سے بچنا ضروری ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الالمعی ۵: ۱۳۳)

مکتبہ حجاز دیوبند

[۳۳-] بَابُ الضَّبِّ

[۵۵۳۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلاَ أُحَرِّمُهُ"

[۵۵۳۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ: أَنَّـهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ، فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمَا يُرِيْدُ أَنْ يَأْكُلَ، فَقَالُوْا: هُوَ ضَبٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ يَدَهُ، فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لاَ، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ" قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْظُرُ. [راجع: ۵۳۹۱]

بَابٌ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ

جمے ہوئے یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا مر جائے تو کیا حکم ہے؟

چوہا بھی ایک شکار ہے، مگر اس کا کھانا حرام ہے، اور وہ نجس العین نہیں، پس اگر جمے ہوئے گھی وغیرہ میں مر جائے تو اس کو نکال دیا جائے، اور جو گھی اس کے اردگرد ہو وہ بھی نکال کر پھینک دیا جائے، باقی گھی پاک ہے اس کو کھایا جائے، اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو وہ ناپاک ہو جائے گا، پھر اس میں اختلاف ہے کہ اس کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو پاک کرنے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ تفصیل تحفۃ الالمعی (۱۴۶:۵) میں ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۳ ۵۷) گذری ہے، وہاں بھی مسائل کی تفصیل ہے۔

[۳۴-] بَابٌ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ

[۵۵۳۸-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْهَا، فَقَالَ: "أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ"

قِيْلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُهُ إِلاَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا. [راجع: ۲۳۵]

[۵۵۳۹-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوْتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ، الْفَأْرَةُ أَوْ غَيْرُهَا، قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِيْ سَمْنٍ، فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ، ثُمَّ أُكِلَ. عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ. [راجع: ۲۳۵]

[۵۵۴۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ: "أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ" [راجع: ۲۳۵]

وضاحت: علی مدینیؒ نے ابن عیینہؒ سے پوچھا کہ معمر اس حدیث کی سند زہریؒ سے ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں؟ ابن عیینہ نے کہا: میں نے متعدد بار زہریؒ سے یہ حدیث سنی ہے وہ سند میمونہؓ تک لے جاتے تھے (اس لئے یہی سند صحیح ہے، تفصیل تحفۃ الالمعی ۵: ۱۴۷ میں ہے)

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابٌ: الْعَلَمُ وَالْوَسْمُ فِي الصُّوْرَةِ

چہرے پر نشان لگانے کی ممانعت

العَلَم اور الوسم: دونوں کے معنی ہیں: نشان، علامت۔ اونٹ بکریوں پر پہچان کے لئے لوہا گرم کرکے نشان لگاتے ہیں، نبی ﷺ نے چہرے پر نشان لگانے سے اور مارنے سے منع کیا، نشان لگانا ضروری ہو تو جسم کے کسی اور حصہ میں لگایا جائے، باب کی آخری حدیث میں ہے: نبی ﷺ بکریوں کے کانوں میں نشان لگا رہے تھے، اور یہ باب اس کتاب میں لاکر اشارہ کیا کہ ذبیحہ اور شکار کے چہرے پر بالقصد نہ مارا جائے۔

[۳۵-] بَابٌ: الْعَلَمُ وَالْوَسْمُ فِي الصُّوْرَةِ

[۵۵۴۱-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعَلَّمَ الصُّوْرَةُ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُضْرَبَ.

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ، وَقَالَ: تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

[۵۵۴۲-] حدثنا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِأَخٍ لِيْ يُحَنِّكُهُ، وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ، فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً – حَسِبْتُهُ قَالَ: – فِيْ آذَانِهَا. [راجع: ۱۵۰۲، ۵۸۲۴]

وضاحت: قتیبہ کی سند سے روایت لاکر تُضْرَب کا نائب فاعل واضح کیا ہے ....**الصورة:** چہرہ............ **المِرْبد:** اونٹوں کا باڑا۔

بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلاً بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ

شرکاء کی اجازت کے بغیر جانور ذبح کیا جائے تو اس کو نہ کھایا جائے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جو باب میں ہے کہ صحابہ کو تہامہ کے ذوالحلیفہ میں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں، نبی ﷺ ابھی پیچھے تھے، لوگ بھوک سے دوچار تھے، انھوں نے بے اجازت جانور ذبح کر لئے، اور پکنے کے لئے ہانڈیاں چڑھادیں، جب نبی ﷺ تشریف لائے تو ہانڈیاں الٹوادیں، سارا گوشت ایک جگہ جمع کرلیا، پھر باقاعدہ تقسیم کیا، ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر گردانا گیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر مشترک جانور شرکاء کی اجازت کے بغیر ذبح کر لئے جائیں تو ان کو نہ کھایا جائے، ان کو تقسیم کریں پھر کھائیں ـــــ اور یہ باب اس کتاب میں اس لئے لائے ہیں کہ اگر مشترک شکار شرکاء کی اجازت کے بغیر ذبح کرلیا گیا ہو تو اس کو نہ کھائیں، پہلے گوشت باقاعدہ تقسیم کریں پھر کھائیں۔

[۳۶-] بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلاً بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ

لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ: أَطْرَحُوْهُ.

[۵۵۴۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى. فَقَالَ:" أَرِنْ أَوِ: اعْجَلْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلُوْا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلاَ ظُفُرٌ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" وَتَقَدَّمَ سَرْعَانُ النَّاسِ، فَأَصَابُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ آخِرِ النَّاسِ، فَنَصَبُوْا قُدُوْرًا، فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ، وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ، وَعَدَلَ بَعِيْرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ، ثُمَّ نَدَّ بَعِيْرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ:"إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوْا مِثْلَ هٰذَا"[راجع: ۲۴۸۸]

مسئلہ: بکری چرائی اور اس کو ذبح کیا تو طاؤسؒ وعکرمہؒ نے فرمایا: اس کو پھینکو یعنی اس کا کھانا حرام ہے، ان کے پیش نظر یہ تھا کہ جس کو ذبح کا اختیار نہیں وہ ذبح کرلے تو اس کا کھانا جائز نہیں، ابن بطال کہتے ہیں: حضرت اسحاق بن راہویہؒ کے علاوہ کوئی طاؤسؒ وعکرمہؒ کے ساتھ متفق نہیں، تمام فقہاء اس کے کھانے کی اجازت دیتے ہیں (حاشیہ) اس صورت میں ضمان

واجب ہوگا اور ذبح سے پہلے ملکیت ثابت ہوگی، اس لئے اس کا کھانا جائز ہے۔

بَابٌ: إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، وَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ، فَهُوَ جَائِزٌ

کسی کا اونٹ بدک گیا، دوسرے نے اس کو تیر مار کر مار دیا، اور اس کی نیت اصلاح کی تھی تو یہ جائز ہے

یہ ذیلی باب ہے: ایک شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے، اس کا ارادہ تیسرے دن ذبح کرنے کا ہے، وہ دہلی گیا اور وقت پر نہ لوٹ سکا، کسی نے اس جانور کو تیسرے دن عصر کے بعد ذبح کر دیا تو یہ جائز ہے، اس پر کوئی ضمان نہیں، کیونکہ اس کی نیت اصلاح کی تھی، اور قربانی ہوگئی، باب کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے، حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ایک اونٹ بے قابو ہوگیا، کسی نے اس پر تیر چلایا، وہ زخمی ہو کر رک گیا (پھر اس کو ذبح کر لیا) نبی ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، بلکہ یہ فرمایا کہ پالتو جانور بدک جائیں تو ان کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

[۳۷-] بَابٌ: إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، وَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ، فَهُوَ جَائِزٌ

بِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٥٤٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِنَ الإِبِلِ، قَالَ: فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: " إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا" قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِيْ وَالأَسْفَارِ، فَنُرِيْدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلَا تَكُوْنُ مُدًى! فَقَالَ: " أَرِنْ مَا أَنْهَرَ أَوْ: مَا نَهَّرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ، غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ، فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ" [راجع: ٢٤٨٨]

بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

لاچار کا کھانا

کھانے پینے کی چیزوں کے سلسلہ میں اصل ضابطہ تو یہ ہے کہ حلال وطیب چیزیں کھائے پیئے، البتہ لاچار آدمی جس کو بھوک مری کی نوبت آگئی ہو بقدر ضرورت حرام چیزیں بھی کھا پی سکتا ہے، قرآنِ کریم میں پانچ آیات میں یہ رخصت (سہولت) دی گئی ہے:

۱- سورۃ البقرۃ (آیت ۱۷۳) میں ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾: پس جو مجبور ہو جائے، درانحالیکہ وہ چاہنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر (مردار وغیرہ کے کھانے میں) کچھ گناہ نہیں ـــــ باغ اور عاد کی

مختلف تفسیریں کی گئی ہیں، حاشیہ دیکھ لیں ـــــ چاہنے والا نہ ہو یعنی حرام کے کھانے کی رغبت نہ رکھتا ہو ـــــ زیادتی کرنے والا نہ ہو یعنی بقدر ضرورت کھائے، خوب پیٹ بھر کر نہ کھائے۔

۲- سورۃ المائدہ (آیت ۳) میں ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: جو بھوک میں لاچار ہو جائے، درانحالیکہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربانی فرمانے والے ہیں ـــــ گناہ کی طرف مائل ہونا یہ ہے کہ مقدار ضرورت سے تجاوز کرے یا لذت مقصود ہو۔

۳- سورۃ الانعام (آیت ۱۱۹) میں: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾: کا حکم دے کر استثناء کیا ہے: ﴿إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾: مگر جب تم کسی حرام کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ (تو کھا سکتے ہو)

۴- سورۃ الانعام (آیت ۱۴۵) میں پہلے چار حرام چیزوں کا ذکر ہے: مردار کا، بوقتِ ذبح بہائے ہوئے خون کا، خنزیر کے گوشت کا اور غیر اللہ کے نامزد کئے ہوئے جانور کا، پھر فرمایا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو جائے، درانحالیکہ نہ چاہنے والا ہو نہ زیادتی کرنے والا تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے نہایت مہربان ہیں!

۵- سورۃ النحل (آیت ۱۱۵) میں بھی مذکورہ چار حرام چیزوں کا ذکر کر کے فرمایا ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: پھر جو کوئی ناچار ہو جائے، درانحالیکہ نہ چاہنے والا ہو نہ حد سے بڑھنے والا تو اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں!

ملحوظہ: اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ جو حکم قرآنِ کریم میں صراحۃً ہوتا ہے وہ حدیث میں نہیں آتا۔

[۳۸-] بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

[۱-] لِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ إِلٰى: ﴿فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾

[۲-] وَقَالَ: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾

[۳-] وَقَوْلُهُ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ﴾

[٤-] وَقَوْلُهُ: ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ إِلٰى: ﴿أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُهْرَاقًا ﴿أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ﴾

[٥-] وَقَالَ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾

﴿الحمد للہ! کتاب الذبائح و الصید و التسمیة کی شرح پوری ہوئی﴾

مکتبہ حجاز دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأضاحِی

قربانی کا بیان

قربانی بھی 'کھانا' ہے، یاد ہوگا نفقات میں تین چیزیں تھیں: کھانا، پینا اور پہننا۔ اب تک کھانے کے ابواب چل رہے ہیں، پھر باقی دو کا بیان آئے گا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ

قربانی سنت ہے

ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک قربانی سنت ہے اور حنفیہ کے نزدیک واجب، کیونکہ نبی ﷺ نے مواظبتِ تامہ کے ساتھ قربانی کی ہے (ترمذی حدیث ۱۴۹۵) اور جو استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے، فرمایا: ''جس شخص کے اندر قربانی کی استطاعت ہے پھر بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے''

فائدہ: جمہور کے نزدیک قربانی اگرچہ سنت ہے، مگر یہ ایسی سنت ہے جس کا ترک جائز نہیں، اور یہی اختلاف تین اور چیزوں میں بھی ہوا ہے، صدقۃ الفطر، نماز وتر اور نماز عیدین میں، جمہور اول کو فرض اور باقی دو کو سنت کہتے ہیں، مگر ان کے ترک کے روادار نہیں اور احناف کے نزدیک چاروں واجب ہیں۔ تفصیل تحفۃ الالمعی (۴۴۰:۴) میں ہے۔

دلائل:

باب میں دو روایتیں ہیں اور دونوں پہلے (تحفۃ القاری ۲۸۳:۳) آئی ہیں، پہلی حدیث میں ہے: **من فعله فقد أصاب سُنَّتَنَا:** جس نے عید کی نماز کے بعد قربانی کی اس نے ہماری سنت پالی، لفظ سنت سے استدلال کیا ہے، اور دوسری حدیث میں ہے: **أصاب سنةَ المسلمين:** وہ مسلمانوں کی سنت کو پہنچا، اس میں بھی لفظ سنت ہے۔

جواب:

دونوں حدیثوں میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں سنت کے معنی لغوی معنی: طریقہ مراد ہیں، جو اصطلاحی

سنت سے عام ہے، فرض وواجب کو بھی شامل ہے اور احناف کے نزدیک قاعدہ ہے کہ نصوص (قرآن وحدیث) میں مسلمانوں کا عرف حادث اور مجتہدین کی اصطلاحات مراد نہیں لی جائیں گی، کیونکہ یہ بعد کی چیزیں ہیں، نصوص میں لغوی معنی مراد لئے جائیں گے، جیسے تحریمها التکبیر میں الله أكبر کہنا مراد نہیں لیا جائے گا، کہ یہ عرف حادث ہے، بلکہ اللہ کی بڑائی بیان کرنا مراد ہے۔ اسی طرح فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زكاة الفطر میں فقہاء کی اصطلاح 'فرض' مراد نہیں ہے، بلکہ لغوی معنی: مقرر کرنا مراد ہیں، اسی طرح الغسل واجب یوم الجمعة علی کل محتلم میں احناف کی فقہی اصطلاح واجب مراد نہیں، بلکہ واجب بمعنی ضروری ہے، اگرچہ وہ سنت کے درجہ میں ضروری ہو۔ پس جب نبی ﷺ نے اور صحابہ نے مواظبت تامہ کے ساتھ قربانی کی تو وہ 'اسلامی طریقہ' ہوا، وہی لفظ سنت سے مراد ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

۷۳- كتابُ الأضاحِی

[۱-] بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوْفٌ.

[۵۵۴۵-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِیِّ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: " إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِیْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّیَ، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرَ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِیْ شَیْءٍ" فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِیْ جَذَعَةً، قَالَ: " اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ"

وَقَالَ مُطَرِّفٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: " مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ" [راجع: ۹۵۱]

[۵۵۴۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: " مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ" [راجع: ۹۵۴]

بَابُ قِسْمَةِ الإِمَامِ الْأَضَاحِیَّ بَيْنَ النَّاسِ

امام لوگوں کے درمیان قربانیاں تقسیم کرے

گرہ کے پیسوں سے قربانی کرنا ضروری نہیں، باپ یا حکومت پیسہ یا جانور دے تو اس کی قربانی بھی درست ہے، مقصود

اراقۃ الدم ہے جو بہر صورت حاصل ہوگا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۳۴۶) آئی ہے، وہاں ہے کہ حضرت عقبہ کو عتود (بکری کا ایک سالہ بچہ) ملا تھا، اور یہاں جذعہ (بھیڑ کا آٹھ نو ماہ کا بچہ) ہے، دونوں کی قربانی درست ہے، اور اگر کم عمر بچہ تھا تو وہ حضرت عقبہ کے ساتھ خاص تھا۔

[۲-] بَابُ قِسْمَةِ الإِمَامِ الأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

[۵۵۴۷-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ. قَالَ: " ضَحِّ بِهَا" [راجع: ۲۳۰۰]

بَابُ الأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

مسافر اور عورتوں پر قربانی

احناف کے نزدیک: ہر مقیم مالدار عاقل بالغ پر قربانی واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، البتہ مسافر پر واجب نہیں، اور مالدار سے مراد وہ شخص ہے جو کم از کم چھوٹے نصاب (نصاب غیر نامی) کا مالک ہو، اور باب کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲:۸۰) آئی ہے، نبی ﷺ نے حج میں ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی، جبکہ وہ مسافر تھیں، پس حدیث سے یہ تو ثابت ہوا کہ مسافر قربانی کرے تو سبحان اللہ! مگر وجوب یا سنیت ثابت نہیں ہوئی، کیونکہ یہ حج کی قربانی ہو سکتی تھی۔

[۳-] بَابُ الأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

[۵۵۴۸-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقَالَ: "مَالَكِ، أَنُفِسْتِ؟" قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ:" إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِيْ مَا يَقْضِيْ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ" فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ۲۹۴]

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

عید کے دن گوشت کی خواہش ہوتی ہے

حضرت ابو بردۃ بن نیارؓ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے کی وجہ بیان کی تھی کہ یہ ایسا دن ہے جس میں گوشت کی

خواہش ہوتی ہے، جی چاہتا ہے کہ جلد گوشت ملے اور کھائیں اور انھوں نے اپنے پڑوسیوں کا تذکرہ بھی کیا کہ وہ غریب ہیں، وہ بھی گوشت کے خواہشمند تھے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۲۸۳) آئی ہے۔

[٤-] بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

[٥٥٤٩-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ: "مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيُعِدْ" فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ، وَذَكَرَ جِيْرَانَهُ، وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، فَلاَ أَدْرِيْ أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لاَ؟ ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، وَقَامَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا أَوْقَالَ: فَتَجَزَّعُوْهَا. [راجع: ٩٥٤]

لغت: تَوَزَّعَ الْقَوْمُ الشيئَ بينهم: لوگوں کا باہم کوئی چیز بانٹ لینا .... تَجَزَّعَ الْقوم الشيئَ: باہم تقسیم کرلینا، لوگ تھوڑے سے مالِ غنیمت/ بکریوں کی طرف دوڑے اور اسے تقسیم کرلیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ

ایک رائے یہ ہے کہ قربانی کا صرف ایک دن ہے

محمد بن سیرینؒ وغیرہ کی رائے یہ تھی کہ قربانی کا صرف ایک دن (۱۰ ذی الحجہ) ہے، باب کی حدیث ان کی دلیل تھی، یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱: ۳۳۲) آئی ہے، نبی ﷺ نے دس ذی الحجہ کو یوم النحر (قربانی کا دن) کہا ہے، مگر یہ استدلال ضعیف ہے، قرآن میں سورۃ الحج کی (آیت ۲۸) میں ہے: ﴿وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَعْلُوْمَاتٍ﴾: اور وہ کئی دن تک جو معلوم ہیں اللہ کا نام لیں (ان چوپایوں کو ذبح کرتے وقت جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں) اس میں 'ایام' جمع ہیں اور اقل جمع تین ہے اور حضرت علی، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں، ان میں افضل پہلا دن ہے (حاشیہ)

[٥-] بَابُ مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ

[٥٥٥٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَّمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاَثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: "أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: "فَأَيُّ

بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَّنَا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:" أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ:" فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَّنَا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:" أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ:" فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَافِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ - فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ:- أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟! أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟!" [راجع: ٦٧]

بَابُ الْأَضْحَى وَالنَّحْرِ بِالْمُصَلَّى

عیدگاہ میں قربانی کرنا

تحفۃ القاری (۳۰۶:۳) میں دوسری حدیث جو مرفوع ہے گذری ہے، نبی ﷺ ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ سے فارغ ہوئے تو مینڈھا لایا گیا، آپؐ نے سب کے سامنے اس کی قربانی کی، تاکہ لوگوں کو ترغیب ہو اور لوگ قربانی کرنے کا طریقہ سیکھیں، اور ابن عمرؓ مِطْواع السنّة (سنت کی بہت زیادہ پیروی کرنے والے) تھے، اس لئے وہ بھی عیدگاہ میں قربانی کرتے تھے، مگر یہ سنت نہیں، یہ عمل خاص وجہ سے تھا۔

[٦-] بَابُ الْأَضْحَى وَالنَّحْرِ بِالْمُصَلَّى

[٥٥٥١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: يَعْنِيْ مَنْحَرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٩٨٢]

[٥٥٥٢-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى. [راجع: ٩٨٢]

ملحوظہ: باب میں والمنحر تھا، گیلری میں والنحر ہے، میں نے اس کو بدلا ہے۔

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِيْنَيْنِ

نبی ﷺ نے دو سینگ دار موٹے تازے مینڈھوں کی قربانی کی

مینڈھے کی قربانی افضل ہے یا بکرے کی؟ اس کا تعلق رغبت سے ہے، عرب مینڈھے کو پسند کرتے ہیں، اور

ہمارے دیار میں بکرا پسند کیا جاتا ہے، پس جس کا گوشت لوگوں کو پسند ہے اس کی قربانی بہتر ہے —— قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا تازہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ حاشیہ میں ہے کہ بعض مالکیہ اس کو ناپسند کرتے تھے، وہ اس کو یہود کے مشابہ قرار دیتے تھے، مگر یہ رائے صحیح نہیں، قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کرنا چاہئے، حدیث میں ہے: **سَمِّنُوْا ضَحَايَاكم فإنها على الصراط مَطَايَاكم**: قربانی کے جانور کو موٹا تازہ کرو، وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگے، اور مسلمانوں کا عمل بھی یہی ہے، حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں قربانی کے جانور کو فربہ کیا کرتے تھے، اور مسلمان بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

سینگ دار اور چتکبرے کا کیا مسئلہ ہے؟ وہ محض اتفاق تھا، بالقصد ایسے مینڈھے ڈھونڈھ کر نہیں لائے گئے تھے، اس لئے اگر کسی کو ایسے مینڈھے مل جائیں تو سبحان اللہ! ورنہ اس کی کچھ فضیلت نہیں۔

نبی ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کیوں کی تھی؟ کیا دو قربانیاں کرنا واجب ہے؟ نہیں! ایک ہی قربانی واجب ہے، آپؐ نے ایک مینڈھے کی قربانی اپنی طرف سے کی تھی، اور ایک کی امت کے ناداروں کی طرف سے، پس وہ ایصالِ ثواب کی قربانی تھی، اپنی طرف سے قربانی کر کے امت کے غریبوں کو ثواب پہنچایا تھا —— اور حضرت انس رضی اللہ عنہ دو قربانیاں کیوں کرتے تھے؟ معلوم نہیں! شاید ایک نبی ﷺ کی طرف سے کرتے ہونگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ نبی ﷺ نے مجھے اس کی وصیت (تاکید) کی ہے —— باب کی باقی دو حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

فائدہ: جب نبی ﷺ نے امت کے ناداروں کا خیال رکھا تھا تو ضروری ہے کہ امت کے مالدار نبی ﷺ کا خیال رکھیں، میں بحمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ نبی ﷺ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں، جو بکرا سب سے عمدہ ہوتا ہے: عید کے دن سب سے پہلے نبی ﷺ کی طرف سے اس کی قربانی کرتا ہوں، اپنی دوسرے دن، اور اہلیہ مرحومہ کی تیسرے دن، اور میں نے اپنا یہ عمل اس لئے لکھا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

[۷-] بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِيْنَيْنِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ.

[۵۵۵۳-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ، وَأَنَا أُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ.

[أطرافه: ۵۵۵٤، ۵۵۵۸، ۵۵٦٤، ۵۵٦۵، ۷۳۹۹]

[۵۵۵٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ.
وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ، وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسٍ. تَابَعَهُ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ.
[راجع: ۵۵۵۳]

لغت: انْكَفَأَ: مائل ہوئے .... أملح: چتکبرا، جس میں سیاہی اور سفیدی ہو۔

سند: پہلی سند میں ایوب سختیانی کے استاذ ابوقلابہ تھے، اور اسماعیل اور حاتم کی سند میں استاذ ابن سیرین ہیں، مگر پہلی سند میں جو عبدالوہاب ہیں ان کے متابع وہیب ہیں، اس لئے دونوں سندیں صحیح ہیں۔

[۵۵۵۵-] حدثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُوْدٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: "ضَحِّ بِهِ أَنْتَ" [راجع: ۲۳۰۰]

وضاحت: یہ حدیث اس باب میں کیوں لائے؟ حاشیہ میں ہے کہ چونکہ قربانیاں صحابہ کو نبی ﷺ نے دی تھیں، اس لئے گویا ان کو آپؐ نے قربان کیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَبِي بُرْدَةَ: "ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ"

سال بھر سے کم عمر کے بکرے کی قربانی ابو بردہؓ کے ساتھ خاص تھی

قربانی کا جانور الثَّنِیّ (وہ جانور جس کے اگلے دانت گر گئے ہوں) ہونا ضروری ہے، پس بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں، اور گائے بھینس دو سال سے کم کی درست نہیں، اور اونٹ پانچ سال سے کم کا درست نہیں، البتہ دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ ماہہ کی قربانی بھی درست ہے۔ نبی ﷺ نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں مسئلہ بیان کیا کہ قربانی نماز عید کے بعد ہی درست ہے، یہ مسئلہ امت کے سامنے پہلی مرتبہ آیا تھا، حضرت ابو بردۃ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں قربانی کر کے نماز کے لئے آیا ہوں! آپؐ نے فرمایا: دوسری قربانی کرو، انھوں نے عرض کیا: میرے پاس دودھ کی بکری کا گھر میں پلا ہوا بکری کا بچہ ہے، جو قصائی کی دو بکریوں سے بھی عمدہ ہے، مگر وہ سال بھر کا نہیں ہے، پس کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: اس کی قربانی کرو، اور یہ تمہارے لئے ہی جائز ہے، اور کسی کے لئے جائز نہیں" —— یہ تشریع کے وقت کی ترخیص تھی، جب کوئی نیا قانون بنتا ہے، اور بروقت کوئی الجھن پیش آتی ہے تو شریعت اس میں سہولت دیتی ہے، چنانچہ حضرت ابو بردہؓ کو سہولت دی گئی۔

[۸-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم لِأَبِیْ بُرْدَةَ: "ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعَزِ، وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بعْدَكَ"

[۵۵۵٦-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: ضَحَّی خَالٌ لِیْ یُقَالُ لَهُ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ" فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عِنْدِیْ دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعَزِ، قَالَ: "اذْبَحْهَا وَلاَ تَصْلُحُ لِغَیْرِكَ" ثُمَّ قَالَ:" مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَإِنَّمَا یَذْبَحُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلاَةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ"

تَابَعَهُ عُبَیْدَةُ عَنِ الشَّعْبِیِّ وَإِبْرَاهِیْمَ، وَتَابَعَهُ وَکِیْعٌ عَنْ حُرَیْثٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ.
وَقَالَ عَاصِمٌ، وَدَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِیِّ: عِنْدِیْ عَنَاقُ لَبَنٍ، وَقَالَ زُبَیْدٌ، وَفِرَاسٌ، عَنِ الشَّعْبِیِّ: عِنْدِیْ جَذَعَةٌ.
وَقَالَ أَبُوْ الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ: عَنَاقٌ جَذَعَةٌ، وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: عَنَاقٌ جَذَعٌ، عَنَاقُ لَبَنٍ.
[راجع: ۹۵۱]

سند: امام عامر شعبی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ایک لفظ میں اختلاف ہوا ہے: (۱) مطرف عندی داجنًا جذعةً کہتے ہیں: میرے پاس گھر کا پلا ہوا سال بھر سے کم عمر کا بکرا ہے (۲) عبیدۃ ضبّی بھی شعبی سے یہی الفاظ روایت کرتے ہیں (۳) عبیدۃ ضبّی: ابراہیم نخعی، عن البراء سے بھی یہی الفاظ روایت کرتے ہیں (مگر ابراہیم کا براءؓ سے سماع نہیں، بلکہ کسی بھی صحابی سے سماع نہیں، اس لئے یہ روایت منقطع ہے) (۴) حریث کی روایت بھی یہی ہے (۵و۶) عاصم اور داؤد: عندی عناقُ لبنٍ کہتے ہیں (۷و۸) زبید اور فراس: عندی جذعة کہتے ہیں (۹) منصور (عن الشعبی) عناقٌ جذعةٌ کہتے ہیں (۱۰) عبداللہ بن عون (عن الشعبی) عناقٌ جذعةٌ، عناقُ لبنٍ کہتے ہیں۔

[۵۵۵۷-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: ذَبَحَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: "أَبْدِلْهَا" فَقَالَ: لَیْسَ عِنْدِیْ إِلَّا جَذَعَةٌ- قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: هِیَ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ- قَالَ: "اجْعَلْهَا مَکَانَهَا، وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" [راجع: ۹۵۱]
وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، وَقَالَ: عَنَاقُ جَذَعَةٍ.

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهِ

قربانی بدستِ خود ذبح کرنا افضل ہے

اگر ہمت ہوتو قربانی خود ذبح کرے: مرد بھی اور عورت بھی، اور ہمت نہ ہو یا ذبح کرنا نہ جانتا ہوتو دوسرے سے ذبح کرائے اور ذبح کے وقت خود موجود رہے، اور موجود نہ رہے تو بھی قربانی درست ہے، نبی ﷺ نے مینڈھوں کے پہلوؤں پر پیر رکھ کر خود ذبح کئے ہیں، صِفَاح: الصَّفْح کی جمع: پہلو۔

لطیفہ: ضلع غازی آباد (یوپی) میں قصبہ ہاپوڑ کے قریب بڑودہ نامی مسلمانوں کا ایک بڑا گاؤں ہے، وہاں ایک پڑھا لکھا سادھو تھا، وہ مسلمانوں کو پریشان کرتا تھا، کہتا تھا: اسلام میں چار فرض ہیں، قربانی فرض نہیں، پھر تم قربانی کر کے جانوروں کی جان کیوں لیتے ہو؟ مسلمان بیچارے اس کو کیا جواب دیتے، ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے سفیر حافظ محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ وہاں گئے، مسلمانوں نے ان سے یہ بات ذکر کی، حافظ صاحب چند مسلمانوں کو لے کر مندر میں پنڈت جی کے پاس گئے، اور اس سے کہا: پنڈت جی! تم کیا کتھا کہتے ہو، ہم سے بھی کہو، ہم بھی بوجھیں! اس نے اپنی بات دوہرائی کہ اسلام میں چار فرض ہیں، قربانی فرض نہیں، حافظ صاحب نے کہا: پنڈت جی! اسلام میں چار نہیں پانچ فرض ہیں، وہ کہنے لگا: پانچواں فرض کیا ہے؟ حافظ صاحب نے کہا: جہاد! اس نے مانا کہ جہاد بھی فرض ہے، کیونکہ اسلام کے اس فریضہ کو اغیار بھی جانتے ہیں (تبلیغ والے چاہے نہ جانیں!) حافظ صاحب نے کہا: جہاد کی نوبت تو کبھی کبھی آتی ہے، ہم ہر سال بکروں کے گلوں پر ریہرسل کرتے ہیں، تاکہ جب تمہارا نمبر آئے تو ہمارے ہاتھ چلیں! بس سادھو کو سانپ سونگھ گیا، پھر کبھی اس نے مسلمانوں کو پریشان نہیں کیا، یہ بھی اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرنے کی ایک حکمت ہے!

[۹-] بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهِ

[۵۵۵۸-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ۵۵۵۳]

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ

دوسرے کی قربانی ذبح کرنا

ابھی بتایا کہ دوسرے کا قربانی ذبح کرنا بھی درست ہے، مقصود اراقۃ الدم ہے، حج کے موقعہ پر ازواج کی طرف سے نبی

ﷺ نے قربانی کی تھی۔ اور ابن عمرؓ نے اونٹ کو نحر کرنے میں دوسرے سے مدد لی، اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ اپنی قربانیاں خود ذبح کرو، یہ اس لئے کہنا پڑا کہ عورتیں خود ذبح نہیں کرتیں، دوسروں سے ذبح کرواتی ہیں، اور یہ بھی درست ہے، مگر عورتوں کے لئے بھی بدست خود ذبح کرنا افضل ہے۔

[۱۰-] بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ

[۱-] وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهِ. [۲-] وَأَمَرَ أَبُوْ مُوْسَى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ.

[۵۵۵۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِيْ، فَقَالَ: " مَالَكِ، أَنُفِسْتِ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: " هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، اقْضِيْ مَا يَقْضِيْ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ" وَضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ۲۹۴]

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

عید کی نماز کے بعد ہی قربانی درست ہے

بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب شہر میں کسی بھی جگہ نماز عید کا سلام پھر جائے تو پورے شہر میں قربانی درست ہے، اگرچہ قربانی کرنے والے نے ابھی عید کی نماز نہ پڑھی ہو، البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی طلوع صبح صادق کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: إن أولَ ما نبدأُ من يومنا هٰذا أن نصلي إلخ: عید کے دن سب سے پہلے عید کا دوگانہ پڑھنا ہے، پھر لوٹ کر قربانی کرنی ہے۔

[۱۱-] بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

[۵۵۶۰-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ فَقَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْئٍ" فَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ، وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ. فَقَالَ: " اجْعَلْهَا مَكَانَهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ: تُوُفِّيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" [راجع: ۹۵۱]

قوله: عندي جذعة: میرے پاس چھ ماہہ بکری کا بچہ ہے جو سال بھر کی بکری سے اچھا ہے۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَهُ

جونمازعید سے پہلے قربانی کرے وہ دوسری قربانی کرے

اگر کسی نے غلطی سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نمازعید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کردیا تو وہ بیکار گیا، وہ نماز کے بعد دوسری قربانی کرے.......... هَنَةٌ: حاجةٌ: پڑوسیوں کی غربت کا ذکر کیا، عَذَرَہ: نبی ﷺ نے ان کے عذر کو معتبر قرار دیا.......... انکفأ: مائل ہوئے.......... غُنيمة: غنم کی تصغیر: تھوڑی بکریاں۔

[۱۲-] بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَهُ

[۵۵۶۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ" فَقَالَ رَجُلٌ: هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيْهِ اللَّحْمُ، وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيْرَانِهِ، فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَذَرَهُ، وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلاَ أَدْرِيْ، أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا؟ ثُمَّ انْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِيْ فَذَبَحَهُمَا، ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا. [راجع: ۹۵۴]

[۵۵۶۲-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ" [راجع: ۹۸۵]

[۵۵۶۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: "مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ" فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلْتُ! فَقَالَ: "هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ" قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ: أَأَذْبَحُهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَا تَجْزِيْ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" قَالَ عَامِرٌ: هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتِهِ. [راجع: ۹۵۱]

وضاحت: هي خير: عامر شعبیؒ کا قول ہے جو حدیث میں مدرج ہے، پس یہ اشکال نہ کیا جائے کہ پہلی تو قربانی واقع ہی نہیں ہوئی، وسری اس سے بہتر کیسے ہوئی؟

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ

ذبیحہ کے پہلو پر پیر رکھ کر ذبح کرنا

بکرے کے پہلو پر پیر رکھ کر دبا دیا جائے، پھر ذبح کیا جائے تاکہ ہلے نہیں، مگر ایسا کرنا ضروری نہیں، نبی ﷺ کا یہ

عمل خاص مصلحت سے تھا، مسئلہ شرعی کے طور پر نہیں تھا۔

[۱۳-] بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ

[٥٥٦٤-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُضَحِّىْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتَيْهِمَا، وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ٥٥٥٣]

بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

اللہ اکبر کہہ کر جانور ذبح کرنا

جانور ذبح کرنے کا یہی اسلامی طریقہ ہے، پس قربانی بھی الله أكبر کہہ کر ذبح کی جائے، مگر ضروری تسمیہ (بسم اللہ کہنا) ہے، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ضروری نہیں، اور تسمیہ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ کے نام پر قربان کرنے کے معنی متحقق ہوں، کیونکہ ذبیحہ بھی عام قربانی ہے، اور تکبیر اس لئے کہی جاتی ہے کہ اپنی بڑائی کا گمان ختم ہو۔

[۱٤-] بَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

[٥٥٦٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا. [راجع: ٥٥٥٣]

بَابٌ: إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْئٌ

حرم میں ہدی بھیجنے سے احرام کی پابندی لازم نہیں ہوتی

سلف میں ایک رائے (ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے) یہ تھی کہ ہدی کا جانور حرم میں بھیجا جائے اور بھیجنے والا خود حج یا عمرے کے لئے نہ جائے تو بھی بھیجنے والے پر احرام کی پابندیاں لازم ہوجاتی ہیں، چنانچہ زیاد بن ابی سفیان نے ہدی بھیجی، اور وہ شہر میں مقیم رہا، اس نے حکم دیا کہ ہدی کے اونٹ کو ہار پہنایا جائے، پھر وہ اس دن سے احرام کھلنے کے دن تک (دس ذی الحجہ تک) احرام میں رہا، مسروقؒ نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی، انھوں نے پردے کے پیچھے سے تعجب ظاہر کرنے کے لئے یا سائل کو چوکنا کرنے کے لئے چٹکی بجائی، اور بتایا کہ نبی ﷺ نے سنہ ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سو بکریاں بطور ہدی بھیجی تھیں، مگر آپؐ نے احرام کے احکام کی پابندی نہیں کی۔

[۱۵-] بَابٌ: إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْئٌ

[۵۵۶٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ: أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ، فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ رَجُلاً يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِي أَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ، فَلاَ يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَ النَّاسُ، قَالَ: فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلاَئِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَيَبْعَثُ هَدْيَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ أَهْلِهِ، حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ. [راجع: ۱٦۹٦]

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِيِّ، وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

قربانی کا گوشت قربانی کے دنوں میں بھی کھا سکتے ہیں، اور بعد کے لئے بھی ذخیرہ کر کے رکھ سکتے ہیں

سلف میں یہ مسئلہ اختلافی تھا، ایک رائے یہ تھی کہ قربانی کا گوشت قربانی کے دنوں ہی میں کھا سکتے ہیں، بعد کے لئے ذخیرہ کر کے نہیں رکھ سکتے، اور یہ رائے نبی ﷺ کے ایک اعلان کی پر مبنی تھی، ایک سال مدینہ میں تنگ حالی تھی یا باہر سے لوگ آئے ہوئے تھے، اس لئے آپؐ نے مدینہ میں منادی کرائی کہ لوگ قربانی کا گوشت تین دن کھائیں، چوتھے دن کے لئے نہ رکھیں، تاکہ سب کو گوشت پہنچے، بعد میں حقیقتِ حال کھلی کہ یہ ایک وقتی مصلحت سے اعلان تھا، چنانچہ اب اجماع ہے کہ قربانی کا گوشت جتنے دن چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ پہلے تشریق (دھوپ میں گوشت سکھانے) کا سلسلہ تھا، اب تبرید (فریج میں رکھنے) کا زمانہ ہے، لوگ پورا بکرا فریج میں بھر دیتے ہیں، اور عرصہ تک کھاتے رہتے ہیں: یہ درست ہے۔

[۱٦-] بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِيِّ، وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

[۵۵٦۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ. وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ: لُحُوْمَ الْهَدْيِ. [راجع: ۱۷۱۹]

وضاحت: علی بن المدینیؒ کہتے ہیں: ابن عیینہؒ نے لحوم الاضاحی کہا، مگر کئی مرتبہ انھوں نے لحوم الهدی کہا ہے۔

[۵۵٦۸-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا، فَقَدِمَ، فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ، فَقَالَ: هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا، فَقَالَ: أَخِّرُوْهُ لاَ أَذُوْقُهُ. قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ أَخِيْ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ، وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ، وَكَانَ بَدْرِيًّا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ. [راجع: ۳۹۹۷]

وضاحت: یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸۲:۸) آئی ہے، اس میں ابوقتادہ: راوی کا وہم ہے، صحیح قتادہ ہے، پہلے یہی آیا ہے۔

[۵۵۶۹-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْئٌ" فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ؟ قَالَ: " كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا"

ترجمہ: (یہ اٹھارہویں ثلاثی روایت ہے) نبی ﷺ نے فرمایا: "جو تم میں سے قربانی کرے، پس ہرگز صبح نہ کرے تین راتوں کے بعد درانحالیکہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی ہو" پھر جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کریں ہم جیسا ہم نے گذشتہ سال کیا تھا؟ یعنی تین ہی دن گوشت کھائیں؟ آپؐ نے فرمایا: "کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، پس بے شک وہ سال (گذشتہ سال) لوگ تنگ حال میں تھے، پس میں نے چاہا کہ تم تنگ حال میں مدد کرو" یعنی وہ حکم وقتی مصلحت سے تھا، پس وہ اعلان حدیث ہے سنت نہیں۔

[۵۵۷۰-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا، فَنُقَدِّمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: " لاَ تَأْكُلُوْا إِلاَّ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ" وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ، وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. [راجع: ۵۴۲۳]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قربانی ہم اس میں نمک لگاتے تھے، اور اس کو نبی ﷺ کے سامنے مدینہ میں (کھانے کے لئے) پیش کرتے تھے، پس آپؐ نے (ایک سال) فرمایا: "نہ کھاؤ مگر تین دن" اور ممانعت پختہ نہیں تھی، بلکہ آپؐ نے چاہا کہ گوشت میں سے کھلائیں، اور اللہ بہتر جانتے ہیں۔

[۵۵۷۱-] حدثنا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ: أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ. [راجع: ۱۹۹۰]

[۵۵۷۲-] فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ

الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

[۵۵۷۳-] قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلاَثٍ، وَعَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

وضاحت: یہ تین حدیثیں ایک ہیں، اس کو زہریؒ سے یونسؒ بھی روایت کرتے ہیں اور معمر بھی:

پہلی روایت: میں ہے: تأکلون من نسککم: یہ عام ہے، پس قربانی کے دنوں میں بھی کھاسکتے ہیں اور بعد میں بھی۔

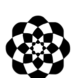
دوسری روایت: میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیہات کے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ گھر لوٹنا چاہیں تو لوٹ سکتے ہیں، جمعہ کے لئے رکنا ان کے لئے ضروری نہیں، کیونکہ جمعہ کے دن زوال سے پہلے شہر سے نکل سکتے ہیں، پس اس اجازت سے امام احمدؒ کے لئے جو استدلال کیا گیا ہے کہ اگر جمعہ کو عید آئے تو جمعہ کی نماز ضروری نہیں، یہ استدلال صحیح نہیں، شہر والوں پر جمعہ کی نماز ضروری ہے۔

تیسری روایت: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقتی مصلحت کو مسئلہ سمجھا، فرمایا کہ نبی ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے، مگر دوسرے صحابہ کی روایتوں سے واضح ہے کہ وہ وقتی مصلحت سے اعلان تھا، مسئلہ نہیں تھا۔

[۵۵۷۴-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ أَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلُوْا مِنَ الأَضَاحِيِّ ثَلاَ ثًا" وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى، مِنْ أَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ.

وضاحت: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک چونکہ ارشادِ نبوی: کلوا من الأضاحی ثلاثا: مسئلہ تھا، اس لئے جب آپؓ حج سے لوٹتے تو قربانی کا گوشت ساتھ نہیں لاتے تھے اور زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے، من أجل: اس وجہ سے کہ ہدی کا گوشت ساتھ نہیں لاتے تھے۔

﴿الحمدللہ! کتاب الأضاحی کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأشْرِبَۃِ

پینے کی چیزوں کا بیان

کتابوں میں ربط: کتاب النکاح سے معاشرتی مسائل کا سلسلہ شروع ہوا ہے، نکاح: معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے، پھر گھر میں آگ لگے تو ناگہانی نکلنے کا دروازہ (ایمرجنسی ایگزٹ) بھی ضروری ہے، اور وہ طلاق ہے، پھر اہل وعیال کو نفقہ دینا بھی ضروری ہے اور نفقات میں تین چیزیں شامل ہیں: کھانا، پینا اور پہننا، اب تک کھانے کی چیزوں کا بیان تھا، اب مشروبات کا بیان شروع کرتے ہیں، پھر کھانے پینے میں بے احتیاطی سے آدمی بیمار پڑ جاتا ہے، اس لئے کتاب المرضیٰ لائیں گے، اور جب بیمار پڑ گیا تو دوا دارو بھی ضروری ہے، اس لئے کتاب الطب لائیں گے، اس کے بعد پہننے کا ذکر کریں گے، کتاب اللباس لائیں گے، اس پر یہ سلسلۂ بیان پورا ہوگا۔

[بَابٌ]

شراب کی حرمت اور اس کی سزا

سورۃ المائدۃ کی آیات ۹۰ و۹۱ ہیں: ﴿یٰأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا! إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ إِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ أَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلاَ ۃِ، فَھَلْ أَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ﴾: ترجمہ: اے ایمان والو! انگوری شراب، جُوا، غیر اللہ کے لئے قربانی کے تھان اور قرعہ اندازی کے تیر: سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں، پس ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہوؤ! شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ خمر اور جُوے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کرے، اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پس کیا تم باز آؤگے؟!

تشریح: شرابوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) خمر (انگور کا کچا شیرہ جب اس میں جوش آئے اور اس پر جھاگ آجائے) (۲) تین شرابیں: (الف) طِلاء (انگور کا شیرہ، جب اس کو پکایا جائے، اور دو تہائی سے کم جلایا جائے، پھر اس میں نشہ پیدا ہو) (ب) سَکر (چھوہارے یا تازہ کھجوریں پانی میں بھگائی جائیں جب پانی میٹھا ہوجائے، اور اس میں نشہ پیدا ہو) (ج) نقیع الزبیب (خشک انگور، کشمش یا منقی پانی میں بھگودی جائے، جب پانی میٹھا ہوکر اس میں جوش پیدا ہو) (۳) دیگر نشہ آور

مشروبات، جیسے گیہوں، جَو، شہد اور مکئی وغیرہ کی شرابیں جو نبیذ کہلاتی ہیں ـــــ پہلی قسم: حرام لذاتہ ہے، اور اس کے احکام سخت ہیں، دوسری قسم: مختلف فیہ ہے اور تیسری قسم: امام اعظمؒ کے نزدیک حلال ہے، امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی قول ہے، اور امام محمدؒ کے نزدیک اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حرام ہے، اور فتوی ان کے قول پر ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الالمعی ۵: ۲۰۲)

اور دوسری آیت میں خمر کی دو خرابیاں بیان کی گئی ہیں: دینی اور دنیوی:

دنیوی خرابی: شرابی لوگوں سے جھگڑتا ہے، جب اس کی عقل ماری جاتی ہے تو وہ گالی گلوچ کرتا ہے، دنگا فساد مچاتا ہے اور لوگوں کے مال ضائع کرتا ہے، بلکہ کبھی نوبت قتل کی بھی آجاتی ہے۔

دینی خرابی: شرابی نفس کے تقاضوں میں گھسا چلا جاتا ہے، اس کو نہ نماز یاد رہتی ہے نہ اللہ کا ذکر، کیونکہ شراب سے وہ عقل ہی ناکارہ ہوجاتی ہے جو نیکیوں کی بنیاد ہے (رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۳۳۰)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی، پھر اس سے توبہ نہیں کی، تو وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا'' ـــــ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں: **من شرب الخمر فی الدنیا، فمات وهو يُدْمِنُها لم يَتُبْ، لم يَشْرَبْها فی الآخرة** (رواہ مسلم): جس نے دنیا میں شراب پی، پس وہ اس حال میں مرا کہ شراب کا عادی تھا، توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں شراب نہیں پیئے گا (مشکوۃ حدیث ۳۶۳۸)

تشریح: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جنت میں تو جائے گا مگر شراب سے محروم رہے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا، جیسے حدیث میں ہے: جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے، یا فرمایا: اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے یعنی وہ جنت کے قریب بھی نہیں جاسکے گا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جنت میں تو جائے گا، مگر وہاں ناک بند ہوجائے گی اس لئے وہاں کی خوشبو نہیں سونگھے گا ـــــ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ان حدیثوں میں غایت بیان کئے بغیر مطلقا سزا بیان کی گئی ہے، کیونکہ وعید کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے، سورۃ النساء آیت ۹۳ میں بھی یہی انداز بیان ہے اور خلود بمعنی مکث طویل ہے، اور سورۃ النساء کی دو آیتوں میں صراحت ہے کہ صرف ایک گناہ (شرک وکفر) نہیں بخشا جائے گا، باقی گناہ مشیتِ الٰہی کے تحت ہونگے، اگر اللہ چاہیں گے تو ابتداءً یا انتہاءً بخش دیں گے، اور ہر مؤمن جنت میں ضرور جائے گا، اور جب جائے گا تو جنت کی ہر نعمت سے متمتع ہوگا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۴- كتابُ الأشربة

[۱- بَابٌ]

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

[٥٥٧٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ"

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ٦:٦٠١) آئی ہے۔شراب بوقت معراج حلال تھی،اس لئے پیش کی گئی،مگروہ آئندہ حرام ہونے والی تھی،اوراشیاء کاحسن وقبح ماتریدیہ کےنزدیک من وجہٍ عقلی ہےیعنی جوچیزیں حرام کی جاتی ہیں ان میں خرابی پہلے سے ہوتی ہے،ورودِشرع سے پیدانہیں ہوتی،جیسا کہ اشاعرہ کا خیال ہے،پس شراب کی وہی خرابی امت کی گمراہی کی شکل اختیار کرتی۔

[٥٥٧٦-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا، ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ، وَابْنُ الْهَادِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَالزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٣٩٤]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ١:٣٦١) آئی ہے،مگرشروع کا جملہ وہاں نہیں آیا،حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے،وہ حدیث تم سے میرے علاوہ کوئی بیان نہیں کرے گا ـــــ حضرت انسؓ بصرہ میں آخری صحابی ہیں انتقال کے اعتبار سے،اس لئے یہ بات فرمائی۔علاماتِ قیامت میں سے یہ بات بھی ہے کہ شرابیں خوب پی جائیں۔

[٥٥٧٧-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثًا لاَيُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِيْ، قَالَ: "مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَقِلَّ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَتَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً، قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ" [راجع: ٨٠]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۹۴) آئی ہے۔شراب پینادیگر چند کبائر کی طرح ایمان کے منافی عمل ہے۔

[٥٥٧٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَابْنَ الْمُسَيَّبِ، يَقُوْلاَنِ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لاَيَزْنِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ

يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ"

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ:" وَلاَ يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ" [راجع: ۲٤٧٥]

قوله: يُلْحِق: یعنی حدیث کے آخر میں اضافہ کرتے تھے۔

بَابٌ: إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

خمر درحقیقت انگوری شراب ہے

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ ہر نشہ آور مشروب کو خمر کہتے ہیں، انگوری شراب اور دوسری شرابوں میں فرق نہیں کرتے، اور حنفیہ کے نزدیک: خمر درحقیقت انگوری شراب ہے، اور دوسری شرابیں حکمِ حرمت میں خمر کے ساتھ لاحق ہیں، اور ملحق اور ملحق بہ میں احکام میں فرق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس مسئلہ میں حنفیہ کے ہمنوا ہیں، وہ باب میں تین روایتیں لائے ہیں، دو سے خمر کا حقیقی مصداق بیان کیا ہے، اور تیسری روایت میں الحاق کا بیان ہے۔

پہلی روایت: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں: جب خمر حرام کی گئی تو مدینہ میں اس میں سے کچھ نہیں تھا (معلوم ہوا کہ مدینہ میں جو شرابیں رائج تھیں وہ خمر کا حقیقی مصداق نہیں تھیں)

دوسری روایت: حضرت انسؓ کہتے ہیں: ہم پر خمر حرام کی گئی جب حرام کی گئی، اور نہیں پاتے تھے ہم مدینہ میں انگوری شراب مگر بہت ہی کم، اور ہماری اکثر شرابیں نیم پختہ (گدّر) کھجور کی اور چھوہاروں کی تھی (مگر حرمت لفظ خمر سے نازل ہوئی)

تیسری روایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر سے خطاب فرمایا: جب خمر کی حرمت نازل ہوئی تو شراب پانچ چیزوں کی تھی: انگور کی، چھوہاروں کی، شہد کی، گیہوں کی اور جَو کی (چاروں خمر کے ساتھ لاحق کی گئی تھیں، بلکہ) خمر: ہر وہ مشروب ہے جو عقل کو ڈھانک دے یعنی نشہ آور ہو۔

تشریح: خمر کے معنی ہیں: انگوری شراب، لسان العرب میں ہے: **الخمر: ما أسكر من عصير العنب**: انگور کا وہ رس جس میں نشہ پیدا ہو جائے خمر ہے، اور جب ابوحنیفہ دینوری نے کہا کہ خمر غلوں کی بھی ہوتی ہے تو ابن سیدۃ نے ان کی تردید کی (لسان) اور سورۃ یوسف (آیت ۳۶) میں ہے: ﴿قَالَ أَحَدُهُمَا: إِنِّيْ أَرَانِيْ أَعْصِرُ خَمْرًا﴾: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں، انگور پر خمر کا اطلاق کیا گیا ہے، اور بلا قرینہ خمر سے انگور اسی وقت سمجھا جا سکتا ہے جب لفظ خمر انگوری شراب کے لئے خاص ہو، اور لسان العرب میں یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک یمنی انگور لئے جا رہا تھا، اس سے پوچھا: کیا لے جا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا خمر یعنی انگور، اور عربی میں دوسری شرابوں کے لئے دوسرے الفاظ ہیں۔

پھراحادیث میں دیگر شرابوں کواشتراک علت (نشہ) کی بناپر خمر کے ساتھ لاحق کیا، اورسب کوحرام قرار دیا، اگرسب مسکرات خمر کا مصداق ہوتے تو ان روایات کی حاجت نہیں تھی، قرآن کے مخاطب خاص عرب تھے، وہ اپنے محاورات سے پوری طرح واقف تھے، پھر مختلف صحابہ کا مختلف شرابوں کے بارے میں حکم دریافت کرنا دلیل ہے کہ وہ خمر کا حقیقی مصداق نہیں ہیں (تفصیل کے لئے رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۳۳۱ اورتحفۃ الالمعی ۵: ۲۰۳ دیکھیں)

[۲-] بَابٌ: إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

[۵۵۷۹-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْئٌ. [راجع: ٤٦١٦]

[۵۵۸۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا، وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. [راجع: ٢٤٦٤]

[۵۵۸۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ. [راجع: ٤٦١٩]

بَابٌ: نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ، وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

جب خمر کی حرمت نازل ہوئی تو گدرّ کھجور اور چھوہارے کی شراب رائج تھی

انگوری شراب گراں ہوتی ہے، وہ مدینہ میں بہت کم پائی جاتی تھی، امام طور پر نیم پختہ اور چھوہاروں کی شرابیں بنائی جاتی تھیں، تاہم تحریم لفظ خمر سے نازل ہوئی، اور رائج شرابوں کا حکم اشتراکِ علت سے لیا گیا، اور مدینہ میں رائج سب شرابیں ضائع کرادی گئیں، جیسے حدیبیہ میں دشمن نے روکا، مگر آیت لفظ احصار سے نازل ہوئی، احصار کے معنی ہیں: دشمن کے علاوہ کوئی اور مانع پیش آئے، اور دشمن روکے تو اس کے لئے لفظ حصر (مجرد) ہے، پس آیت لفظ احصار سے نازل ہوئی، اور دشمن کے روکنے کا حکم دلالۃ النص سے لیا گیا۔ اور باب کی حضرت انسؓ کی حدیث جو تین سندوں سے مروی ہے: پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۴۷۹) آچکی ہے۔

[۳-] بَابٌ: نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ، وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

[۵۵۸۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا عُبَيْدَةَ، وَأَبَا طَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، مِنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ

وَتَمْرٍ، فَجَاءَ هُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ. فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا، فَأَهْرَقْتُهَا.

[راجع: ٢٤٦٤]

[٥٥٨٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ، أَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِيْ، وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، الْفَضِيْخَ، فَقِيْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالُوْا: اكْفَأْهَا فَكَفَأْنَا. قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ. فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ. وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ.[راجع: ٢٤٦٤]

[٥٥٨٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ، وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ.[راجع: ٢٤٦٤]

لغت: الْفَضِيْخ: کچی کھجور کی شراب .... الزَّهْو: خوش نما، رنگ دار کھجور جو پکنے کے قریب ہو .... من فضیخ: أسقی سے متعلق ہے .... قلتُ لأنس: ما شرابهم؟ معتمر کے والد سلیمان نے حضرت انسؓ سے پوچھا .... وكانت خَمْرَهم: هی ضمیر اسم الفضیخ کی طرف عائد ہے .... وحدثنی بعض أصحابی: سلیمان کہتے ہیں: صاحبزادے ابوبکر نے حضرت انس کو جو بات یاد دلائی تھی، اور جس کو انھوں نے برقرار رکھا تھا، وہ بات میرے بعض ساتھی حضرت انسؓ سے صراحۃً روایت کرتے ہیں۔

بَابٌ: الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ، وَهُوَ الْبِتْعُ

شہد کی شراب بھی حرام ہے

شہد کی شراب کو بِتْع کہتے ہیں، وہ نشہ آور ہوتی ہے، اس لئے حرام ہے، نبی ﷺ نے قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے: كل شراب أسكر فهو حرام: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ سے فُقَّاع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اگر وہ نشہ نہ کرے تو گنجائش ہے، دراوردی کہتے ہیں: ہم نے اس کے بارے میں تحقیق کی تو علماء نے کہا: اس میں نشہ نہیں ہوتا، اس لئے گنجائش ہے، فُقَّاع کیا چیز ہے؟ میں نہیں جانتا، حاشیہ میں ہے: کبھی وہ شہد سے بنایا جاتا ہے (اس لئے یہ مسئلہ اس باب میں لائے ہیں) اور اکثر کشمش سے بنایا جاتا ہے۔

[٤-] بَابٌ: الْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ، وَهُوَ الْبِتْعُ

[١-] وَقَالَ مَعْنٌ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ، فَقَالَ: إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ.

[۲-] وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ: سَأَلْنَا عَنْهُ، فَقَالُوْا: لاَ يُسْكِرُ، لاَ بَأْسَ بِهِ.

[۵۵۸۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبِتْعِ؟ فَقَالَ: "كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ" [راجع: ۲٤۲]

[۵۵۸٦-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ، وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ" [راجع: ۲٤۲]

[۵۵۸۷-] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "لاَ تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ، وَلاَ فِي الْمُزَفَّتِ" وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ.

وضاحت: يُلحق: ابوہریرہؓ کی روایت میں حنتم اور نقیر کا اضافہ ہے۔ان میں بھی نبیذ نہ بنائی جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

ہر نشہ آور مشروب خمر کے حکم میں ہے

روایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی سے خطاب فرمایا: بے شک شان یہ ہے کہ خمر کی حرمت نازل ہوئی درانحالیکہ پانچ چیزوں کی شراب رائج تھی: انگور کی، چھوہاروں کی، گیہوں کی، جَو کی اور شہد کی (اور یہ سب شرابیں پھینکوادیں، معلوم ہوا کہ یہ بہ حکم خمر ہیں، بلکہ) خمر: وہ ہے جو عقل کو ڈھانک لے یعنی ایسے مشروبات خمر کے ساتھ لاحق ہیں، اور اسی کے حکم میں ہیں (یہاں تک حدیث پہلے آئی ہے)

اور تین مسائل: میری آرزو تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ان کو ہمارے لئے خوب واضح کرتے: (۱) دادا (کی میراث کا مسئلہ) (۲) کلالہ (کی تعریف) (۳) اور سود کے چند مسائل۔

ابوحیان نے شعبیؒ سے پوچھا: سندھ میں چاول کی شراب بنائی جاتی ہے؟ شعبیؒ نے کہا: یہ شراب عہدِ نبوی میں نہیں تھی، یا کہا: عہد عمر میں نہیں تھی (ورنہ عمرؓ اپنی تقریر میں اس کا بھی ذکر کرتے، مگر حضرت عمرؓ نے جو قاعدہ بیان کیا ہے اس سے اس شراب کا بھی حکم واضح ہے)

[۵-] بَابُ مَاجَاءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

[۵۵۸۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ

ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

وَثَلاَ ثٌ: وَدِدْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا: الْجَدُّ، وَالْكَلاَلَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! فَشَيْئٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ. قَالَ: ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَوْ: قَالَ: عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ.

وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ: مَكَانَ الْعِنَبِ: الزَّبِيْبُ. [راجع: ٤٦١٩]

[٥٥٨٩-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفْرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: الْخَمْرُ تُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ. [راجع: ٤٦١٩]

بَابُ مَاجَاءَ فِيْمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ، وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

ان لوگوں کے لئے وعید جو شراب کا دوسرا نام رکھ کر پئیں گے

''اور شراب کا اس کے علاوہ نام رکھیں گے'': باب کا یہ جزء ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ عبدالرحمٰن اشعری کہتے ہیں: مجھ سے ابو مالک اشعریؓ نے حدیث بیان کی، بخدا! انھوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا، انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

۱- ضرور ہونگے میری امت میں ایسے لوگ جو حلال سمجھیں گے شرمگاہ کو، ریشم کو، شراب کو اور گانے بجانے کے آلات کو (یہ جزء باب سے متعلق ہے)

۲- اور ضرور اتریں گے کچھ لوگ یعنی بسیں گے کسی پہاڑ کے پہلو میں، شام میں ان کے پاس چرواہا ان کا ریوڑ لائے گا، ان کے پاس غریب حاجت لے کر آئے گا، پس وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا، پس اللہ تعالیٰ ان کو رات میں ہلاک کر دیں گے اور پہاڑ کو ڈھا دیں گے، اور دوسروں کو بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیں گے، قیامت تک (ایسا ہوتا رہے گا)

لغت: لفظ حِرٌ میں بڑا اختلاف ہے کہ یہ کیا لفظ ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے راجح معنی لئے ہیں ....
مَعَازِف: مِعْزِف کی جمع: آلاتِ لہو .... **عَلَم**: پہاڑ، خوش عیش لوگ پہاڑ کے دامن میں کوٹھی بناتے ہیں ....
بَيَّتَهُ: رات میں سازش کر کے ہلاک کرنا۔

[٦-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ، وَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

[٥٥٩٠-] وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ

جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ أَوْ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللّٰهِ مَا كَذَبَنِيْ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ”لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيْهِمْ يَعْنِيْ: الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

برتنوں میں اور لگن میں نبیذ بنانا

کسی بھی برتن میں نبیذ بنا سکتے ہیں، نبیذ: بروزن فعیل، بمعنی منبوذ: ڈالا ہوا، کھجوریں وغیرہ پانی میں بھگا دی جائیں، جب گل جائیں اور پانی میٹھا ہو جائے اور ابھی نشہ پیدا نہ ہوا ہو تو استعمال کر سکتے ہیں، ابو اسید ساعدیؓ نے اپنے ولیمہ میں نبی ﷺ کو مدعو کیا، اہلیہ نے جو دلہن تھی خدمت انجام دی، انھوں نے لگن میں کھجوریں بھگا کر نبیذ بنائی اور نبی ﷺ کو پلائی (حدیث پہلے آئی ہے)

[۷-] بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

[۵۵۹۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ: أَتَى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ عُرْسِهِ، فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوْسُ. قَالَتْ: أَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ. [راجع: ۵۱۷۶]

بَابُ تَرْخِيْصِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوْفِ بَعْدَ النَّهْيِ

ممانعت کے بعد برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت

وفد عبد القیس کو حنتم، دبّاء، نقیر اور مزفّت سے منع کیا تھا، اسی طرح انصار کو بھی منع کیا تھا، بعد میں انصار نے عرض کیا: ہمارے پاس اور برتن نہیں ہیں، آپؐ نے فرمایا: ”تب نہیں“ یعنی مجبوری ہے تو ممانعت ختم —— سلف میں بعض کو رخصت نہیں پہنچی تھی، اس لئے وہ روغنی گھڑے کی نبیذ کو ناجائز کہتے تھے، مگر بعد میں ان کا اختلاف ختم ہو گیا، اب ہر برتن میں نبیذ بنا سکتے ہیں۔ اور ممانعت یا تو اس وجہ سے تھی کہ وہ شراب کے برتن تھے، اگر وہ گھروں میں رہیں گے تو شراب یاد آئے گی، جب بیڑی چھوڑی ہے تو ماچس بھی پھینکو، یا ان برتنوں میں مسامات نہیں ہوتے، اس لئے نبیذ جلد بگڑ جاتی ہے، اور چمڑے کے مشکیزے

میں بنائی جائے تو جب نشہ پیدا ہوگا مشک پھولے گی، پس اس کو پھینک دیا جائے گا (تحفۃ الالمعی ۵:۲۱۵)

[۸-] بَابُ تَرْخِيْصِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوْفِ بَعْدَ النَّهْيِ

[۵۵۹۲-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الظُّرُوْفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ: " فَلَا إِذًا"

وَقَالَ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا، وَقَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

[۵۵۹۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيْ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْأَسْقِيَةِ، قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ.

[۵۵۹۴-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا.

[۵۵۹۵-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ: هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا أَمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! عَنْ مَّا نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُنْتَبَذَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. قُلْتُ: أَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ؟ قَالَ: إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ، أَفَأُحَدِّثُكَ مَالَمْ أَسْمَعْ؟

[۵۵۹۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ، قُلْتُ: أَيُشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ؟ قَالَ: لَا.

وضاحت: دوسری حدیث میں الأسقیة (مشکیزوں) سے مراد الأوعیة (برتن) ہیں............ ابراہیم نخعیؒ نے اسود بن یزید سے پوچھا: آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا ان برتنوں کے بارے میں جن میں نبیذ بنانا مکروہ ہے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا: ام المؤمنین! کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے نبی ﷺ نے روکا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نبی کے

گھرانے کو دباء (تونبی) اور مزفت (تارکول پھیرا ہوا برتن) کی ممانعت کی، ابراہیم نے کہا: حضرت عائشہؓ نے مٹی کے گھڑے اور حنتم کا تذکرہ نہیں کیا؟ اسود نے کہا: میں نے جو سنا ہے وہ بتا رہا ہوں، پس کیا میں وہ بیان کروں جو میں نے سنا نہیں!

بَابُ نَقِيْعِ التَّمْرِ مَالَمْ يُسْكِرْ

پانی میں بھگوئے ہوئے چھوہاروں کا شربت جائز ہے جب تک اس میں نشہ پیدا نہ ہو

حضرت ابواسید ساعدیؓ کی اہلیہ نے لگن میں رات میں چھوہارے بھگائے تھے، پھر دوسرے دن دوپہر کے کھانے کے ساتھ وہ شربت نبی ﷺ کو پلایا تھا، اتنی دیر میں نشہ نہیں پیدا ہوتا۔

[۹-] بَابُ نَقِيْعِ التَّمْرِ مَالَمْ يُسْكِرْ

[۵۵۹۷-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِعُرْسِهِ، فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَهِيَ الْعَرُوْسُ، فَقَالَتْ: مَا تَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ. [راجع: ۵۱۷۶]

لغت: نَقَعَ الشَّيئَ نَقْعًا: کسی چیز کو پانی وغیرہ میں بھگونا، نقيع (فعيل) بمعنی منقوع .... أنقع الشيئَ: بھگونا۔

بَابُ الْبَاذِقِ، وَمَنْ نَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ

باذق (بادہ) اور ہر نشہ آور شراب حرام ہے

طلاء: انگور کا شیرہ، جب اس کو پکایا جائے، اور دو تہائی سے کم جلایا جائے، پھر جب اس میں نشہ پیدا ہو، اس میں جوش آئے اور وہ اٹھے اور اس پر جھاگ آجائے (امام اعظم کے نزدیک، اور صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا ضروری نہیں) تو وہ طِلاء بن گیا، اسی کو باذَق (بادہ کا معرب) عصیر (شیرہ) منصّف (آدھا جلایا ہوا) اور مطبوخ ادنی طبخۃ (تھوڑا پکایا ہوا) کہتے ہیں، اور وہ حرام ہے، اسی طرح ہر مسکر حرام ہے، اور جب انگور کا شیرہ پکا کر دو تہائی یا زیادہ جلا دیا جائے تو پھر وہ بگڑتا نہیں، نہ اس میں نشہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے وہ بالا جماع حلال ہے —— حضرت عمر وابوعبیدۃ ومعاذ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ایسا طِلاء جائز تھا جس کا دو تہائی جلا دیا گیا ہو، اور ایک تہائی رہ گیا ہو —— اور حضرات براء اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہما نے منصّف پیا ہے، جس میں سے آدھا جلا دیا گیا تھا (نشہ آور ہونے سے پہلے پیا ہوگا) —— اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انگور کا شیرہ جب تک تازہ ہو پیو —— اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے عبیداللہ کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی پس فرمایا: میں

اس شراب کے بارے میں تحقیق کرونگا، اگر نشہ آور ہے تو اس کوکوڑے ماروںگا (چنانچہ تحقیق کے بعد اس کوکوڑے مارے)

روایت: ابوالجویریہ نے ابن عباسؓ سے باذق کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: آگے بڑھے محمد ﷺ باذق سے یعنی آپؐ کے زمانہ میں باذق نہیں تھا، اس لئے اس کا حکم مروی نہیں، اور قاعدہ سن: **ما أسکر فهو حرام**: جونشہ آور ہے وہ حرام ہے، اور فرمایا: مشروب حلال وطیب ہے یعنی اسی کو پینا چاہئے، اور فرمایا: حلال وطیب اور حرام وخبیث کے درمیان کوئی واسطہ نہیں یعنی مشروب یا تو حلال ہوگا یا حرام!

حدیث: نبی ﷺ کوحلواء (میٹھا) اور شہد پسند تھا (پس انگور کا شیرہ دوتہائی جلا دیا جائے تو وہ حلواء بن گیا، اور پکائے بغیر تازہ پیا جائے تو وہ شہد کے مانند ہے)

[۱۰-] بَابُ الْبَاذِقِ، وَمَنْ نَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ

[۱-] وَرَأَى عُمَرُ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ، وَمُعَاذٌ، شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ. [۲-] وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ. [۳-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا. [٤-] وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ، وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ.

[٥٥٩٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذِقِ؟ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذِقَ، فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ، قَالَ: الشَّرَابُ: الْحَلَالُ الطَّيِّبُ، قَالَ: لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ.

[٥٥٩٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. [راجع: ٤٩١٢]

بَابُ مَنْ رَأَى أَنْ لَا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ، إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِي إِدَامٍ

ایک رائے یہ ہے کہ گدرّ کھجور اور چھوہارا ملا کر نبیذ نہ بنائے: وہ نشیلی ہوجائے گی اور دولاون جمع نہ کرے

دومختلف چیزوں کوملا کر نبیذ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ باب کی حدیثوں میں ممانعت ہے، اور ممانعت بعینہ ہے یا لغیرہ؟ اور اب بھی باقی ہے یا منسوخ؟ اور ممانعت کی وجہ کیا ہے؟ امام مالک، امام احمد، امام اسحاق، امام شافعی کا ظاہر مذہب، اور اصحابِ ظواہر کی رائے یہ ہے کہ دومختلف چیزوں کوملا کر نبیذ بنانا حرام ہے، اور ممانعت لعینہ ہے اور اب بھی باقی ہے، باب کی حدیثیں

ان کی دلیل ہیں، اور ممانعت دو وجہ سے ہوسکتی ہے:

پہلی وجہ: ممانعت اس اندیشہ سے ہے کہ نبیذ میں غیر محسوس طریقہ پر فساد پیدا نہ ہوجائے، کیونکہ ایسی دو چیزیں جن میں سے ایک جلدی گلنے والی ہے اور دوسری دیر سے یا ایسی دو چیزیں جن میں سے ایک کھٹی ہے اور دوسری میٹھی: اگر ان کو ملا کر نبیذ بنائی جائے گی تو جلدی گلنے والی چیز کے اجزاء شراب کی حد میں داخل ہوجائیں گے اور پتہ بھی نہیں چلے گا، اور ترش چیز میٹھی چیز کو جلد شراب بنادے گی، اس لئے یہ ممانعت ہے۔

دوسری وجہ: ممانعت کی یہ ہے کہ دو چیزیں ملا کر نبیذ بنانا رفاہیت (ٹھاٹھ) ہے، جو مؤمن کے شایانِ شان نہیں، جیسے دسترخوان پر دو لاون/ سالن نہیں ہونے چاہئیں، یہ بھی ٹھاٹھ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہؓ (رازدار رسول) سے پوچھا: تمہیں نبی ﷺ نے جو منافقوں کے نام بتائے ہیں ان میں میرا نام تو نہیں؟ جواب دیا: نہیں، پھر پوچھا: تم میرے اندر نفاق (عملی) کی کوئی علامت پاتے ہو؟ جواب دیا: نہیں، ہاں ایک علامت پاتا ہوں: آپ کے دسترخوان پر دو لاوں (زیتون کا تیل اور نمک) ہوتے ہیں، ہم اس کو نفاق شمار کرتے ہیں، پس حضرت عمرؓ نے عہد کیا کہ وہ دونوں کو جمع نہیں کریں گے، اس کے بعد آپ صرف زیتون سے روٹی کھاتے تھے یا صرف نمک سے (حاشیہ) پس نیم پختہ کھجوریں اور چھوہارے ملا کر، یا چھوہارے اور منقی کشمش ملا کر نبیذ بنانا بھی رفاہیت ہے، اس لئے منع ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ دونوں وجہیں باب میں بیان کی ہیں، اور مَن استعمال کیا ہے یعنی اپنے رائے محفوظ رکھی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک ممانعت لغیرہ ہے اور اب بھی باقی ہے، اور وجہِ ممانعت اندیشۂ فساد ہے، جیسے دھات کے برتنوں میں اور ایسے برتنوں میں جن میں مسامات نہیں ہوتے نبیذ بنانے کی ممانعت ہے، اسی طرح مختلف النوع چیزوں کو ملا کر بھی نبیذ نہیں بنانی چاہئے، اور اگر بنائی جائے تو پوری احتیاط رکھی جائے —— اور اگر ممانعت لعینہ ہے تو باب کی روایتیں منسوخ ہیں، جیسے شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت منسوخ ہے اور دلیلِ نسخ ابو داؤد کی دو روایتیں (حدیث ۳۷۰۷ و ۳۷۰۸) ہیں:

۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ کے لئے منقی کی نبیذ بنائی جاتی تھی، پس اس میں چھوہارے ڈالے جاتے تھے یا چھوہاروں کی نبیذ بنائی جاتی تھی پس اس میں منقی ڈالی جاتی تھی۔

۲- صفیہ نامی خاتون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھوہاروں اور منقی کے بارے میں پوچھا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں چھوہاروں کی ایک مٹھی اور منقی کی ایک مٹھی لیتی تھی، پس اس کو ایک برتن میں ڈالتی تھی، پھر اس کو مل دیتی تھی، اور نبی ﷺ کو پلاتی تھی۔

ان دونوں روایتوں میں تھوڑا ضعف ہے، مگر قابل استدلال ہیں، اس لئے اگر ممانعت لعینہ ہے تو ان روایات سے منسوخ ہے۔

[۱۱-] بَابُ مَنْ رَأَى أَنْ لَا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ، إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِي إِدَامٍ

[٥٦٠٠-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ، وَأَبَا دُجَانَةَ، وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ، خَلِيطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ، وَإِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، سَمِعَ أَنَسًا. [راجع: ٢٤٦٤]

[٥٦٠١-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

[٥٦٠٢-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ، وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ.

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ

دودھ پینا

حرام مشروبات کے بعد اب حلال مشروبات کا ذکر شروع کرتے ہیں، دودھ اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اور اللہ نے اس کی فیکٹری خون اور گوبر کے درمیان لگائی ہے، قربان جایئے اس کی کاری گری کے! سورۃ النحل (آیت ٦٦) میں ہے: ﴿نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُوْنِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِيْنَ﴾: پلاتے ہیں ہم تم کو اس سے جو جانور کے پیٹوں میں ہے گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ صاف اور خوش گوار پینے والوں کے لئے —— جانور جو چارہ کھاتے ہیں وہ تین چیزوں کی طرف مستحیل (Change) ہوجاتا ہے، ایک حصہ فضلہ بن کر باہر آجاتا ہے، دوسرا حصہ خون بن کر رگوں میں چلا جاتا ہے اور تیسرا حصہ دودھ بن کر باہر نکل آتا ہے، جو نہایت پاک طیب اور خوش گوار مشروب ہوتا ہے۔

اور باب میں متعدد احادیث ہیں، ایک کے علاوہ سب پہلے آچکی ہیں، سب میں دودھ کا ذکر ہے۔

[۱۲-] بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِيْنَ﴾

[٥٦٠٣-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ

خَمْرٍ. [راجع: ٣٣٩٤]

[٥٦٠٤-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، سَمِعَ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا سَالِمٌ أَبُوْ النَّضْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ، يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ: شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عَرَفَةَ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ.

وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: شَكَّ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ، فَإِذَا وُقِّفَ عَلَيْهِ قَالَ: هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ. [راجع: ١٦٥٨]

وضاحت: سفیان بن عیینہ کبھی ام الفضل کا ذکر نہیں کرتے تھے، جب طلباء روک کر پوچھتے تو وہ ام الفضل کا ذکر کرتے۔

[٥٦٠٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، وَأَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا" [طرفه: ٥٦٠٦]

[٥٦٠٦-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يَذْكُرُ، أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ، رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَلَا خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا"

وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِهٰذَا. [راجع: ٥٦٠٥]

مكتبة حجاز ديوبند

ترجمہ: (دونوں حدیثیں ایک ہیں) ابوحمید انصاریؓ نقیع سے (جو مدینہ سے دور ہے) دودھ کا پیالہ (کھلا ہوا) نبی ﷺ کے پاس لائے (تاکہ آپؐ نوش فرمائیں) آپؐ نے ان سے فرمایا: "ڈھانک کر کیوں نہیں لائے! چاہے لکڑی ہی اس پر آڑی رکھ دیتے!" —— طلباء مطبخ سے کھانا کھلا لاتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں کرتے، شیطان اس میں تصرف کرتا ہے، اگر بسم اللہ کہہ کر کسی چیز سے ڈھانک دیا جائے، اگرچہ ناقص ہی ڈھانکنا ہو تو شیطان کو حرکت کا موقع نہیں ملتا۔

[٥٦٠٧-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَكَّةَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِيْ قَدَحٍ، فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ، وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يَرْجِعَ، فَفَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٢٤٣٩]

[٥٦٠٨-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ

أَبِی هُرَیْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِیُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِیُّ مِنْحَةً، تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ، وَتَرُوْحُ بِآخَرَ"[راجع: ۲۶۲۹]

[۵۶۰۹-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِیِّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ، وَقَالَ:" إِنَّ لَهُ دَسَمًا"[راجع: ۲۱۱]

وضاحت: تینوں حدیثیں پہلے آئی ہیں............ **کُثبة:** تھوڑی مقدار............ **فدعا علیه:** بددعا کرنے کا ارادہ کیا مگر کی نہیں تھی............ **اللقحة:** دودھ کی اونٹنی............ **دَسَم:** چکناہٹ۔

[۵۶۱۰-] وَقَالَ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" رُفِعْتُ إِلَی السِّدْرَةِ، فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ، فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ، وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ: فَنَهَرَانِ فِی الْجَنَّةِ، وَأُتِیْتُ بِثَلاَثَةِ أَقْدَاحٍ، قَدَحٌ فِیْهِ لَبَنٌ، وَقَدَحٌ فِیْهِ عَسَلٌ، وَقَدَحٌ فِیْهِ خَمْرٌ، فَأَخَذْتُ الَّذِیْ فِیْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ، فَقِیْلَ لِیْ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ، أَنْتَ وَأُمَّتُكَ"

قَالَ هِشَامٌ، وَسَعِیْدٌ، وَهَمَّامٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فِی الْأَنْهَارِ نَحْوَهُ، وَلَمْ یَذْکُرُوْا ثَلاَثَةَ أَقْدَاحٍ.[راجع: ۳۵۷۰]

وضاحت: پہلے دو پیالوں کا ذکر آیا تھا، اس حدیث میں تین کا ذکر ہے، اور قاعدہ ہے: ذکرِ عدد نفیِ ماعدا کو مستلزم نہیں۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

میٹھا پانی مانگنا

میٹھا پانی مانگنا: نہ زُہد کے منافی ہے نہ غیر اللہ سے مدد مانگنا ہے، کیونکہ یہ چیز امور عادیہ میں سے ہے، اور حدیث پہلے آئی ہے، نبی ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں جاتے تھے، اور باغ کے کنویں کا عمدہ پانی پیتے تھے، کسی سے مانگتے ہونگے، وہ نکال کر لاتا ہوگا۔

[۱۳-] بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

[۵۶۱۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ: کَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَکْثَرَ أَنْصَارِیٍّ بِالْمَدِیْنَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَکَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَیْهِ بَیْرُحَاءَ، وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِیْهَا طَیِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ:﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾[آلِ عمران: ۹۲]

قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ: رَايِحٌ - شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ- وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ: وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ" فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهِ. وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَيَحْيىَ: رَائِحٌ. [راجع: ۱۴۶۱]

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

پانی ملا کر دودھ پینا

جب جانور کو دوہتے ہیں تو دودھ گرم نکلتا ہے، اس لئے اگر فوراً دودھ پینا ہو تو اس میں ٹھنڈا پانی ملاتے تھے، باب کی پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۳۹۴) آئی ہے، نبی ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، انھوں نے داجن (گھر کی پلی ہوئی بکری) دوہی، پھر اس میں پانی ملایا، اور نبی ﷺ نے نوش فرمایا —— دوسری حدیث نئی ہے، اس میں ابوالہیثمؓ آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھی کو باغ کی جھونپڑی میں لے گئے، پیالے میں پانی ڈالا پھر اس میں پلی ہوئی دودھ کی بکری دوہی، جس کو آپؐ نے نوش فرمایا (یہ بیچنے کے لئے پانی ملانا نہیں ہے)

[۱۴-] بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

[۵۶۱۲-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَرِبَ لَبَنًا، وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشِبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْبِئْرِ، فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ، فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: " الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ" [راجع: ۲۳۵۲]

[۵۶۱۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُوْلَ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ، وَإِلَّا كَرَعْنَا" قَالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطِهِ، قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ، فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيْشِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمَا، فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ، ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ، قَالَ: فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. [طرفه: ۵۶۲۱]

قوله: إن كان عندك: اگر آپ کے پاس ایسا پانی ہے جو اس رات چمڑے کی پرانی مشک میں رہا ہے (تو پلاؤ) ورنہ

مکتبہ حجاز دیوبند

ہم (بول میں) منہ لگا کر پیتے ہیں! راوی کہتے ہیں: ابوالہیثمؓ اپنے باغ میں پانی گھمار ہے تھے (سینچائی کررہے تھے) انھوں نے کہا: ایسا پانی ہے، آپؐ جھونپڑی میں تشریف لے چلیں، وہ دونوں کو لے گئے (الی آخرہ)

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

میٹھا شربت اور شہد

شہد کا ذکر تخصیص بعد التعمیم ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھا اور شہد پسند تھا، پس اگر میٹھا شربت نشہ آور نہیں اور شہد کی شراب نہیں بنائی گئی تو شوق سے نوش کریں، وہ طیب ہے۔ امام زہریؒ کہتے ہیں: کسی بھی تکلیف کی وجہ سے انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں، وہ گندگی ہے، حلال صرف طیب چیز ہے، اور ابن مسعودؓ نے سَکر (کھجور کی شراب) کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء اس چیز میں نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کیا ہے، یہ قاعدہ کلیہ ہے: حرام میں شفاء نہیں، پس اگر مشروب نشہ آور ہو گیا تو اس کا پینا جائز نہیں۔

[۱۵-] بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

[۱-] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لاَيَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ، لِأَنَّهُ رِجْسٌ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾[المائدة: ٤]

[۲-] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

[۵۶۱۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ. [راجع: ۴۹۱۲]

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہوئے پینا

کھڑے کھڑے کھانا پینا سلیقہ مندی کی بات نہیں، آدابِ اسلامی میں سے یہ ہے کہ اطمینان سے بیٹھ کر کھائے پیئے، آج کل کھڑے کھڑے کھانے پینے کا فیشن چلا ہے، یہ غیروں کا طریقہ ہے، اس سے بچنا چاہئے —— اور اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں:

ممانعت کی روایات: (۱) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا، پوچھا گیا: اور کھانے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ تو اور بھی برا ہے! (۲) حضرت جارودؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پینے سے منع فرمایا۔

جواز کی روایات: (۱) ابن عمرؓ سے مروی ہے: ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں چلتے پھرتے کھاتے تھے، اور کھڑے ہوئے پیتے تھے۔ (۲) عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے پیتے دیکھا ہے (یہ روایات ترمذی میں ہیں)

امام بخاری کی روایات: (۱) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ وضوء کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے (۲) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا —— مگر جمہور کے نزدیک: یہ دونوں پانی مستثنیٰ ہیں، ان کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔

پس اسلامی تہذیب یہ ہے کہ بیٹھ کر کھایا پیا جائے، اور ضرورت کے وقت کھڑے کھڑے کھانا پینا بھی جائز ہے، مثلاً: بیٹھنے کی کوئی مناسب جگہ نہ ہو یا میدان جنگ ہو، جہاں بیٹھ کر کھانے پینے کا موقع نہ ہو تو ایسی صورت میں کھڑے کھڑے کھانا پینا غیر اولیٰ بھی نہیں، جواز کی روایات ایسے ہی مواقع کے لئے ہیں۔

[۱۶-] بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

[۵۶۱۵-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ، قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ، فَشَرِبَ قَائِمًا، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ. [طرفه: ۵۶۱۶]

[۵۶۱۶-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحَبَةِ الْكُوْفَةِ، حَتّٰى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. [راجع: ۵۶۱۵]

[۵۶۱۵-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [راجع: ۱۶۳۷]

وضاحت: پہلی دونوں روایتوں میں ایک ہی واقعہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر فصلِ خصومات کے لئے صحنِ مسجد میں تشریف فرما ہوئے، جب عصر کا وقت آیا تو پانی منگوایا، پہلے بیٹھے ہوئے پیا، پھر چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور آدم (راوی) نے سر اور پیروں کا ذکر کیا یعنی سر پر اور پیروں پر مسح کیا، یعنی پیروں کو ہلکا دھویا، پھر کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پیا، اور فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں، جبکہ میں نے نبی ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے

جیسا میں نے کیا (اور فرمایا: یہ باوضوء کا وضوء ہے)

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ

اونٹ پر بیٹھے ہوئے پینا

اونٹ پر بیٹھے ہوئے پینا تو گویا زمین پر بیٹھے ہوئے پینا ہے: پس اس کے جواز میں کیا شبہ ہوسکتا ہے! میدانِ عرفہ میں ام الفضلؓ نے دودھ بھیجا تھا، نبی ﷺ نے اس کو اونٹ پر بیٹھے ہوئے نوش فرمایا تھا۔

[۱۷-] بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ

[۵٦۱۸-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ النَّضْرِ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَشَرِبَهُ.

زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهِ. [راجع: ۱٦۵۸]

بَابُ الْأَيْمَنِ فَالْأَيْمَنِ فِي الشُّرْبِ

دایاں پھر دایاں پینے میں

دایاں پھر دایاں: جھگڑا نمٹانے کے لئے ضابطہ ہے، کیونکہ افضل کی تقدیم کا ضابطہ بنایا جائے گا تو کبھی لوگوں کے درمیان کسی کی فضیلت مسلّم نہیں ہوتی، اور کبھی فضیلت مسلّم ہونے کے باوجود دوسرے کی تقدیم دل تنگی کا باعث ہوتی ہے، اس لئے نبی ﷺ نے بدّو کو دیا جو دائیں طرف تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا، وہ بائیں طرف تھے۔

[۱۸-] بَابُ الْأَيْمَنِ فَالْأَيْمَنِ فِي الشُّرْبِ

[۵٦۱۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: "الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ" [راجع: ۲۳۵۲]

بَابٌ: هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ؟

بڑے کو مشروب دینے کے لئے کیا دائیں والے سے اجازت لے؟

دائیں والے کا بھی حق ہے اور بڑے کا بھی، الأیمن فالأیمن کا ضابطہ كَبِّرِ الْكُبْرَ (بڑے کو بڑا بناؤ) کے ضابطہ سے

متعارض ہے، اب غور کرنا ہے کس کا حق زیادہ ہے؟ اگر دائیں والے کا زیادہ ہے تو اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ نہیں، حضرت نے ہل چلا دیا ہے، کوئی فیصلہ نہیں کیا، مگر حدیثوں کو پیش نظر رکھا جائے تو مشروب دینے میں تو دائیں طرف والے کا حق زیادہ ہے، اسی لئے نبی ﷺ نے ابن عباسؓ سے اجازت طلب کی تھی، انھوں نے اجازت نہیں دی تو آپؐ نے برتن ان کو تھما دیا، اور گفتگو میں بڑے کو بولنے کا موقع دینا چاہئے، ورنہ چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔

[١٩-] بَابٌ: هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ؟

[٥٦٢٠-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلاَمٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: "أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَآءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لاَ أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي يَدِهِ. [راجع: ٢٣٥١]

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

کھڈے سے منہ لگا کر پانی پینا

کبھی برتن نہیں ہوتا، یا کھڈے/ بول میں پانی تھوڑا ہوتا ہے، اور لپ/ چلّو بھرنے سے پانی گدلا ہو جائے گا تو بکری بن کر منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: وإلا كرعنا: ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پیتے ہیں، معلوم ہوا کہ مجبوری میں ایسا کرنا جائز ہے۔

[٢٠-] بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

[٥٦٢١-] حدثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَصَاحِبُهُ، فَرَدَّ الرَّجُلُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ، وَهُوَ يُحَوِّلُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَعْنِي الْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا" وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ، فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ، فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَاءً، ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ، فَشَرِبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ أَعَادَ، فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. [راجع: ٥٦١٣]

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

چھوٹے بڑوں کی خدمت کریں

چھوٹے خدمت کریں تو اچھا معلوم ہوتا ہے، بڑے خدمت کریں تو ان سے کام لینے میں تکلف ہوتا ہے، جنت میں بھی ولدان مخلدون خدمت کے لئے ہونگے، اور باب کی حدیث میں انسؓ کہتے ہیں: میں محفل شراب میں خادم تھا، کیونکہ میں سب میں چھوٹا تھا۔

[۲۱-] بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

[۵۶۲۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ: عُمُوْمَتِيْ- وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ - الْفَضِيْخَ، فَقِيْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالَ: أَكْفِئْهَا، فَكَفَأْنَاهَا، قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ: وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ، فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ، وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ٢٤٦٤]

بَابُ تَغْطِيَهِ الإِنَاءِ

برتنوں کو ڈھانکنا

جن برتنوں میں کھانا پینا ہو ان کو ڈھانک کر رکھنا چاہئے، دن میں بھی اور رات میں بھی، تاکہ اس میں کوئی کیڑا وغیرہ داخل نہ ہو اور بسم اللہ کہہ کر ڈھانکنا چاہئے تاکہ شیطان اس کو کھول نہ سکے، اور ڈھکنا نہ ہو تو کوئی لکڑی وغیرہ اس پر بسم اللہ کہہ کر آڑی رکھ دے۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۵۱۲) آئی ہے۔

[۲۲-] بَابُ تَغْطِيَهِ الإِنَاءِ

[۵۶۲۳-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ: أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ، وَأَغْلِقُوْا الأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ، وَلَوْأَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ" [راجع: ٣٢٨٠]

[۵۶۲۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

مکتبہ حجاز دیوبند

صلى الله عليه وسلم قَالَ:" أَطْفِئُوْا الْمَصَابِيْحَ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَأَغْلِقُوْا الأَبْوَابَ، وَأَوْكُوْا الأَسْقِيَةَ، وَخَمِّرُوْا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ" [راجع: ٣٢٨٠]

لغات: جُنْحُ الليل: رات کا ایک حصہ یعنی جب رات شروع ہوجائے، یا کہا أمسیتم: رات کرو............ كُفُّوْا: روک لو۔

بَابُ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ

مشکیزہ کا منہ موڑنا

نبی ﷺ نے مشکیزوں کا منہ موڑنے سے منع فرمایا یعنی مشکیزہ کو اوندھا کرکے پانی پینے سے منع کیا۔

تشریح: مشکیزہ کا منہ موڑ کر اوندھا کرکے اور اس سے منہ لگا کر پانی پینے میں چند نقصانات ہیں: **ایک:** پانی جوش سے نکلے گا اور حلق میں یکبارگی گرے گا، اس سے درد جگر پیدا ہوتا ہے۔ **دوم:** اس سے معدے کو بھی ضرر پہنچتا ہے۔ **سوم:** پانی کے بہاؤ میں تنکے وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔ **چہارم:** اس میں کپڑے بھیگنے کا اندیشہ ہے۔ **پنجم:** جب سب لوگ اس طرح منہ لگا کر پئیں گے تو مشکیزہ کا منہ بدبودار ہوجائے گا۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٢٣-] بَابُ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ

[٥٦٢٥-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ. يَعْنِيْ: أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا. [طرفه: ٥٦٢٦]

[٥٦٢٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ: هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا. [راجع: ٥٦٢٥]

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

مشکیزہ کے منہ سے پینا

یہ باب گذشتہ باب سے عام ہے، اس میں اختناث (منہ موڑنے) کی تخصیص نہیں، پھر وہ حدیث بھی لائی ہے جس

میں مشکیزہ کے منہ سے پینے کی ممانعت ہے، اور اتنے فرق سے امام صاحب ابواب قائم کرتے ہیں۔

[٢٤-] بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

[٥٦٢٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ: السِّقَاءِ، وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ.[راجع: ٢٤٦٣]

[٥٦٢٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ.[راجع: ٢٤٦٣]

[٥٦٢٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

ترجمہ: عکرمہؒ نے طلبہ سے کہا: کیا میں تمہیں چند چھوٹی باتیں نہ بتاؤں جو ہم سے ابو ہریرہؓ نے بیان کی ہیں؟ (ضرور بتائیں! فرمایا:) رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے پینے سے منع کیا (باقی حدیث تحفۃ القاری (۵:۴۷۹) میں آگئی ہے)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الإِنَاءِ

برتن میں سانس لینے کی ممانعت

نبی ﷺ نے مشروب میں سانس لینے سے منع کیا ہے، کیونکہ کبھی منہ میں تغیر آجاتا ہے یا مسواک کئے دیر ہوجاتی ہے تو بھی منہ میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے، پس برتن میں سانس لے گا تو بدبو مشروب میں شامل ہوجائے گی، اور کبھی ایک ہی برتن سے لوگ یکے بعد دیگرے پیتے ہیں، پس جس کا نمبر بعد میں ہوگا اس کو کراہیت ہوگی، اور کبھی سانس لیتے ہوئے منہ سے یا ناک سے آلائش پانی میں گرجاتی ہے، اس لئے برتن میں سانس لینے سے احراز کرے، اور تنکا وغیرہ ہو تو کسی چیز سے یا انگلی سے نکال لے یا تھوڑا مشروب بہادے اس کے ساتھ تنکا بہہ جائے گا، اور اگر مشروب گرم ہو تو تھوڑی دیر انتظار کرے ٹھنڈا ہوجائے گا، پھونک نہ مارے۔

[٢٥-] بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الإِنَاءِ

[٥٦٣٠-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ، وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ، وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ" [راجع: ١٥٣]

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

دو یا تین سانس میں پینا

پیتے ہوئے درمیان میں دو مرتبہ سانس لیا جائے تو مشروب کے تین ٹکڑے ہونگے اور تین مرتبہ سانس لیا جائے تو چار حصے ہونگے، اگر مشروب تھوڑا ہو تو ایک دو گھونٹ میں بھی پی سکتے ہیں، جیسے زمزم تھوڑا ہو تو تین سانس میں پینا ضروری نہیں، ایک سانس میں بھی پی سکتے ہیں، اور اگر کوئی چیز کافی مقدار میں ہو یا گرم ہو تو تین سے زیادہ سانسوں میں بھی پی سکتے ہیں۔

تین سانس میں پینے سے سیرابی زیادہ حاصل ہوتی ہے، جب پانی معدہ میں تھوڑا تھوڑا پہنچتا ہے تو طبیعت اس کو ان اعضاء کی طرف سپلائی کرتی ہے جن کو تری کی حاجت ہوتی ہے، اور رُواں رُواں سیراب ہو جاتا ہے، اور جب بہت سارا پانی اچانک معدہ میں پہنچتا ہے تو طبیعت حیران رہ جاتی ہے کہ اس کو کہاں سپلائی کرے، چنانچہ پیٹ بوجھل ہو جاتا ہے، اور سیرابی حاصل نہیں ہوتی۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا پوتا ثمامہ بیان کرتا ہے کہ وہ دو یا تین سانس میں پیتے تھے، اور کہتے تھے کہ نبی ﷺ تین سانس میں پیتے تھے (معلوم ہوا کہ تین مرتبہ سانس لینا ضروری نہیں، مستحب ہے)

مکتبہ حجاز دیوبند

[٢٦-] بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

[٥٦٣١-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، وَأَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا.

بَابُ الشُّرْبِ فِی آنِيَةِ الذَّهَبِ

سونے کے برتن میں پینا

ابھی الأطعمة باب ۲۹ میں حدیث اور مسائل آچکے ہیں کہ سونے کا برتن نہ مردوں کے لئے جائز ہے نہ عورتوں کے لئے، عورتوں کے لئے صرف سونے کا زیور جائز ہے۔

[٢٧-] بَابُ الشُّرْبِ فِی آنِيَةِ الذَّهَبِ

[٥٦٣٢-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ لَيْلٰی، قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَی، فَأَتَاهُ دَهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، فَقَالَ: إِنِّیْ لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّیْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِیْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. وَقَالَ: " هُنَّ لَهُمْ فِی الدُّنْيَا، وَهُنَّ لَكُمْ فِی الآخِرَةِ" [راجع: ٥٤٢٦]

بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ

چاندی کا برتن

چاندی کا برتن بھی مردوں اور عورتوں: دونوں کے لئے حرام ہے، عورتوں کے لئے زیور اور مردوں کے لئے انگوٹھی جائز ہے، باقی برتن سامان حرام ہیں، محولہ بالا مقام میں پہلی حدیث اور تفصیل گذری ہے۔

[۲۸-] بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ

[۵۶۳۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ تَشْرَبُوْا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلاَ تَلْبَسُوْا الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ"[راجع: ۵۴۲۶]

[۵۶۳۴-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارُ جَهَنَّمَ"

ترجمہ: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ ہی آواز نکالتی ہے، جرجر النار: آگ کی آواز نکلنا۔

[۵۶۳۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَإِفْشَاءِ السَّلاَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ: آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ، وَالْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ، وَالإِسْتَبْرَقِ. [راجع: ۱۲۳۹]

حوالہ: یہ حدیث پہلے بار بار آئی ہے، یہاں ساتوں منہیات جمع ہیں۔

بَابُ الشُّرْبِ فِي الأَقْدَاحِ

لکڑی کے پیالوں میں پینا

نبی ﷺ کے عہد میں پیالے لکڑی کے بنتے تھے اور اس میں سے کئی کئی آدمی پیتے تھے۔

[۲۹-] بَابُ الشُّرْبِ فِی الْأَقْدَاحِ

[۵۶۳۶-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ سَالِمٍ أَبِی النَّضْرِ، عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی أُمِّ الْفَضْلِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ: أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ عَرَفَةَ، فَبَعَثْتُ إِلَیْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ.[راجع: ۱۶۵۸]

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآنِیَتِهِ

نبی ﷺ کے لکڑی کے پیالے سے اور آپؐ کے برتنوں سے پینا

آنیة: عام کا خاص پر عطف ہے، حضرت عبداللہ بن سلام نے ابو بردۃ سے کہا: کیا نہ پلاؤں میں آپ کو ایک ایسے پیالے سے جس میں نبی ﷺ نے پیا ہے؟ (یہ پیالہ غالباً حضرت عبداللہ کا تھا، جس میں کبھی نبی ﷺ نے پیا تھا) اور جونیہ کے واقعہ میں نبی ﷺ نے سہلؓ سے کہا: ہمیں پانی پلاؤ، انھوں نے اپنے پیالہ میں پلایا (یہ پیالہ بھی سہلؓ کا تھا) اور حضرت انسؓ (خادم رسولؐ) کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو کسی وقت ٹوٹ گیا تھا، اور اس کو چاندی کے تار سے باندھ دیا گیا تھا (یہ پیالہ نبی ﷺ کا تھا، وفاتِ نبوی کے بعد جب آپؐ کے متروکات تبرک میں تقسیم ہوئے تو یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ملا تھا) اور یہ حدیثیں تبرکات کی اصل ہیں۔

[۳۰-] بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَآنِیَتِهِ

وَقَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ: قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَا أَسْقِیْكَ فِی قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْهِ؟

[۵۶۳۷-] حدثنا سَعِیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَیْدٍ السَّاعِدِیَّ أَنْ یُرْسِلَ إِلَیْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَیْهَا، فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِیْ أُجُمِ بَنِیْ سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی جَاءَ هَا، فَدَخَلَ عَلَیْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، فَقَالَ: "قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّیْ" قَالُوْا لَهَا: أَتَدْرِیْنَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا، قَالُوْا: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَ لِیَخْطُبَكِ، قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَشْقٰی مِنْ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَئِذٍ حَتّٰی جَلَسَ فِی سَقِیْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ، هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: "اسْقِنَا یَاسَهْلُ" فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ، هٰذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَیْتُهُمْ فِیْهِ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ.[راجع: ۵۲۵۶]

ترجمہ: (حدیث پہلے آئی ہے مگر اتنی تفصیل سے نہیں آئی) سہلؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے سامنے ایک عرب عورت کا تذکرہ کیا گیا، (یہ جونیہ کا واقعہ ہے) آپؐ نے ابواُسید کو حکم دیا کہ اس کے پاس آدمی بھیجیں، انھوں نے اس کے پاس آدمی بھیجا، وہ آئی، اور بنوساعدہ کے ایک محل میں اتری، نبی ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچے، پس اس پر داخل ہوئے تو اچانک ایک عورت اپنا سر جھکائے ہوئے تھی، جب اس سے نبی ﷺ نے بات کی تو اس نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں! آپؐ نے فرمایا: پناہ دی میں نے تجھے مجھ سے! (بعد میں) لوگوں نے اس سے پوچھا: تو جانتی تھی کہ یہ کون تھے؟ اس نے کہا: نہیں! لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول تھے، آئے تھے وہ تاکہ تجھ کو مانگیں، کہنے لگی: میں بدبخت ٹھہری اس معاملہ میں! پس آپؐ متوجہ ہوئے یہاں تک کہ بنوساعدہ کے چھپر میں آئے، آپؐ اور آپؐ کے ساتھی، پھر فرمایا: اے سہلؓ! مجھے پانی پلاؤ، پس میں نے ان کے لئے یہ لکڑی کا پیالہ نکالا، پلایا میں نے ان کو اس میں، پھر سہلؓ نے ہمارے لئے وہ پیالہ نکالا، پس ہم نے اس سے پیا۔ راوی کہتا ہے: پھر بخشش مانگا اس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کے بعد (جب وہ مدینہ کے گورنر تھے) پس سہلؓ نے ان کو پیالہ ہبہ کر دیا۔

[۵۶۳۸-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، قَالَ: رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ، قَالَ: وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: إِنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَتَرَكَهُ. [راجع: ۳۱۰۹]

ترجمہ: عاصمؒ احول کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کا لکڑی کا پیالہ انسؓ کے پاس دیکھا ہے، وہ ٹوٹ گیا تھا، آپ نے اس کو چاندی سے جوڑ لیا تھا، عاصم کہتے ہیں: وہ خالص لکڑی کا چوڑا عمدہ پیالہ تھا، عاصم کہتے ہیں: انسؓ نے کہا: بخدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو پلایا ہے اس پیالے میں اتنی اور اتنی مرتبہ سے زیادہ۔ عاصمؒ کہتے ہیں: اور ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ اس میں لوہے کا کنڈا تھا، پس انسؓ نے چاہا کہ اس کی جگہ سونے یا چاندی کا کنڈا گردانیں، پس ان سے ابوطلحہؓ نے کہا: ہرگز نہ بدلیں آپ اس چیز کو جس کو رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے، پس حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ النُّضار: ہر خالص چیز۔

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

تبرک اور برکت والا پانی پینا

نبی ﷺ کے پیالے میں اور آپؐ کے برتن میں پینا تبرک کا تھا، اب یہ اس کا ردیف باب لائے ہیں، اور حدیث گذری

ہے۔ایک مرتبہ معجزہ ظاہر ہوا اور آپؐ کی انگلیوں سے بے حساب پانی ظاہر ہوا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو خوب پیٹ بھر کر پیا، کیونکہ وہ تبرک تھا۔

معمہ: وہ پانی بتاؤ ہے جو نہ آسمان سے برسا نہ زمین سے نکلا اور وہ زمزم اور آبِ کوثر سے بھی افضل ہے؟ **جواب:** وہ وہ پانی تھا جو آپؐ کی انگلیوں سے بطور معجزہ نکلا تھا۔

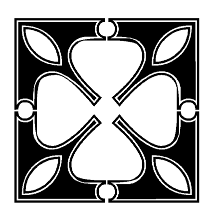
[۳۱-] بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

[۵۶۳۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ أَبِی الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثَ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِیْ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ، وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ، فَجُعِلَ فِیْ إِنَاءٍ، فَأُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ:" حَیَّ عَلٰی أَهْلِ الْوُضُوْءِ، الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ" فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا، فَجَعَلْتُ لاَ آلُوْ مَا جَعَلْتُ فِیْ بَطْنِیْ مِنْهُ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ، قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ.

تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ، وَقَالَ حُصَيْنٌ، وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً. تَابَعَهُ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ. [راجع: ۳۵۷۶]

وضاحت: جب پانی پھوٹنا شروع ہوا تو قریب کے لوگوں نے وضوء شروع کیا، آپؐ نے دور کے لوگوں کو آواز دی: ''آؤ، وضوء کرنے والوں کے پاس، اللہ کی برکت ظاہر ہورہی ہے'' —— **فجعلت:** پس میں نے کوتاہی نہیں کی جو میں نے اس میں سے میرے پیٹ میں بھرلیا، پس میں نے جان لیا کہ وہ بابرکت پانی ہے۔

﴿الحمدللہ! کتاب الأشربة کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المَرضٰی

بیماروں کا بیان

مرضٰی: مریض (بیمار) کی جمع ہے، مَرْض (بیماری) مزاج کے بگڑنے کا نام ہے، اور مزاج: عناصر کے اعتدال کا نام ہے، بے اعتدالی کے ساتھ کھانے پینے سے یا مضر چیزوں کے استعمال سے آدمی بیمار پڑ جاتا ہے، اس لئے کتاب الأطعمة اور کتاب الأشربة کے بعد کتاب المرضٰی لائے، پھر علاج معالجہ کے لئے کتاب الطب لائیں گے۔

سورۃ الاعراف (آیت ۳۱) میں ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾: کھاؤ، پیو اور حد سے مت نکلو، اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے، کیونکہ حد سے نکلیں گے تو بیمار پڑیں گے اور اپنا نقصان کریں گے —— کھانے پینے کی اجازت کے ساتھ اسراف (حد سے نکلنے) کی ممانعت حفظانِ صحت کے اصول سے ہے، طب کے تین اصول ہیں، اور تینوں قرآنِ کریم میں مذکور ہیں، کتاب الطب کے شروع میں ان کو ذکر کروں گا، ان میں سے پہلی اصل یہ ہے کہ آدمی اپنی صحت کی حفاظت کرے، مزاج کو بگڑنے نہ دے، کھائے پیئے مگر حد سے نہ نکلے، پُرخوری فسادِ معدہ کا بڑا سبب ہے، اس سے بچے تو ان شاء اللہ تندرست رہے گا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَفَّارَةِ الْمَرَضِ

بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں

سورۃ النساء (آیت ۱۲۳) میں ہے: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهِ﴾: جو کوئی برا کام کرے گا وہ اس کی سزا دیا جائے گا —— برا کام: جیسے بے اعتدال کے ساتھ کھانا پینا، اس کی سزا یہ ہے کہ بیمار پڑے گا، اور یہی بیماری اس کے برے کام کا کفارہ بن جائے گی، کیونکہ سزا کے چار موطن (جگہیں) ہیں، پہلا موطن یہی دنیا ہے، بعض گناہوں کی سزا اسی دنیا میں ملتی ہے، آگے معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہ مٹاتے ہیں، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے (اس سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں، پس جب کانٹے کی تکلیف کفارہ بنتی

ہے تو مرض کی تکلیف تو اس سے کہیں زیادہ ہے، وہ ضرور کفارہ بنے گا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۵- کتابُ المرضٰی

[۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَفَّارَةِ الْمَرَضِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: ۱۲۳]

[۵٦٤٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا''

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی تھکن، بدن کی گراوٹ، ٹینشن، غم، تکلیف اور بے چینی، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے: اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اس کی خطائیں معاف کرتے ہیں''

تشریح: بیماری کا حکم دلالۃ النص کے ذریعہ لیں گے، بیماری ان سب سے بڑھی ہوئی ہے، اس لئے وہ بدرجۂ اولیٰ کفارۂ سیئات بنے گی ـــــ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی بیمار پڑتا ہے تو بہیمیت کمزور پڑتی ہے، اس لئے اس سے گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے، نیز بیماری کی وجہ سے دل دنیا سے اکھڑتا ہے اور آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے بھی بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں یا درجات بلند ہوتے ہیں ـــــ اور حاشیہ میں ہے کہ اس کے لئے بیماری پر صبر ورضا شرط نہیں، ہر حال میں گناہ معاف ہوتے ہیں یا درجات بڑھتے ہیں اور بیماری پر صبر ورضا بھی ہو تو اس کا ثواب الگ سے ملتا ہے، واہ! پانچوں انگلیاں گھی میں!

[۵٦٤١-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ''مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا: إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ''

لغات: نَصَب: تھکن .... وَصَب: تھکن کا ابتدائی درجہ، بدن کی گراوٹ .... هم: فکر، سوچ وچار، ٹینشن .... غم: بے چینی .... يُشاكها: چبھایا جاتا ہے وہ۔

[٥٦٤٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، تُفِيِّئُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً وَتُعَدِّلُهَا مَرَّةً، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ، لاَ تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً"

[٥٦٤٣-] وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ: حَدَّثَنِيْ سَعْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٦٤٤-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ هِلاَلِ ابْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَأَتْهَا، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلاَءِ، وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ" [طرفه: ٧٤٦٦]

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کا حال تر وتازہ کھیتی جیسا ہے، جس کو ہوا کبھی جھکاتی ہے اور کبھی سیدھا کرتی ہے، اور منافق کا حال صنوبر کے درخت جیسا ہے، نہیں ہٹایا جاتا وہ یہاں تک کہ اس کا اُکھڑنا یکبارگی ہوتا ہے"

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کا حال تر وتازہ کھیتی جیسا ہے، جدھر سے بھی اس کے پاس ہوا آتی ہے اس کو پلٹتی ہے پس جب وہ سیدھی ہوجاتی ہے تو پلٹتا ہے (وہ مؤمن دوسری) بلاؤں کے ساتھ، اور بدکار درخت صنوبر کی طرح ہے جو ٹھوس سیدھا کھڑا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ توڑ کر علاحدہ کردیتے ہیں جب چاہتے ہیں"

لغات: الخَامَة: تر وتازہ گھاس .... فَيَّأَتِ الرياحُ الزرعَ: ہواؤں کا کھیتی کو حرکت میں لانا .... عَدَل (ض) عدلاً الشيئَ: سیدھا کرنا .... الأَرز: صنوبر کا درخت (جو تنا ور سیدھا ہوتا ہے) .... انْجَعَف: اُکھڑ جانا .... كفأ الإناء: پلٹنا، اوندھا کرنا .... قَصَمَ (ض) الشيئَ: توڑ کر الگ کرنا۔

تشریح: مؤمن امراض وبلیات میں زیادہ مبتلا کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کو خیر منظور ہوتی ہے، اس لئے اس کو احوال پیش آتے ہیں، جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور بہیمیت بھی کمزور پڑتی ہے اور ملکیت کو ابھرنے کا موقعہ ملتا ہے، ایسے لوگ آپ نے ضرور دیکھے ہونگے جو بری زندگی گذارتے تھے، پھر کسی سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے اور موت کے منہ میں پہنچ کر واپس آئے تو ایک نیک انسان بن گئے، اور نیکی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے، پس بیماری گذشتہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، اور آئندہ کے لئے عبرت کا سامان فراہم کرتی ہے۔ اور منافق اکثر توانا تندرست رہتا ہے، پھر جب وقت آتا ہے تو موت اس کو دبوچ لیتی ہے، اور اس کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیتی!

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو خیر منظور ہوتی ہے اس سے حاصل کرتے ہیں/

اس سے حاصل کیا جاتا ہے یعنی وہ الاؤں بلاؤں میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور اس کو گناہوں سے پاک صاف کر کے اٹھایا جاتا ہے۔

[٥٦٤٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ"

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

بیماری کی زیادتی

بیماری کلی مشکک ہے، ہلکی بھی ہوتی ہے اور سخت بھی، پس جس درجہ کی بیماری ہوگی اس درجہ کا ثواب ملے گا، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نہیں دیکھا میں نے کسی کو: جس کو زیادہ تکلیف ہو رسول اللہ ﷺ سے یعنی آپؐ کو مرض وفات میں بہت سخت تکلیف تھی، اور اس کی وجہ باب کی حدیث میں آئی ہے۔

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کی (موت کی) بیماری میں آپؐ کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ آپؐ کو بہت سخت بخار چڑھ رہا ہے، میں نے عرض کیا: آپؐ کو تو بہت سخت بخار چڑھ رہا ہے! (آپؐ نے فرمایا: مجھے تمہارے دو آدمیوں جتنا بخار آتا ہے) میں نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کے لئے اجر دوہرا ہے! آپ نے فرمایا: ہاں! جس مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں جھاڑ دیتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

[٢-] بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

[٥٦٤٦-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا: الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

[٥٦٤٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَرَضِهِ، وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا! قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ: "أَجَلْ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى، إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ"

[أطرافه: ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧]

بَابٌ: أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً الْأَنْبِيَّاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ (الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ)

انبیاء کی سب سے سخت آزمائش ہوتی ہے، پھر درجہ بدرجہ!

اور بیماری بھی ایک آزمائش ہے، اور انبیاء کی سب سے زیادہ آزمائش اس لئے ہوتی ہے کہ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو مشکل سوا ہے! گذشتہ باب کی حدیث میں ہے کہ مجھے تمہارے دو آدمیوں جتنا بخار آتا ہے، کیونکہ آپؐ کے لئے ثواب دوہرا ہے ـــــ اور باب میں ترمذی کی حدیث کا مضمون ہے، اور الأمثل فالأمثل: محاورہ ہے، حضرت نے اس کا ترجمہ: الأول فالأول کیا ہے، اردو میں درجہ بدرجہ کہتے ہیں یعنی اوپر سے نیچے کی طرف ترتیب وار۔

[۳-] بَابٌ: أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً الْأَنْبِيَّاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ (الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ)

[٥٦٤٨-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، قَالَ: "أَجَلْ، إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ" قُلْتُ: ذٰلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: "أَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" [راجع: ٥٦٤٧]

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی بیمار پرسی ضروری ہے

بیمار پرسی کرنا، مریض کو تسلی دینا اور ہمدردی ظاہر کرنا اونچے درجہ کا نیک عمل اور مقبول ترین عبادت ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سوسائٹی میں جذبۂ الفت اس وقت پیدا ہوتا ہے جب حاجت مندوں کی معاونت کی جائے، اور جو کام عمرانی زندگی کو سنوارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں، اس لئے اس میں بڑا اجر وثواب رکھا ہے ـــــ رہی یہ بات کہ عیادت واجب ہے یا سنت؟ جمہور کے نزدیک سنت ہے، اور امام صاحب نے لفظ وجوب استعمال کیا ہے، کیونکہ باب کی پہلی حدیث میں عُودوا المریض: امر ہے، اور دوسری حدیث میں أمرنا ہے۔

[٤-] بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

[٥٦٤٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَطْعِمُوْا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ،

وَفُكُّوْا الْعَانِيَ"[راجع: ٣٠٤٦]

[٥٦٥٠-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَالْمِيْثَرَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ الْجَنَائِزَ، وَنَعُوْدَ الْمَرِيْضَ، وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.[راجع: ١٢٣٩]

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

بیہوش کی بیمار پرسی کرنا

بے ہوش کی عیادت میں باہوش کی دلداری ہے، پس بے ہوش کی بھی عیادت کرنی چاہئے، مگر حدیث سے استدلال خفی ہے، کیونکہ نبی ﷺ جب جابرؓ کی عیادت کے لئے گئے تھے تو آپؐ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ بے ہوش ہیں، اس کا علم وہاں جانے کے بعد ہوا۔

[٥-] بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

[٥٦٥١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: مَرِضْتُ مَرَضًا، فَأَتَانِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَ هُ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم! فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ؟ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ؟ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْئٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.[راجع: ١٩٤]

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

اس شخص کی اہمیت جو ہوا (سایے) سے پچھڑ جاتا ہے

ہوا: آسیب کی ایک قسم ہے، اس کو سایہ بھی کہتے ہیں، جیسے ام الصبیان (مسان) بھی آسیبی سایہ ہے، مگر وہ بچوں کے ساتھ خاص ہے، اس میں بچہ سوکھتا جاتا ہے، جو ہوا کی لپیٹ میں آجاتا ہے یا سایہ میں آجاتا ہے، وہ زندگی بھر پریشان رہتا ہے، مادر زاد ننگا بھی ہوجاتا ہے، ایک خاتون جس کی کنیت ام زفر تھی، اور حاشیہ میں اس کا نام سعیرۃ لکھا ہے، جو لمبے قد کی کالی عورت تھی، اس کو ہوا لگ گئی تھی، وہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں پچھڑ جاتی ہوں اور ننگی ہوجاتی ہوں،

آپؐ میرے لئے اللہ سے دعا کریں، آپؐ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر جنت ملے گی اور چاہے تو اللہ سے دعا کروں، وہ تجھے ٹھیک کردیں، اس نے کہا: میں صبر کرتی ہوں، پھر اس نے کہا: میں ننگی ہوجاتی ہوں، آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ ننگی نہ ہوؤں، آپؐ نے اس کے لئے دعا کی، اس کو جب آسیب کا اثر محسوس ہوتا تو وہ کعبہ کے پردے سے لپٹ جاتی تھی، ابن عباسؓ نے عطاء بن ابی رباح سے کہا: کیا میں تجھ کو جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں! ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ کالی عورت ہے، پھر اس کا واقعہ سنایا۔

[٦-] بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

[٥٦٥٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: إِنِّيْ أُصْرَعُ، وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ: "إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيْكِ" فَقَالَتْ: أَصْبِرُ. فَقَالَتْ: إِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا.

حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ: أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيْلَةً سَوْدَاءَ عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

اس شخص کی فضیلت جس کی بینائی چلی گئی

آنکھوں کی قدر اندھا جانے، جب وہ نہیں رہتیں تو زندگی گذارنا مشکل ہوجاتا ہے، پہلے علاج نہیں تھا، اس لئے بڑھاپے میں بہت سے لوگ آنکھیں کھو بیٹھتے تھے، اب آپریشن ہوتا ہے مگر وہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہوتا، اس لئے حدیثِ قدسی میں اس مصیبت پر خوش خبری سنائی گئی ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب میں اپنے بندے کی آزمائش کرتا ہوں اس کی دو پیاری چیزیں (آنکھیں) لے کر اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کو اس کے بدلے میں جنت دیتا ہوں'' —— صبر یہ ہے کہ روتا نہ پھرے، بے چین نہ ہو اور قضائے الٰہی پر راضی رہے۔

[٧-] بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

[٥٦٥٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَمْرٍو

مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ": يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ.

تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ، وَأَبُوْ ظِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ

عورتیں مردوں کی عیادت کرسکتی ہیں

اگر مرد اجنبی ہوتو پردے سے عیادت کرے، اور محرم ہوتو بے پردہ بھی، ام الدرداء نے ایک انصاری کی عیادت کی جو مسجد میں رہتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا کی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عیادت کی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۵۶۵) آئی ہے۔

[۸-] بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

[٥٦٥٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا، قُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَابِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ ❁ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ❁ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ❁ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: " اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ" [راجع: ١٨٨٩]

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں کی بیمار پرسی کرنا

بچوں کی بھی بیمار پرسی کرنی چاہئے، اس میں اس کے ماں باپ کی دلداری ہے اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۴۳) آئی

ہے۔ آپؐ اپنے ایک نواسے/نواسی کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے، جس کا آپؐ کی گود میں انتقال ہوا۔

[۹-] بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

[٥٦٥٥-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَاصِمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ بِنْتًا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ، وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ، نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ:" إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقُمْنَا، فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنَفَسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ، وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ"[راجع: ١٢٨٤]

بَابُ عِيَادَةَ الْأَعْرَابِ

بدو کی بیمار پرسی کرنا

اعراب: عرب کے خانہ بدوش لوگ، ان کی بھی بیمار پرسی کرنی چاہئے، نبی ﷺ نے ایک اعرابی کی عیادت کی ہے اور حدیث (تحفۃ القاری ۷:۱۶۲) آچکی ہے۔

[١٠-] بَابُ عِيَادَةَ الْأَعْرَابِ

[٥٦٥٦-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاس: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ لَهُ:" لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" قَالَ: قُلْتَ: طَهُوْرٌ؟ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ أَوْ: تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "فَنَعَمْ إِذَنْ" [راجع: ٣٦١٦]

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

غیر مسلم کی بیمار پرسی کرنا

غیر مسلم سے تعلق ہو تو اس کی بھی عیادت کر سکتے ہیں، البتہ جنازہ میں شرکت جائز نہیں، ہاں پسماندگان کو تعزیت

کر سکتے ہیں، اور حدیثیں دونوں آچکی ہیں، ایک یہودی نوجوان کبھی نبی ﷺ کے کام کر دیا کرتا تھا، وہ بیمار پڑا، آپؐ عیادت کو تشریف لے گئے اور اسلام پیش کیا، وہ مسلمان ہوگیا، اور آپؐ ابو طالب کے پاس آخر وقت میں عیادت کے لئے تشریف لے گئے، ان کے سامنے اسلام پیش کیا، مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔

[۱۱-] بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

[۵۶۵۷-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُهُ، فَقَالَ: "أَسْلِمْ" فَأَسْلَمَ. [راجع: ۱۳۵۶]

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ: لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

حوالہ: ابو طالب کا واقعہ تحفۃ القاری (۹:۴۲۲) میں آیا ہے۔

بَابٌ: إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً

بیمار پرسی کرنے گیا، وہاں نماز کا وقت آ گیا پس مریض نے عیادت کرنے والوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی

مسئلہ میں کوئی اشکال نہیں، مگر واقعہ کی نوعیت یہ نہیں تھی، آپؐ تنہا نماز پڑھ رہے تھے، عیادت کرنے والے آئے اور نماز میں شریک ہوگئے، اور کھڑے ہو کر اقتدا کی، آپؐ نے اشارہ سے ان کو بٹھا دیا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲:۵۵۳) آئی ہے اور حمیدی کا قول بھی آیا ہے۔

[۱۲-] بَابٌ: إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً

[۵۶۵۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا، فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: " إِنَّ الإِمَامَ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا"

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: لِأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ. [راجع: ۶۸۸]

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

بیمار پر ہاتھ رکھنا

عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مریض پر ہاتھ رکھے، اس سے مریض کو سکون حاصل ہوتا ہے، پھر اگر عیادت کرنے والا نیک بندہ ہے تو بیماری کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھے، دعا کی تاثیر کے لئے اتصال بدنی ضروری ہے، دعائیں کتاب الطب میں آئیں گی، اور عام آدمی تو صرف ہاتھ رکھے، اور باب کی دونوں حدیثیں پہلے آئی ہیں، پہلی حدیث میں ہے: جب نبی ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا، پھر چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ اور دوسری حدیث میں ہے: ابن مسعودؓ نے ہاتھ لگا کر نبی ﷺ کے بخار کا اندازہ کیا۔

[۱۳-] بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

[۵۶۵۹-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوَى شَدِيْدًا، فَجَاءَ نِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِي، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي أَتْرُكُ مَالاً، وَإِنِّي لاَ أَتْرُكُ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً، فَأُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ؟ قَالَ: " لاَ" قُلْتُ: فَأُوْصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ؟ قَالَ: " لاَ" قُلْتُ: فَأُوْصِيْ بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ" ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ، ثُمَّ قَالَ: " اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ" فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِيْ فِيْمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ. [راجع: ۵۶]

[۵۶۶۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " أَجَلْ، إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ" فَقُلْتُ: ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " أَجَلْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" [راجع: ۵۶۴۷]

بَابٌ: مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ؟ وَمَا يُجِيْبُ؟

بیمار سے کیا کہے؟ اور وہ کیا جواب دے؟

عیادت کرنے والا بیمار کو تسلی دے، اس کا غم ہلکا کرے، اور دعا دے، مگر اس کے لئے الفاظ متعین نہیں، بروقت جو سوجھے

وہ کرے، اور بیمار صبر وشکر کا مظاہرہ کرے، حال بیان کرے مگر شکوہ شکایت نہ کرے۔

لطیفہ: ایک بہرہ کسی کی عیادت کو گیا، دل میں سوچ کر گیا کہ میں یہ کہونگا تو وہ یہ کہے گا، مریض جھلایا ہوا تھا، بہرے نے پوچھا: کیسے ہو؟ مریض نے کہا: مر رہا ہوں! بہرے نے کہا: بہت اچھا حال ہے! پوچھا: کیا کھا رہے ہو؟ جواب دیا: زہر کھا رہا ہوں! کہا: لطیف غذا ہے، فائدہ ہوگا، پوچھا: کس کا علاج ہے؟ کہا: ملک الموت کا! کہا: حاذق حکیم ہیں، علاج جاری رکھیں!

اور باب میں دو حدیثیں ہیں: پہلی حدیث میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: یا رسول اللہ! آپؐ کو سخت بخار ہے، آپؐ نے جواب دیا: ہاں! مجھے تمہارے دو شخصوں کے بقدر بخار آتا ہے (الی آخرہ) اور دوسری حدیث میں ہے: آپؐ ایک شخص کی عیادت کو گئے، فرمایا: لابأس طَهور إن شاء الله: فکر کی بات نہیں! اگر اللہ نے چاہا تو صفائی ہوگی! اس نے جواب دیا: خاک صفائی ہوگی! بڈھے پر بخار جوش مار رہا ہے، جو اس کو قبر میں پہنچا کر دم لے گا! آپؐ نے فرمایا: ہاں! تب ایسا ہو! چنانچہ وہ مر گیا!

[۱۴-] بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ؟ وَمَا يُجِيْبُ؟

[۵۶۶۱-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، وَذَاكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: "أَجَلْ، وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ" [راجع: ۵۶۴۷]

[۵۶۶۲-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهُ، قَالَ: "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" فَقَالَ: كَلَّا، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "فَنَعَمْ إِذَنْ" [راجع: ۳۶۱۶]

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ

پیدل اور سوار ہو کر اور گدھے پر کسی کو پیچھے بٹھا کر عیادت کرنا

عیادت کے لئے ہر طرح جا سکتے ہیں، گیارہ نمبر کی سائیکل سے جائیں، ہاتھی پر سوار ہو کر جائیں، سائیکل کے کیریئر پر کسی کو بٹھا کر جائیں یا ہوائی جہاز میں اڑ کر جائیں، ثواب میں کمی نہیں ہوگی، باب کی پہلی حدیث میں آپؐ گدھے پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ہیں، اور دوسری میں پیدل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے ہیں، گدھے پر پیچھے حضرت اسامہؓ (خادم) کو بٹھا رکھا تھا، اور پہلی حدیث تحفۃ القاری (۹: ۱۶۳) میں آئی ہے اور دوسری تحفۃ القاری (۹: ۱۷۹) میں۔

[۱۵-] بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ

[٥٦٦٣-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ، عَلٰى إِكَافٍ، عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَ هُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، قَالَ: لاَ تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَوَقَفَ وَنَزَلَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ! إِنَّـهُ لاَ أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ، إِنْ كَانَ حَقًّا! فَلاَ تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَ كَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ، فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوا يَتَثَاوَرُوْنَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا، فَرَكِبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ: "أَى: سَعْدُ: أَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالَ أَبُوْ حُبَابٍ؟ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ، فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ، فَلَمَّا رُدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِىْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَلِذٰلِكَ الَّذِىْ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ. [راجع: ٢٩٨٧]

[٥٦٦٤-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ نِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِىْ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلاَ بِرْذَوْنٍ.

[راجع: ١٩٤]

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: إِنِّىْ وَجِعٌ، أَوْ وَارَأْسَاهْ! أَوْ: اشْتَدَّ بِيَ الْوَجَعُ. وَقَوْلُ أَيُّوبَ: ﴿مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾

بیمار کہہ سکتا ہے: مجھے تکلیف ہے، میرا سر پھٹا جارہا ہے، مجھے سخت تکلیف ہے اور ایوبؑ نے کہا: مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے!

بیمار تکلیف کا اظہار کرسکتا ہے، اوراس کے لئے مناسب جملے استعمال کرسکتا ہے، یہ نہ شکوہ شکایت ہے نہ توکل کے

منافی، سورۃ الانبیاء (آیت ۸۳) میں حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ ارحم الراحمین ہیں، اسی طرح جب کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے پوچھا تھا کہ جوئیں تمہیں پریشان کرتی ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! یہ تکلیف کا اظہار ہے، اور نبی ﷺ کا مرض وفات دردسر سے شروع ہوا تھا، آپؐ نے عائشہؓ سے فرمایا: میرا سر پھٹا جارہا ہے، یہ بھی تکلیف کا اظہار ہے، اور ابن مسعودؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کو سخت بخار ہے! آپؐ نے فرمایا: ہاں! یہ بھی تکلیف کا اظہار ہے، اور سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: میں مکہ میں سخت بیمار پڑا، اس طرح بیماری کا اظہار جائز ہے۔

سوال: ایوب علیہ السلام نے اپنا دکھڑا اللہ تعالیٰ کو سنایا تھا بندوں کے سامنے اظہار نہیں کیا تھا، پھر استدلال کیسے درست ہے؟ جواب: اللہ کو سنائیں یا بندوں کو شکوہ بہر حال شکوہ ہے، پس إنی مسنی الضر شکوہ نہیں۔

[۱۶-] بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: إِنِّيْ وَجِعٌ، أَوْ وَارَأْسَاهُ! أَوِ اشْتَدَّ بِيَ الْوَجَعُ. وَقَوْلُ أَيُّوبَ: ﴿مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾

[۵۶۶۵-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، وَأَيُّوْبَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ، فَقَالَ: "أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟" قُلْتُ: نعم. فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِيْ بِالْفِدَاءِ. [راجع: ۱۸۱۴]

آئندہ حدیث: صدیقہؓ نے کہا: آہ سر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ (موت) اگر ہوئی درانحالیکہ میں زندہ ہوں تو میں تمہارے لئے استغفار کرونگا اور تمہارے لئے دعا کرونگا" عائشہؓ نے کہا: ہائے میں موئی! بخدا! میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت کو پسند کرتے ہیں، اور اگر ہوگئی وہ (موت) تو آپؐ اپنے دن کے آخر میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہونگے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: بلکہ میں آہ سر! بخدا ارادہ کیا میں نے کہ آدمی بھیج کر ابوبکر اور ان کے لڑکے کو بلاؤں، اور (خلافت کا) پیمان باندھوں، کہیں کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔ پھر میں نے سوچا: اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مسلمان ہٹائیں گے یا فرمایا: اللہ تعالیٰ ہٹائیں گے اور مسلمان انکار کریں گے۔

[۵۶۶۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُوْ زَكَرِيَّاءَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهُ! وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ: أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهِ، وَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ أَوْ يتمنى

الْمُتَمَنُّوْنَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ، أَوْ: يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ"[طرفه: ٧٢١٧]

[٥٦٦٧-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يُوْعَكُ، فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، قَالَ:" أَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قَالَ: لَكَ أَجْرَانِ؟ قَالَ:" نَعَمْ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" [راجع: ٥٦٤٧]

[٥٦٦٨-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِيْ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ:" لَا" قُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ قَالَ:" لَا" قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ:" الثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ" [راجع: ٥٦]

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: قُوْمُوْا عَنِّيْ

بیمار کا کہنا: میرے پاس سے چلے جاؤ

بیمار کسی مصلحت سے لوگوں سے کہے کہ میرے پاس سے چلے جاؤ تو لوگوں کو ہٹ جانا چاہئے، مرض وفات میں جب نبی ﷺ نے تحریر لکھوانی چاہی، اور حاضرین میں اختلاف ہوا تو آپؐ نے فرمایا: سب میرے پاس سے چلے جاؤ، میرے پاس جھگڑنا مناسب نہیں! یہ آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت کی، کیونکہ آپؐ اس واقعہ کے بعد پانچ دن حیات رہے، مگر دوبارہ قلم کاغذ نہیں منگوایا، معلوم ہوا کہ اس کے نہ لکھوانے ہی میں مصلحت تھی، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۴۰۹) آئی ہے، وہاں تفصیل ہے۔

[١٧-] بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: قُوْمُوْا عَنِّيْ

[٥٦٦٩-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ،

قَالَ النَّبِیُ صلی اللہ علیه وسلم: " هَلُمَّ أَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لاَ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ" قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم قَدْ غَلَبَ عَلَیْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَکُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ، فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَیْتِ فَاخْتَصَمُوْا، مِنْهُمْ مَنْ یَقُوْلُ: قَرِّبُوْا یَکْتُبْ لَکُمُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ یَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَکْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالاِخْتِلاَفَ عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: " قُوْمُوْا"

قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ: فَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: إِنَّ الرَّزِیْئَةَ کُلَّ الرَّزِیْئَةِ مَا حَالَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَبَیْنَ أَنْ یَکْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْکِتَابَ مِنِ اخْتِلاَفِهِمْ وَلَغَطِهِمْ. [راجع: ١١٤]

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِیِّ الْمَرِیْضِ لِیُدْعَی لَهُ

بیمار بچے کو جھڑوانے کے لئے لے جانا

سائب بن یزید کوان کی خالہ نبی ﷺ کے پاس لے گئیں، تاکہ آپؐ اس کے لئے دعا کریں، وہ بچہ بیمار تھا، نبی ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی، پھر آپؐ نے وضوء کیا، سائب نے بچا ہوا پانی پیا، حدیث پہلے آئی ہے۔

[۱۸-] بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِیِّ الْمَرِیْضِ لِیُدْعَی لَهُ

[٥٦٧٠-] حدثنا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِیْلَ، عَنِ الْجُعَیْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ، یَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِیْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَکَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ مِثْلِ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ١٩٠]

بَابُ نَهْیِ تَمَنِّی الْمَرِیْضِ الْمَوْتَ

بیمار موت کی تمنا نہ کرے

کبھی بیماری سخت ہوجاتی ہے اور اتنی پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ آدمی موت کی تمنا کرنے لگتا ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، کیونکہ موت کی تمنا ہی خودکُشی کا سبب بنتی ہے، البتہ دل کی بھڑاس نکالنا چاہے تو اس کا طریقہ باب کی پہلی حدیث میں ہے۔ اور عقلاً موت کی تمنا کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ جو شخص یقین سے جانتا ہے کہ اس کی آئندہ زندگی خوشگوار ہے تو وہ موت کی تمنا کرے، مگر یہ بات کسے معلوم ہے؟ ممکن ہے آگے اس سے بھی زیادہ پریشانی پیش آئے، اس لئے یہیں رہنا بہتر ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز کسی دُکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے، اور اگر موت کی تمنا کرنی ہی ہے تو کہے: اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے موت بہتر ہو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔

تشریح: موت کی دعا: اللہ تعالیٰ سے یہ مطالبہ کرنا ہے کہ آپ اپنی بخشی ہوئی عظیم نعمت حیات چھین لیں، حالانکہ زندگی بڑی نعمت ہے، جب تک وہ ہے نیکی کا موقع ہے، اور موت کی تمنا بے دانستی بھی ہے، بے صبری اور حالات سے زچ ہو جانا ہے، پس ہمت وحوصلہ سے بیماری کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے، اور بیماری میں جو اجر وثواب ہے اس کا امیدوار رہنا چاہئے، ہاں مذکورہ طریقہ پر دل کا بوجھ ہلکا کرسکتا ہے۔

[۱۹-] بَابُ نَهْيِ تَمَنِّى الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ

[٥٦٧١-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَايَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَابُدَّ فَاعِلاً فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِىْ، وَتَوَفَّنِىْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِىْ" [طرفاه: ٦٣٥١، ٧٢٣٣]

آئندہ حدیث: قیس بن ابی حازمؒ کہتے ہیں: ہم حضرت خبابؓ کے پاس بیمار پرسی کے لئے گئے، اور انھوں نے (پیٹ کی بیماری کی وجہ سے) سات مرتبہ لوہا گرم کرکے دغوایا تھا، پس انھوں نے کہا: ہمارے پیش رَو ساتھی گذر گئے، اور دنیا نے ان کو نہیں گھٹایا یعنی وہ ناداری کی حالت میں دنیا سے گئے، اور ان کا ثواب محفوظ رہا، اور ہم نے وہ دنیا حاصل کی کہ اس کو رکھنے کی جگہ نہیں سوائے مٹی (تعمیر) کے، اور اگر ہمیں نبی ﷺ نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا یعنی بیماری سے اتنا پریشان ہو چکا ہوں —— قیسؒ کہتے ہیں: پھر ہم ان کے پاس دوسری مرتبہ گئے درانحالیکہ وہ اپنی ایک دیوار چن رہے تھے، پس فرمایا: مسلمان کو ہر چیز میں ثواب دیا جاتا ہے جو وہ خرچ کرتا ہے، مگر اُس چیز میں جس کو وہ اس مٹی میں گردانتا ہے (مراد غیر ضروری تعمیر ہے)

[٥٦٧٢-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِىْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِىْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهُ، وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مَالاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ، وَلَوْ لاَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِىْ حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: إِنَ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِى كُلِّ شَيْئٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِىْ شَيْئٍ يَجْعَلُهُ فِىْ هٰذَا التُّرَابِ. [أطرافه: ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں ہرگز نہیں جائے گا (جو بھی جنت میں جائے گا فضل خداوندی سے جائے گا) صحابہ نے پوچھا: کیا آپؐ بھی یارسول اللہ! اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے؟ آپؐ نے جواب دیا: ''میں بھی نہیں جاؤنگا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت ومغفرت میں چھپالیں! (اس کی تفصیل تحفۃ القاری ۱: ۲۳۸ میں ہے) لہٰذا میانہ روی اختیار کرو، اور قریب قریب چلو (اس کی تفصیل تحفۃ القاری ۱: ۲۶۰ میں ہے) اور تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، اگر نیکوکار ہے: پس شاید وہ نیک کاموں میں ترقی کرے، اور اگر بدکار ہے: تو شاید وہ توبہ کرے (یہ جزء باب سے متعلق ہے)

[۵۶۷۳-] حدثنا أَبُوْالْيَمَانِ، قَالَ: أَخبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ''لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ'' قَالُوْا: وَلاَ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: '' وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَلاَ يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمُوْتَ، إِمَّا مُحْسِنًا: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيْئًا: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ. [راجع: ۳۹]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں دعا کی: ''اے اللہ! میری بخشش فرما، مجھ پر مہربانی فرما، اور مجھے عالم بالا کے ساتھیوں کے ساتھ ملا!'' —— یہ حدیث استثناء کے طور پر لائے ہیں، جب موت کے آثار شروع ہوجائیں تو موت کی اور دوسری دعائیں کرسکتے ہیں کہ یہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے، اللہ تعالیٰ شکستہ دل کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

[۵۶۷۴-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْن أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُوْلُ: ''اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى'' [راجع: ۴۴۴۰]

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

بیمار پرسی کرنے والے کی بیمار کے لئے دعا

نبی ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جب آپؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے دعا دی: ''اے اللہ! سعد کو شفا دے!'' اور آپؐ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو کہتے: ''سختی ختم کردیجئے، اے لوگوں کے رب! اور شفا بخشیے آپ ہی شفا بخشنے والے ہیں، اور شفا نہیں ہے مگر آپ کی شفاء ایسی شفا جو کوئی بیماری نہ چھوڑے یعنی شفائے کلی عطا فرما! —— حدیث میں أَتٰی مریضًا ہے یا أُتِیَ به یعنی کوئی مریض (جھاڑنے کے لئے) لایا جاتا؟ اس میں رُوات میں

اختلاف ہے۔

[۲۰-] بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهَا: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا"

[۵۶۷۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ: أُتِيَ بِهِ، قَالَ: "أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا"

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ قَيْسٍ، وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، وَأَبِيْ الضُّحَى: إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيْضِ. وَقَالَ جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ الضُّحَى وَحْدَهُ، وَقَالَ: إِذَا أَتَى مَرِيْضًا.

[طرفه: ۵۷۴۳، ۵۷۴۴، ۵۷۵۰]

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

بیمار پرسی کرنے والے کا بیمار کے لئے وضوء کرنا

اگر بیمار پرسی کے لئے آنے والا نیک بندہ ہے، اور وہ وضوء کرکے بیمار کو فائدہ پہنچانا چاہے: تو کرے، نبی ﷺ جب جابرؓ کی عیادت کے لئے گئے تھے تو وہ بے ہوش تھے، آپؐ نے وضوء کرکے بچا ہوا پانی ان پر ڈالا تو وہ ہوش میں آ گئے۔

[۲۱-] بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

[۵۶۷۶-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا مَرِيْضٌ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ، أَوْ قَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ، فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: لَا يَرِثُنِيْ إِلَّا كَلَالَةٌ، فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ؟ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. [راجع: ۱۹۴]

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

وباء اور بخار کے دور ہونے کی دعا کرنا

کسی علاقہ کے لئے یا کسی گھر کے لئے عمومی دعا بھی کر سکتے ہیں، نبی ﷺ نے مدینہ کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ اس کی بلاء دور فرما اور اس کے بخار کو جُحفہ میں بھیج دے (وہ ویران جگہ تھی)

[۲۲-] بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

[۵۶۷۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۞ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ، فَيَقُوْلُ:

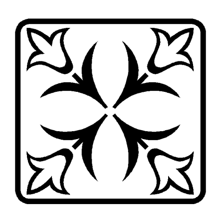
أَلَا لَيْتَ شَعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

وَهَلْ أَرِدًا يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ ۞ وَهَلْ تَبْدُوْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ حُبًّا، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ"

[راجع: ۱۸۸۹]

﴿الحمدللہ! کتاب المرضٰی کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطب

علاج معالجہ کا بیان

کتاب المرضیٰ سے کتاب الطب کا جوڑ بدیہی ہے، بیمار پڑے گا تو علاج ضرور کرائے گا۔

جاننا چاہئے کہ احادیث کی دو قسمیں ہیں: **ایک:** وہ جو پیغام رسانی کے طور پر وارد ہوئی ہیں یعنی حکم شرعی کے طور پر وارد ہوئی ہیں، **دوسری:** جس کا پیغام رسانی سے تعلق نہیں، وہ دنیاوی امور میں ایک رائے کے طور پر وارد ہوئی ہیں، طب سے تعلق رکھنے والی روایات قسم دوم کی ہیں۔

اور جاننا چاہئے کہ بیماریاں اور دوائیں دو قسم کی ہیں: مفرد اور مرکب، جو بیماریاں مفرد غذا کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے مفرد دوائیں کافی ہیں، اور جو بیماری مرکب غذاؤں کے فساد سے پیدا ہوتی ہے، اس کے لئے مرکب دوائیں ضروری ہیں، اور قدیم زمانہ میں لوگ سادہ زندگی گذارتے تھے، اور مفرد غذائیں کھاتے تھے، اس لئے حدیثوں میں جو مفرد علاج آئے ہیں وہ اس زمانہ میں کارگر تھے، مگر اب مفرد دوائیں زیادہ کارگر نہیں۔

طب کی تین بنیادیں:

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ طب کی تین بنیادیں ہیں، اور تینوں قرآنِ کریم میں مذکور ہیں:

پہلی اصل: حفظانِ صحت: اپنی صحت کی حفاظت کرنا، کوئی ایسی/ اتنی غذا نہ کھائے جس سے صحت خراب ہوجائے، اور نہ ایسے اسباب اختیار کرے جو بیماری کو دعوت دیں، سورۃ الاعراف (آیت ۳۱) میں ہے: ''کھاؤ پیو اور حد سے مت نکلو'' یہ حد سے نکلنے کی ممانعت حفظانِ صحت کے اصول سے ہے، اور حدیث میں کوڑھی سے دور رہنے کی ہدایت اسباب مرض سے بچنے کی تعلیم ہے۔

دوسری اصل: حمیہ (پرہیز) بیماری سے پہلے بھی، بعد میں بھی اور ساتھ بھی، سورۃ النساء (آیت ۴۳) وسورۃ المائدہ (آیت ۶) میں ہے کہ اگر تم بیمار ہوؤ، پھر تم کو پانی نہ ملے (حقیقۃً یا حکماً) تو تیمّم کرو، یہ اجازت حمیہ کے اصول سے ہے، اور بیماری کی حالت میں ہے اور حضرت علیؓ کو بیماری کے بعد کھجوریں کھانے سے منع کیا، یہ بیماری کے بعد حمیہ کی مثال ہے۔

تیسری اصل: استفراغ مادۂ فاسد: فاسد مادہ جسم سے نکال دینا، ورنہ علاج شفا بخش نہ ہوگا، حضرت کعب بن عجرۃؓ کے سر میں احرام میں جوئیں پڑ گئی تھیں، چنانچہ سورۃ البقرۃ (آیت ۱۹۶) میں سر منڈا کر فدیہ دینے کا حکم آیا، کیونکہ جب تک بالوں کی جڑوں میں سے میل دور نہیں ہوگا جوؤں کی افزائش بند نہیں ہوگی، پس یہ اجازت جسم سے فاسد مادہ نکالنے کے لئے تھی (تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۳۷۱) میں ہے)

بَابٌ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

ہر بیماری کی دوا ہے، پس علاج کرو

جب بیمار ہوئے ہیں تو علاج کرائیں، اللہ نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے، مگر مرض کی پہچان، اس کی دواء اور دواء کا استعمال جاننا ضروری ہے۔ اور حدیث میں جو ضابطہ ہے وہ خطابی اور عمومی ہے، بڑھاپا اور موت اس سے مستثنیٰ ہیں، ان کا کوئی علاج نہیں۔

۷۶- كِتَابُ الطِّبِّ

[۱-] بَابٌ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

[۵۶۷۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً"

بَابٌ: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ؟

کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرسکتی ہے؟

حضرت نے ہل چلایا ہے، جواب نہیں دیا، اور باب کی روایت پہلے آئی ہے، وہاں نُدَاوِي الجرحی بھی ہے، مگر یہ جنگ احد کا واقعہ ہے، اور اس وقت تک حجاب کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اس لئے حضرت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا، اور مسئلہ کا مدار ضرورت اور عدم ضرورت پر ہے اور حجاب کی رعایت کے ساتھ علاج کرنا جائز ہے۔

[۲-] بَابٌ: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ؟

[۵۶۷۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَسْقِي الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ. [راجع: ۲۸۸۲]

بَابُ الشِّفَاءِ فِيْ ثَلَاثٍ

تین مفید علاج

شہد پینا، پچھنے لگوانا اور لوہا گرم کرکے داغنا بہت مفید علاج ہیں، مگر نبی ﷺ نے امت کو دغوانے سے منع کیا ہے، کیونکہ یہ خطرناک علاج ہے، یہی حکم میجر آپریشنوں کا ہے، آپریشن بھی کامیاب علاج ہے، مگر جلدی اس پر اقدام نہیں کرنا چاہئے۔

[٣-] بَابُ الشِّفَاءِ فِيْ ثَلَاثٍ

[٥٦٨٠-] حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَفْطَسُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهَى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ" رَفَعَ الْحَدِيْثَ.

وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ. [طرفه: ٥٦٨١]

[٥٦٨١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، أَخْبَرَنَا سَرِيْجُ بْنُ يُوْنُسَ أَبُوْ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ، عَنْ سَالِمِ الْأَفْطَسِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ، وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ"

[راجع: ٥٦٨٠]

قوله: رفع الحديث: ابن عباسؓ نے بات کو مرفوع کیا یعنی یہ میری بات نہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ

شہد سے علاج

شہد کا مزاج گرم خشک ہے، وہ ورموں کو پکاتا اور تحلیل کرتا ہے، بدن کو طاقت بخشتا ہے اور ہضم کو درست اور قبض کو رفع کرتا ہے، پھوڑے پھنسیوں پر لگاتے ہیں اور جلائے بصر کے لئے آنکھوں میں بھی ڈالتے ہیں، سورۃ النحل (آیت ۶۹) میں شہد کے بارے میں ہے: اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے، اور نبی ﷺ کو میٹھا اور شہد پسند تھا، غذاءً بھی اور دواءً بھی۔

لطیفہ: میرے خالہ زاد بھائی مولانا غلام نبی صاحب گرمیوں میں ایک کلو شہد لائے، تھوڑا ابھی چاٹا تھوڑا کبھی، تین دن میں بوتل خالی کردی، گرمی دانے نکل آئے، وہ حضرت مولانا مفتی حکیم محمد اکبر صاحب پالن پوری رحمہ اللہ کے پاس دوا لینے گئے، حکیم صاحب نے مسکن دوا دی، بھائی نے پوچھا: شہد کے بارے میں قرآن میں ہے: ﴿فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ اور میں تو

بیمار پڑ گیا؟ حکیم صاحب نے کہا: للناس ہے للبھینس نہیں ہے، تم جو ایک کلو شہد تین دن میں کھا گئے: یہ انسان کا کام ہے؟

[٤-] بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾

[٥٦٨٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ.[راجع: ٤٩١٢]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہے/ ہو تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر تو وہ پچھنے لگانے میں، شہد پینے میں اور دغوانے میں ہے، بشرطے کہ بیماری سے ہم آہنگ ہو جائے اور میں پسند نہیں کرتا کہ دغواؤں!

[٥٦٨٣-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الغَسِيْلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' إِنْ كَانَ فِي شَيْئٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ: يَكُوْنُ فِيْ شَيْئٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ''[أطرافه: ٥٦٩٧، ٥٧٠٢، ٥٧٠٤]

لغت: لَذَعَ النارُ الشيئَ: آگ کا کسی چیز کو جلا ڈالنا............ تُوافق کی ضمیر لذعة کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے اور تینوں کی طرف بھی۔

آئندہ حدیث: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا: میرے بھائی کے پیٹ میں شکایت ہے (اس کو دست آتے تھے) آپؐ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ، پھر وہ آپؐ کے پاس دوسری مرتبہ آیا تو بھی آپؐ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ، پھر وہ آپؐ کے پاس تیسری مرتبہ آیا، تو بھی آپؐ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ، پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہا: میں نے کیا (جو آپؐ نے فرمایا مگر فائدہ نہیں ہوا) آپؐ نے فرمایا: اللہ کا ارشاد سچا ہے، اور تیرے بھائی کا پیٹ گڑ بڑ ہے، اس کو شہد پلا، پس اس کو شہد پلایا تو وہ اچھا ہو گیا۔

تشریح: معدے میں روئیں ہوتے ہیں جو کھانا ہضم کرتے ہیں، اس میں کبھی سدّے بھر جاتے ہیں تو کھانا ہضم نہیں ہوتا اور دست آنے لگتے ہیں، جب اس کو شہد پلایا تو دست بڑھ گئے اور معدہ صاف ہو گیا اور اس کی ہضم کی قوت لوٹ آئی، اور اچھا ہو گیا۔

[٥٦٨٤-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: أَخِيْ يَشْتَكِيْ بَطْنُهُ، فَقَالَ:

''اسْقِهِ عَسَلاً'' ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: '' اسْقِهِ عَسَلاً'' ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: '' اسْقِهِ عَسَلاً'' ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، فَقَالَ: '' صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ، اسْقِهِ عَسَلاً'' فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. [طرفه: ۵۷۱۶]

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الإِبِلِ

اونٹ کے دودھ سے علاج

اونٹ کا دودھ فسادِ معدہ کے لئے مفید ہے، قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے، ان کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی، ان کو جوی بیماری ہوگئی، آپؐ نے ان کو زکات کے اونٹوں میں بھیج دیا، اور اونٹوں کا دودھ پینے کا حکم دیا، وہ پی کر چنگے ہوگئے اور فساد مچایا، اور سزا پائی، تفصیلات تحفۃ القاری (۱:۵۶۸) میں گذری ہے۔

[۵-] بَابُ الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الإِبِلِ

[۵۶۸۵-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقْمٌ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! آوِنَا وَأَطْعِمْنَا، فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا: إِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ، فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَهُ، فَقَالَ: '' اشْرَبُوْا أَلْبَانَهَا'' فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهُ، فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتّٰى يَمُوْتَ.

قَالَ سَلَّامٌ: فَبَلَغَنِيْ أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ: حَدِّثْنِيْ بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا، فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ. [راجع: ۲۳۳]

وضاحت: فلما صَحُّوْا: مقدم آیا ہے .... كَدَمَ (ن،ض) كَدْمًا: منہ سے کاٹنا .... حجاج بن یوسف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ سخت سے سخت سزا سناؤ جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دی ہے، پس حضرت انسؓ نے یہ حدیث سنائی، جب یہ بات حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو پہنچی تو فرمایا: کاش حضرت انسؓ اس سے یہ حدیث بیان نہ کرتے (اس ظالم کو تو بہانہ چاہئے!)

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الأَبِلِ

اونٹ کے پیشاب سے علاج

اونٹ کے پیشاب میں بھی دودھ کی تاثیر ہے، اور باب کی حدیث کی بنا پر یہ مسئلہ اختلافی ہوا ہے کہ ماکول اللحم جانوروں

کے فضلات پاک ہیں یا ناپاک؟ مالک، احمد اور محمد رحمہم اللہ پاک قرار دیتے ہیں، اور ابو حنیفہ، شافعی اور ابو یوسف رحمہم اللہ ناپاک کہتے ہیں، اور حدیث کو ضرورت اور علاج پر محمول کرتے ہیں، باقی تفصیلات محولہ بالا مقام میں ہیں۔

[٦-] بَابُ الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الْأَبِلِ

[٥٦٨٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِيْنَةِ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَلْحَقُوْا بِرَاعِيْهِ يَعْنِيْ الإِبِلَ، فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَحِقُوْا بِرَاعِيْهِ، فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، حَتّٰى صَلُحَتْ أَبْدَانُهُمْ، فَقَتَلُوْا الرَّاعِيَ وَسَاقُوْا الإِبِلَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَبَعَثَ فِيْ طَلَبِهِمْ، فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ.

قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ: أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الْحُدُوْدُ.[راجع: ٢٣٣]

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

کلونجی کا بیان

مکتبہ حجاز دیوبند

کلونجی کو عربی میں الحبة السوداء (کالا دانہ) اور الشونیز کہتے ہیں، یہ پیاز کے بیج کے مشابہ سیاہ رنگ کے بیج ہوتے ہیں، کلونجی کا مزاج گرم خشک ہے، مسالوں، اچاروں اور دواؤں میں عام طور پر مستعمل ہے۔ کلونجی کثیر المنافع دواء ہے، کبھی اس کو مفرد استعمال کرتے ہیں اور کبھی دوسری دواؤں کے ساتھ مرکب کر کے استعمال کرتے ہیں، اور اس کا روغن بھی نکالتے ہیں، اور سردزکام میں اس کو سونگھاتے ہیں اور دھونی بھی دیتے ہیں۔

حدیث: خالد بن سعد کہتے ہیں: ہم سفر میں نکلے، ہمارے ساتھ غالب بن ابجرؓ تھے، وہ راستہ میں بیمار ہو گئے، جب ہم مدینہ پہنچے تو وہ بیمار تھے، عبداللہ بن ابی عتیق ان کی عیادت کے لئے آئے، انھوں نے ہم سے کہا: یہ چھوٹا سا کالا دانہ لازم پکڑو، اس کے پانچ یا سات دانے لے کر ان کو پیس لو، پھر پاوڈر کو زیتون کے تیل میں ملا لو، اور دونوں نتھنوں میں چند قطرے ٹپکاؤ، اس لئے کہ عائشہؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ یہ کالا دانہ ہر بیماری کا علاج ہے سوائے موت کے —— اور دوسری حدیث میں بھی یہی بات ہے۔

تشریح: کلونجی ہر بیماری کا علاج ہے: یہ بات عام ہے یا خاص؟ خطابیؒ کی رائے یہ ہے کہ خاص ہے، اور مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ وہ کثیر المنافع دواء ہے، اور عام رائے یہ ہے کہ حدیث عام ہے، وہ کہتے ہیں کہ موت کا استثناء اس کی دلیل ہے، مگر خطابی رحمہ اللہ کی بات وقیع معلوم ہوتی ہے، کلونجی کا استعمال صرف بارد اور مرطوب بیماریوں میں کرنا چاہئے، کیونکہ اس کا مزاج حار یابس ہے۔ واللہ اعلم (تحفۃ الالمعی ۵: ۳۸۱)

[۷-] بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

[۵۶۸۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ، فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَعَادَهُ ابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ، فَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السُّوَيْدَاءِ، فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا، ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِي هٰذَا الْجَانِبِ، فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ" قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: الْمَوْتُ.

[۵۶۸۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامُ" قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالسَّامُ: الْمَوْتُ، وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ: الشُّوْنِيْزُ.

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

بیمار کے لئے حریرہ

کتاب الأطعمة باب ۳۴ میں باب التلبینة آیا ہے، یہاں للمریض بڑھادیا تو نیا باب ہوگیا۔ حدیث اور تفصیلات وہاں گذر چکی ہیں۔

[۸-] بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

[۵۶۸۹-] حدثنا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ التَّلْبِيْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ، وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ" [راجع: ۵٤۱۷]

[۵۶۹۰-] حدثنا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ: هُوَ البَغِيْضُ النَّافِعُ. [راجع: ۵٤۱۷]

قوله: على الهالك: أي على الميت: مرنے والے پر غم کرنے والے کے لئے .... أَجَمَّ الإنسانَ: تازہ دم بنانا............ البغیض: مبغوض، مریض کا دل پینے کو نہیں چاہتا ہے مگر ہے مفید۔

بَابُ السَّعُوْطِ

ناک میں دواء ٹپکانا

السَّعوط (بفتح السین): ناک میں ڈالنے کی دواء (اسم) اور السُّعوط (بضم السین) مصدر ہے، سَعَطَ الدواءَ: ناک میں دواء ٹپکانا، دماغی بیماریوں کے لئے ناک میں دواء ڈالنا بہترین علاج ہے، رہی یہ بات کہ کس دماغی بیماری میں کونسی دواء ناک میں ٹپکائی جائے؟ یہ بات حکیم/ ڈاکٹر جانتے ہیں ـــــ نبی ﷺ نے پچھنے بھی لگوائے ہیں اور ناک میں دواء بھی ٹپکائی ہے۔

[۹-] بَابُ السَّعُوْطِ

[۵۶۹۱-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَاسْتَعَطَ. [راجع: ۱۸۳۵]

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

قُسط ہندی اور بحری کو ناک میں ٹپکانا

قُسط کو کوٹھ کہتے ہیں، یہ ایک نبات کی جڑ ہے، اور تین قسم کی ہوتی ہے: (۱) شیریں: جو سفید زردی مائل ہوتی ہے، اس کو قُسط بحری کہتے ہیں (۲) تلخ، جس کا باہر سے رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے، اس کو قُسط ہندی کہتے ہیں (۳) سرخی مائل، یہ زہر یلی ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں کی جاتی ـــــ اور قُسط اور کُست ایک ہیں، جیسے کافور اور قافور ایک ہیں، اور سورۃ التکویر (آیت ۱۱) میں جو ﴿کُشِطَتْ﴾ ہے اس کو ابن مسعودؓ قُشِطَتْ پڑھتے تھے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس عود ہندی کو لازم پکڑو، اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے، گلے کی تکلیف میں اس کو ناک میں ٹپکایا جائے، اور نمونیا میں اسے گوشۂ دہن میں ڈالا جائے''

[۱۰-] بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

وَهُوَ الْكُسْتُ، مِثْلُ: الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ. مِثْلُ: ﴿كُشِطَتْ﴾: نُزِعَتْ، وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ: قُشِطَتْ.

[۵۶۹۲-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجُنْبِ''

[أطرافه: ۵۷۱۳، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸]

[۵۶۹۳-] وَدَخَلْتُ عَلٰی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِابْنٍ لِی لَمْ یَأْکُلِ الطَّعَامَ، فَبَالَ عَلَیْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَیْهِ. [راجع: ۲۲۳]

بَابٌ: أَیَّ سَاعَةٍ یُحْتَجَمُ؟

کس وقت پچھنے لگوائے جائیں؟

پچھنے لگانے کے تعلق سے شب وروز یکساں ہیں، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات میں پچھنا لگوایا ہے اور نبی ﷺ نے دن میں روزہ دن میں ہوتا ہے اور ہفتہ کے کن دنوں میں اور مہینہ کی کن تاریخوں میں لگوایا جائے؟ اس سلسلہ کی حدیثیں ضعیف ہیں، اس لئے یہ مسئلہ نہیں چھیڑا۔

[۱۱-] بَابٌ: أَیَّ سَاعَةٍ یُحْتَجَمُ؟

وَاحْتَجَمَ أَبُوْ مُوْسٰی لَیْلاً.

[۵۶۹۴-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع: ۱۸۳۵]

بَابُ الْحَجْمِ فِی السَّفَرِ وَالإِحْرَامِ

سفر اور احرام میں پچھنے لگوانا

پچھنے سفر میں بھی لگا سکتے ہیں اور احرام میں بھی، لیکن اگر بال مونڈنے پڑیں تو جنایت ہوگی۔

[۱۲-] بَابُ الْحَجْمِ فِی السَّفَرِ وَالإِحْرَامِ

قَالَهُ ابْنُ بُحَیْنَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

[۵۶۹۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ. [راجع: ۱۸۳۵]

حوالہ: عبداللہ بن بُحَیْنَہؓ کی حدیث ابھی ایک باب کے بعد آرہی ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

پچھنا لگوانا کوئی کھیل نہیں، بیماری کے علاج کے طور پر ہی لگایا جاتا ہے، اور پچھنے لگانے والا دوسو ڈالر لیتا ہے، مفت میں

نہیں لگاتا۔ البتہ میں نے امریکہ میں بیماری کے بغیر پچھنا لگوایا ہے، یہ جاننے کے لئے کہ اس کا کیا طریقہ ہے؟ تاکہ حدیثیں اچھی طرح سمجھ سکوں، نیویارک میں قاری حسن ابونار ہیں، اردن کے رہنے والے ہیں، انھوں نے مفت لگائے تھے، میں نے مونڈھے پر لگوائے تھے۔

[۱۳-] بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

[۵۶۹۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ، فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ، فَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ، فَخَفَّفُوْا عَنْهُ، وَقَالَ: "إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ" وَقَالَ: "لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ"[راجع: ۲۱۰۲]

[۵۶۹۷-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ، حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، وَغَيْرُهُ، اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ، أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ: لَا أَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ فِيْهِ شِفَاءً"[راجع: ۵۶۸۳]

قوله: إن أمثل: بے شک اس کا افضل جس کے ذریعہ تم علاج کرتے ہو، پچھنے لگانا اور قُسط بحری ہے اور فرمایا: بچوں کو تکلیف مت پہنچاؤ گلے کی تکلیف میں (کوّا) دبا کر، اور تم قسط کو لازم پکڑو (اس سے گلے کی تکلیف کا علاج کرو) —— حضرت جابرؓ مقنع بن سنان (تابعی) کی عیادت کو گئے، پس کہا: میں جاؤں گا نہیں جب تک تم پچھنے نہ لگواؤ، نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس میں شفاء ہے یعنی بیماری دور ہوجاتی ہے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ

سر پر پچھنے لگوانا

نبی ﷺ نے لحی جمل میں سر کے بیچ میں پچھنے لگوائے ہیں، لحی جمل: مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ یا چشمہ ہے، آپؐ کے سر میں آدھے سر کا درد تھا، اس کے علاج کے لئے یہ عمل کیا تھا۔

[۱۴-] بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ

[۵۶۹۸-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فِيْ وَسَطِ رَأْسِهِ. [راجع: ۱۸۳۶]

[۵۶۹۹-] وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهِ. [راجع: ۱۸۳۵]

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

آدھے سر اور پورے سر کے درد کی وجہ سے پچھنے لگوانا

الصُّداع: تعمیم بعد التخصیص ہے، آدھے سر کا درد بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، اور مطلق دردِ سر میں بھی پچھنے لگانا مفید ہے۔

[۱۵-] بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

[۵۷۰۰-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ، بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ: لَحْيُ جَمَلٍ. [راجع: ۱۸۳۵]

[۵۷۰۱-] وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهِ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهِ. [راجع: ۱۸۳۵]

[۵۷۰۲-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: "إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ" [راجع: ۵۶۸۳]

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذَى

تکلیف کی وجہ سے سر منڈانا

جب سر میں پچھنے لگوائیں گے تو بال مونڈوائیں گے، اس کا جواز ثابت کرنے کے لئے یہ باب لائے ہیں کہ جب تکلیف کی وجہ سے پورا سر مونڈوا سکتے ہیں تو پچھنے لگوانے کے لئے سر کا کچھ حصہ بھی مونڈوا سکتے ہیں۔

[۱۶-] بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذَى

[۵۷۰۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ، وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِيْ، فَقَالَ: "أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: "فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً، أَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً" قَالَ أَيُّوْبُ: لَا أَدْرِيْ بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ. [راجع: ۱۸۱۴]

بَابُ مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ، وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

خود کو یا دوسرے کو گرم لوہے سے داغنا اور جس نے نہیں دغوایا اس کی فضیلت

پہلی حدیث سے داغنے کا جواز اور نہ داغنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور دوسری حدیث سے صرف نہ داغنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[۱۷-] بَابُ مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ، وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

[۵۷۰۴-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنْ كَانَ فِيْ شَيْئٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ" [راجع: ۵۶۸۳]

لغات: شَرْطَة: نشتر لگانا، کھال کو ہلکا سا چیرنا......... مِحْجَم: سینگی، پچھنے لگانے کا آلہ، وہ کٹوری جو فاسد خون چوس لے......... لَذْعَة: آگ کا کسی چیز کو جلا ڈالنا۔

[۵۷۰۵-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: لَارُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ، فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ، قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ أُمَّتِيْ هٰذِهِ؟ قِيْلَ: بَلْ هٰذَا مُوْسَى وَقَوْمُهُ. قِيْلَ: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيْلَ لِيْ: انْظُرْهَا هُنَا وَهَاهُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَاءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيْلَ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ" ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا: نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهُ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَخَرَجَ فَقَالَ:" هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَلَا يَكْتَوُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ"

فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" نَعَمْ" فَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ" [راجع: ۳۴۱۰]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ (وہ صحابی جن کو فرشتے ظاہر ہو کر سلام کرتے تھے، پھر جب انھوں نے لوہے سے دغوایا

تو فرشتوں نے ظاہر ہونا چھوڑ دیا، پھر جب انھوں نے دغوانا چھوڑ دیا تو فرشتے ظاہر ہونے لگے) کہتے ہیں: منتر نہیں ہے مگر نظر بد سے اور ڈنک سے یعنی یہ دو جھاڑ کی بیماریاں ہیں، ان میں دواء سے زیادہ جھاڑ کام کرتی ہے، شعبیؒ کہتے ہیں: یہ بات میں نے سعید بن جبیرؒ سے ذکر کی تو انھوں نے ابن عباسؓ کی حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں، پس ایک نبی اور دو نبی گذرنے لگے، جن کے ساتھ دس سے کم جماعت تھی، اور کوئی نبی ایسے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا، یہاں تک کہ دکھایا گیا مجھے ایک بڑا گروہ، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ میری امت ہے یہ؟ جواب دیا گیا: (نہیں) بلکہ یہ موسیٰ اور ان کی قوم ہے، کہا گیا: آپ آسمان کے کنارے کو دیکھیں، پس اچانک ایک بڑے مجمع نے آسمان کا کنارہ بھر رکھا تھا، پھر کہا گیا مجھ سے: یہاں اور یہاں آسمان کے کناروں میں دیکھیں، پس ایک بڑے مجمع نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا تھا، کہا گیا: یہ آپؐ کی امت ہے، داخل ہونگے جنت میں ان میں سے ستر ہزار بے حساب، پھر آپؐ گھر میں تشریف لے گئے، اور صحابہ کے لئے بیان نہیں کیا (کہ وہ ستّر ہزار کون لوگ ہونگے؟) پس لوگ باتوں میں مشغول ہوئے، اور انھوں نے کہا: (وہ) ہم ہیں، جو اللہ پر ایمان لائے، اور اس کے رسول کی پیروی کی، پس ہم وہ ہیں یا ہماری اولاد ہے، جو زمانۂ اسلام میں پیدا ہوئی ہے، کیونکہ ہم تو زمانۂ جاہلیت میں پیدا ہوئے ہیں، پس یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ باہر تشریف لائے، اور فرمایا: ''وہ وہ لوگ ہیں جو جھڑواتے نہیں، بدشگونی نہیں لیتے اور گرم لوہے کا داغ نہیں لگواتے، اور وہ اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں'' —— پس عکاشہ بن محصن نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا، اور اس نے پوچھا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: عکاشہ اس میں تم سے بازی لے گئے (یہ بڑا ذومعنی جواب ہے)

بَابُ الإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

آشوبِ چشم میں اثمد یا کوئی اور سرمہ لگانا

تندرست آنکھ میں بھی سرمہ ڈالنا مستحب ہے، اور جب آنکھیں دکھنے آئیں تو اثمد یا کوئی اور سرمہ ڈالا جائے، اثمد: ایک خاص قسم کا سرمہ ہے، مگر وہ عام طور پر نہیں ملتا یا اصلی نہیں ملتا، پس کوئی اور سرمہ ڈالنا بھی کافی ہے، مقصود علاج ہے، اور اب جو آنکھ میں ڈالنے کے قطرات ملتے ہیں وہ بھی سرمہ کے قائم مقام ہو جائیں گے، اور حدیث اسی جلد میں کتاب الطلاق میں آئی ہے، اور ام عطیہ کی روایت بھی کتاب الطلاق (حدیث ۵۳۴۱) میں آئی ہے۔

[۱۸-] بَابُ الإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

فِيْهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ.

[۵۷۰۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا، فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَذَكَرُوْا لَهُ

الْكُحْلَ، وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا، فَقَالَ: "لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ: فِيْ أَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا، فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً، فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" [راجع: ۵۳۳۶]

لغت: حِلْس: وہ ٹاٹ یا بوریا جو عمدہ فرش کے نیچے یا اونٹ پر کجاوے کے نیچے بچھایا جاتا ہے: ٹھہرتی تھی اپنے گھر میں اپنے بدترین ٹاٹ میں یا فرمایا: اپنے ٹاٹوں میں اپنے بدترین گھر میں، پس جب کتا گذرتا (اوراس سے اپنی شرمگاہ رگڑتی تو) مینگنیاں پھینکتی تھی، پس نہیں، یعنی سرمہ لگانے کی اجازت نہیں، چار ماہ دس دن تک (اس کے بعد آنکھیں آئی ہوں تو سرمہ لگاسکتی ہے اور زینت کے لئے بھی لگاسکتی ہے)

بَابُ الْجُذَامِ

کوڑھ کی بیماری

یہ باب کتاب المرضیٰ میں آنا چاہئے: کوڑھ ایک بیماری ہے، اس کا علاج حدیث میں نہیں ہے، پس یہ باب کتاب الطب میں نہیں بلکہ کتاب المرضیٰ میں آنا چاہئے ـــــ جُذام: ایسی بیماری جس میں اطراف بدن گل سڑ کر جسم سے الگ ہونے لگتے ہیں، اور برص: ایک بیماری ہے جس سے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں، اردو میں دونوں کو کوڑھ کہتے ہیں، جذام: گھناؤنی بیماری ہے، لوگ جذامی سے دور رہتے ہیں، یہ ٹھیک ہے، بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ بیمار کے ساتھ اختلاط (میل جول) منجملۂ اسباب مرض ہے، اور اچھے اسباب اختیار کرنا اور برے اسباب سے بچنا شریعت کی تعلیم ہے، البتہ یہ خیال کرنا کہ ایسے بیماروں کے ساتھ اختلاط ہوگا تو ضرور اس کی بیماری لگ جائے گی، یہ غیر اسلامی تصور ہے، کسی بیماری میں ذاتی تاثیر نہیں کہ وہ دوسرے کو لگ جائے، سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔

اور حدیث: میں چار باتوں کی نفی ہے اور ایک چیز کا اثبات ہے، فرمایا: "چھوت کی بیماری نہیں، اور بدشگونی نہیں، اور کھوپڑی کا پرندہ نہیں، اور صفر کی نحوست نہیں، اور جذامی کے پاس سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"

تشریح: حدیث کے اول وآخر میں تعارض ہے، حاشیہ میں اس کو حل کرنے کے لئے چھ مسالک (راہیں) ذکر کئے ہیں، میں نے اور طرح سے حل کیا ہے کہ نفی ذاتی تاثیر کی ہے اور اثبات درجۂ تسبیب میں ہے، اور ان دونوں باتوں میں کچھ تنافی نہیں۔

[۱۹-] بَابُ الْجُذَامِ

[۵۷۰۷-] وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ مِيْنَاءَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَاعَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَاهَامَةَ وَلَا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ" [أطرافه: ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵]

لغات: عَدْوی: اسم مصدر ہے إعداء سے، أَعْدی فلانا من مرضه: کسی کو اپنی بیماری لگانا .... طِیَرۃ بھی اسم مصدر ہے تَطَیُّر سے، تَطَیَّرَ به و منه: براشگون لینا، اصل میں پرندہ اڑا کر شگون لینے کے معنی ہیں، پھر اچھے اور برے شگون کے لئے استعمال کیا جانے لگا، حدیث میں بدشگونی کی نفی ہے .... هَامَة: الّو کو کہتے ہیں، لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں، اور عربوں کا خیال تھا کہ جو شخص قتل کیا جائے اور اس کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الو بن کر جا بجا پکارتی پھرتی ہے: مجھے پلاؤ، مجھے پلاؤ، جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتا ہے .... صَفَر کے مختلف معنی کئے گئے ہیں: (۱) بعض لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں: اس کی نفی ہے (۲) زمانۂ جاہلیت میں صفر کو محرم سے مقدم کر دیا جاتا تھا، اس کی نفی ہے (۳) صفر ایک قسم کا سانپ ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتا ہے اور بھوک کے وقت ستاتا ہے: اس کی نفی ہے۔

بَابٌ: الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

کھمبی آنکھ کے لئے مفید ہے

الکمأة: کھمبی: ایک قسم کی نبات ہے جو اکثر برسات میں پیدا ہوتی ہے اور خودرو ہے، اس کی سبزی بھی پکاتے ہیں اور تل کر بھی کھاتے ہیں، اس کو سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں، اگر وہ سیاہ یا سرخی مائل ہو تو آنکھ کے لئے مضر ہے اور بالکل سفید ہو تو مفید ہے۔

حدیث: کھمبی منّ سے ہے، اور اس کا پانی آنکھ کے لئے مفید ہے: —— منّ: وہ گوند جو بنی اسرائیل کے لئے اترتا تھا، اور حدیث کے دو مطلب ہیں: (۱) کھمبی مفت حاصل ہونے والی نعمت ہے، جیسے منّ بنی اسرائیل کو مفت ملتا تھا (۲) بنی اسرائیل پر جو منّ اترتا تھا اس کا اثر زمین میں باقی رہ گیا ہے، جو وقتاً فوقتاً کھمبی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔

سوال: امام صاحب نے الکمأة کے بجائے المنّ کیوں کہا؟ **جواب:** علتِ حکم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کھمبی میں افادیت اس وجہ سے آئی ہے کہ وہ منّ کے اثر سے پیدا ہوتی ہے۔

[۲۰-] بَابٌ: الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

[۵۷۰۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ"

وَقَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ شُعْبَةُ: لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالْمَلِكِ.

[راجع: ٤٤٨٧]

سند: یہ حدیث شعبہؒ نے عبد الملک بن عمیر قبطی سے سنی تھی، اس راوی کا بڑھاپے میں حافظہ بگڑ گیا تھا، اس لئے شعبہؒ نے اس کی حدیث میں توقف کیا، مگر جب حکم بن عتیبہ نے یہ حدیث بیان کی تو وجہ انکار (توقف) ختم ہوگئی۔

بَابُ اللَّدُوْدِ

گوشۂ فم میں دواء ڈالنا

لدود: منہ کے ایک گوشہ میں ڈالنے کی دواء (اسی لفظ کے معنی: سخت جھگڑالو بھی ہیں) پہلے نمونیا میں قُسط ہندی زیتون کے تیل میں گھس کر منہ کی اس جانب میں ڈالتے تھے جس جانب درد ہوتا تھا، اب یہ طریقۂ علاج نہیں رہا۔

[۲۱-] بَابُ اللَّدُوْدِ

[۵۷۰۹و۵۷۱۰و۵۷۱۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مَيِّتٌ. [حديث: ۵۷۰۹ راجع: ۴۴۵۶، حديث ۵۷۱۰، راجع: ۱۲۴۱ حديث ۵۷۱۱ راجع: ۱۲۴۲]

[۵۷۱۲-] قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهِ، فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا، أَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: " أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ؟" قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: " لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ، وَأَنَا أَنْظُرُ، إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ" [راجع: ۴۴۵۸]

مکتبہ حجاز دیوبند

وضاحت: یہ سب ایک حدیث ہیں، اور پہلی حدیث پر تین نمبر اس لئے لگائے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی اس میں ذکر ہے، اور لدود کے واقعہ کی تفصیل پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۵۵۹) آئی ہے۔

آئندہ حدیث: عکَّاشة بن مِحْصَن کی بہن ام قیسؓ کہتی ہیں: میں اپنے لڑکے کو لے کر نبی ﷺ کے پاس گئی، میں نے عذرہ (حلق کی بیماری) کی وجہ سے اس کا گلا دبا رکھا تھا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: تم گلے کی بیماری میں اس طرح تالو دبا کر بچے کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو، یہ عود ہندی استعمال کرو، اس میں سات فائدے ہیں، ان میں سے نمونیا ہے، اور گلے کی تکلیف میں دواء ناک میں ڈالی جائے، اور نمونیا میں دواء گوشۂ دہن میں ڈالی جائے۔

[۵۷۱۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِيْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ: " عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا

ذَاتُ الْجُنُبِ، وَيُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجُنُبِ"

فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: بَيَّنَ لَنَا اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا. قُلْتُ: لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ. قَالَ: لَمْ يَحْفَظْ، إِنَّمَا قَالَ: أَعْلَقْتُ عَنْهُ، حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ. وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالإِصْبَعِ، وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِيْ حَنَكِهِ، إِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ، وَلَمْ يَقُلْ: أَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا.

[راجع: ٥٦٩٢]

لغات: أَعْلَقَ ظُفُرَه بِالشيئ: کسی چیز میں ناخن گاڑنا، چبھونا............ أَعْلَقْتُ کے بعد علیه ہے یا عنه، کتاب میں علیه ہے اور گیلری میں عنه ہے، اس کے برعکس ہوتا تو کتاب فہمی میں آسانی ہوتی............ العُذْرة: گلے کی تکلیف .... العِلاق میں بھی نسخے مختلف ہیں، ایک نسخہ میں العُلُق ہے۔ اس کے معنی ہیں: لٹکائی ہوئی چیز یعنی حلق کا کوّا............ دَغَر (ض) دَغْرًا المرأةُ الصبيَّ: عورت کا بچے کے حلق میں تالو کو ابھارنے کے لئے انگلی ڈالنا، ایسا حلق کے درد کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

وضاحت: سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں: میں نے زہری کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے ہمارے لئے دو فائدے بیان کئے، اور ہمارے لئے باقی پانچ فائدے بیان نہیں کئے ــــ علی مدینیؒ کہتے ہیں: میں نے ابن عیینہؒ سے کہا: آپ زہریؒ سے أعلقتُ کے بعد عنه روایت کرتے ہیں اور معمران سے علیه روایت کرتے ہیں (معلوم ہوا کتاب میں عنه ہونا چاہئے جیسا کہ گیلری میں ہے) وہ أعلقتُ علیه کہتے ہیں، سفیانؒ نے کہا: انھوں نے یاد نہیں کیا، زہریؒ نے أعلقتُ عنه کہا تھا، میں نے اس کو زہری کے منہ سے (بلاواسطہ) یاد کیا ہے ــــ پھر ابن عیینہؒ نے لڑکے کا حال بیان کیا (کہ کس طرح اس کا تالو دبایا جاتا تھا، فرمایا:) تالو دبایا جائے انگلیوں سے، اور سفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈالی، وہ بس سمجھا رہے تھے بچے کے تالو کے اٹھانے کو اپنی انگلی سے ــــ اور نہیں کہا: اس کی طرف سے کوئی چیز لٹکاؤ (یہ تنبیہ ہے کہ بچے کی طرف سے گھر وغیرہ میں کوئی چیز لٹکانا مراد نہیں)

بَابٌ

ٹھنڈے پانی سے بخار کا علاج

یہ باب ریہرسل کے لئے ہے، میں نے عنوان قائم کیا ہے۔ عرب کا علاقہ گرم خشک ہے، وہاں ٹھنڈا پانی بخار کا علاج ہے، اور سات کی اور تسمے نہ کھولنے کی قیدیں کیوں تھیں؟ اس کی وجہ معلوم نہیں، طبی تدابیر اور عملیات میں ایسی باتوں کا اثر ہوتا ہے، تفصیل تحفۃ القاری (۱:۵۳۴) میں ہے۔ اور ابن القیمؒ کہتے ہیں: پانی سے بخار کا علاج اہل حجاز کے ساتھ خاص ہے، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۴۱۴) میں ہے۔

[۲۲-] بَابٌ

[۵۷۱٤-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، وَيُوْنُس، قَالَ الزُّهْرِیُّ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِیْ أَنْ يُمَرَّضَ فِیْ بَيْتِیْ، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِی الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ تَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلِ الْآخَرُ الَّذِیْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِیٌّ.

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ: "هَرِيْقُوْا عَلَیَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّیْ أَعْهَدُ إِلَی النَّاسِ" قَالَتْ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِی مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ، حَتّٰی جَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ، قَالَتْ: وَخَرَجَ إِلَی النَّاسِ فَصَلّٰی لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ. [راجع: ۱۹۸]

بَابُ الْعُذْرَةِ

حلق کی تکلیف کا علاج

حلق کی تکلیف کا علاج عود ہندی ہے، یہ لکڑی ہے، اس کو زیتون کی تیل میں گھس کر ناک میں ٹپکایا جاتا ہے، اور حدیث وہی ام قیس کی ہے، یہ صحابیہ قبیلہ بنواسد کی تھیں، اور بنواسد نام کے متعدد قبیلے ہیں، یہ خزیمہ کی شاخ بنواسد کی ہیں، انھوں نے بہت شروع میں ہجرت کی ہے، اور بیعت سلوک بھی کی ہے، یہ عکاشہؓ کی بہن ہیں۔

[۲۳-] بَابُ الْعُذْرَةِ

[۵۷۱۵-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ - أَسَدَ خُزَيْمَةَ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِیْ بَايَعْنَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَهِیَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ - أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِابْنٍ لَهَا، قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ، عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِیِّ، فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجُنُبِ" يُرِيْدُ الْكُسْتَ، وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِیُّ.

وَقَالَ يُوْنُسُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ: عَلَّقَتْ عَلَيْهِ. [راجع: ۵۶۹۲]

فرق: شعیب کی روایت میں أَعْلَقْتُ (باب افعال) ہے اور یونس اور اسحاق کی روایتوں میں عَلَّقْتُ (باب تفعیل) ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

پیٹ کی بیماری (اسہال) کا علاج

پیٹ بیماریوں کا گھر ہے اور ان کے علاج مختلف ہیں، ایک بیماری اسہال ہے جو سوئے ہضم سے ہو اس کا علاج شہد پلانا ہے۔

[٢٤-] بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

[٥٧١٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنَّ أَخِيْ اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلاً" فَسَقَاهُ، فَقَالَ: إِنِّيْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا، فَقَالَ:" صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ" تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٥٦٨٤]

بَابٌ: لَاصَفَرَ

صفر نہیں!

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صفر پیٹ کی کوئی بیماری ہے، مگر بیماری ہے تو اس کا کوئی علاج ہوگا، اور حدیث میں تو اس کی نفی ہے، پس پہلے جو صفر کے تین معنی بیان کئے ہیں ان میں سے کوئی معنی لینے ہونگے —— اور حدیث میں لا عدوی پر ایک بدّو کا سوال ہے کہ میرے اونٹ بھلے چنگے رتیلے میدان میں چر رہے ہیں، ان میں ایک خارشتی اونٹ آملا تو میرے اونٹوں کو بھی خارش لگ گئی، اور آپؐ فرما رہے ہیں کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی! آپؐ نے پوچھا: سب سے پہلا اونٹ جس کو خارش ہوئی اس کو خارش کہاں سے لگی؟ جواب ندارد! جواب یہی ہوسکتا ہے کہ اس کو خارش قضائے الٰہی سے لگی، پس یہی بات سب جگہ کیوں نہ مان لی جائے! —— ہاں بعض امراض میں مریض کے ساتھ اختلاط منجملۂ اسباب مرض ہے، اس لحاظ سے اختلاط سے بچنا چاہئے (تفصیل تحفۃ الالمعی ۵:۵۰۴ میں ہے)

[٢٥-] بَابٌ: لَاصَفَرَ

وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ.

[٥٧١٧-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ" فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ إِبِلِيْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا

الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: " فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟"
رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَسِنَانِ بْنِ أَبِيْ سِنَانٍ. [راجع: ۵۷۰۷]

قولہ: فما بال: پس کیا حال ہے: میرے اونٹ ریت میں ہوتے ہیں، گویا وہ ہرن ہیں، پس آتا ہے خارشتی اونٹ جو ان میں گھستا ہے، پس وہ اس کو خارشتی کردیتا ہے؟

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

نمونیا کا علاج

ذات الجنب کو نمونیا کہتے ہیں، اس میں پھیپھڑے کی جھلی میں ورم ہوجاتا ہے، پھر جھلی اور پھیپھڑے کے درمیان پانی کا ترشح ہونے لگتا ہے، یہ حقیقی ذات الجنب ہے، اور کبھی پہلو میں غلیظ ریاح رک جاتی ہے، اس کا علاج عود ہندی ہے، اور اس میں لوہے سے داغا بھی جاتا تھا۔

[۲۶-] بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

[۵۷۱۸-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ - أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ: " اتَّقُوْا اللّٰهَ، عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذِهِ الْأَعْلَاقِ، عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجُنْبِ"
يُرِيْدُ الْكُسْتَ، يَعْنِيْ: الْقُسْطَ. قَالَ: وَهِيَ لُغَةٌ. [راجع: ۵۶۹۲]

وضاحت: امام زہریؒ نے کہا: عود ہندی کو قسط اور کست کہا جاتا ہے، چھوٹے کاف سے بھی ایک لغت ہے۔

[۵۷۱۹-] حدثنا عَارِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: قُرِئَ عَلٰى أَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ أَبِيْ قِلَابَةَ - مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ، وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ - وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ، وَكَوَاهُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهِ. [طرفه: ۵۷۲۱]

ترجمہ: حماد بن زید کہتے ہیں: ایوب سختیانی کے سامنے ابوقلابہ کی کتابوں میں سے پڑھا گیا ــــــ ان میں سے بعض وہ ہیں جو ابوقلابہ نے بیان کی ہیں، اور بعض وہ ہیں جو ان کے سامنے پڑھی گئی ہیں ــــــ اور اس کتاب میں انسؓ سے مروی

یہ روایت تھی کہ ابوطلحہ اور انس بن النضر نے انس بن مالک ؓ کو لوہا گرم کر کے داغا، ابوطلحہ نے اپنے ہاتھ سے داغا (اس کی وضاحت اگلی روایت میں ہے)

[۵۷۲۰و۵۷۲۱-] وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ، فَقَالَ أَنَسٌ: كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَيٌّ، وَشَهِدَنِي أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ. [راجع: ۵۷۱۹]

ترجمہ: انس ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی انصار کی ایک فیملی کو کہ جھڑوائیں وہ ڈنک سے اور کان کے درد سے (یہ ایک حدیث ہوئی) پس انس ؓ نے کہا: مجھے نمونیا میں لوہا گرم کر کے داغا گیا درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ حیات تھے، اور موقع پر موجود تھے، ابوطلحہ، انس بن النضر اور زید بن ثابت اور ابوطلحہ نے مجھے داغا۔

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

خون روکنے کے لئے چٹائی جلانا

حدیث پہلے آچکی ہے، غزوۂ احد میں جب سر مبارک زخمی ہوا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دھویا تو خون بند نہیں ہوتا تھا، انھوں نے چٹائی جلا کر راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا، روئی بھی یہ کام کرتی ہے، جلا کر راکھ لگائی جائے یا بہت ساری روئی رکھ کر پٹی باندھ دی جائے تو بھی خون بند ہو جاتا ہے۔

[۲۷-] بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

[۵۷۲۲-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْبَيْضَةُ، وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ، وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً، عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَقَأَ الدَّمُ. [راجع: ۲۴۳]

بَابٌ: الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

بخار آتش دوزخ کا جوش ہے!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار دوزخ کا جوش ہے، پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو'' —— فَيْح کے معنی ہیں:

پھیلاؤ، اور یہ تمثیل ہے، بخار تکلیف دہ بیماری ہے، اس کو کیسے ٹھنڈا کیا جائے؟ یہ بات حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے، جب ان کے پاس کوئی بخار والی عورت آتی تو وہ پانی منگواتیں، اور اس کے گریبان میں ڈالتیں، پھر نبی ﷺ کا یہ ارشاد سناتیں —— رہا ٹھنڈے پانی سے نہانا تو ابن القیمؒ کہتے ہیں: یہ بات اہل حجاز کے ساتھ خاص ہے، جو ممالک گرم خشک ہیں، جہاں دھوپ لگتی ہے، وہاں بخاری کا پانی میں نہانا مفید ہے، اور ہمارے دریار میں بھی حکیم اور ڈاکٹر جب بخار میں بُحرانی کیفیت ہوتی ہے تو سر پر اور پاؤں پر برف رکھنے کا یا ملنے کا یا کپڑا بھگا کر رکھنے کا حکم دیتے ہیں، پس یہ حکم سب بخاروں کے لئے نہیں ہے، خاص بخاروں کے لئے ہے —— اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بخار کو رجز (اللہ کا عذاب) کہا ہے جب بخار آتا تو وہ دعا کرتے: اے اللہ! ہم سے عذاب دور فرما!

[۲۸-] بَابٌ: اَلْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

[۵۷۲۳-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "اَلْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ"[راجع: ۳۲۶۴]

قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ: اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

[۵۷۲۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا، وَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ.

[۵۷۲۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "اَلْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ"[راجع: ۳۲۶۳]

[۵۷۲۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اَلْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ" [راجع: ۳۲۶۲]

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لاَ تُلاَيِمُهُ

جو شخص ناموافق سرزمین سے نکلا

ناموافق آب و ہوا کے اعتبار سے، مکان تنگ و تاریک ہونے کی وجہ سے، ماحول بدبودار ہونے کی وجہ سے، خارجی اثرات کی وجہ سے اور غیر اسلامی ماحول کی وجہ سے جگہیں مبارک اور نامبارک ہوتی ہیں، ایسی صورتوں میں جگہ بدل دینی چاہئے، حدیث میں واقعہ ہے: کچھ لوگوں نے عرض کیا: ہم پہلے فلاں جگہ میں تھے تو ہماری نفری بھی زیادہ تھی، اور ہم خوش عیش

تھے، پھر فلاں جگہ میں آبسے تو ہمارے افراد کی تعداد بھی گھٹ گئی اور تنگ حالی میں مبتلا ہوگئے، نبی ﷺ نے فرمایا: ذَرُوْھا ذَمِیْمَۃً: وہ جگہ چھوڑ دو، وہ بری جگہ ہے (یہ خارجی اثرات کی مثال ہے) اور حدیث میں سو قتل کرکے توبہ کرنے والے کا واقعہ آیا ہے، ایک عالم نے اس سے کہا: أرضك أرض سوء: تیرا علاقہ برے لوگوں کا علاقہ ہے تو جگہ بدل دے، چنانچہ وہ نیک لوگوں کی سرزمین کی طرف نکلا، راستہ میں موت کا وقت آگیا (یہ غیر اسلامی اور بد دینی کے ماحول کی مثال ہے) اور باب کی حدیث میں عرینہ والوں کا واقعہ ہے، ان کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی تو نبی ﷺ نے ان کو جنگل میں اور مویشی میں بھیج دیا، وہاں جاکر وہ تندرست ہوگئے (یہ ناموافق آب وہوا کی مثال ہے)

[۲۹-] بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لاَ تُلاَیِمُهُ

[۵۷۲۷-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ نَاسًا أَوْ: رِجَالاً مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَتَكَلَّمُوْا بِالإِسْلاَمِ، فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ، وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ، فَاسْتَوْخَمُوْا الْمَدِيْنَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهِ، فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَانْطَلَقُوْا حَتَّى كَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ، كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ، وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ، فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَّعُوْا أَيْدِيَهُمْ، وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ، حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ.

[راجع: ۲۳۳]

وضاحت: تکلموا بالإسلام: انھوں نے کلمہ پڑھا .... أهل ضرع: تھن والے یعنی مویشی پالنے والے .... الرِّیْف: زراعتی زمین، سرسبز زمین (کھیتی والے) .... اسْتَوْخَم المكان: کسی جگہ کو مضر صحت پانا، کسی مقام کی آب وہوا کو ناموافق پانا .... ذَوْد: اونٹوں کا ریوڑ۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

پلیگ کا تذکرہ

یہ باب بھی کتاب المرضیٰ میں آنا چاہئے، طاعون: ایک وبائی جان لیوا بیماری ہے، اس کا علاج حدیث میں نہیں آیا، اس کے احکام آئے ہیں، طاعون کیا ہے؟ حاشیہ میں بہت سے اقوال ہیں، دراصل: طاعون وبائی بیماری ہے جو سب کو ہو اور لوگ تیزی سے مریں، اس کی کوئی صورت متعین نہیں، اور اس کا سبب آب وہوا کا فساد اور فیصلہ خداوندی ہے۔

[۳۰-] بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

[۵۷۲۸-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّـهُ قَالَ: " إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا مِنْهَا" فَقُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلاَ يُنْكِرُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ۳۴۷۳، ۶۹۷۴]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابراہیم کہتے ہیں: میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو حضرت سعدؓ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی علاقہ میں طاعون کے بارے میں سنو تو اس علاقہ میں مت جاؤ، اور جب کسی علاقہ میں طاعون پھیلے تو وہاں سے مت نکلو —— حبیب نے ابراہیم سے پوچھا: تم نے خود اسامہؓ کو سعدؓ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے، پس انھوں نے نکیر نہیں کی! ابراہیم نے کہا: ہاں!

تشریح: کسی ضرورت سے وباء کی جگہ میں جاسکتے ہیں اور نکل بھی سکتے ہیں، اور آب وہوا کی تبدیلی کے لئے حکومت جگہ بدلنے کا حکم دے تو یہ بھی درست ہے، ممانعت بھاگنے کی ہے اور بے ضرورت وہاں جانے کی ہے، کیونکہ بعض بیماریوں میں بیماروں کے ساتھ ملنا جلنا اسباب مرض میں سے ہے، اور برے اسباب سے بچنا چاہئے، پھر اگر وہاں گیا اور بیمار پڑا تو خیال کرے گا کہ یہاں آیا تو پھنسا، حالانکہ تقدیر الٰہی سے مبتلا ہوا ہے، اور وہاں سے بھاگنے سے بھی عقیدہ خراب ہوگا، کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس جگہ سے نکل جاؤں گا تو بچ جاؤں گا؟ پھر سب تندرست بھاگ کھڑے ہونگے تو بیماروں کا پرسانِ حال کون ہوگا؟ اور وباء کے جراثیم بھی ایک جگہ کے علاوہ متعدد جگہ پھیلیں گے، پس جہاں وبا ہے اس کو وہیں رہنے دیا جائے، اور جگہ نہ پھیلایا جائے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۵۷۲۹-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ: أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ، فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَدَعَاهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ، وَلاَ نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَلاَ نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلاَفِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ. ثُمَّ

قَالَ: ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ. فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلاَنِ، فَقَالُوْا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ، وَلاَ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّيْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ، فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ، قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ! نَعَمْ، نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتَّ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ، وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟! قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِيْ فِيْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ" قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ، ثُمَّ انْصَرَفَ. [طرفاه: ۵۷۳۰، ۶۹۷۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے، یہاں تک کہ وہ سرغ مقام میں پہنچے تو ان سے لشکروں کے امراء نے ملاقات کی، حضرت ابو عبیدہؓ اور ان کے ساتھیوں نے، پس انھوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں: اور حضرت عمرؓ نے کہا: میرے لئے مہاجرین اولین کو بلاؤ، پس میں نے ان کو بلایا اور حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا، اور ان کو بتلایا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے (پس مجھے وہاں جانا چاہئے یا لوٹ جانا چاہئے؟) پس ان میں اختلاف ہوا، بعض نے کہا: آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں یعنی شام کے ارادے سے نکلے ہیں، اور ہمارے خیال میں آپ کو اس سے لوٹنا نہیں چاہئے، اور بعض نے کہا: آپ کے ساتھ باقی لوگ اور صحابہ ہیں یعنی وہ ہم سفر ہیں، اور ہمارے خیال میں آپ ان کو وہاں نہ لے جائیں، حضرت عمرؓ نے کہا: آپ حضرات میرے پاس سے تشریف لے جائیں یعنی ان کو رخصت کردیا، پھر کہا: میرے لئے انصار کو بلاؤ، پس میں نے ان کو بلایا، اور آپ نے ان سے مشورہ کیا تو وہ مہاجرین کی راہ چلے، اور مہاجرین کی طرح ان میں اختلاف ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا: میرے پاس سے تشریف لے جائیں، پھر فرمایا: میرے لئے بلاؤ ان لوگوں کو جو یہاں ہیں قریش کے بڑے لوگوں میں سے جنھوں نے فتح مکہ کے وقت ہجرت کی ہے، میں نے ان کو بلایا، ان میں سے دو آدمی بھی مختلف نہیں ہوئے، انھوں نے کہا: آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں، اور ان کو اس وباء میں نہ لے جائیں، پس حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ میں سواری کی پیٹھ پر صبح کرونگا، پس آپ لوگ بھی اس پر صبح کریں۔ پس ابو عبیدہؓ نے کہا: کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟! حضرت عمرؓ نے کہا: کاش اے ابوعبیدۃ: آپ کے علاوہ کوئی یہ بات کہتا، ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں، بتاؤ اگر آپ کے اونٹ ہوں، آپ نے ان کو ایسے میدان میں اتارا جس کی دو جانبیں ہیں: ایک ہری بھری ہے اور دوسری قحط زدہ، پس اگر آپ ہری بھری جانب میں چرائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے، اور اگر آپ قحط زدہ جانب میں چرائیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے؟! ابن عباسؓ کہتے ہیں: پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے، وہ غیر حاضر تھے،

مکتبہ حجاز دیوبند

اپنے کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے، انھوں نے کہا: میرے پاس اس سلسلہ کا علم ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم وباء کے بارے میں سنو کہ وہ کسی علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے تو اس پر پیش قدمی مت کرو، اور جب وباء کسی علاقہ میں پھیلے اور تم وہاں ہوؤ تو تم اس سے مت نکلو بھاگتے ہوئے! ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس حضرت عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہ لوٹ گئے۔

[۵۷۳۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا كَانَ بِسَرَغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ" [راجع: ۵۷۲۹]

پھر تین حدیثیں ہیں جن میں طاعون کا ذکر ہے: (۱) مدینہ منورہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہونگے (مدینہ بحفاظت خداوندی ان دونوں خبیث چیزوں سے محفوظ رہے گا) (۲) حفصہ بنت سیرین کے بھائی یحیٰ کا انتقال ہوا، انسؓ نے ان سے پوچھا: وہ کس بیماری میں مرا؟ حفصہ نے کہا: طاعون میں! پس حضرت انسؓ نے حدیث سنائی کہ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت (حکمی) ہے (۳) نبی ﷺ نے فرمایا: جو پیٹ کی بیماری میں مرا وہ شہید ہے اور جو طاعون میں مرا وہ شہید ہے۔

[۵۷۳۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لاَ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ، وَلاَ الطَّاعُوْنُ" [راجع: ۱۸۸۰]

[۵۷۳۲-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَحْيَى بِمَا مَاتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الطَّاعُوْنِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ" [راجع: ۲۸۳۰]

[۵۷۳۳-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ، وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ" [راجع: ۶۵۳]

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ

طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب

طاعون کفار وفساق کے لئے عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے رحمت ہے، جب کسی علاقہ میں طاعون پھیلے تو مؤمنین ہمت کر کے اور ثواب کی امید باندھ کر وہاں ٹھہرے رہیں اور یقین رکھیں کہ جو بات اللہ نے ان کے لئے مقدر کی ہے وہی پہنچے گی، اور حدیث تحفۃ القاری (۷: ۸۴) میں آئی ہے۔

[۳۱-] بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِی الطَّاعُوْنِ

[۵۷۳۴-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِی الْفُرَاتِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَیْدَةَ، عَنْ یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِیُّ اللّٰهِ: صلی اللہ علیہ وسلم "أَنَّهُ کَانَ عَذَابًا یَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِیْنَ، فَلَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَیَمْکُثُ فِی بَلَدِهِ صَابِرًا، یَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ یُصِیْبَهُ إِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، إِلَّا کَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِیْدِ" تابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ[راجع: ۳۴۷۴]

بَابُ الرُّقٰی بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

قرآن سے اور پناہ میں دینے والی آیتوں سے جھاڑنا

خاص کا عام پر عطف کیا ہے، رُقًی: رُقْیة کی جمع ہے: منتر، مؤثر کلام جسے پڑھ کر دم کیا جائے، الْمُعَوِّذة (اسم فاعل واحد مؤنث) پناہ میں دینے والی المُعَوِّذَتَان (تثنیہ) سورۂ فلق اور سورۂ ناس، جو سحر وغیرہ میں اکسیر ہیں، یہ دونوں سورتیں چونکہ بندے کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہے اس لئے ان کا یہ نام ہے، ان کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جن سے جھاڑا جاتا ہے، جیسے سورۃ المؤمنون کی (آیات ۹۷و۹۸): ﴿رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ۝ وَأَعُوْذُ بِكَ رَبِّ أَنْ یَحْضُرُوْنِ﴾: اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہو شیطان کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیاطین میرے پاس آویں، اور جیسے آیت الکرسی وغیرہ —— اس لئے باب میں المعوذات (جمع) لائے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ بیماریاں دو طرح کی ہیں، اس لئے علاج بھی مختلف ہیں، اکثر بیماریاں جسمانی ہوتی ہیں، وہ دواء سے ٹھیک ہوتی ہیں، دعا، تعویذ اور جھاڑ پھونک ان میں کم اثر کرتے ہیں، اور کچھ بیماریاں جھاڑ سے جلدی متأثر ہوتی ہیں، جیسے سانپ بچھو کا زہر اور نظر لگنا وغیرہ، یہ جھاڑ کی بیماریاں ہیں، دواء ان میں کم اثر کرتی ہے، اور کچھ بیماریاں بین بین ہیں، جیسے بخار: دواء سے بھی اترتا ہے، اور جھاڑ سے بھی تخفیف ہوتی ہے۔ نبی ﷺ آخری بیماری میں خود کو معوذتین سے جھاڑتے تھے، پھر جب آپؐ میں سکت نہ رہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوذتین پڑھ کر آپؐ کے ہاتھ پر دم کرتیں، پھر ان کو آپؐ کے بدن پر پھیرتیں، کیونکہ ہاتھ کی بھی برکت ہوتی ہے۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۵۴۶) آئی ہے۔

[۳۲-] بَابُ الرُّقٰی بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

[۵۷۳۵-] حدثنا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسَی، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُنْفُثُ عَلٰی نَفْسِهِ فِی الْمَرَضِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ،

فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: كَيْفَ يَنْفُثُ؟ قَالَ: كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ٤٤٣٩]

بَابُ الرُّقٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ الفاتحہ سے جھاڑنا

دارمی میں روایت ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک سانپ/ بچھو ڈسے ہوئے کو سورۂ فاتحہ سے جھاڑا ہے اور وہ اچھا ہوگیا ہے، البتہ عمل کی تاثیر کے لئے اکل حلال اور صدق مقال ضروری ہے، اور عامل کا یقین بھی ضروری ہے، اگر پختہ اعتقاد کے ساتھ سورۂ فاتحہ کے ذریعہ جھاڑا جائے تو ان شاء اللہ ہر بیماری میں جھاڑ مفید ہوگی، میں ہر بیماری کو سورۂ فاتحہ سے جھاڑتا ہوں اور الحمد للہ فائدہ ہوتا ہے۔ اور حدیث پہلے آئی ہے، اور تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۴۰۴) میں ہے۔

[٣٣-] بَابُ الرُّقٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٧٣٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدَرِيِّ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَتَوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوْهُمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُوْلٰئِكَ، فَقَالُوْا: هَلْ مَعَكُمْ دَوَاءٌ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوْا: نَعَمْ، إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا، وَلاَ نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلاً، فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِنَ الشَّاءِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ، وَيَتْفِلُ، فَبَرَأَ، فَأَتَوْا بِالشَّاءِ، فَقَالُوا: لَا نَأْخُذُهُ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَسَأَلُوْهُ، فَضَحِكَ، وَقَالَ: "مَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟" خُذُوْهَا، وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ" [راجع: ٢٢٧٦]

وضاحت: ابن عباسؓ کی حدیث اگلے باب میں ہے، اور یُذکر فعل مجہول ہے، مگر حدیث صحیح ہے، پس ابن صلاح کا قاعدہ کہ تعلیقات اگر صیغۂ مجہول سے ہوں تو وہ ضعیف روایت ہوتی ہے: یہ بات اکثری ہے، کلی نہیں۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ

اجرت لے کر جھاڑنے کا جواز

جھاڑ پھونک اور تعویذ پر اجرت لینا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی ایک علاج ہے، پس جس طرح دواء کی اجرت لینا جائز ہے تعویذ کی اجرت لینا بھی جائز ہے، اور یہ بات دلیل کی محتاج نہیں، مگر یہ کام علماء کے شایانِ شان نہیں، عالموں کو زیب نہیں

دیتا ہے، اور احناف کے نزدیک طاعاتِ مقصودہ کا اجارہ باطل ہے، مگر یہ مسئلہ اس کے ذیل میں نہیں آتا، کیونکہ علاج طاعت مقصودہ نہیں، اور باب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، مگر اس سے اجرت کے جواز پر استدلال مشکل ہے، کیونکہ بکریاں اگر اجرت تھیں تو وہ صرف جھاڑنے والے کا حق تھیں، سریہ پر اس کی تقسیم اور نبی ﷺ کا اس میں حصہ رکھنا ذہن کو اس طرف لے جاتا ہے کہ بکریوں کو مالِ غنیمت قرار دیا گیا تھا، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵: ۴۰۴) میں ہے۔

[۳۴-] بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ

[۵۷۳۷-] حدثنا سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ، أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْشَرٍ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّاءُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُوْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ أَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ، فَقَالَ: هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا أَوْ سَلِيْمًا. فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ، فَبَرَأَ، فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ، وَقَالُوْا: أَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا؟ حَتّٰى قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ''

وضاحت: یہی وہ روایت ہے جس کو گذشتہ باب میں ویُذکر (فعل مجہول) سے تعبیر کیا تھا۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ

نظرِ بد کی جھاڑ

کوئی نظر بڑی زہریلی ہوتی ہے، جب کوئی چیز نگاہ میں کُھب جاتی ہے تو آنکھ سے زہریلی لہریں نکلتی ہیں جو معیون کو متأثر کرتی ہیں، ایسی سخت نظر والے معاشرہ میں معروف ہوتے ہیں: لوگ ان سے بچتے ہیں اور اپنے بچوں کو ان سے بچاتے ہیں، بلکہ کبھی عام آدمی کی بھی نظر لگ جاتی ہے، بلکہ کبھی ماں باپ کی نظر بھی بچے کو لگ جاتی ہے جب وہ بچہ کو بہت زیادہ پیار کرتے ہیں، اور سب سے خطرناک جنات کی نظر ہے۔ نبی ﷺ نے نظرِ بد سے جھڑوانے کا حکم دیا ہے (پہلی حدیث) اور نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک باندی دیکھی، اس کے چہرے سے ہوائیاں اڑ رہی تھیں، چہرے کا رنگ فق تھا، پس فرمایا: اس کو جھڑواؤ، اس کو نظر لگی ہے (دوسری حدیث)

[۳۵-] بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ

[۵۷۳۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم أَوْ: أَمَرَ أَنْ یُسْتَرْقَی مِنَ الْعَیْنِ.

[۵۷۳۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِیَّةَ الدِّمَشْقِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ الزُّبَیْدِیُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ أَبِی سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم رَأَی فِی بَیْتِهَا جَارِیَةً فِی وَجْهِهَا سُفْعَةٌ فَقَالَ:" اسْتَرْقُوْا لَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ"

تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَیْدِیِّ، وَقَالَ عُقَیْلٌ: عَنِ الزُّهْرِیِّ، أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم.

بَابٌ: الْعَیْنُ حَقٌّ

نظر واقعۃً لگتی ہے

نظر لگنا برحق بات ہے، محض وہم نہیں، جیسے بعض سانپوں سے نظر مل جائے تو ان کی آنکھوں سے زہریلی لہریں نکلتی ہیں اور حاملہ کا حمل گرا دیتی ہیں، اور مرد کو اندھا کر دیتی ہیں، اسی طرح نظر بد کو سمجھنا چاہئے، نبی ﷺ نے فرمایا: نظر واقعۃً لگتی ہے، اور بدن گدوانے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے چہرہ وغیرہ پر کشش ہو جاتا ہے، اور سخت نظر والے کی نگاہ میں کھب جاتا ہے تو وہ متأثر ہو جاتا ہے، یہی نظر لگنا ہے۔

[۳۶-] بَابٌ: الْعَیْنُ حَقٌّ

[۵۷۴۰-] حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ:" الْعَیْنُ حَقٌّ" وَنَهَی عَنِ الْوَشْمِ. [طرفه: ۵۹۴۴]

بَابُ رُقْیَةِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ

سانپ اور بچھو کی جھاڑ

ہر ڈنک مارنے والے جانور کے زہر کو جھڑوانا چاہئے، نبی ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے، معلوم ہوا کہ پہلے ممانعت تھی، بعد میں اجازت دی، ڈنک کے زہر میں جھاڑ فوری فائدہ کرتی ہے، دواء جلدی اثر نہیں کرتی۔

[۳۷-] بَابُ رُقْیَةِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ

[۵۷۴۱-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الشَّیْبَانِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ، فَقَالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِىْ حُمَةٍ.

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھاڑیں

۱- دایاں ہاتھ درد کی جگہ پر پھیرے اور کہے: اللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ! أَذْهِبِ الْبَأْسَ، وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِىْ، لَاشِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا: اے اللہ! اے انسانوں کے پروردگار! دور فرما تکلیف، اور اس کو شفا عطا فرما اور آپ ہی شفا دینے والے ہیں، نہیں ہے شفاء مگر آپ ہی کی شفاء، ایسی شفاء جو بالکل بیماری نہ چھوڑے، پھر تین مرتبہ مریض پر دم کرے، اس طرح کم از کم تین بار یا سات بار کرے، اور کوئی خاص جگہ درد نہ ہو، بلکہ عام تکلیف ہو تو جسم پر کسی بھی جگہ ہاتھ رکھے، فائدہ کے لئے اتصال جسمی ضروری ہے۔

۲- شہادت کی انگلی پر تھوڑا سا تھوک لے، پھر مٹی سے لگائے اور درد کی جگہ پھیرے اور کہے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا، وَيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا: بنام خدا! ہماری زمین کی مٹی اور ہمارے بعض کا تھوک، ہمارا بیمار شفا دیا جائے، ہمارے رب کے حکم سے: یہ عمل بھی کم از کم تین بار یا سات بار کیا جائے۔

[۳۸-] بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

[۵۷۴۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! اشْتَكَيْتُ. فَقَالَ أَنَسٌ: أَلَا أَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: بَلٰى! قَالَ: " اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِىْ، لَا شَافِىَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"

وضاحت: اس میں بعض الفاظ بدلے ہوئے ہیں، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

[۵۷۴۳-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ، يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ! أَذْهِبِ الْبَأْسَ، وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"

وَقَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُوْرًا، فَحَدَّثَنِىْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ [راجع: ۵۶۷۵]

[۵۷۴۴-] حَدَّثَنِىْ أَحْمَدُ بْنُ أَبِىْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ

أَبِیْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم كَانَ يَرْقِي يَقُوْلُ:" امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ"[راجع: ۵۶۷۵]

لغت: امْسَحْ: پونچھ ڈال یعنی زائل کردے۔

[۵۷۴۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ:" بِسْمِ اللّٰهِ! تُرْبَةُ أَرْضِنَا، وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيْمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا" [طرفه: ۵۷۴۶]

[۵۷۴۶-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ فِي الرُّقْيَةِ:" تُرْبَةُ أَرْضِنَا، وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيْمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا" [راجع: ۵۷۴۵]

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

جھاڑ میں دَم کرے تو ہوا کے ساتھ تھوک کے ہلکے ذرے بھی جائیں

تَفْل: تھوکنا، **نَفْث:** ایسا پھونکنا جس کے ساتھ تھوک کے ہلکے ذرے جائیں، **نَفْخ:** پھونکنا، صرف ہوا کا نکلنا۔ جھاڑ میں نفث ضروری ہے صرف نفخ سے پورا فائدہ نہیں ہوتا، اور تفل ضروری نہیں، مگر یہ کہ جھڑوانے والا اس کا مستحق ہو۔

واقعہ: سہارن پور میں حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب قدس سرہ کی مجلس میں روزانہ عصر کے بعد ایک سکھ (سردار جی) جھڑوانے آتا تھا، اور سامنے کھڑا ہوجاتا تھا، حضرت اس پر تھوکتے تھے، وہ پیٹھ پھیر کر کھڑا ہوجاتا تھا حضرت اُدھر بھی تھوکتے تھے پس وہ چلا جاتا تھا (وہ اسی کا مستحق تھا)

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے، اور برا خواب شیطان کی طرف سے، پس جب تم میں سے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے، جب بیدار ہو اور خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہے، پس وہ خواب اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا ـــــ ابوسلمہ (راوی) کہتے ہیں: میں ایسے خواب دیکھا کرتا تھا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے، مگر جب میں نے یہ حدیث سنی تو مجھے اس کی پرواہ نہ رہی۔ اس حدیث میں فلینفث ہے، اس سے استدلال کیا ہے، اور شیطان سے جو پناہ مانگی ہے وہ خود کو جھاڑا ہے۔

[۳۹-] بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

[۵۷۴۷-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا

سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِيْنَ يَسْتَيْقِظُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ"

وَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا أُبَالِيْهَا. [راجع: ۳۲۹۲]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ کا معمول تھا، جب آپؐ بستر پر پہنچتے تو تین قُل پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر دم کرتے (یہاں بھی نَفَث ہے) پھر اپنے بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے، آخری بیماری میں یہ کام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کرتیں —— امام زہریؒ کا بھی یہی معمول تھا (ہم کو بھی اس کو معمول بنانا چاہئے، واللہ الموافق)

[۵۷۴۸-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلٰى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهِ.

قَالَ يُوْنُسُ: كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا أَتَى إِلٰى فِرَاشِهِ. [راجع: ۵۰۱۷]

آئندہ حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، انھوں نے ایک کافر کو جھاڑا تھا، وہ تھوک جمع کر کے تھوکتے تھے، حدیث میں تفل ہے وہ اسی کا مستحق تھا، اور تَفْل: نَفْث کا اعلیٰ درجہ ہے، پس اس سے بھی فائدہ ہوگا۔

[۵۷۴۹-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم انْطَلَقُوْا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا، حَتّٰى نَزَلُوْا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوْا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، لاَ يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَاقٍ، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ قَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلاً. فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ: ﴿الحمد لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ حَتّٰى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهِ قَلَبَةٌ! قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ

جُعْلَهُم الَّذِیْ صَالَحُوْهُمْ عَلَیْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوْا، فَقَالَ الَّذِیْ رَقَی: لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰی نَأْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِیْ كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فَذَكَرُوْا لَهُ، فَقَالَ: "وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ أَصَبْتُمْ، اقْتَسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَهُمْ بِسَهْمٍ"

[راجع: ۲۲۷۶]

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِیْ فِی الْوَجَعِ بِيَدِهِ الْيُمْنٰی

جھاڑنے والا تکلیف کی جگہ اپنا دایاں ہاتھ پھیرے

جھاڑ میں جس طرح نَفْث (دَم کرنا) ضروری ہے، اتصالِ بدنی بھی ضروری ہے، تکلیف کی جگہ اپنا دایاں ہاتھ پھیرے، نبی ﷺ جب کسی کو جھاڑتے تھے تو اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا پڑھتے تھے۔

[۴۰-] بَابُ مَسْحِ الرَّاقِیْ فِی الْوَجَعِ بِيَدِهِ الْيُمْنٰی

[۵۷۵۰-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَی، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ: "أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ، فَحَدَّثَنِیْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ. [راجع: ۵۶۷۵]

بَابُ الْمَرْأَةِ تَرْقِی الرَّجُلَ

عورت مرد کو جھاڑ سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوذات پڑھ کر نبی ﷺ پر دَم کرتی تھیں، پس عورت مرد کو جھاڑ سکتی ہے، جیسے مرد عورت کو جھاڑ سکتا ہے، مگر پردے کے احکام ملحوظ رکھنا ضروری ہیں۔

[۴۱-] بَابُ الْمَرْأَةِ تَرْقِی الرَّجُلَ

[۵۷۵۱-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم كَانَ يَنْفُثُ عَلٰی نَفْسِهِ فِی مَرَضِهِ الَّذِیْنَ قُبِضَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا، فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ: كَيْفَ كَانَ يَنْفُثُ؟ قَالَ: يَنْفُثُ عَلٰی يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ۴۴۳۹]

بَابُ مَنْ لَمْ يُرْقَ

جس نے جھاڑ پھونک نہیں کروائی

رَقَى المريضَ (ض): جھاڑ پھونک کرنا، جوجھاڑ کی بیماریاں ہیں جیسے سحران کوجھڑوانا چاہئے، یہ توکل کے منافی نہیں، اور جوبین بین ہیں ان میں جھاڑ پھونک کی گنجائش ہے۔ اور جودواء کی بیماریاں ہیں ان میں دواء کرنی چاہئے، ہر چیز میں جھاڑ پھونک کا سہارا لیناٹھیک نہیں۔ اور حدیث گذری ہے، جولوگ بدشگونی نہیں لیتے، جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور گرم لوہے کا داغ نہیں لگواتے، بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہیں: وہ لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے۔

[٤٢-] بَابُ مَنْ لَمْ يُرْقَ

[٥٧٥٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا، فَقَالَ:" عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ، مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّتِيْ، فَقِيْلَ: هٰذَا مُوْسَى فِي قَوْمِهِ. ثُمَّ قِيْلَ لِيْ: انْظُرْ. فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيْلَ لِيْ: انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيْلَ: هٰؤُلَآءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هٰؤُلَآءِ سَبعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ" فَتفرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ، وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَلٰكِنْ هٰؤُلَآءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا. فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" هُمُ الَّذِيْنَ لاَ يَتَطَيَّرُوْنَ، وَلاَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلاَ يَكْتَوُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتوَكَّلُوْنَ" فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" نعَمْ" فَقَامَ آخرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ"[راجع: ٣٤١٠]

بَابُ الطِّيَرَةِ

بدشگونی کا عدم جواز

شگون کے معنی ہیں: فال، انجام، کسی کام کے کرنے کے لئے مناسب نامناسب وقت معلوم کرنا، اور طیرۃ کے معنی ہیں: بدشگونی، جاہلیت میں جب کوئی اہم کرنا ہوتا تو گھر سے نکلتے، درختوں کو دیکھتے: اگر کسی درخت پر کوئی پرندہ بیٹھا ہوتا تو اس کو اڑاتے، پھر دیکھتے: اگر وہ دائیں طرف گیا تو نیک فال لیتے اور کام کرتے، اور بائیں طرف گیا تو براشگون لیتے اور کام سے رک جاتے، اسلام نے اس طریقۂ فال کو کنڈم کیا، کیونکہ یہ محض اتفاق ہے کہ وہ دائیں طرف گیا یا بائیں طرف گیا، خیر

وشر سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

حدیث: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی، اور بدشگونی جائز نہیں، اور نامبارکی تین چیزوں میں ہے: عورت، گھر اور گھوڑے میں (شرح تحفۃ القاری (۶: ۲۴۴) میں ہے) ہاں فال یعنی اچھا شگون لینا جائز ہے جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے۔

[٤٣-] بَابُ الطِّيَرَةِ

[٥٧٥٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ، وَالدَّابَّةِ" [راجع: ٢٠٩٩]

[٥٧٥٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لَاطِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ" قَالُوْا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ:" الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ" [طرفه: ٥٧٥٥]

بَابُ الْفَأْلِ

نیک شگون کا جواز

کوئی کام کرنے نکلا، راستہ میں 'کامیاب' ملا خوش ہوگیا: یہ نیک شگون ہے، میں جب دارالعلوم دیوبند میں مدرس ہوا تو پہلے سال مسلم الثبوت بھی ملی، میرے کرم فرما حکیم سعد رشید اجمیری قدس سرہ کو میں نے خط سے مطلع کیا، انھوں نے جواب دیا: آپ کی حیثیت دارالعلوم میں مسلّم ہوگئی، یہ نیک فال ہے جو جائز ہے۔ نبی ﷺ کو ایسی نیک فالی پسند تھی ——— اور ہمارے عرف میں جو فال کھولتے ہیں یعنی کسی کتاب وغیرہ کے ذریعہ احوالمعلوم کرتے ہیں: یہ ناجائز ہے، یہی طیرۃ ہے، کیونکہ وہ فال کھول کر غیب کی بات جاننے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

[٤٤-] بَابُ الْفَأْلِ

[٥٧٥٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ" قَالَ: وَمَا الْفَأْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ" [راجع: ٥٧٥٤]

[٥٧٥٦-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ"[طرفه: ٥٧٧٦]

بَابٌ: لاَهَامَةَ

الّو کی نحوست کچھ نہیں

الّو: چیل کی قسم کا ایک پرندہ ہے جو ویرانوں اور کھنڈروں میں رہتا ہے، اس کے بارے میں جاہلوں کا خیال ہے کہ اگر وہ کسی گھر پر بیٹھ جائے تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے، اسی طرح ہُما ایک خیالی پرندہ ہے، اس کے بارے میں اعتقاد ہے کہ جس کے سر پر سے گذر جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے، یہ دونوں تصورات باطل ہیں۔ یہاں باب کا یہ مقصد ہے، آگے یہی باب آئے گا وہاں دوسرا مقصد ہوگا، اور قرینہ یہ ہے کہ یہاں باب بدشگونی کے ذیل میں لایا گیا ہے، اور وہاں جادو کے ذیل میں۔

[٤٥-] بَابٌ: لاَهَامَةَ

[٥٧٥٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْحَصِيْنٍ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" لاَ عَدْوَى، وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ، وَلاَ صَفَرَ" [راجع: ٥٧٠٧]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْكَهَانَةِ

کہانت (غیب دانی) باطل ہے

کاہن: جنّوں سے دریافت کر کے غیب کی خبریں بتانے والا، حالانکہ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جنات: اللہ کی مخلوق میں سب سے جھوٹی مخلوق ہیں، جاہلیت میں یہ ایک پیشہ تھا، کاہن مسجّع کلام بولتے تھے اور لوگوں کو متاثر کرتے تھے، لوگ ان کی طرف الجھے ہوئے معاملات میں رجوع کرتے تھے اور آئندہ کی باتیں پوچھتے تھے، وہ اپنے کام کا نذرانہ لیتے تھے، اسلام نے اس پیشہ کو کنڈم کیا، اور کاہنوں کے نذرانے کو حرام قرار دیا۔

حدیث: قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں جھگڑا ہوا، ایک نے دوسری کو پتھر مارا جو اس کے پیٹ پر لگا، وہ حاملہ تھی، حمل گر پڑا، یہ جھگڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپؐ نے پیٹ کے بچہ کی دیت کا فیصلہ کیا، ایک بُردہ لازم کیا، خواہ غلام دے یا باندی (یہ دیت پتھر مارنے والی عورت کا عاقلہ ادا کرے گا کیونکہ یہ قتل خطا ہے) پس جس عورت پر دیت لازم کی گئی اس کے سرپرست نے کہا: كَيْفَ أَغْرَمُ يَارَسُوْلَ اللهِ! مَنْ لاَ شَرِبَ وَلاَ أَكَلَ، وَلاَ نَطَقَ وَلاَ اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلّ: اے اللہ کے رسول! میں کیسے دیت دوں اس کی جس نے نہ کھایا نہ پیا، نہ بولا نہ چلایا، ایسا خون تو رائگاں جانا چاہئے! آپؐ نے فرمایا: یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے! (قافیہ بازی کر کے متاثر کر رہا ہے، معلوم ہوا کہ کاہن مسجّع کلام سے لوگوں کو بے وقوف بناتے تھے)

[٤٦-] بَابُ الْكَهَانَةِ

[٥٧٥٨-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ: عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ غُرِّمَتْ: كَيْفَ أُغْرَمُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ لَاشَرِبَ وَلَا أَكَلَ، وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟! فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ"

[أطرافه: ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠]

[٥٧٥٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا، فَقَضَى فِيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ.

[راجع: ٥٧٥٨]

[٥٧٦٠-] ح: وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَضَى فِيْ الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ، فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ: كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ، وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟! وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ" [راجع: ٥٧٥٨]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے تین چیزوں سے منع کیا: کتّے کی قیمت سے، رنڈی کی خرچی سے اور کاہن کے نذرانے سے (اور جب گاہک نذرانہ پیش نہیں کرے گا تو کاہن کچھ نہیں بتائے گا، اس طرح رفتہ رفتہ اس کا کاروبار ٹھپ ہوجائے گا)

[٥٧٦١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. [راجع: ٢٢٣٧]

کاہنوں کی بعض باتیں سچی کیوں نکلتی ہیں؟

حدیث: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا: آپؐ نے فرمایا: وہ کچھ نہیں (بوگس ہیں) لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہم سے بعض مرتبہ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں! آپؐ نے فرمایا: وہ سچی بات جنّات اچک لیتا ہے (فرشتوں کی گفتگو سے) پس ڈالتا ہے وہ اس کو اپنے دوست (کاہن) کے کان میں، پس وہ اس

کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں (اور بات چلتی کرتے ہیں، پس وہ ایک فرشتوں سے سنی ہوئی بات سچ نکل آتی ہے)

[٥٧٦٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ. فَقَالَ:" لَيْسَ بِشَيْئٍ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَّا أَحْيَانًا بِشَيْئٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ، يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ، فَيُقِرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ" قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مُرْسَلٌ: الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ، ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدُ. [راجع: ٣٢١٠]

وضاحت: ہشام بن یوسف نے معمر سے تلك الكلمةُ من الحق کو موصول کیا ہے، علی مدینیؒ نے کہا: معمر کے شاگرد عبدالرزاق نے کہا کہ یہ جملہ مرسل ہے، آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں، علی مدینیؒ کہتے ہیں: پھر مجھے یہ بات پہنچی کہ بعد میں انھوں نے موصول کیا (عبدالرزاق کی یہ موصول روایت مسلم شریف میں ہے)

بَابُ السِّحْرِ

جادو کی حقیقت ہے

جادو منتر: جھاڑ پھونک کی ضد ہے، اس لئے مقابلۃً اس کا تذکرہ کرتے ہیں، الفاظ کا اچھا اثر رقیہ کہلاتا ہے اور برا اثر سحر، قرآن وحدیث اور تجربہ سے دونوں کا پکا ثبوت ہے، بعض لوگ نہ رقیہ کو مانتے ہیں نہ سحر کو، دعا تعویذ کو مولویوں کا ڈھکوسلا اور جادو کو عوام کی خام خیالی سمجھتے ہیں، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد آیات واحادیث لکھی ہیں جن سے سحر کا ثبوت ملتا ہے۔

واقعہ: ایک شخص دعا تعویذ کا قائل نہیں تھا، اس نے ایک عالم کے سامنے اپنا خیال کا ظاہر کیا، عالم نے اس کو سڑی ہوئی گالی دی، وہ آگ بگولہ ہوگیا، عالم نے کہا: یہ آپ کا جواب ہے، جب میرے الفاظ نے آپ پر اثر کیا تو اللہ ورسول کے کلام کا اثر نہیں ہوگا؟ —— اسی طرح برے کلمات کا بھی اثر ہوتا ہے، اور اسی کو جادو کہتے ہیں۔

پہلی آیت: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۰۲) ہے: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ، وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ، وَمَاهُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِأِذْنِ اللّٰهِ، وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ، وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾:

ترجمہ: اور پیروی کی یہود نے اس سحر کی جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین سلیمانؑ کی سلطنت میں، اور سلیمانؑ نے جادو نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے جادو کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے، اور وہ افسوں بھی (سکھلاتے تھے) جو بابل میں ہاروت و ماروت نامی دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا، اور نہیں سکھلاتے تھے وہ (فرشتے) کسی کو یہاں تک کہ کہتے تھے: ہم ایک آزمائش ہیں! پس تو کافر مت ہو جانا، پس سیکھتے تھے وہ ان دونوں سے وہ افسوں جس کے ذریعہ جدائی کر دیتے تھے آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان، اور نہیں ہیں جادوگر ضرر پہنچانے والے کسی کو جادو کے ذریعہ مگر بہ حکم خداوندی، اور سیکھتے ہیں یہودی وہ جادو جو ان کے لئے ضرر رساں ہے، اور نفع بخش نہیں، اور بخدا! یہود جانتے ہیں کہ جس نے اس کو اختیار کیا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں!

تفسیر: یہودی جادو میں کامل مہارت اور دلچسپی رکھتے ہیں، ان کا یہ گمان ہے کہ ہمیں یہ علم سلیمان علیہ السلام سے میراث میں ملا ہے، چنانچہ جب ان کے سامنے قرآن پیش کیا گیا تو ان کی ایک جماعت نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس جادو میں مشغول ہو گئے جو سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں جب جنّات اور انسان دربارِ سلیمانی میں جمع ہوئے تو شیاطین نے انسانوں کو سکھلایا، سلیمان علیہ السلام نے جادو ہرگز ایجاد نہیں کیا، جادو تو کفر ہے اور سلیمان علیہ السلام معصوم نبی ہیں وہ کفر کیسے کر سکتے ہیں! بلکہ شیاطین نے کفر کیا، انھوں نے جادو ایجاد کیا، وہ لوگوں کو جادو بھی سکھلاتے تھے اور وہ افسوں بھی سکھلاتے تھے جو بابل شہر میں ہارون و ماروت نامی دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا، یہ قصہ بنی اسرائیل کی اسارت کے زمانہ کا ہے، جب بخت نصر ان کو گرفتار کر کے بابل لے گیا تھا تو ان کو غلام باندی بنا کر قوم میں تقسیم کر دیا تھا، ان کے آقا ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتے تھے، ہر وقت کام میں مشغول رکھتے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ہاروت و ماروت نامی دو فرشتوں کو اتارا، جو گھر گھر جا کر ہر یہودی کو ایک افسوں سکھلاتے تھے، مگر پہلے تنبیہ کر دیتے تھے کہ ہم تیرے ہاتھ میں دو دھاری تلوار دے رہے ہیں، تو اس افسوں کو غیر محل میں استعمال کر کے کافر نہ بن جانا، پھر یہودی ان سے وہ افسوں (جادو) سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سیٹھ سیٹھانی میں ناچاقی کر دیتے تھے جو جدائی پر منتج ہوتی تھی، اس طرح وہ سکون سے رہتے تھے، پھر ارشاد الٰہی ہے کہ جادوگر جادو کے ذریعہ فیصلۂ خداوندی کے بغیر کسی کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے، پھر فرمایا: یہودی جو سیکھتے تھے وہ علم ان کے لئے ضرر رساں تھا، نفع بخش نہیں تھا، کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ جو سحر کو اختیار کرے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

دوسری آیت: سورۃ طٰہٰ (آیت ۶۹) میں ہے: ﴿إِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ، وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾: انھوں نے جادوگروں کا سانگ ہی بنایا ہے، اور جادوگر کہیں جاوے کامیاب نہیں ہوتا!

تیسری آیت: سورۃ الانبیاء (آیت ۳) میں ہے: ﴿أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾: کیا تم پھر بھی جادو کی بات سننے کو ان کے پاس جاتے ہو درانحالیکہ تم بینا ہو!

چوتھی آیت: سورہ طٰہ (آیت ٦٦) میں ہے: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾: ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کے خیال میں آیا کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔

پانچویں آیت: سورۃ الفلق کی آیت ۴ ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾: اور گنڈے کی گرہوں میں پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے (پناہ چاہتا ہوں) النفاثات سے مراد جادوگرنیاں ہیں۔

چھٹی آیت: سورۃ المؤمنون (آیت ۸۹) میں ہے: ﴿قُلْ: فَأَنّٰى تُسْحَرُوْنَ﴾: آپ کہیں: پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے، تُعَمُّوْنَ: اندھے بن رہے ہو، عَمَّاہ: اندھا اور بے بصیرت بنانا۔

ملحوظہ: یہ تمام آیات ثبوتِ سحر میں صریح ہیں، آخری آیت میں استعارہ ہے خبطی ہونے کو مسحور ہونے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور استعارہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔

[٤٧-] بَابُ السِّحْرِ

[١-] وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿ مِنْ خَلاَقٍ﴾[البقرة؟ ١٠٢] [٢-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلاَ يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾[طه: ٦٩] [٣-] وَقَوْلِهِ: ﴿ أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾[الأنبياء: ٣] [٤-] وَقَوْلِهِ: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾[طه: ٦٦] [٥-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾[الفلق: ٤] وَالنَّفَّاثَاتُ: السَّوَاحِرُ. [٦-] ﴿تُسْحَرُوْنَ﴾[المؤمنون: ٨٩] تُعَمُّوْنَ.

اس کے بعد حدیث ذکر کی ہیں جو اسی سند سے پہلے (تحفۃ القاری ٦: ۵۰۸) آئی ہے۔

[٥٧٦٣-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْئَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ: ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِيْ، لٰكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ:" يَا عَائِشَةُ! أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ؟! أَتَانِيْ رَجُلاَنِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ: مَطْبُوْبٌ. قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيْ أَيِّ شَيْئٍ؟ قَالَ: فِيْ مُشْطٍ، وَمُشَاطَةٍ، وَجُبِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ" فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ فَقَالَ:" يَا عَائِشَةُ! كَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، أَوْ كَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رَءُ وْسُ الشَّيَاطِيْنِ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلاَ اسْتَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ:" قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ، فَكَرِهْتُ

أَنْ أُثَوِّرَ عَلٰى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا'' فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ، وَأَبُوْ ضَمْرَةَ، وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ: فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ، وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.

[راجع: ٣١٧٥]

قوله: لكنه دعا: یعنی میرے ساتھ نہیں لیٹے، بلکہ لمبی دعا میں مشغول ہوگئے، عائشہؓ انتظار کرتی کرتی سوگئیں، آپؐ بھی دعا سے فارغ ہوکر سوگئے .... **مطبوب: مسحور** .... **مُشْط:** کنگھی .... **مُشَاطَة:** کنگھی کرنے سے گرے ہوئے بال .... **مُشَاقَة:** کنگھی یا برش پھیرتے وقت گرنے والے بال یا کتان (سوتی کپڑے) کے روئیں .... **الجُفّ:** کھجور کے خوشوں کی تھیلی .... **طَلْعَة:** کھجور کے شگوفہ کا ٹکڑا .... **ذَكَر:** نر .... نر کھجور کے پھول کا ٹکڑا لیا، اور کنگھی اور گرے ہوئے بال کھجور کے خوشہ کی تھیلی میں رکھے اور اس پر منتر پڑھا اور اسے کسی برتن میں رکھ کر بیر ذروان/اروان میں جو بیکار کنواں تھا جس میں گندہ پانی تھا اس کے بیچ میں رکھا اور اس پر پتھر رکھ دیا .... بنو زریق انصار کا قبیلہ تھا، اس کی یہود کے ساتھ دوستی تھی۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابٌ: الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ

شرک اور جادو تباہ کن گناہ ہیں!

پہلے اسی سند سے حدیث مفصل آئی ہے، یہاں مختصر کردی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو!'' صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''(۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) جادو (کرنا یا کرانا) (۳) ایسے شخص کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے، مگر حق اسلام کی وجہ سے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) مڈبھیڑ کے دن پیٹھ پھیرنا (۷) ایمان دار بے خبر پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا .... اور حدیث مختصر کرکے جادو کے معاملہ کی سنگینی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[٤٨-] بَابٌ: الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ

[٥٧٦٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ''اجْتَنِبُوْا الْمُوْبِقَاتِ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ''

[راجع: ٢٧٦٦]

بَابٌ: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ؟

کیا جادو کو نکالے؟

ہل چلایا ہے، فیصلہ نہیں کیا، اس لئے کہ ہشام کے تلامذہ میں اختلاف ہے، ابواسامہ حماد بن بن اسامہ نفی کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جادو نہیں نکالا تھا (حدیث ۵۷۶۶) اور ابن عیینہ اثبات کرتے ہیں (باب کی روایت) البتہ باب کے شروع میں حضرت سعید بن مسیّبؒ کا قول لائے ہیں، اور نکالنے کو راجح قرار دیا ہے، کیونکہ پورا علاج اسی صورت میں ہوسکتا ہے، مگر نکالنا ہر عامل کے بس کی بات نہیں، ماہر عامل ہی نکال سکتا ہے، اکثر عامل تو دھوکہ دیتے ہیں، اور نکالنا راجح اس لئے ہے کہ ابن عیینہؒ ابواسامہ سے احفظ ہیں۔

[٤٩-] بَابٌ: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ؟

وَقَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ، أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ، أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، إِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ بِهِ الإِصْلَاحَ، فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ.

ترجمہ: قتادہؒ نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے پوچھا: ایک شخص پر جادو کیا گیا یا وہ قید کیا گیا اس کی بیوی سے (یہ خاص جادو ہے، اس میں شوہر بیوی سے صحبت پر قادر نہیں رہتا) کیا اس سے جادو کھول دیا جائے یا جادو پھیلایا جائے؟ یعنی جادو نکالے بغیر علاج کیا جائے یا جادو نکال کر علاج کیا جائے؟ حضرت سعیدؒ نے فرمایا: اس کی گنجائش ہے یعنی جادو نکالنے کی، لوگ جادو نکالنے سے اصلاح (علاج) ہی کا ارادہ کرتے ہیں، پس رہی وہ چیز جو فائدہ پہنچائے تو اس سے روکا نہیں گیا۔

لغات: الطِّبّ: جادو......... أَخَّذَتِ الساحرةُ الرجلَ: جادو کرنا، هو مُؤَخَّذٌ عن النساء: وہ جادو کے ذریعہ عورتوں سے پکڑا گیا، اب وہ بیوی سے صحبت نہیں کرسکتا، یہ کوکھ باندھنے کی ضد ہے، کوکھ باندھ دی جاتی ہے تو عورت کو حمل نہیں ٹھہرتا......... نَشَّرَ الثوبَ: کپڑے کو پوری طرح کھولنا یعنی جادو نکال کر اس کو کھول کر باطل کرنا......... الإصلاح: عامل علاج کے لئے جادو نکالتے ہیں، کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں نکالتے۔

اور حدیث پہلے آئی ہے، تاہم ترجمہ پڑھ لیں: ابن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: شروع میں جب ابن جریج نے ہم سے حدیث بیان کی تو وہ کہتے تھے: عروہ کے خاندان کے آدمی نے مجھ سے حدیث بیان کی (راوی مجہول ہے) عروۃ سے روایت کرتے ہوئے، پھر میں نے ہشام سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا: تو انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی اپنے ابا سے روایت کرتے ہوئے (اب راوی کی جہالت ختم ہوگئی) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا، یہاں تک کہ آپؐ خیال کرتے تھے کہ آپؐ نے بیویوں سے مقاربت کی، حالانکہ آپؐ نے مقاربت نہیں کی ہوتی تھی یعنی جادو کا

اثر صرف خانگی معاملات میں ظاہر ہوا، امورِ رسالت میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، ابن عیینہؒ کہتے ہیں: اور یہ بہت سخت جادو ہے جب اس کا یہ اثر ہو (اور اس سے ہلکا وہ جادو ہے جس میں جسمانی عوارض لاحق ہوتے ہیں) کہا: پس آپؐ ایک دن نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا: ''عائشہ! کیا تم نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتوی دیا اس معاملہ میں جس میں میں نے اللہ سے استفتاء کیا تھا؟ میرے پاس (خواب میں) دو شخص آئے، ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھا، اور دوسرا میرے دونوں پیروں کے پاس، پس اس نے جو میرے سر کے پاس تھا دوسرے سے پوچھا: اس شخص کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: مسحور ہیں! پہلے نے پوچھا: ان پر کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن الاعصم نے جو بنو زریق کا آدمی ہے جو یہود کا حلیف قبیلہ ہے اور وہ منافق تھا، پہلے نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی میں اور کنگھی میں نکلے ہوئے بالوں میں/ روئی کے کپڑے کے روئیں میں، پہلے نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: نر کھجور کے خوشہ کے چھلکے/ تھیلے میں، ایک بڑے پتھر کے نیچے، ذی اروان نامی کنویں میں۔ راوی نے کہا: پس آپؐ کنویں پر گئے یہاں تک کہ اس کو نکالا (یہاں باب ہے) اور عمرۃ کی عائشہؓ سے روایت میں ہے: اس خوشہ میں نبی ﷺ کا موم کا پتلا تھا، اس میں سوئیاں چبھو رکھی تھیں اور اس میں ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں لگا رکھی تھیں (قسطلانی) پس نبی ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کنواں ہے جو میں دکھلایا گیا ہوں، اور گویا اس کا پانی مہندی بھگایا ہوا پانی ہے، اور گویا اس کے کھجور کے درخت سانپوں کے پھن ہیں۔ راوی نے کہا: پس آپؐ نے اس کو نکالا (یہ راوی نے مکرر کہا ہے، پس وہم کا احتمال نہ رہا) صدیقہؓ نے عرض کیا: کیا پس آپؐ نے پھیلایا نہیں؟ یعنی سب چیزوں کو علاحدہ علاحدہ نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: ''رہے اللہ تو انھوں نے مجھے شفاء بخشی اور ناپسند کیا میں نے کہ ابھاروں میں لوگوں میں سے کسی پر برائی کو'' —— یہی اختلافِ روایات میں تطبیق ہے کہ جادو کو نکالا تھا، مگر اس کو علاحدہ علاحدہ نہیں کیا تھا۔

[۵۷۶۵-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُوْلُ: أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ، فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سُحِرَ، حَتّٰى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيْهِنَّ. قَالَ سُفْيَانُ: وَهٰذَا أَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا، قَالَ: فَانْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهِ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: " يَا عَائِشَةُ! أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ؟! أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ لِلْآخَرِ: مَابَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ مَطْبُوْبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ، كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: وَفِيْمَ؟ قَالَ: فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ. قَالَ: فَأَيْنَ؟ قَالَ: فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، تَحْتَ رَعُوْفَةٍ، فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ" قَالَ: فَأَتَى الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهُ، فَقَالَ: " هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا، وَكَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ" قَالَ: فَاسْتَخْرَجَ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَفَلَا تَنَشَّرْتَ؟

فَقَالَ: "أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِیْ، وَأَکْرَهُ أَنْ أُثِیْرَ عَلٰی أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا" [راجع: ۳۱۷۵]

بَابُ السِّحْرِ

جادو کا علاج ضروری ہے

ایسا ہی باب ابھی گذرا ہے، وہاں مقصود جادو کی حقیقت کا اثبات تھا، اور یہاں مقصود علاج کی طرف متوجہ کرنا ہے، پس تکرار نہیں، اور حدیث گذشتہ باب والی ہے، نبی ﷺ نے اپنے سحر کا علاج کیا ہے، اور اس کے لئے جادو کا نکالنا ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی علاج ہوسکتا ہے۔

[۵۰-] بَابُ السِّحْرِ

[۵۷۶۶-] حدثنا عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم؛ حَتّٰی إِنَّهُ لَیُخَیَّلُ إِلَیْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّیْئَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتّٰی إِذَا کَانَ ذَاتَ یَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِیْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَشَعَرْتِ یَا عَائِشَةُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِیْ فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُهُ فِیْهِ' قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "جَاءَ نِیْ رَجُلَانِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِیْ وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِیْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ. قَالَ: فِیْمَاذَا؟ قَالَ: فِیْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُبِّ طَلْعَةٍ ذَکَرٍ، قَالَ: فَأَیْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِیْ بِئْرِ ذِیْ أَرْوَانَ" فَذَهَبَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فِیْ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَی الْبِئْرِ، فَنَظَرَ إِلَیْهَا وَعَلَیْهَا نَخْلٌ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَی عَائِشَةَ، فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لَکَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَکَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُ وْسُ الشَّیَاطِیْنِ" قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَأَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: "لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِیَ اللّٰهُ وَشَفَانِیْ، وَخَشِیْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَی النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا" وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. [راجع: ۳۱۷۵]

بَابٌ: مِنَ الْبَیَانِ سِحْرٌ

جادو تیزی سے اثر انداز ہوتا ہے

جادو زود اثر ہے، جب اس کا پتہ چل جائے تو فوری علاج کی طرف توجہ کرنی چاہئے، اور جادو زود اثر ہے، یہ بات اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے جو کتاب النکاح، باب الخُطْبة میں گذری ہے، نجد سے دو شخص آئے، انھوں نے تقریریں کیں لوگ ان کی تقریریں سن کر حیران رہ گئے، پس آپؐ نے فرمایا: "بعض تقریریں جادو اثر ہوتی ہیں!" ایک دم سامعین کا ذہن بدل دیتی ہیں۔

[۵۱-] بَابٌ: مِنَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

[۵۷٦۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، وَإِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ" [راجع: ۵۱٤٦]

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

عجوہ کھجور سے سحر کا پیشگی علاج

اگر کوئی شخص صبح نہار منہ عجوہ کے سات دانے کھائے تو ۲۴ گھنٹے تک سحر سے محفوظ رہے گا، إلى الليل میں غایت مغیا میں داخل ہے، مگر عجوہ کہاں سے لائیں؟ سب مدینہ والوں کو بھی میسر نہیں، مالدار پکنے سے پہلے ہی بُک کر لیتے ہیں، بہر حال یہ سحر سے بچنے کا پیشگی علاج ہے، اسی طرح روحانی علاج بھی ہیں، آیت الکرسی ہر فرض نماز کے بعد اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا ورد سحر سے یا اس کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔

[۵۲-] بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

[۵۷٦۸-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ وَلاَ سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ" وَقَالَ غَيْرُهُ:" سَبْعَ تَمَرَاتٍ" يَعْنِيْ حَدِيْثَ عَلِيٍّ.[راجع: ٥٤٤٥]

[۵۷٦۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ، لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ" [راجع: ٥٤٤٥]

وقال غیرہ: غیرہ کی ضمیر کا مرجع علی ہیں، امام بخاریؒ کہتے ہیں: علی کے علاوہ کی سند سے اس روایت میں سبع (سات) کا لفظ بھی ہے، جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔

بَابٌ: لاَهَامَةَ

کھوپڑی کا پرندہ کچھ نہیں!

زمانۂ جاہلیت میں عربوں کا اعتقاد تھا کہ اگر مقتول کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے جو مجھے پلاؤ!

مجھے پلاؤ! کی آوازیں لگاتا ہے، اس پرندہ کو الصَّدیٰ بھی کہتے تھے، پھر جب بدلہ لے لیا جاتا تو وہ اڑ جاتا، یہ بے حقیقت بات ہے، اس کی اصل کچھ نہیں۔

[٥٣-] بَابٌ: لَاهَامَةَ

[٥٧٧٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ" فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ الإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ لَكَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟"[راجع: ٥٧٠٧]

[٥٧٧١-] وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ" وَأَنْكَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْحَدِيْثَ الْأَوَّلَ: قُلْنَا: أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوَى؟ فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ. قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيْثًا غَيْرَهُ. [طرفه: ٥٧٧٤]

قوله: لَكَأَنَّهَا الظِّبَاءُ: وہ گویا یقیناً ہرن ہیں: تشبیہ چستی میں ہے............ ہرگز نہ اتارے بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں میں، یہ ایسی ہی حدیث ہے جیسی جذامی سے دور رہنے کی ہدایت ہے، کیونکہ بعض امراض میں بیمار کے ساتھ اختلاط بیماری کا سبب بن جاتا ہے، پس چھوت تو کوئی چیز نہیں، مگر بحکم الٰہی تندرست اونٹ بیمار پڑ گئے تو خیال ہوگا کہ چھوت لگ گئی، اس لئے ممانعت فرمائی —— ابوسلمہ کہتے ہیں: جب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو پہلی حدیث (لاعدوی) کا انکار کیا، ہم نے کہا: کیا آپ نے ہم سے بیان نہیں کیا: لاعدوی؟ تو وہ حبشی زبان میں کچھ بولے، ابوسلمہ کہتے ہیں: پس نہیں دیکھا میں نے ان کو کہ بھول گئے ہوں وہ کوئی حدیث اس کے علاوہ (یہ من حدث و نسی کی مثال ہے، اور لاعدی کی حدیث دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے، جیسا کہ اگلے باب میں ابن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے)

بَابٌ: لَا عَدْوَى

ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی

مسئلہ اور حدیثیں بار بار گذر چکی ہیں، بیماری کا لذاتہ تعدیہ نہیں ہوتا، یہ بات عقیدۂ توحید کے خلاف ہے، ہاں تسبب کے درجہ میں ممکن ہے۔

[٥٤-] بَابٌ: لَا عَدْوَى

[٥٧٧٢-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ

ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَحَمْزَةُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ" [راجع: ۲۰۹۹]

[۵۷۷۳-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ:" لَا عَدْوَى" [راجع: ۵۷۰۷]

[۵۷۷۴-] قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" لَا يُوْرَدُ الْمُمْرِضُ عَلٰى الْمُصِحِّ" [راجع: ۵۷۷۱]

[۵۷۷۵-] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" لَا عَدْوَى" فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ الإِبَلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيْهِ الْبَعِيْرُ الأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم:" فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟"

[راجع: ۵۷۰۷]

[۵۷۷۶-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ" قَالُوْا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ:" الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ" [راجع:۵۷۵۶]

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِيْ سَمِّ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

نبی ﷺ کوزہر دینے کی روایت

نبی ﷺ کو خیبر میں زہر دیا گیا، زینب نامی یہودی عورت نے دعوت کی اور بکری میں زہر ملایا، آپؐ کو لقمہ منہ میں رکھتے ہی پتہ چل گیا تو لقمہ تھوک دیا، مگر پھر بھی اثر ہوگیا جو بوقت وفات ظاہر ہوا، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[۵۵-] بَابُ مَا يُذْكَرُ فِيْ سَمِّ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

رَوَاهُ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم.

[۵۷۷۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" اجْمَعُوْا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ" فَجُمِعُوْا لَهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" إِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" مَنْ أَبُوْكُمْ؟" قَالُوْا: أَبُوْنَا فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه

وسلم: "كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوْكُمْ فُلَانٌ" فَقَالُوْا: صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ، فَقَالَ: "هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟" فَقالُوْا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا. فَقالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟" فَقَالُوْا: نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا، ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اخْسَئُوْا فِيْهَا، وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا" ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: "هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ. فَقَالَ: "هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ، فَقَالَ: "مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ؟" فَقَالُوْا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا أَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ. [راجع: ۳۱۶۹]

بَابُ شُرْبِ السَّمِّ، وَالدَّوَاءِ بِهِ، وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ، وَالْخَبِيْثِ

(۱) زہر پی کر خودکشی کرنا (۲) زہر کے ذریعہ علاج کرنا (۳) ایسی چیز سے علاج کرنا جس میں جان کا خطرہ ہو (۴) خبیث (حرام) چیز سے علاج کرنا

مکتبہ حجاز دیوبند

یہ اصل باب ہے، اگلے دو باب اس کی فرع (شاخ) ہیں، اوراس باب میں چار باتیں ہیں:

پہلی بات: زہر پی کر خودکشی کرنا حرام ہے، اور یہ بڑا سنگین گناہ ہے، باب کی حدیث میں اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، آدمی نہ اپنی جان کا مالک ہے نہ اعضاء کا کہ جس طرح چاہے ان کے ساتھ معاملہ کرے، پس جس طرح دوسرے کا قتل حرام ہے خود کو مار ڈالنا بھی حرام ہے، پھر کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ مر کر مصیبت سے نجات پا جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں، پھر خودکشی کا فائدہ کیا ہے!

دوسری بات: زہر کے ذریعہ علاج کرنا: اگر بدرقہ اس کے ساتھ شامل ہو تو جائز ہے، ورنہ خودکشی کے مترادف ہے، تیسرے باب میں یہ حدیث آرہی ہے کہ مکھی کو ڈبا کر نکال پھینکو پھر مشروب استعمال کرو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری (زہر) ہے اور دوسرے پر میں شفا (بدرقہ) ہے، جب وہ زہر کے ساتھ مل جائے گا تو ضرر نہیں پہنچے گا۔ آج کل بہت سی دواؤں میں زہر (Poison) ملایا جاتا ہے اوراہم بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

تیسری بات: ایسی چیز سے علاج کرنا جس میں جان کا خطرہ ہو، جیسے سنکھیا کھانا، اگر ماہر حکیم اس قسم کا علاج تجویز کرے تو جائز ہے، کیونکہ وہ اس مقدار کو جانتا ہے جو جان لیوا نہیں، از خود اقدام کرنا یا نیم حکیم کے چکر میں آنا ٹھیک نہیں۔

چوتھی بات: خبیث (حرام) چیز سے علاج کرنا: جیسے گدھی کا دودھ حرام ہے، کیونکہ اس کا گوشت حرام ہے: اس سے علاج کرنا عام حالات میں جائز نہیں، ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اللہ نے حرام میں تمہاری شفاء نہیں رکھی، مگر مجبوری کے درجہ میں

کہ کوئی دوسرا علاج نہ ہو یا معلوم نہ ہو تو حرام سے علاج کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

[٥٦-] بَابُ شُرْبِ السَّمِّ، وَالدَّوَاءِ بِهِ، وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ، وَالْخَبِيْثِ

[٥٧٧٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ''مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، يَتَرَدَّى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِيْ يَدِهِ، يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ، فَحَدِيْدَتُهُ فِيْ يَدِهِ، يَجَأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا'' [راجع: ١٣٦٥]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱- جس نے خود کو کسی پہاڑ سے گرایا اور اس نے خود کو مار ڈالا: وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، گرائے گا وہ پہاڑ سے، وہ دوزخ کی آگ میں لمبے عرصہ تک رہے گا، بہت دونوں تک رہے گا، ہمیشہ ہمیش کے لئے رہے گا۔

۲- اور جس نے تھوڑا تھوڑا پیا کوئی زہر، اور اس نے خود کو مار ڈالا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، تھوڑا تھوڑا پیئے گا اس کو جہنم کی آگ میں، لمبے عرصہ تک رہے گا، بہت دنوں تک رہے گا، ہمیشہ ہمیش کے لئے رہے گا۔

۳- اور جس نے خود کو قتل کیا کسی لوہے (ہتھیار) سے تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا، بھونکے گا وہ اس کو اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ میں، لمبے عرصہ تک رہے گا، بہت دونوں تک رہے گا، ہمیشہ ہمیش کے لئے رہے گا۔

تشریح: اس قسم کی روایات سے گمراہ فرقوں (معتزلہ وغیرہ) نے استدلال کیا ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کافر ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور اہل السنہ والجماعہ نے اس قسم کی روایات کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔

۱- امام ترمذی رحمہ اللہ نے تو حدیث کی سندوں پر بحث کی ہے، اور آخر میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن روایات میں خالدًا مخلَّدًا فيها أبدًا نہیں ہے: وہ روایات اصح ہیں، پس کسی جواب کی ضرورت نہیں، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۳۸۵) میں ہے۔

۲- اور اگر روایت میں یہ اضافہ صحیح ہے تو وہ مستحِلّ کے بارے میں ہے، جو حلال سمجھ کر خودکشی کرے وہ کافر ہے، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۳- اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ یہ وعید کی حدیث ہے، اور زجر و توبیخ کے طور پر وارد ہوئی ہے، پس اس گناہ کی اصل سزا تو یہی ہے مگر چونکہ وہ مؤمن ہے اس لئے اس کو یہ اصل سزا نہیں دی جائے گی، وہ کسی نہ کسی دن جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

اس کے بعد حدیث لائے ہیں کہ جو شخص صبح نہار منہ عجوہ کے سات دانے کھائے اس کو اس دن نہ زہر نقصان پہنچائے گا نہ سحر! یہ حدیث اس باب میں لاکر اشارہ کیا ہے کہ شریعت نے تو زہر سے بچنے کی تدبیر بتلائی ہے، پھر زہر پی کر خودکشی کیسے

جائز ہوسکتی ہے؟ یہ تو الٹے بانس بریلی والی بات ہوگی۔

[۵۷۷۹-] حَدَّثَنِی مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِیرٍ أَبُوْ بَکْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَقُوْلُ: "مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ یَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَلاَ سِحْرٌ"[راجع: ۵٤٤٥]

بَابُ أَلْبَانِ الأُتُنِ

گدھی کے دودھ کا حکم

دودھ اور تھوک گوشت کے حکم میں ہیں، دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں، اور گدھے کا گوشت حرام ہے، پس اس کا جھوٹا ناپاک ہے، اور دودھ حرام ہے۔ اور یہ باب گذشتہ باب کی مثال کے طور پر لائے ہیں کہ خبیث (حرام) سے علاج جائز ہے یا نہیں؟ عام حالات میں جائز نہیں، خاص حالات کی بات اور ہے۔

حدیث: زہری رحمہ اللہ (حجازی محدث) ابوادریس خولانی (شامی محدث) سے، وہ حضرت ابوثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی دار درندے کے کھانے سے منع کیا، زہریؒ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی، یہاں تک کہ میں شام گیا یعنی حجازی حدیثوں میں یہ حدیث نہیں تھی۔

پھر امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: لیث نے کہا: مجھ سے یونس نے بیان کیا، زہری سے روایت کرتے ہوئے کہ انھوں نے کہا: درانحالیکہ میں نے یعنی یونس نے ان سے چار مسائل دریافت کئے: (۱) دودھ سے وضو جائز ہے یا نہیں؟ (اس کا جواب زہریؒ نے نہیں دیا) (۲) گدھوں کا دودھ پی سکتے یا نہیں؟ (۳) درندوں کا پتّہ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴) اونٹوں کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟ امام زہریؒ نے کہا: (رہا اونٹوں کا پیشاب) تو مسلمان ان کے ذریعہ علاج کرتے ہیں، وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے، اور گدھیوں کا دودھ: تو ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گوشت سے منع کیا ہے، اور نہیں پہنچا ہمیں ان کے دودھ کے بارے میں کوئی امر اور نہ کوئی ممانعت، اور رہا درندوں کا پتّہ تو حضرت ابوثعلبہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی دار درندے کے کھانے سے منع کیا ہے (پس اس کا پتّہ بھی حرام ہے)

[۵۷-] بَابُ أَلْبَانِ الأُتُنِ

[۵۷۸۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِیْ إِدْرِیْسَ الْخَوْلاَنِیِّ، عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَنْ أَکْلِ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، قَالَ الزُّهْرِیُّ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰی أَتَیْتُ الشَّامَ.

[۵۷۸۱-] وَزَادَ اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ: هَلْ يُتَوَضَّأُ، أَوْ تُشْرَبُ أَلْبَانُ الْأُتُنِ؟ أَوْ مَرَارَةُ السَّبُعِ؟ أَوْ أَبْوَالُ الإِبِلِ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا، وَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا، وَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ لُحُوْمِهَا، وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْیٌ، وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیُّ: أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

بَابٌ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الإِنَاءِ

جب برتن میں مکھی گر جائے

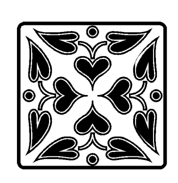
اگر مکھی مشروب میں گر جائے تو اس کو ڈوبائے، پھر نکالے، پھر جی چاہے تو مشروع استعمال کرے، کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے پر میں اس کا توڑ ہوتا ہے، اس لئے حکم دیا کہ ڈوبا کر نکالو تا کہ اس کے زہر کا توڑ ہو جائے —— اور یہ باب اس لئے لائے ہیں کہ زہر سے بھی علاج کر سکتے ہیں جبکہ اس کے ساتھ بدرقہ (مصلح دواء) شامل ہو۔ اور حدیث اور اس کی شرح پہلے آچکی ہے۔

[۵۸-] بَابٌ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الإِنَاءِ

[۵۷۸۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِیْ تَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِیْ زُرَيْقٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِیْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِی الآخَرِ دَاءً"

[راجع: ۳۳۲۰]

﴿الحمد للہ! آج ۱۴؍ ذی الحجہ کو کتاب الطب کی شرح مکمل ہوئی﴾



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اللباس

پہننے کا بیان

ارتباط: کتابوں میں ارتباط پہلے بیان کیا ہے کہ کتاب النکاح سے معاشرتی مسائل کا بیان شروع ہوا ہے، پھر گھر میں آگ لگے اور نباہ مشکل ہو جائے تو ناگہانی نکلنے کے دروازے (طلاق) کا بیان ہے، پھر اہل وعیال کے نفقات کا ذکر کیا ہے، نفقہ میں تین چیزیں شامل ہیں: کھانا، پینا اور پہننا۔ دو کا بیان پورا ہوا، اب لباس کا بیان شروع کرتے ہیں، اس پر معاشرتی مسائل کا بیان پورا ہو جائے گا۔

سورۃ الاعراف کی (آیت ۲۶) ہے: ﴿یَابَنِیْ آدَمَ! قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُوَارِیْ سَوْآتِکُمْ وَرِیْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوَی ذٰلِکَ خَیْرٌ، ذٰلِکَ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ﴾: اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے، اور زیبائش (پیدا کی ہے) اور پرہیزگاری کا لباس: وہ بہتر ہے، یہ (لباس) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے تاکہ لوگ (اللہ تعالیٰ کو) یاد رکھیں۔

تفسیر: لباس کے دو درجے ہیں: **ایک**: وہ لباس جو ستر کو چھپاتا ہے، یہ فرض عین ہے، کسی کے سامنے بے ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں۔ **دوم**: وہ لباس جو موجبِ زینت ہے، رِیْش: پرندے کا پر، پروں سے پرندے خوبصورت ہوتے ہیں، لباس کا یہ درجہ وہ ہے جو پورے بدن کو چھپاتا ہے، سر کو بھی، کیونکہ پرندوں کے سر پر بھی پَر ہوتے ہیں —— پھر یہ دوسری قسم کا لباس دو طرح کا ہے: **ایک**: عام لباس جو دنیا کی مختلف قوموں میں رائج ہے۔ **دوم**: نیک لوگوں کا لباس، ہر زمانہ میں اور ہر خطہ میں صالحین کا جو لباس ہے وہ سنت لباس ہے، اور اس لباس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل میں تقوی پیدا ہوتا ہے، کیونکہ انسان کے ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے، تجربہ کرکے دیکھ لیں: چند دن نیکوں کا لباس پہنیں، اور چند دن اوباشوں کا، لباس کا فرق ظاہر ہوگا، اور لباس المتقین کے بجائے لباس التقوی کہا: یہ اس قسم کے لباس کے ثمرۃ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْ أَخْرَجَ لِعِبَادِہِ؟﴾

اسراف اور تکبر سے بچتے ہوئے ہر لباس معروف طریقہ پر جائز ہے

سورۃ الاعراف کی آیت ۳۲ ہے: آپ کہیں: کس نے حرام کیا ہے اللہ کی زینت (کپڑوں وغیرہ) کو جن کو اللہ تعالیٰ نے

اپنے بندوں کے لئے بنایا ہے؟ (کسی نے حرام نہیں کیا! کھانے پینے اور پہننے کی تمام حلال چیزیں استعمال کی جائیں، نہ اچھا لباس ممنوع ہے، نہ مزہ دار کھانا پینا)

معلق حدیث: ابن ابی شیبہ میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ، پیو اور خیرات کرو، فضول خرچی اور تکبر سے بچتے ہوئے!

روایت: ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ''جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، جب تک چوک جائیں تجھے (بچا رہے) اسراف اور تکبر'' یعنی ان دو باتوں سے بچا رہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھیں گے جو تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے!''

بسم الله الرحمن الرحيم

٧٧- كِتَابُ اللِّبَاسِ

[١-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ؟﴾

[١-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا، فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلاَ مَخِيْلَةٍ"

[٢-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ أَوْ مَخِيْلَةٌ.

[٥٧٨٣-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، يُخْبِرُوْنَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لاَ يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ" [راجع: ٣٦٦٥]

بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلاَءَ

کپڑا لٹک گیا، تکبر کا ارادہ نہیں تھا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نحیف تھے، ان کے کپڑے (لنگی) کی ایک جانب ڈھیلی پڑ جاتی تھی، مگر یہ کہ وہ اس کا پورا خیال رکھیں، چنانچہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کے طور پر یہ کام کرتے ہیں'' —— اور سورج گہن کی روایت میں ہے: ''نبی ﷺ تیزی سے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اٹھے'' یہ محاورہ ہے: آپؐ بغیر تیاری کئے مسجد میں آئے، جمعہ و عیدین میں آپؐ تیاری کرکے، نہا دھو کر، خوشبو اور تیل لگا کر آتے تھے، مگر نماز کسوف کے لئے آپؐ نے کوئی تیاری نہیں کی، پس حدیث سے استدلال خفی ہے اور روایتیں دونوں پہلے آچکی ہیں۔

[٢-] بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلاَءَ

[٥٧٨٤-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ الصَّدِّيْقُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلاَءَ" [راجع: ٣٦٦٥]

[٥٧٨٤-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلاً حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ، وَثَابَ النَّاسُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَجُلِّيَ عَنْهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: " إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وادْعُوْا اللّٰهَ حَتّٰى يَكْشِفَهَا"[راجع: ١٠٤٠]

بَابُ التَّشَمُّرِ فِي الثِّيَابِ

کپڑا اوپر اٹھانا

کپڑا اوپر اٹھانا تا کہ چلنے میں آسانی ہوجائز ہے، نبی ﷺ جوڑا پہنے ہوئے کپڑا اٹھائے ہوئے خیمہ سے نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٣-] بَابُ التَّشَمُّرِ فِي الثِّيَابِ

[٥٧٨٦-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: فَرَأَيْتُ بِلاَلاً جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا، ثُمَّ أَقَامَ الصَّلاَةَ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ فِيْ حُلَّةٍ مُشَمِّرًا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلٰى الْعَنَزَةِ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ.[راجع: ١٨٧]

بَابٌ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ

جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا وہ دوزخ میں جائے گا

ما: موصولہ ہے، مراد کپڑا ہے، اور صلہ میں سے کان محذوف ہے اور أسفل اس کی خبر ہے، اور کپڑے کا دوزخ میں جانا کنایہ ہے پہننے والے کے دوزخ میں جانے سے، اور دوزخ میں جانے میں تجزّی نہیں، پس سارا ہی دوزخ میں جائے گا۔

[٤-] بَابٌ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ

[٥٧٨٧-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ”مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فِي النَّارِ“

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلاَءِ

جو تکبر سے کپڑا گھسیٹتا ہے

متکبرین کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے ہیں، اور اس کو بڑائی کی نشانی سمجھتے ہیں، تہبند اس طرح باندھتے ہیں کہ چلتے وقت نیچے کا کنارہ زمین پر گھسٹتا ہے، اور پتلون اتنی لمبی پہنتے ہیں کہ اس کا نیچے کا کنارہ جوتوں کو صاف کرتا ہے، اسی طرح عربی قمیص کا حال ہے، احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھیں گے جو اپنی لنگی تکبر سے گھسیٹتا ہے!“

تشریح: قیامت کے دن بندے رب کریم کی نگاہِ رحمت کے سخت محتاج ہونگے، اس دن متکبر نگاہِ کرم سے محروم رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بالکل ہی نظر انداز کر دیں گے، کیا ٹھکانا ہے اس محرومی کا!

[٥-] بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلاَءِ

[٥٧٨٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ”لاَيَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا“

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس درمیان کہ ایک شخص سوٹ پہنے ہوئے چل رہا تھا، اس کو اس کی ذات اچھی لگ رہی تھی، وہ اپنی زلفوں میں کنگھی کئے ہوئے تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا، پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جا رہا ہے“ (یہ واقعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی)

[٥٧٨٩-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَوْ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم: ”بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ، تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ، إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

[٥٧٩٠-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ”بَيْنَمَا

رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ، خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" تابعه: يُوْنُس عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٤٨٥]

حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ عَمِّهِ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ: سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

آئندہ حدیث: وہی ہے جو باب کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان کی حدیث میں 'لنگی' کی تخصیص ہے، وہی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، ان کی حدیث میں ثوبہ ہے، لنگی کی تخصیص نہیں، پس کپڑا لٹکانے کی ممانعت لنگی کے ساتھ خاص نہیں، اسبال ہر کپڑے میں ہوتا ہے، کرتے کے دامن میں بھی، آستین میں بھی اور ٹوپی پگڑی میں بھی۔

[٥٧٩١-] حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: لَقِيْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ، وَهُوَ يَأْتِيْ مَكَانَهُ الَّذِيْ يَقْضِيْ فِيْهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَحَدَّثَنِيْ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه سلم: " مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنْ مَخِيْلَةٍ، لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ: أَذَكَرَ إِزَارَهُ؟ قَالَ: مَا خَصَّ إِزَارًا وَلاَ قَمِيْصًا.

تَابَعَهُ: جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، وَتَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَقُدَامَةُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ" [راجع: ٣٦٦٥]

بَابُ الإِزَارِ الْمُهَدَّبِ

جھالردار لنگی

هَدَّب الثوب: کپڑے میں جھالر لگانا، جھالر: حاشیہ، کنارہ، جھالردار لنگی چادر مرد بھی استعمال کرسکتا ہے اور عورت بھی، اس میں کوئی بڑائی کی بات نہیں۔ باب کے شروع میں چار بڑے لوگوں کا ذکر ہے جو جھالردار کپڑے پہنتے تھے، اور رفاعہ کی بیوی تمیمہ نے اپنی چادر کا پھندنا دکھا کر کہا تھا: عبدالرحمٰن کے پاس ایسا ہے!

[٦-] بَابُ الإِزَارِ الْمُهَدَّبِ

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ:

أَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

[۵۷۹۲-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا جَالِسَةٌ، وَعِنْدَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ، فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ، وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا مِثْلَ الْهُدْبَةِ. وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا، فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، قَالَتْ: فَقَالَ خَالِدٌ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَنْهَى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟! فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى التَّبَسُّمِ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ! لَا، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ" فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ.

[راجع: ۲۶۳۹]

قوله: فصار سنة بعدُ: یہ امام زہریؒ کا قول ہے کہ بعد میں یہی اسلامی طریقہ ہوا کہ حلالہ کے لئے زوج ثانی کا صحبت کرنا ضروری ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْأَرْدِيَةِ

چادروں کا بیان

ہر طرح کی چادریں استعمال کرسکتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے کا رواج کم تھا، عام طور پر کرتے کی جگہ چادر اوڑھی جاتی تھی، اسی کو اعرابی نے کھینچا تھا، اور اسی کو پہن کر آپؐ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سرزنش کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

[۷-] بَابُ الْأَرْدِيَةِ

وَقَالَ أَنَسٌ: جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۵۷۹۳-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: فَدَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ، وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنُوْا لَهُمْ. [راجع: ۲۰۸۹]

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيْصِ

کرتا پہننا

کرتا: چادر اوڑھنے کے بجائے بہترین لباس ہے، اس میں خوبصورتی ہے اور اس کو روکنا نہیں پڑتا، اور یہ قدیم لباس ہے، یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتا بھیجا تھا کہ اس کو ابا کے چہرے پر ڈالنا وہ بینا ہوکر میرے پاس آئیں گے، اور آپؐ نے احرام میں مردوں کو کرتا پہننے سے منع کیا، معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں کرتے کا رواج تھا۔

[٨-] بَابُ لُبْسِ الْقَمِيْصِ

وَقَالَ يُوْسُفُ،: ﴿اذْهَبُوْا بِقَمِيْصِي هٰذَا فَأَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا﴾[يوسف: ٩٣]

[٥٧٩٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ، وَلاَ السَّرَاوِيْلَ، وَلاَ الْبُرْنُسَ، وَلاَ الْخُفَّيْنِ، إِلاَّ أَنْ لاَ يَجِدَ النَّعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" [راجع: ١٣٤]

پھر حضرات جابر وابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیثیں ہیں کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے انتقال پر اپنا کرتا عنایت فرمایا تھا جو اس کے کفن میں شامل کیا گیا، پھر دونوں میں اختلاف ہے کہ کرتا کب عنایت فرمایا تھا، ابن عمرؓ کہتے ہیں: جنازہ تیار ہونے سے پہلے دیا تھا اور جابرؓ کہتے ہیں: قبر میں سے نکال کر پہنایا تھا، یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے۔ تفصیل پہلے تحفۃ القاری (۳: ۵۹۰) میں گذر چکی ہے۔

[٥٧٩٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، وَوُضِعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.[راجع: ١٢٧٠]

[٥٧٩٦-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيْهِ، وَصَلِّ عَلَيْهِ، وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ، وَقَالَ:" إِذَا فَرَغْتَ فَآذِنَّا" فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ، فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَجَذَبَهُ عُمَرُ، وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ؟ فَقَالَ:﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً﴾الآيَةَ [التوبة:٨٠] فَنَزَلَتْ:﴿وَلاَ تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾[التوبة: ٨٤] فَتَرَكَ الصَّلاَةَ عَلَيْهِمْ.[راجع: ١٢٦٩]

قوله: واللّٰه أعلم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرتا پہنانے کی حکمت اللہ بہتر جانتے ہیں۔

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

گریبان سینہ پر ہو یا اور جگہ؟

گریبان: کرتے کا گول شگاف جو گردن میں پہنا جاتا ہے، اس میں سر داخل کرنے کی سہولت کے لئے لمبائی میں پھاڑ لیتے ہیں، اور اس کو بھی گریبان کہتے ہیں۔ گریبان سامنے سینہ پر ہونا چاہئے یا پیچھے دو مونڈھوں کے درمیان یا دونوں جانبوں میں دونوں مونڈھوں کے اوپر؟ ہر طرح گنجائش ہے، اور اب تو مرد وزن گریبان سامنے ہی رکھتے ہیں، لیکن دوسری دو صورتیں بھی درست ہیں۔

اور حدیث میں سخی اور بخیل کی حالت جبّہ یا ذِرہ کی مثال سے سمجھائی ہے، راوی کہتے ہیں: بخیل کی حالت بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنی انگلی اپنے گریبان میں ڈالی، معلوم ہوا کہ آپؐ کے کرتے میں گریبان آگے سینہ پر تھا اور جُبَّة اور جُنَّة میں راویوں کا اختلاف ہے، اور حدیث ترجمہ کے ساتھ پہلے آئی ہے۔

[۹-] بَابُ جَيْبِ الْقَمِيْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

[۵۷۹۷-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ، قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا، فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشَى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ، وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا - قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِیْ جَيْبِهِ - فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ.

تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، وَأَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، فِی الْجُبَّتَيْنِ. وَقَالَ جَعْفَرٌ عَنِ الْأَعْرَجِ: جُنَّتَانِ. وَقَالَ حَنْظَلَةُ: سَمِعْتُ طَاوُسًا، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ: جُبَّتَانِ. [راجع: ۱۴۴۳]

بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِی السَّفَرِ

سفر میں تنگ آستینوں کا جبہ پہننا

سفر ہو یا حضر: تنگ آستینوں کا جبہ/کرتا پہننا جائز ہے، سفر تبوک میں نبی ﷺ نے ایسا ہی شامی جبہ پہن رکھا تھا، وضوء کرتے وقت آستینیں نہ چڑھیں تو آپؐ نے ہاتھ نکال کر دھوئے، مسح نہیں کیا، البتہ سر اور خفین پر مسح فرمایا۔

[۱۰-] بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

[۵۷۹۸-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الضُّحَى، قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوْقٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ، فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ، فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.[راجع: ۱۸۲]

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ

جہاد میں اون کا جبہ پہننا

اون کا جبہ قیمتی بھی ہوتا ہے اور کم قیمت بھی، پس جہاد میں اور غیر جہاد میں ہر قسم کا جبہ پہن سکتے ہیں، اس میں نہ تزکیہ کا پہلو ہے نہ تصنع کا۔غزوۂ تبوک کے سفر میں نبی ﷺ نے جو جبہ پہن رکھا تھا: وہ اون کا تھا۔

[۱۱-] بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ

[۵۷۹۹-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ:" أَمَعَكَ مَاءٌ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّيْ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الإِدَاوَةَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ:" دَعْهُمَا، فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا [راجع: ۱۸۲]

بَابُ الْقَبَاءِ وَفَرُّوْجِ حَرِيْرٍ

قباء پہنے مگر ریشمی نہیں

قباء: چوغہ، ایک ڈھیلا لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے، جیسے شیروانی اسی کو فَرُّوْج بھی کہتے ہیں، اور بعض نے کہا: فروج: وہ ہے جس کا گریبان پیچھے کی جانب کھلا ہو، قباء پہننا جائز ہے، مگر ریشمی جائز نہیں، ریشمی کپڑے کے احکام آگے آرہے ہیں، اور دونوں حدیثیں پہلے آگئی ہیں۔

[۱۲-] بَابُ الْقَبَاءِ وَفَرُّوْجِ حَرِيْرٍ

وَهُوَ الْقَبَاءُ. وَيُقَالُ: هُوَ الَّذِىْ لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ.

[۵۸۰۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّـهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَقْبِيَةً، وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِىْ. قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا،فَقَالَ:"خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ" قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ:رَضِىَ مَخْرَمَةُ.[راجع: ۲۵۹۹]

[۵۸۰۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِى الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّـهُ قَالَ: أُهْدِىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ، فَلَبِسَهُ، ثُمَّ صَلَّى فِيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، ثُمَّ قَالَ:" لَا يَنْبَغِىْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ"

تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، عَنِ اللَّيْثِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَرُّوْجٌ حَرِيْرٌ.[راجع: ۳۷۵]

وضاحت: روایتوں کے فرق کے لئے حاشیہ دیکھیں،اس میں پانچ فرق بیان کئے ہیں۔

بَابُ الْبَرَانِسِ

ٹوپی جو کرتے کے ساتھ جڑی ہوئی ہو

سرد ممالک میں کرتے کے ساتھ ٹوپی جڑی ہوئی ہوتی ہے، جب سردی ہوتی ہے تو پہن لیتے ہیں اور سردی ختم ہوجاتی ہے تو پیچھے ڈال دیتے ہیں، احرام میں ٹوپی پہننا جائز نہیں، کیونکہ مرد کا احرام سر میں بھی ہوتا ہے، اور غیر محرم پہن سکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خزّ کی پیلی ٹوپی پہنی ہے، اور حاشیہ میں اور بھی صحابہ وتابعین کے نام ہیں جو یہ ٹوپی پہنتے تھے، اور خزّ: خرگوش کے بال ہیں، اس کو ریشم کے ساتھ ملا کر بُنائی کرتے تھے۔

[۱۳-] بَابُ الْبَرَانِسِ

[۵۸۰۲-] وَقَالَ لِىْ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ،قَالَ:سَمِعْتُ أَبِىْ،قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

[۵۸۰۳-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَاتَلْبَسُوْا الْقَمِيْصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ، إِلَّا أَحَدٌ لَايَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ"[راجع: ۱۳٤]

بَابُ السَّرَاوِيْلِ

شلوار پہننا

عہدِ نبوی میں عام طور پر مرد وزن لنگی باندھتے تھے، مگر شلوار پاجامہ تھا، ہجرت سے پہلے آپؐ نے ایک دکان سے چار درہم میں پاجامہ خریدا ہے، پس پہنا بھی ہوگا، بلکہ باب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شلوار کا رواج تھا، لنگی کی بہ نسبت پاجامہ سے اچھی طرح سترعورت ہوتا ہے، پس لنگی ہی کو سنت سمجھنا صحیح نہیں۔

[۱۴-] بَابُ السَّرَاوِيْلِ

[۵۸۰۴-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ" [راجع: ۱۷۴۰]

[۵۸۰۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! مَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: " لَا تَلْبَسُوْا الْقَمِيْصَ، وَلَا السَّرَاوِيْلَ، وَلَا الْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ" [راجع: ۱۳۴]

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْعَمَائِمِ

پگڑیاں باندھنا

پگڑی باندھنا سنت ہے: سنتِ ہدی ہے یا زائد؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عربوں میں قومی رواج تھا اس لئے آپؐ پگڑی باندھی ہے، پس یہ سنتِ ہدی نہیں، یہی خیال ان کا ڈاڑھی کے بارے میں بھی ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، اگر قومی رواج کی وجہ سے آپؐ نے پگڑی باندھی ہوتی یا ڈاڑھی رکھی ہوتی تو اس کا حکم دینے کی ضرورت نہیں تھی، جیسے آپؐ پیروں میں چپل پہنتے تھے، مگر اس کا نہ کوئی حکم دیا نہ کوئی فضیلت بیان کی، پس وہ سنتِ زائدہ ہے، مگر ڈاڑھی مونچھ کے بارے میں تو اوامر واحکام موجود ہیں، اسی طرح عمامہ باندھنے کا حکم بھی دیا ہے اور فضائل بھی بیان کئے ہیں، پس اس کو سنتِ زائد کیسے کہہ سکتے ہیں؟ یہ سنتِ ہدی ہے، اس کو اختیار کرنا چاہئے، اس میں ثواب ہے۔

[۱۵-] بَابُ الْعَمَائِمِ

[۵۸۰۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

سَالِمٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا السِّرَاوِيْلَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ، وَلَا وَرْسٌ، وَلَا الْخُفَّيْنِ، إِلَّا مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" [راجع: ١٣٤]

بَابُ التَّقَنُّعِ

چادروغیرہ سے سراوراکثر چہرہ ڈھانکنا

۱-مرضِ وفات میں نبی ﷺ (خطاب فرمانے کے لئے) مسجد کی طرف نکلے، اس وقت (دردِ سر کی وجہ سے) آپؐ نے چکنی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی (تحفۃ القاری ۷:۲۸۵) اس پر اشکال کیا گیا ہے کہ یہ تقنع نہیں۔

۲-مرضِ وفات میں نبی ﷺ نے خطاب فرمایا: اس وقت آپؐ نے اپنے سر کو کسی چادر کے کنارے سے مضبوط باندھ رکھا تھا (تحفۃ القاری ۷:۲۸۴) اس پر بھی اشکال کیا گیا ہے کہ یہ بھی تقنع نہیں۔

حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۷:۳۶۶) تفصیل سے آئی ہے: نبی ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت سر چھپائے ہوئے (گرمی سے بچنے کے لئے) ایسے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے کہ اس وقت آپؐ ان کے گھر نہیں جایا کرتے تھے: یہ تقنع ہے ــــ اور علماء جو پگڑی پر یا ٹوپی پر رومال اوڑھتے ہیں وہ اسی تقنع کی نقل ہے۔

[-١٦] بَابُ التَّقَنُّعِ

[-١] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ.

[-٢] وَقَالَ أَنَسٌ: عَصَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

[-٥٨٠٧] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" عَلٰى رِسْلِكَ، فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ" قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَوَ تَرْجُوْهُ، بِأَبِيْ أَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِصُحْبَتِهِ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مُقْبِلاً مُتَقَنِّعًا، فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فِدًى لَهُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ! وَاللّٰهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ حِيْنَ دَخَلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ:" أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ" قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ

لِیْ فِی الْخُرُوْجِ" قَالَ: فَالصُّحْبَةُ، بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" نَعَمْ" قَالَ: فَخُذْ بِأَبِیْ أَنْتَ! یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِحْدَی رَاحِلَتَیَّ هَاتَیْنِ، قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم:" بِالثَّمَنِ" قَالَتْ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِیْ جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِیْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا، فَأَوْكَتْ بِهِ الْجِرَابَ، فَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمَّی ذَاتَ النِّطَاقِ، ثُمَّ لَحِقَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِیْ جَبَلٍ یُقَالُ لَهُ: ثَوْرٌ، فَمَكُثَ فِیْهِ ثَلَاثَ لَیَالٍ یَبِیْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ بَكْرٍ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ، فَیَدْخُلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا، فَیُصْبِحُ مَعَ قُرَیْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا یَسْمَعُ أَمْرًا یُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ، حَتّٰی یَأْتِیَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْیَوْمِ حِیْنَ یَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَیَرْعَی عَلَیْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ مَوْلٰی أَبِیْ بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَیُرِیْحُهُ عَلَیْهِمَا حِیْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ، فَیَبِیْتَانِ فِیْ رِسْلِهَا حَتّٰی یَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ بِغَلَسٍ، یَفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّیَالِیْ الثَّلَاثِ. [راجع: ۴۷۶]

بَابُ الْمِغْفَرِ

لوہے کی ٹوپی جولڑائی میں پہنی جاتی ہے

خُود (واوٗ مجہول) دوطرح کا ہوتا تھا: ایک: علاحدہ جو عمامہ کے اوپر پہنا جاتا ہے، آج کل بھی آرمی والے ایسی لوہے کی ٹوپی پہنتے ہیں۔ دوم: زِرہ سے جڑا ہوا، جو ٹوپی/عمامہ کے نیچے پہنا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے دن آپؐ نے یہ دوسری قسم کا خود پہنا تھا، اور اس پر سیاہ عمامہ باندھا تھا۔

[۱۷-] بَابُ الْمِغْفَرِ

[۵۸۰۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ. [راجع: ۱۸۴۶]

بَابُ الْبُرُوْدِ، وَالْحِبَرَةِ، وَالشَّمْلَةِ

(۱) پھولدار مربع اونی چادر (۲) لال دھاری والا کپڑا (۳) بڑی اونی چادر (جس میں لپٹ سکیں)

نبی ﷺ کے زمانہ میں عام طور پر اونی کپڑے استعمال کئے جاتے تھے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تو آپؐ اپنی چادر کا تکیہ بنا کر کعبہ کے سایے میں لیٹے ہوئے تھے (تحفۃ القاری ۷: ۳۲۱) اور جنگِ حنین سے واپسی میں ایک بدّو نے جو آپؐ کی چادر کھینچی تھی وہ نجرانی چادر تھی، اس کے کنارے موٹے تھے (نجرانی چادر کی زمین سفید ہوتی ہے اور اس میں لال دھاریاں ہوتی ہیں) (تحفۃ القاری ۶: ۴۳۲) اور ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ایک چادر لائی، اس کے

کناروں میں جھالر بُنے ہوئے تھے، راوی نے طلبہ سے پوچھا: جانتے ہو بُردہ کس کو کہتے ہیں؟ طلبہ نے کہا: شَمْلة (چادر) کو، راوی نے کہا: ہاں (تحفۃ القاری ۵۹۶:۳) اس کے بعد روایت میں ہے کہ حضرت عکاشہؓ نے نمرۃ چادر اوڑھ رکھی تھی، وہ اس کو اٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے، نمرۃ چادر میں رنگین لکیریں ہوتی ہیں (یہ روایت ابھی گذری ہے) اس کے بعد دو روایتوں میں ہے کہ نبی ﷺ کو حبرہ کپڑا پسند تھا، یہ یمن سے آتا تھا، اس کی زمین سفید ہوتی تھی اور اس میں سبز یا سرخ دھاریاں ہوتی تھیں (یہ حدیث پہلے نہیں آئی) اور آخری حدیث میں ہے کہ وفات کے بعد آپؐ کو حبرہ چادر اوڑھائی گئی۔

تشریح: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کے کپڑے پہنتے تھے جس طرح کے کپڑوں کا اس زمانہ میں رواج تھا، اور اکثر معمولی سوتی یا اونی کپڑے پہنتے تھے، اور کبھی بیش قیمت جبّے بھی پہنے ہیں جن پر ریشمی حاشیہ یا نقش ونگار ہوتا تھا، اسی طرح خوش نما یمنی چادریں بھی زیب تن فرمائی ہیں، پس حدود کی پابندی کے ساتھ ہر طرح کا معمولی یا قیمتی لباس پہنا جاسکتا ہے۔

[۱۸-] بَابُ الْبُرُوْدِ، وَالْحِبَرَةِ، وَالشَّمْلَةِ

وَقَالَ خَبَّابٌ: شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ.

[۵۸۰۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً، حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ. فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [راجع: ۳۱۴۹]

[۵۸۱۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ — قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ — مَنْسُوْجٍ فِيْ حَاشِيَتِهَا، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدَيَّ أَكْسُوْكَهَا، فَأَخَذَهَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ، فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ اكْسُنِيْهَا! قَالَ: "نَعَمْ" فَجَلَسَ مَاشَاءَ اللهُ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ، سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلاً. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. [راجع: ۱۲۷۷]

قوله: قَالَ نعم: پہلے (حدیث ۱۲۷۷) قالوا آیا ہے، وہی یہاں مراد ہے............ محتاجاً إليها: اس زمانہ میں آپؐ کو چادر کی ضرورت تھی۔

[۵۸۱۱-] حدثنا أَبُوْ النُّعمَانِ، قَالَ: أَخْبرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِی سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ:" يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِی زُمْرَةٌ هِیَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِیْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَ ةَ الْقَمَرِ" فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ يَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ، فَقَالَ:" اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ. فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم:" سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ"[طرفه: ۶۵۴۲]

[۵۸۱۲-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ، أَیُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ.[طرفه:۵۸۱۳]

[۵۸۱۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِی أَبِیْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةُ.[راجع: ۵۸۱۲]

[۵۸۱۴-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم حِيْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

مکتبہ حجاز دیوبند

بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

اونی سادہ چادریں اوراونی پھول دارچادریں

أَكْسِيَة: كِسَاء کی جمع: اوڑھنے کی اونی چادر، الخَمَائص: الخميصة کی جمع: پھول دار/ دھاری دارسرخ یا سیاہ چادر/ کپڑا۔ پہلی حدیث میں ہے: مرضِ وفات میں ایک دن دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی، اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک موٹی اونی چادر پہنے ہوئے نبی ﷺ کی روح قبض ہوئی، اور آخری حدیث میں ہے کہ ابوجہمؓ نے ایک چادر ہدیہ میں پیش کی اس میں پھول بوٹے تھے، آپؐ نے اس میں نماز پڑھی، پھر چادر ابوجہم کو واپس بھیج دی اوران کے پاس سے انبجانیہ چادر منگوالی جو سادہ تھی، اس میں پھول بوٹے نہیں تھے، معلوم ہوا کہ ایسی چادر پہن کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔

[۱۹-] بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

[۵۸۱۵و۵۸۱۶-] حدثنا يَحْيَی بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰی وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ

كَذٰلِكَ:" لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" يُحَذِّرُ مَاصَنَعُوْا.

[حديث ٥٨١٥ راجع: ٤٣٥، حديث ٥٨١٦ راجع: ٤٣٦]

[٥٨١٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيْظًا، فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي هَذَيْنِ.[راجع: ٣١٠٨]

[٥٨١٨-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ:" اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهِ إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ، وَائْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَةِ أَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ"[راجع: ٣٧٣]

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ

کپڑے میں ٹھوس لپٹ جانا

ایک کپڑا بدن پراس طرح لپیٹ لینا کہ دونوں ہاتھ اندر بند ہوجائیں ممنوع ہے، اشْتَمَلَ بثوبه: کپڑے میں پورا لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ رہیں۔ الصَّمَّاء: سخت زمین، اور اشتمال الصماء کی صورت یہ ہے: چادر کو پہلے دائیں ہاتھ اور بائیں مونڈھے پر پھر بائیں ہاتھ اور دائیں مونڈھے پر ڈال کر لپیٹنا، اس طرح کپڑا اوڑھنے کی ممانعت کی وجہ تحفۃ القاری (۱۹۴:۲) میں ہے۔

[٢٠-] بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ

[٥٨١٩-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَالْمُنَابَذَةِ، وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ.[راجع: ٣٦٨]

ملحوظہ: احتباء کی تفسیر اگلے باب میں ہے۔

[٥٨٢٠-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ لِبْسَتَيْنِ، وَعَنْ

بَيْعَتَيْنِ: نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ، وَالْمُلَامَسَةُ: لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الآخَرِ، بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ، وَلاَ يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذٰلِكَ. وَالْمُنَابَذَةُ: أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ، وَيَنْبِذُ الآخَرُ ثَوْبَهُ، وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا، عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلاَ تَرَاضٍ، وَاللِّبْسَتَانِ: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ، وَالصَّمَّاءُ: أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلٰى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ، فَيَبْدُوَ أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْئٌ.[راجع: ۳٦۷]

قوله: ولا يقلبه: اور نہ الٹے پلٹے وہ کپڑے کو اس کے علاوہ یعنی نہ خیار رویت نہ خیار عیب!

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ایک کپڑے سے حبوہ بنانا

حبوۃ: آدمی سرین کے بل ننگا بیٹھ جائے، پھر دونوں پنڈلیاں ملاکر گھٹنے کھڑے کرلے، اور ہاتھوں، کمر اور پنڈلیوں کے گرد کوئی کپڑا باندھ لے، یہ ممنوع اس لئے ہے کہ کبھی کسی کے دھکا دینے سے آدمی گر پڑتا ہے یا اونگھتے ہوئے گر جاتا ہے تو ننگا پا کھل جائے گا، غرض کپڑا پہننے کی ایسی ہیئت ممنوع ہے، جس میں ننگا ہوجانے کا احتمال ہو، پس اگر پاجامہ یا نیکر چڈی پہن رکھی ہے تو اس طرح حبوۃ بنانا مکروہ نہیں۔

[۲۱-] بَابُ الْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

[۵۸۲۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ لِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْئٌ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ، وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. [راجع: ۳٦۸]

[۵۸۲۲-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْئٌ.[راجع: ۳٦۷]

بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَاءِ

پھول والا سیاہ کرتا/کپڑا

سیاہ عمامہ بھی آپؐ نے استعمال فرمایا ہے، فتح مکہ کے دن کالی پگڑی زیب سر تھی، اور سیاہ کرتا/کپڑا بھی استعمال فرمایا

مکتبہ حجاز دیوبند

ہے،اورایک مرتبہ چھوٹی سیاہ اوڑھنی نبی ﷺ کے پاس لائی گئی،آپؐ نے پوچھا: ہم یہ کس کو دیں؟ لوگ خاموش رہے،آپؐ نے فرمایا: ام خالد کو لاؤ، چنانچہ اس کو اٹھا کر لایا گیا،آپؐ نے اپنے ہاتھ میں اوڑھنی کو لیا اور اس کو اوڑھایا،اور فرمایا: پرانا کرو اور پرانا کرو! اور اس میں ہرے یا پیلے پھول تھے، پس فرمایا: ''ام خالد! سناہ!'' سناہ حبش زبان کا لفظ ہے،اس کے معنی ہیں: عمدہ!

[۲۲-] بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَاءِ

[۵۸۲۳-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ سَعِيْدِ بْنِ فُلَانِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ. عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ، فَقَالَ: " مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هٰذِهِ؟" فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: " ائْتُوْنِيْ بِأُمِّ خَالِدٍ" فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ، فَأَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا، قَالَ: " أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ!" وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ، فَقَالَ: "يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ!" وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ. [راجع: ۳۰۷۱]

آئندہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے نومولود اخیافی بھائی کو نبی ﷺ کے پاس تحنیک کے لئے لائے، اس وقت آپؐ ایک باغ میں تھے،اور آپؐ نے حُریثی سیاہ کپڑا پہن رکھا تھا، آپؐ اس وقت اونٹوں پر (پہچان کے لئے) نشان لگا رہے تھے جو کسی فتح میں غنیمت میں آئے تھے۔

[۵۸۲۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عُوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِيْ: يَا أَنَسُ! انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ، فَلَا يُصِيْبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُحَنِّكُهُ، فَغَدَوْتُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ، وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِيْ قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ. [راجع: ۱۵۰۲]

قوله: فلا يُصيبن: پس ہرگز نہ پہنچے یعنی کچھ نہ کھائے .... **الظهر:** پیٹھ یعنی سواری کا اونٹ۔

بَابُ الثِّيَابِ الْخُضْرِ

سبز رنگ کے کپڑے

سبز رنگ جنتی رنگ ہے، نظر کو خوب بھاتا ہے، سورۃ الکھف (آیت ۳۱) میں ہے: ﴿وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا﴾: اور پہنیں گے (جنتی) سبز رنگ کے کپڑے (مگر اس میں حصر نہیں، جنت میں جس چیز کو جی چاہے گا ملے گا) اور حدیث میں ہے کہ رفاعہ قرظی کی مطلقہ بیوی جب نبی ﷺ کے پاس آئی تو اس نے سبز اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی، معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں

عورتوں میں سبز کپڑوں کا رواج تھا۔

حدیث: عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: رفاعہ قُرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس نے عبدالرحمٰن قُرظی سے نکاح کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس نے سبز اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی، اس نے عائشہؓ کو اپنا دکھڑا سنایا، اوران کو اپنی کھال میں سبزی دکھائی (یہ شوہر کے مارنے سے نشان پڑ گیا تھا) پس جب رسول اللہ ﷺ آئے —— اور عورتیں بعض بعض کی طرفداری کرتی ہیں —— تو عائشہؓ نے کہا: ''نہیں دیکھا میں نے اس کے مانند جس سے مسلمان عورتیں ملاقات کرتی ہیں!'' یعنی ظلم سہتی ہیں: ''اس کی کھال اس کے کپڑے سے بھی زیادہ سبز ہے!''

راوی کہتا ہے: اور شوہر نے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی ہے، پس وہ آیا اپنے ساتھ اپنے دو لڑکوں کو لے کر، جو اس کے علاوہ بیوی سے تھے، عورت نے کہا: بخدا! نہیں ہے میرے لئے اس کی طرف کوئی گناہ یعنی مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں، مگر یہ کہ اس کے پاس جو ہے وہ میرے کام کا نہیں اس سے زیادہ، اور اس نے کپڑے کا جھالر (پھندنا) لیا، پس شوہر نے کہا: وہ جھوٹ کہتی ہے، بخدا! اے اللہ کے رسول! میں اس کو رگڑ دیتا ہوں چمڑے کو (دباغت کے وقت) رگڑنے کی طرح، مگر وہ نافرمان ہے، رفاعہ کو چاہتی ہے!

نبی ﷺ نے فرمایا: پس اگر ہے وہ (بات تو) نہیں حلال ہوئی تو اس کے لئے یا فرمایا: نہیں قابل ہوئی تو اس کے یہاں تک کہ چکھے وہ (شوہر) تیرا تھوڑا شہد! —— راوی کہتا ہے: اور دیکھے آپؐ نے اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے، پس آپؐ نے پوچھا: ''تیرے بیٹے ہیں یہ؟'' اس نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ''یہ وہ ہے کہتی ہے تو جو کہتی ہے! یعنی یہ بچے تو تیری بات کے برخلاف کی دلیل ہیں، پس بخدا! یقیناً وہ زیادہ مشابہ ہیں باپ کے ساتھ کوے کے کوے کے ساتھ مشابہ ہونے سے!

(یہ اہم حدیث ہے، اس سے واقعہ کی اصل نوعیت واضح ہوتی ہے)

[۲۳-] بَابُ الثِّيَابِ الْخُضْرِ

[۵۸۲۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ، فَشَكَتْ إِلَيْهَا، وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا، فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم – وَالنِسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا – قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ! لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا!

قَالَ: وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا لِيْ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ، إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهِ، وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا، فَقَالَ: كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ الْأَدِيْمِ، وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" فَإِنْ كَانَ ذٰلِكِ، لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ أَوْ: لَمْ تُصْلُحِيْ لَهُ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ"

قَالَ: وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ، فَقَالَ:" بَنُوْكَ هٰؤُلَآءِ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:" هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ!! فَوَ اللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ" [راجع: ٢٦٣٩]

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ

سفید کپڑے

سفید کپڑے پہننے کی ترغیب دی گئی ہے، ترمذی شریف میں حدیث (نمبر ۹۷۸۵) ہے: "تم اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو، کیونکہ سفید کپڑا تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہے، اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دو" —— اور احد کے معرکہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ کوئی نہیں رہا تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کے ذریعہ آپؐ کی مدد فرمائی، ان دونوں فرشتوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے —— اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپؐ نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور سوئے ہوئے تھے، یہ حدیث نئی ہے، ترجمہ بعد میں ہے۔

[٢٤-] بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ

[٥٨٢٦-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَيَمِيْنِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُ. [راجع: ٤٠٥٤]

[٥٨٢٧-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ:" مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ" قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:" وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ!" قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:" وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ!" قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:" وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ!" وَكَانَ أَبُوْ ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ!

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ، إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ قَبْلُ. [راجع: ١٢٣٧]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپؐ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور سو رہے تھے، میں پھر آپؐ کے پاس آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''جس بندے نے لا إلٰہ إلاَّ اللّٰہ کہا، پھر اس پر اس کی موت آئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا'' میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرایا: ''اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو!'' میں نے (دوبارہ) کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو!'' میں نے (تیسری مرتبہ) کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو ابوذر کی ناگواری کے باوجود!'' یعنی اس کی مرضی کے خلاف —— اور ابوذرؓ جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے —— امام بخاریؒ کہتے ہیں: یہ موت کے وقت یا اس سے پہلے جب توبہ کر لے اور پشیمان ہو اور لا إلٰہ إلاَّ اللّٰہ کہے تو اس کے لئے بخشا جائے گا جو بھی گناہ وہ پہلے کر چکا ہے۔

اعتراض: امام بخاری رحمہ اللہ کی بات پر اعتراض کیا گیا ہے کہ جب موت سے پہلے مرتکب کبیرہ نے توبہ کر لی تو اب وہ مرتکب کبیرہ کہاں رہا؟ التائب من الذنب کمن لاذنب له! اور حدیث مرتکب کبیرہ کی بخشش کے بارے میں ہے اور اسی میں گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے، پس حدیث میں مراد وہ مرتکبِ کبیرہ ہے جو توبہ کئے بغیر مر گیا مگر مؤمن ہے تو وہ جنت میں کسی نہ کسی دن ایمان کی وجہ سے ضرور جائے گا۔

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ

مردوں کے لئے ریشم پہنا حرام ہے، البتہ چار انگشت کے بقدر جائز ہے

ترمذی شریف میں دو اعلی درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں، مگر امام بخاری رحمہ اللہ ان کو نہیں لائے:

۱- حُرِّم لباسُ الحرير والذهبُ على ذكورِ أمتي، وأُحِلَّ لإناثهم: میری امت کے مردوں کے لئے ریشم کا لباس اور سونا حرام کیا گیا، اور ان کی عورتوں کے لئے یہ دونوں چیزیں حلال کی گئیں (حدیث ۱۷۱۰)

۲- خَطَبَ عمر بالجابية، فقال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحرير إلا موضِعَ أُصبعين أو ثلاث أو أربع: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے مقام جابیہ میں فوج کے سامنے تقریر فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کی ممانعت فرمائی، مگر دو، تین یا چار انگشت کی اجازت دی (حدیث ۱۷۱۱) یعنی چوڑائی میں اتنی مقدار اور لمبائی میں بلا قید ریشم مردوں کے لئے حلال ہے۔

اور باب میں پہلے متعدد اسانید سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لائے ہیں: ابوعثمان نہدی کہتے ہیں: ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا، ہم عتبۃ بن فرقد سلمیؓ کے ساتھ آذربیجان میں جہاد کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم سے منع کیا، مگر ایسا، اور اشارہ فرمایا اپنی ان دو انگلیوں کے ذریعہ جو انگوٹھے سے متصل ہیں یعنی سبابہ اور وسطی کے ذریعہ، اس میں جو ہم نے جانا کہ

آپؐ مراد لے رہے ہیں پھول بوٹوں کو۔ اور دوسری روایت میں ہے: اور کھڑی کیں ہمارے لئے نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں، اور زہیر (راوی) نے سبابہ اور وسطی اٹھائیں، اور تیسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں پہنایا جائے گا دنیا میں ریشم مگر وہی جو آخرت میں اس کو نہیں پہنایا جائے گا'' اور ابو عثمان نے اشارہ کیا اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطی کے ذریعہ۔

تشریح: مسلم شریف، ابوداؤد اور ترمذی کی روایات میں چار انگشت تک کا استثناء ہے، فقہاء نے اسی کو لیا ہے، کیونکہ اتنی مقدار اول تو لباس کے دائرہ میں نہیں آتی یعنی اس کو پہنا وانہیں کہتے، پھر اتنی مقدار کی کبھی ضرورت پیش آتی ہے، انگرکھا اور شیروانی میں گوٹ لگانے کے لئے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کپڑے میں ریشم کے پھول بھی بنائے جاتے ہیں، نیز وہ جنت کے لباس کا پیکر محسوس بن کر نگاہوں کے سامنے رہے گا تو عمل صالح کی ترغیب ہوگی۔

اور مردوں کے لئے سونا اور ریشم تین وجوہ سے حرام کئے گئے ہیں:

ایک: یہ دونوں چیزیں طبیعت اور مزاج میں زنانہ پن پیدا کرتی ہیں، جبکہ مردوں میں مردانگی مطلوب ہے۔

دوم: یہ چیزیں عیش کوشی اور لذاتِ دنیا میں سرشاری کا ذریعہ ہیں، اور وہ آخرت فراموشی اور دنیا طلبی میں انہاک کا ذریعہ ہیں، ان کو حاصل کرنے کے لئے دن رات محنت کرنی پڑتی ہے، اور اللہ کی طرف اور آخرت کی طرف توجہ نہیں رہتی۔

سوم: رفاہیتِ بالغہ: آخری درجہ کا ٹھاٹھ، اسلام نے پسند نہیں کیا، کیونکہ ٹھاٹھ نفس میں غرور و تکبر پیدا کرتا ہے اور یہ بری صفات ہیں۔

ملحوظہ: ان تینوں وجوہ کی تفصیل، اور عورتوں کے لئے جواز کی وجہ نیز عورتوں کے لئے سونے کے بڑے زیور میں اختلاف کا بیان تحفۃ الالمعی (۵:۵۲) میں ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[۲۵-] بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلرِّجَالِ، وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ

باب میں و افترا شہ (ریشم بچھانا) بھی ہے، میں نے اس کو حذف کیا ہے، گیلری کے نسخہ میں نہیں ہے، اور آگے اس سلسلہ میں باب آ رہا ہے۔

[۵۸۲۸-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِآذَرْبِيْجَانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الْحَرِيْرِ، إِلَّا هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الإِبْهَامَ، فِيْمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِيْ الْأَعْلَامَ.

[أطرافه: ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵]

فائدہ: دار قطنی کہتے ہیں: اس روایت سے معلوم ہوا کہ بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے نزدیک مکاتبت سے روایت کرنا جائز ہے۔

[۵۸۲۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِآذَرْ بَيْجَانَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا، وَصَفَّ لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِصْبَعَيْهِ، وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ. [راجع: ۵۸۲۸]

[۵۸۳۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَا يُلْبَسُ الْحَرِيْرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لِمَنْ لَمْ يُلْبَسْ فِي الآخِرَةِ مِنْهُ" وَأَشَارَ أَبُوْ عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ: الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع: ۵۸۲۸]

اس کے بعد کی روایت پہلے آئی ہے کہ سونا، چاندی، ریشم اور دیبا: کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور مسلمانوں کے لئے آخرت میں (دیبا: ریشم کی اعلی قسم ہے)

[۵۸۳۱-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ: قَالَ أَبِيْ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ: ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى، فَأَتَاهُ دَهْقَانٌ بِمَاءٍ فِيْ إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّيْ لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيْرُ وَالدِّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ" [راجع: ۵۴۲۶]

مکتبہ حجاز دیوبند

اس کے بعد کی روایت میں ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ نے عبدالعزیز سے پوچھا: جب انھوں نے کہا: سمعتُ أنس بن مالك: یہ روایت مرفوع ہے؟ تو عبدالعزیز نے بہت زور سے کہا: عن النبی صلی الله علیه وسلم!

[۵۸۳۲-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ، قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: أَعَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ شَدِيْدًا: عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الآخِرَةِ"

اس کے بعد کی روایت عبداللہ بن الزبیرؓ کی ہے، وہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔

[۵۸۳۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: قَالَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ"

[۵۸۳۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ ذُبْيَانَ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ، سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ

يَلْبَسُهُ فِي الآخِرَةِ“[راجع:٥٨٢٨]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ لَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ يَزِيْدَ، قَالَتْ مُعَاذَةُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، سَمِعَ عُمَرَ، سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

اس کے بعد کی روایت: عمران بن حطّان کی ہے، یہ خوارج کا سردار اوران کا شاعر تھا، اس نے حضرت علیؓ کے قاتل ابن مُلجم کی شان میں قصیدہ کہا ہے، بخاری میں اسی جگہ اس کی روایت ہے اور وہ بھی متابعت میں، کیونکہ امام بخاریؒ کے نزدیک گمراہ فرقوں سے روایت جائز تھی، جبکہ وہ حدیث میں سچے ہو، اور عمران کی ابوداؤد وغیرہ نے تعریف کی ہے، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے بارے میں پوچھا، حضرت عائشہؓ نے ٹلایا کہ ابن عباسؓ سے پوچھو، ابن عباسؓ نے بھی ٹلایا کہ ابن عمرؓ سے پوچھو، ابن عمرؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے حدیث سنائی تو اس نے تصدیق کی، پہلے دونوں نے کیوں ٹلایا؟ اس کے غلط افکار سے ناخوش ہوکر، مگر مسئلہ گمراہوں کو بھی بتانا تھا، چنانچہ ابن عمرؓ نے حدیث سنائی۔

[٥٨٣٥-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيْرِ، فَقَالَتِ: ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سَلِ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:” إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ“ فَقُلْتُ: صَدَقَ، وَمَا كَذَبَ أَبُوْ حَفْصٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ، وَقَصَّ الْحَدِيْثَ.

[راجع: ٥٨٢٨]

بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ

ریشم کوصرف چھونا، پہننا نہیں

ریشم کا کپڑا ناپاک نہیں، بعض مصلحتوں سے اس کا پہننا مردوں کے لئے حرام کیا ہے، پس اگر کوئی کپڑوں کا تاجر ریشم فروخت کرے، اور وہ یا گاہک ریشم کو چھوئے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور دلیل میں جو حدیث پیش کی ہے وہ حرمتِ حریر سے پہلے کی ہے، پس تقریب تام نہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث دارقطنی کی کتاب الافراد الغرائب میں ہے، وہ بھی باب کی حدیث کے ہم معنی ہے (عمدۃ) ہاں اگر حدیث (۲۱۰۴) لاتے تو استدلال تام ہوتا (تحفۃ القاری ۵:۱۷۴)

[۲۶-] بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ

وَيُرْوَى فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۵۸۳۶-] حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: أُهْدِىَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ثَوْبُ حَرِيْرٍ، فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ، وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا" [راجع: ۳۲۴۹]

بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ

ریشم بچھانے کا حکم

ریشم کی چادر بچھانا، تکیہ پر ریشم کا غلاف چڑھانا، اور ریشم کا پردہ لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟ عبیدۃ سلمانیؒ (فقیہ) نے فرمایا: جائز نہیں، وہ پہننے کے حکم میں ہے، اور باب کی حدیث میں أن نَجْلِسَ علیه ہے یعنی ریشم پر بیٹھنے کی بھی نبی ﷺ نے ممانعت فرمائی، مگر حاشیہ میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث شیخین نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے، کسی میں یہ زیادتی نہیں ہے، یہ اضافہ امام بخاریؒ کا تفرد ہے۔

امام مالک، امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک ریشم پر بیٹھنا بھی جائز نہیں، ان کی دلیل باب کی حدیث ہے، انھوں نے ریشم پر بیٹھنے کو ریشم پہننے کے حکم میں رکھا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیٹھنا پہننے کے حکم میں نہیں ہے، وہ جائز ہے، ابن عباسؓ کا ریشم کے تکیہ پر ٹیک لگانا مروی ہے (حاشیہ)

[۲۷-] بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ

وَقَالَ عُبَيْدَةُ: هُوَ كَلُبْسِهِ.

[۵۸۳۷-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ نَشْرَبَ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، أَوْ أَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [راجع: ۵۴۲۶]

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ

قسّی کپڑا پہننے کا حکم

دورِ نبوی میں قسی کپڑے کا اور میثرۃ کا رواج تھا، بعد میں ان کا چلن ختم ہوگیا، اب صرف بحث رہ گئی کہ ان کی ممانعت

ریشم کی وجہ سے تھی یا رنگ کی وجہ سے؟ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لئے وہ کپڑا ناجائز ہے جو خالص ریشم سے بنایا گیا ہو یا اس میں ریشم غالب ہو، ورنہ جائز ہے، اسی طرح غیر ریشمی کپڑے پر نقش ونگار ریشم سے بنائے گئے ہوں، یا دو چار انگل کا ریشمی حاشیہ ہو تو وہ بھی جائز ہے، اسی طرح مردوں کے لئے شوخ سرخ رنگ کا لباس حرام یا مکروہ ہے، یہ رنگ دلربا ہے، پس وہ عورتوں کو زیب دیتا ہے۔

۱- عاصم بن کُلیب جَرمی: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بردہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا: قَسّی کیا چیز ہے؟ فرمایا: وہ کپڑے تھے، شام سے یا مصر سے آتے تھے، ان پر پسلیوں جیسے نقش ونگار ہوتے تھے، ان میں ریشم ہوتا تھا، ان میں تُرنج لیموں جیسی تصویر ہوتی تھی —— اور میثرۃ: عورتیں اپنے شوہروں کے لئے بناتی تھیں، جھالردار چادروں کی طرح، ان کو پیلا رنگتی تھیں۔

۲- جریر بن عبدالحمید: یزید بن ابی زیاد سے، وہ حسن بن سہیل سے روایت کرتے ہیں: حسن نے کہا: قَسّی: پسلیوں جیسے نقش ونگار والے کپڑے تھے، ان کو مصر سے لایا جاتا تھا، ان میں ریشم ہوتا تھا —— اور میثرۃ: درندوں کی کھالیں ہیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: پہلی روایت میں میثرۃ کی جو تفسیر آئی ہے وہ اصح ہے، اکثر روایات میں یہی تفسیر آئی ہے، اور حضرت براءؓ کی روایت پہلے بار بار آچکی ہے، اس میں سات چیزوں کی ممانعت ہے، یہاں روایت مختصر کردی ہے۔

[۲۸-] بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ

[۱-] وَقَالَ عَاصِمٌ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ: قُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ: ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ، مُضَلَّعَةٌ، فِيْهَا حَرِيْرٌ، فِيْهَا أَمْثَالُ الأُتْرُجِّ. وَالْمِيْثَرَةُ: كَانَتِ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَهُ لِبُعُوْلَتِهِنَّ، أَمْثَالَ الْقَطَائِفِ، يُصَفِّرْنَهَا.

[۲-] وَقَالَ جَرِيْرٌ، عَنْ يَزِيْدَ فِي حَدِيْثِهِ: الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ، يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ، فِيْهَا الْحَرِيْرُ، وَالْمِيْثَرَةُ: جُلُوْدُ السِّبَاعِ.

[۵۸۳۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: نَهَانَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِّيِّ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: قَوْلُ عَاصِمٍ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيْثَرَةِ. [راجع: ۱۲۳۹]

قوله: فی حدیثه: یعنی یہ یزید کی اپنی بات نہیں، بلکہ وہ حسن بن سہیل سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيْرِ لِلْحِكَّةِ

مردوں کو خارش کی وجہ سے ریشم کی اجازت دی گئی

حضرات عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کو ریشم کا کرتا پہننے کی اجازت دی گئی، پھر احادیث میں اختلاف ہے، کسی میں ہے کہ خارش کی وجہ سے اجازت دی تھی، اور کسی میں ہے کہ جوؤں کی وجہ سے اجازت دی تھی، اور کسی میں ہے کہ جہاد کی وجہ سے اجازت دی تھی، اور تحفۃ القاری (۶:۲۸۲) میں تینوں کو جمع کیا ہے، اور بذل مجہود (۱۲:۸۵) میں ہے کہ یہ علاج کی ضرورت سے تھا، کیونکہ سفر کی وجہ سے دوسرا کوئی علاج ممکن نہیں تھا، پس یہ اجازت ضرورت کے ساتھ خاص ہے۔

[۲۹-] بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيْرِ لِلْحِكَّةِ

[۵۸۳۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. [راجع: ۲۹۱۹]

بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے لئے ریشم جائز ہے

عورتیں آرائش کی محتاج ہیں، وہ ریشم کے لباس سے بنتی سنورتی ہیں، اس لئے ان کے لئے ریشم حلال کیا گیا ہے، اور باب کی پہلی دونوں حدیثیں گذری ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیراء سوٹ پھاڑ کر خاندان کی خواتین میں تقسیم کردیا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی سیراء سوٹ بخشا تھا، تاکہ وہ اس کو بیچ کر فائدہ اٹھائیں یا کسی کو (عورتوں وغیرہ) کو دیدیں، اور آخری حدیث میں ہے: انسؓ نے صاحبزادی ام کلثومؓ (زوجہ عثمانؓ) کو سیراء ریشم کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تھا۔

[۳۰-] بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَاءِ

[۵۸۴۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَسَانِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حُلَّةً سِيَرَاءَ، فَخَرَجْتُ فِيْهَا، فَرَأَيْتُ الغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ. [راجع: ۲۶۱۴]

[۵۸۴۱-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ ابْتَعْتَهَا، تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ، فَقَالَ: "إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ"، وَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ حَرِيْرًا،

فَكَسَاهَا إِيَّاهُ، فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْهَا مَا قُلْتَ؟! فَقَالَ: "إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا" [راجع: ۸۸٦]

[۵۸٤۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّـهُ رَأَى عَلٰى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ.

ترکیب: سِیَرَاءَ: حُلَّةً کا عطف بیان ہے، اور اضافت کے ساتھ حُلَّة سِیَرَاءَ بھی درست ہے۔

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لباس اور بچھونے میں توسع سے کام لیتے تھے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ٹھاٹھ تھا نہ تصنع (بناوٹ) لباس کے معاملہ میں اور بچھانے کی چیزوں کے معاملہ میں توسع سے کام لیتے تھے، جو میسر آیا پہن لیا، اور بچھالیا۔ پہلی روایت میں ہے کہ آپؐ بالاخانہ میں کھجور کی چٹائی پر کچھ بچھائے بغیر لیٹتے تھے، اور جسم اطہر میں چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا، جس میں کھجور کا برادہ بھرا ہوا تھا —— اور آخری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ازواج مطہرات کو ٹھاٹھ اور فیشن والے لباس پر تنبیہ کی اور فرمایا: "کچھ دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہونگی!" پھر آپؐ خود ٹھاٹھ والا لباس کیسے پہنتے! —— اور ہند (راویہ) نے اپنی آستینوں میں اپنی انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگا رکھی تھیں تا کہ ہتھیلیاں نہ کھلیں!

[۳۱-] بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ

[۵۸٤۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ، فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلاً، فَدَخَلَ الْأَرَاكَ، فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

ثُمَّ قَالَ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لاَ نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ، رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا، مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أُمُوْرِنَا، وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ امْرَأَتِيْ كَلاَمٌ فَأَغْلَظَتْ لِيْ، فَقُلْتُ لَهَا: وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ! قَالَتْ: تَقُوْلُ هٰذَا لِيْ وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم؟! فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: إِنِّيْ أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِيَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِيْ أَذَاهُ، فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا، فَقَالَتْ: أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِيْ أُمُوْرِنَا، فَلَمْ يَبْقَ إِلاَّ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَزْوَاجِهِ، فَرَدَّتْ.

وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ، وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَشَهِدَ أَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدِ اسْتَقَامَ لَهُ، فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ، كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا، فَمَا شَعَرْتُ بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، قُلْتُ لَهُ: وَمَا هُوَ؟ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ، طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نِسَاءَهُ، فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَاءُ مِنْ حُجَرِهَا كُلِّهَا، وَإِذَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ، وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِيْ. فَدَخَلْتُ، فَإِذَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيْفٌ، وَإِذَا أُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ، فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سُلَمَةَ، وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، ثُمَّ نَزَلَ. [راجع: ۸۹]

وضاحتیں: تَظَاهر: مظاہرہ کرنا، کسی مقصد کے حصول کے لئے یا اظہار ناراضگی کے لئے لوگوں کا اکٹھا ہونا......... فَدَخَلَ الأراك: پیلو کے درختوں میں (استنجاء کرنے کے لئے) گئے......... وذكرهن الله: اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کا تذکرہ کیا......... إنك لهناك: تیری یہ مجال!......... وتقدمتُ إليها في أذاه: میں نے پہلے حفصہؓ کو نصیحت کی کہ نبی ﷺ کو مت ستاؤ (پھر ام سلمہؓ کے پاس گیا)......... وكان من حول: اردگرد کے سب قبائل رام ہوگئے تھے، مگر شام کے باڈر پر آباد غسان قبیلہ مطیع نہیں ہوا تھا، اس کا خطرہ سر پر منڈلا رہا تھا......... فما شَعَرْتُ بالأنصاري وهو يقول: تمام نسخوں میں إلا رہ گیا ہے: پس نہیں جانا میں نے انصاری کو (مگر) وہ کہہ رہا ہے......... فإذا البكاء: سبھی کمروں سے رونے کی آوازیں آرہی تھی......... وَصِيْف: خادم......... قَرَظ: ایک درخت کے پتّے جن سے چمڑا رنگا جاتا تھا۔

[۵۸۴۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُوْلُ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ، مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ، كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِيْ كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

[راجع: ۱۱۵]

بَابُ مَا يُدْعٰى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا

جو نیا کپڑا پہنے اس کو دعا دی جائے

نبی ﷺ نے ام خالدؓ کو دعا دی تھی: ''پرانا کر، پرانا کر!'' چنانچہ انھوں نے لمبی عمر پائی، اسی طرح صرف 'مبارک' کہا

جائے تو بھی ان شاء اللہ کافی ہوگا۔

[۳۲-] بَابُ مَا یُدْعٰی لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا

[۵۸۴۵-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ،قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِثِیَابٍ فِیْهَا خَمِیْصَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ:" مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْ هٰذِهِ الْخَمِیْصَةَ؟" فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ:" ائْتُوْنِیْ بِأُمِّ خَالِدٍ" فَأُتِیَ بِی النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَأَلْبَسَنِیْهَا بِیَدِهِ، وَقَالَ: "أَبْلِیْ وَأَخْلِقِیْ" مَرَّتَیْنِ، فَجَعَلَ یَنْظُرُ إِلٰی عَلَمِ الْخَمِیْصَةِ، وَیُشِیْرُ بِیَدِهِ إِلَیَّ وَیَقُوْلُ:" یَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا! یَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا! وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: الْحَسَنُ.

قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَتْنِیْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِیْ: أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلٰی أُمِّ خَالِدٍ.[راجع: ۳۰۷۱]

ترجمہ:اسحاق (راوی) کہتے ہیں: مجھ سے خاندان کی ایک عورت نے بیان کیا کہ اس نے وہ اوڑھنی ام خالد کو اوڑھے ہوئے دیکھا۔

بَابُ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لئے زعفران کا استعمال

خلوق: ایک خوشبو تھی، جس کا جزاعظم زعفران تھی، یہ زنانی خوشبو تھا، مردوں کو اس کے استعمال سے منع کیا گیا، اور قاعدہ بتایا کہ مرد ایسی خوشبو لگائیں جو پھیلے مگر نظر نہ آئے اور عورتیں ایسی خوشبو لگائیں جو نظر آئے، مگر پھیلے نہیں۔ طیبُ الرجال ریحٌ لالون له، وطیب النساء لونٌ لاریحَ له، ہاں عورت گھر میں شوہر کے سامنے ہر خوشبو لگا سکتی ہے۔

[۳۳-] بَابُ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

[۵۸۴۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نَهَی النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم أَنْ یَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

لغت: تَزَعْفَرَ: زعفران سے رنگا ہوا ہونا، یعنی زعفرانی خوشبو لگانا۔

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

زعفران میں رنگا ہوا کپڑا

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک: زعفران میں رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لئے بھی جائز ہے، کیونکہ باب کی حدیث میں

احرام میں اس کے پہننے کی ممانعت ہے، پس غیر محرم پہن سکتا ہے، اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک گیروے کپڑے کی طرح زعفرانی کپڑا بھی مردوں کے لئے مکروہ ہے، کیونکہ مسلم شریف میں روایت ہے: عبداللہ بن عمروؓ کو رسول اللہ ﷺ نے دو گھیروے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: إن هذه من ثياب الكفار فلا تَلْبَسْهُمَا: یہ کفار کے کپڑے ہیں، ان کو مت پہنو، انھوں نے کہا: ڈھوڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، جلادو (مشکات حدیث ۴۳۲۷) اور سادھو سنت گیروے کپڑے بھی پہنتے ہیں، اور زرد بھی، اس لئے مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

[۳۴-] بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

[۵۸۴۷-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ.

[راجع: ۱۳۴]

بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ

مردوں کے لئے سرخ کپڑا جائز ہے

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ میانہ قد تھے، اور میں نے آپؐ کو سرخ سوٹ پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپؐ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا —— سرخ رنگ کے بارے میں روایات مختلف ہیں، ایک شخص دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے نبی ﷺ کے پاس سے گذرا، اس نے سلام کیا، آپؐ نے جواب نہیں دیا (ترمذی ابوداؤد) علاوہ ازیں: **المیثرۃ الحمراء:** چھوٹا سرخ تکیہ جس کو گھوڑ سوار اپنے نیچے رکھتا تھا: اس کی ممانعت آئی ہے۔ اور فقہاء کے اقوال بھی مختلف ہیں، پس تیز سرخ رنگ مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے، اور ہلکا سرخ رنگ اور سیاہی مائل سرخ بغیر کراہیت کے جائز ہے، اور نبی ﷺ نے جو سرخ سوٹ پہن رکھا تھا: وہ یمن کا بنا ہوا حِبَرَۃ کپڑا تھا، جس کی زمین سفید ہوتی تھی اور اس میں سرخ دھاریاں ہوتی تھیں، اس لئے وہ سرخ نظر آتا تھا، جیسے آج کل طلبہ لال رومال اوڑھتے ہیں، ان کی زمین سفید ہے، اور اس میں سرخ پھول ہیں، اس لئے اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور سرخ رنگ کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ یہ رنگ مست کُن ہے، جو مردوں کے شایانِ شان نہیں، البتہ عورتوں کے لئے زیبا ہے اس لئے ان کے لئے جائز ہے (تحفۃ الالمعی ۵:۵۸)

[۳۵-] بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ

[۵۸۴۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرْبُوْعًا، وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ. [راجع: ۳۵۵۱]

بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

چھوٹا سرخ تکیہ مردوں کے لئے ممنوع ہے

المیثرۃ: چھوٹا سرخ تکیہ جس کو گھوڑسوار زین پر اپنے نیچے رکھتا تھا، یہ احمر قانی ہونے کی وجہ سے ممنوع تھا یا ریشم کا ہونے کی وجہ سے یا دونوں وجہیں جمع تھیں۔

[۳۶-] بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

[۵۸۴۹-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ: عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ. [راجع: ۱۲۳۹]

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

صاف رنگے ہوئے چمڑے کے اور بے رنگے چمڑے کے چپل

چمڑا خشک ہو کر پاک ہو جاتا ہے، مگر بال رہ جاتے ہیں، اور رنگ دیا جائے تو پاک بھی ہو جاتا ہے اور بال بھی اڑ جاتے ہیں، دونوں کے چپل جوتے جائز ہیں، دورِ نبوی میں عام طور پر رنگے بغیر بال والے چمڑے کے چپل استعمال کئے جاتے تھے، البتہ بڑے لوگ سبتی کھال کے چپل استعمال کرتے تھے، اور باب کی سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

[۳۷-] بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

[۵۸۵۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ أَبِيْ مَسْلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا: أَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ۳۸۶]

[۵۸۵۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: مَاهِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لَاتَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ، وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ.

فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ

فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الإِهْلَالُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.[راجع: ١٦٦]

[٥٨٥٢-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَلْبِسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ، وَقَالَ:" مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ"[راجع: ١٣٤]

[٥٨٥٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ"[راجع: ١٧٤٠]

قوله: لم یجد نعلین: عام ہے، سبتی اور غیر سبتی دونوں طرح کے چپلوں کو شامل ہے۔

بَابٌ: يُبْدَأُ بِانْتِعَالِ الْيُمْنَى

پہلے دائیں پیر میں چپل پہنے

چپل پہننا اچھا کام ہے، اور دائیں کو فضیلت حاصل ہے، اس لئے پہلے دائیں پیر میں چپل جوتا یا پاجامہ پہنا جائے۔

[٣٨-] بَابٌ: يُبْدَأُ بِانْتِعَالِ الْيُمْنَى

[٥٨٥٤-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، سَمِعْتُ أَبِيْ، يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ.[راجع: ١٦٨]

بَابٌ: يُنْزَعُ النَّعْلُ الْيُسْرَى

پہلے بائیں پیر کا چپل نکالے

پہلے بائیں پیر کا جوتا چپل نکالنا دائیں کی اہمیت کے پیش نظر ہے، دایاں پیر جوتے میں دیر تک رہے گا۔

[٣٩-] بَابٌ: يُنْزَعُ النَّعْلُ الْيُسْرَى

[٥٨٥٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيَمْنَى أُوْلَاهُمَا تُنْعَلُ، وَأُخْرَاهُمَا تُنْزَعُ"

بَابٌ: لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

ایک چپل میں چلنے کی کراہیت

مسند احمد (۳:۳۲۷) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: لایزالُ الرجلُ راکبًا ما انتعل: اگر آدمی جوتے چپل پہن کر چل رہا ہے تو سوار ہو کر چل رہا ہے، اور یہ سوار ہو کر چلنے کی ادنی صورت ہے، اور اعلی صورت ہوائی جہاز میں اڑنا ہے، اور درمیان میں بہت سی صورتیں ہیں، چپل پہن کر چلنے سے کانٹا وغیرہ نہیں چبھتا، پیر گرد آلود نہیں ہوتے، اور آدمی پیدل کی بہ نسبت کم تھکتا ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چپل پہن کر چلنے سے منع کیا، اور فرمایا: "یا دونوں چپل پہن کر چلو یا دونوں نکال دو" فائدہ تامہ اسی وقت حاصل ہوگا جب دونوں پیروں میں جوتے ہوں، ورنہ بے فائدہ ہے، نیز بے ڈھنگا پن اور بے تمیزی بھی ہے، پس اگر تھوڑی دیر ایک چپل میں چلے تو کچھ حرج نہیں، مثلاً ایک جوتا صحن کے ایک کنارے پر پڑا ہے اور دوسرا دوسرے سے کنارہ پر، پس ایک جوتا پہن کر چلے اور دوسرے کنارے پر جا کر دوسرا جوتا پہن لے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

[۴۰-] بَابٌ: لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

[۵۸۵۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا، أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا"

بَابٌ: قِبَالَانِ فِيْ نَعْلٍ، وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاسِعًا

چپل میں دو تسمے، اور ایک کی بھی گنجائش ہے

اب چپل میں ایک تسمہ لگتا ہے، اور وہ انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی کے درمیان گھستا ہے، اس کا رواج حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شروع ہوا ہے، اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین دو تسموں والے چپل پہنتے تھے، مگر اس کی ہیئت کیا تھی؟ واضح نہیں، تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی (۵:۹۸) دیکھیں۔

[۴۱-] بَابٌ: قِبَالَانِ فِيْ نَعْلٍ، وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاسِعًا

[۵۸۵۷-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ لَهَا قِبَالاَنِ. [راجع: ۳۱۰۷]

[۵۸۵۸-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ، فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: هٰذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۳۱۰۷]

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ أَدَمٍ

سرخ چمڑے کا چھوٹا خیمہ

نبی ﷺ کے زمانہ میں سردارِ لشکر کے لئے چھوٹا خیمہ کھڑا کیا جاتا تھا، وہ دباغت دیئے ہوئے چمڑے کا ہوتا تھا اس لئے سرخ ہوتا تھا۔ اس میں سردار اپنی بیوی کے ساتھ قیام کرتا تھا، صحابہ کرام بھی نبی ﷺ کے لئے خیمہ کھڑا کرتے تھے، جس میں آپؐ مع اہلیہ قیام فرماتے تھے، اور سفرِ حج میں چونکہ سب ازواج ساتھ تھیں اس لئے ان کے لئے الگ خیمے کھڑے کئے گئے تھے۔

مکتبہ جعفر دیوبند

[۴۲-] بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ أَدَمٍ

[۵۸۵۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلاَلاً أَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ. [راجع: ۱۸۷]

[۵۸۶۰-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسٌ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْأَنْصَارِ، وَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ. [راجع: ۳۱۴۶]

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهِ

چٹائی وغیرہ پر بیٹھنا

نبی ﷺ کا زمانہ بے سروسامانی کا زمانہ تھا، جس چٹائی سے اعتکاف میں رات میں آرام کے لئے آپؐ کے لئے کمرہ بنایا جاتا تھا اسی کو دن میں کھول لیا جاتا تھا اور آپؐ اس پر تشریف فرما ہوتے تھے، کیونکہ مسجدِ نبوی میں ریت تھی، پکا فرش نہیں تھا۔

[۴۳-] بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهِ

[۵۸۶۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيْرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّيْ، وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوْبُوْنَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ حَتّٰى كَثُرُوْا، فَأَقْبَلَ فَقَالَ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَادَامَ وَإِنْ قَلَّ"[راجع: ۷۲۹]

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

گھنڈی پر زری کا کام ہو تو جائز ہے

الزُّرُّ: گھنڈی، گریبان کو بند کرنے کے لئے کپڑے یا دھاگے کا گول بٹن جو کپڑے کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا تھا، اگر اس پر کلابتوں (سونے یا چاندی کے تاروں) کا کام ہوا ہوا ہو، اور وہ قباء میں، عباء میں، انگرکھا میں یا شیروانی میں لگی ہوئی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ وہ کپڑے کے تابع ہے۔ البتہ بوتام (بٹن) جو مستقل ہوتے ہیں، اور علاحدہ ہو جاتے ہیں وہ سونے چاندی کے جائز نہیں، مخرمہؓ کے لئے جو قباء محفوظ کی گئی تھی اس کی گھنڈیوں پر زری کا کام کیا ہوا تھا پس وہ تابع ہونے کی وجہ سے جائز تھیں۔ رہی ریشمی قباء تو وہ ریشم کی حرمت سے پہلے کی بات تھی۔

[۴۴-] بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

[۵۸۶۲-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ: يَا بُنَيَّ، إِنَّهُ بَلَغَنِيْ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا، فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ، فَذَهَبْنَا، فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَنْزِلِهِ، فَقَالَ لِيْ: أَيْ بُنَيِّ! ادْعُ لِيَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم؛ فَأَعْظَمْتُ ذٰلِكَ، وَقُلْتُ: أَدْعُوْ لَكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم!! فَقَالَ: يَابُنَيَّ، إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ، فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ، فَقَالَ: " يَا مَخْرَمَةُ، هٰذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ" فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. [راجع: ۲۵۹۹]

وضاحت: یہ حدیث پہلے کئی مرتبہ آئی ہے، مگر اس کا ایک مضمون نہیں آیا، جب مخرمہؓ نے اپنے بیٹے مسور سے کہا: اے پیارے بیٹے! (گھر میں جا کر) میرے لئے نبی ﷺ کو بلا لا، پس مسورؓ نے اس کو بھاری (گستاخی) سمجھا، اور کہا: میں آپ کے لئے رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں؟! مخرمہؓ نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ جبار (خودسر) نہیں ہیں (اس لئے

برا نہیں مانیں گے)

بَابُ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ

سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے حرام ہے

مردوں کے لئے سونا مطلقاً حرام ہے، اور جس طرح ریشم شروع میں جائز تھا سونا بھی جائز تھا، پھر دونوں کی حرمت آئی، باب میں یہ حدیث ہے کہ پہلے نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی، پھر اس کو نکال پھینکا اور امت کو بھی اس سے منع کیا۔

مسئلہ (۱): سونے کا کوئی بھی زیور، جیسے گردن کی زنجیر، ہاتھ کا کڑا، گھڑی کی چین اور سونے کی انگوٹھی وغیرہ مردوں کے لئے حرام ہیں۔

مسئلہ (۲): سنہری رنگ جائز ہے اور رنگ وہ ہوتا ہے جو کھرچنے سے الگ نہ پڑے، اور الگ پڑے تو وہ پتّر ہے جو جائز نہیں۔

مسئلہ (۳): جو گھنڈی شیروانی یا کرتے کے ساتھ جڑی ہوئی ہو، اور اس پر زری کا کام ہوا ہوا ہو وہ جائز ہے، اور جو بٹن علاحدہ ہو جاتے ہیں وہ سونے کے جائز نہیں۔

مسئلہ (۴): ضرورت کے وقت سونے کا استعمال جائز ہے، جیسے سونے کی ناک بنوانا، دانتوں کو سونے کے تاروں سے بندھوانا یا دانت پر سونے کا خول چڑھانا، کیونکہ چاندی کالی پڑ جاتی ہے، پس یہ بھی ایک ضرورت ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٤٥-] بَابُ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ

[٥٨٦٣-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ: نَهَانَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيْرِ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَالْقَسِّيِّ، وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ. [راجع: ١٢٣٩]

[٥٨٦٤-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ. وَقَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعَ النَّضْرَ، سَمِعَ بَشِيْرًا مِثْلَهُ.

[٥٨٦٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِیْ كَفَّهُ، وَاتَّخَذَهُ النَّاسُ، فَرَمٰی بِهِ، وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ: فِضَّةٍ. [أطرافه: ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨]

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ

چاندی کی انگوٹھی

چاندی کی انگوٹھی جائز ہے، مگر مردوں کی انگوٹھی چار گرام سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے، اوراس وزن میں نگینہ شامل نہیں، اوراتنی مقدار کی انگوٹھی اس لئے جائز رکھی ہے کہ وہ جنت کے زیور کا نمونہ بنے۔ نبی ﷺ نے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی، اوراس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتا تھا، تاکہ مظاہرہ نہ ہو، اوراس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا تھا، پس لوگوں نے بھی ویسی ہی انگوٹھیاں بنالیں، جب نبی ﷺ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو منبر سے تقریر کرتے ہوئے وہ انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: میں اس کو کبھی نہیں پہنونگا، پھر آپؐ نے (مہر کی ضرورت سے) چاندی کی انگوٹھی بنوائی، لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں، نبی ﷺ کی یہ انگوٹھی خلفاء ثلاثہ کے پاس رہی، پھر حضرت معیقیبؓ کے ہاتھ سے اریس نامی کنویں میں گرگئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت تلاش کروایا مگر ہاتھ نہیں آئی (پس فتنوں کا دور شروع ہوگیا)

[٤٦-] بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ

[٥٨٦٦-] حَدَّثَنِیْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَی، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِیْ بَاطِنَ كَفِّهِ، وَنَقَشَ فِيْهِ: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ، فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰی بِهِ، وَقَالَ: 'لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا" ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، حَتّٰی وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِیْ بِئْرِ أَرِيْسَ. [راجع: ٥٨٦٥]

بَابٌ

نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی اتار پھینکی تھی یا چاندی کی؟

باب کے شروع میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت ہے وہی صحیح ہے کہ آپؐ نے سونے کی انگوٹھی اتار دی تھی، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے کہ چاندی کی انگوٹھی اتار پھینکی تھی: یہ راوی کا وہم ہے، صحیح روایت مسلم شریف (حدیث ۲۰۹۴) میں ہے، اسی طرح یومًا واحدًا بھی وہم ہے، چاندی کی انگوٹھی آپؐ نے تاحیات استعمال کی تھی۔

[۴۷-] بَابٌ

[۵۸۶۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ، فَقَالَ:" لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا" فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.[راجع: ۵۸۶۵]

[۵۸۶۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّهُ رَأَى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتِمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوْا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا، فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتِمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، وَزِيَادٌ، وَشُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ

انگوٹھی کا نگینہ

انگوٹھی میں کوئی بھی نگینہ لگا سکتے ہیں، اور باب کی دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا یعنی کسی پتھر یا مہرے کا نہیں تھا، بلکہ چاندی ہی کا تھا، کیونکہ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا، اور حروف پتھر وغیرہ پر کندہ نہیں کئے جاسکتے، البتہ اس کی ساخت حبشی طرز کی تھی، اور باب کی پہلی روایت میں نگینہ کا ذکر نہیں، مگر یہ روایت بھی انسؓ کی ہے، اور ان کی دوسری روایت میں جو باب میں ہے نگینہ کا ذکر ہے، پس وہی پہلی روایت میں بھی مراد لیا جائے گا۔

[۴۸-] بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ

[۵۸۶۹-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: سُئِلَ أَنَسٌ: هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا؟ قَالَ: أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ خَاتِمِهِ، قَالَ:" إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا"[راجع: ۵۷۲]

[۵۸۷۰-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ خَاتِمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ. وَقَالَ يَحْيىَ بْنُ أَيُّوْبَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ: سَمِعَ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۶۵]

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ

لوہے کی انگوٹھی

امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کسی بھی دھات کی انگوٹھی جائز ہے، باب کی حدیث میں ہے: **الْتَمِسْ ولو خاتما من حديد**: تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو، معلوم ہوا کہ لوہے کی انگوٹھی جائز ہے، پس دوسری دھاتوں کا بھی یہی حکم ہے —— اور احناف کے نزدیک عورتوں کے لئے چاندی، سونے اور کسی بھی دھات کا زیور پہننا جائز ہے، مگر انگوٹھی عورتوں کے لئے بھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں، اور مردوں کو چاندی کے سوا کسی اور چیز کی انگوٹھی درست نہیں، اور چاندی کی بھی ساڑھے چار گرام سے زیادہ نہ ہو، اور اگر دھات کی انگوٹھی پر چاندی کا پانی چڑھا دیا جائے تو جائز ہے، احناف کی دلیل وہ حدیث ہے جو حاشیہ میں ہے، اور تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۱۰۸) میں ہے۔

[٤٩-] بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ

[٥٨٧١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلاً يَقُوْلُ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِىْ، فَقَامَتْ طَوِيْلاً فَنَظَرَ وَصَوَّبَ، فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا قَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيْهَا، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. قَالَ: "عِنْدَكَ شَيْئٌ تُصْدِقُهَا؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: "انْظُرْ" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا، قَالَ: "اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ" فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لاَ وَاللّٰهِ، وَلاَ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ، وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَقَالَ: أُصْدِقُهَا إِزَارِىْ؟! فَقَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "إِزَارُكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْئٌ، وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَم يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْئٌ" فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ، فَرَآهُ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم مُوَلِّيًا، فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِىَ، قَالَ: "مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟" قَالَ: سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا، لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا، قَالَ: "قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" [راجع: ٢٣١٠]

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پر مہر کندہ کرنا

جب نبی ﷺ نے شاہانِ عجم کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھنا چاہا تو کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کا خط قبول نہیں کرتے تو آپؐ نے مہر بنوائی اور اس پر **محمد رسول الله** کندہ کرایا —— پہلے علماء بھی اپنی انگوٹھیوں پر مہر کندہ کراتے تھے، اس کے نمونے تحفۃ الالمعی (۵:۷۵) میں ہیں، اب چونکہ ربڑ کی مہریں بننے لگی ہیں اس لئے انگوٹھیوں پر مہریں کندہ کرانے کا رواج ختم ہو گیا۔

[۵۰-] بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

[۵۸۷۲-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرَادَ أَن یَکْتُبَ إِلٰی رَهْطٍ أَوْ: أُنَاسٍ مِنَ الْأَعَاجِمِ، فَقِیْلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَایَقْبَلُوْنَ کِتَابًا إِلَّا عَلَیْهِ خَاتِمٌ، فَاتَّخَذَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَکَأَنِّیْ بِوَبِیْصِ أَوْ: بَصِیْصِ الْخَاتَمِ فِیْ إِصْبَعِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ: فِیْ کَفِّهِ.[راجع: ٦٥]

[۵۸۷۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتِمًا مِنْ وَرِقٍ، وَکَانَ فِیْ یَدِهِ، ثُمَّ کَانَ بَعْدُ فِیْ یَدِ أَبِیْ بَکْرٍ، ثُمَّ کَانَ بَعْدُ فِیْ یَدِ عُمَرَ، ثُمَّ کَانَ بَعْدُ فِیْ یَدِ عُثْمَانَ، حَتّٰی وَقَعَ بَعْدُ فِیْ بِئْرِ أَرِیْسَ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ"[راجع: ۵۸٦۵]

لغت: وَبِیْص اور بَصِیْص: دونوں کے معنی ہیں: چمک۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِی الْخِنْصَرِ

چوتھی انگلی میں انگوٹھی پہننا

انگوٹھی کس ہاتھ میں اور کس انگلی میں پہننی چاہئے؟ اس میں توسع ہے، باب کی روایت میں چھوٹی انگلی میں پہننے کا ذکر ہے، مگر ہاتھ کی تعیین نہیں کی، آگے جویریہ کی روایت میں دائیں ہاتھ کی تعیین ہے، اور ترمذی میں دائیں بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننے کی روایات ہیں (تحفۃ الالمعی ۵:۷۴)

[۵۱-] بَابُ الْخَاتَمِ فِی الْخِنْصَرِ

[۵۸۷٤-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: اصْطَنَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمًا فَقَالَ:" إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِیْهِ نَقْشًا، فَلَایَنْقُشَنَّ عَلَیْهِ أَحَدٌ" قَالَ: فَإِنِّیْ لَأَرٰی بَرِیْقَهُ فِیْ خِنْصَرِهِ.[راجع: ٦٥]

بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِیُخْتَمَ بِهِ الشَّیْئُ، أَوْ لِیُکْتَبَ بِهِ إِلٰی أَهْلِ الْکِتَابِ وَغَیْرِهِمْ

مہر لگانے کے لئے یا غیر مسلموں کے ساتھ خط وکتابت کے لئے انگوٹھی (مہر) بنوانا

نبی ﷺ نے انگوٹھی غیر مسلموں کے ساتھ (خاص طور پر رومیوں کے ساتھ) خط وکتابت کے لئے بنوائی تھی، مگر آپؐ

اس کو پہنتے بھی تھے۔

[۵۲-] بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيئُ، أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ

[۵۸۷۵-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ، قِيْلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَءُ وْا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْمًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقْشُهُ: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ.[راجع: ٦٥]

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ

ایک رائے یہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رہے

اس میں بھی توسع ہے، انگوٹھی کا نگینہ خواہ ظاہر کی طرف رکھے خواہ باطن کی طرف، اندر کی طرف رکھنے میں تزین کا اخفاء ہے، پس وہ بہتر ہے۔ البتہ عورتیں نگینہ ظاہر کی طرف رکھیں، ان کے لئے سنورنا مناسب ہے۔

[۵۳-] بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ

[۵۸۷٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ، فَاصْطَنَعَ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، فَقَالَ: "إِنِّيْ كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ، وَإِنِّيْ لاَ أَلْبَسُهُ" فَنَبَذَهُ، فَنَبَذَ النَّاسُ. وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ: وَلاَ أَحْسِبُهُ إِلاَّ قَالَ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنَى.[راجع: ٥٨٦٥]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "لاَ يُنْقُشَنَّ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهِ"

نبی ﷺ کی انگوٹھی پر کندہ عبارت اپنی انگوٹھی پر کندہ کرانے کی ممانعت

نبی ﷺ کی انگوٹھی مہر کی انگوٹھی تھی، پس اگر لوگ بھی اپنی انگوٹھیوں میں 'محمد رسول اللہ' کندہ کرائیں گے تو مہر مشتبہ ہوجائے گی، علاوہ ازیں لوگوں کی انگوٹھیوں پر محمد رسول اللہ کندہ کرانے کا کیا تک ہے!

[۵٤-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "لاَ يُنْقُشَنَّ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهِ"

[۵۸۷۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيْهِ: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" وَقَالَ: "إِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشْتُ فِيْهِ: "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَلاَ يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهِ"[راجع: ٦٥]

بَابٌ: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ؟

کیا انگوٹھی کی عبارت تین سطروں میں ہونی چاہئے؟

حضرت نے ہل چلایا ہے، بیج نہیں ڈالا! مہر کی عبارت تین سطر میں ہونا ضروری نہیں، نبی ﷺ کی انگوٹھی پر عبارت تین سطروں میں کندہ تھی، مگر ترتیب کیا تھی؟ چڑھتی یا اترتی؟ اس کی صراحت نہیں! مگر جو خطوط چھپتے ہیں ان میں ترتیب چڑھتی ہے اور یہی بات قرین عقل ہے، نیچے 'محمد' اس کے اوپر 'رسول' اور سب سے اوپر اللہ تھا۔

[۵۵-] بَابٌ: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ؟

[۵۸۷۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ، وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ: "مُحَمَّدٌ" سَطْرٌ، و"رَسُوْلٌ" سَطْرٌ، وَ "اللّٰهُ" سَطْرٌ. [راجع: ۱۴۴۸]

[۵۸۷۹-] قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَزَادَنِيْ أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ يَدِهِ، وَفِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَفِيْ يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسَ، فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ، فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ، قَالَ: فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعُ عُثْمَانَ، فَنُزِحُ الْبِئْرُ، فَلَمْ نَجِدْهُ.

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے لئے انگوٹھی

انگوٹھی زینت ہے، اور عورتیں زینت کی محتاج ہیں، اور مردوں کو زینت کی حاجت نہیں، اسی لئے ہدایہ میں ہے کہ قاضی اور سلطان جن کو مہر لگانے کی ضرورت ہے: وہی انگوٹھی پہنیں، فأما غيرهما فالأصل أن يُترك لعدم الحاجة إليه —— اور باب کی حدیث میں ہے کہ عورتوں نے چھلّے اور انگوٹھیاں خیرات کیں، معلوم ہوا کہ صحابیات انگوٹھیاں پہنتی تھیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

[۵۶-] بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيْمُ ذَهَبٍ.

[۵۸۸۰-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ الْخُطْبَةِ.
قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: فَأَتَى النِّسَاءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ. [راجع: ۹۸]

لغت: الفَتَخ: الفتخة کی جمع: چاندی کا کڑا، چھلا، یا نگینہ بغیر کی انگوٹھی۔

بَابُ الْقَلائِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے لئے قیمتی اور معمولی ہار

القِلَادَة: ہار (سونے یا چاندی کا) .... السِّخاب: موتیوں کے علاوہ دیگر معمولی چیزوں کا ہار جیسے پھولوں کا ہار .... عید کے موقعہ پر عورتوں نے بالیاں اور معمولی ہار خیرات کئے .... سُكّ: ایک قسم کی مشک ملی ہوئی خوشبو (اس کا ہار بنتا تھا)

[۵۷-] بَابُ الْقَلائِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ

يَعْنِيْ: قِلَادَةً مِنْ طِيْبٍ وَسُكٍّ.

[۵۸۸۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا. [راجع: ۹۸]

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَائِدِ

ہار عاریت پر لینا

عورتیں شادی وغیرہ کے موقع پر ہار عاریت پر لے سکتی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بہن اسماءؓ سے ہار عاریت پر لے کر گئی تھیں جو گم ہو گیا، اور تیمّم کا حکم نازل ہوا۔

[۵۸-] بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَائِدِ

[۵۸۸۲-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلَى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً، فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ

لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.
وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ: اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ. [راجع: ٣٣٤]

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے لئے کان کا زیور (بالی، جھمکا وغیرہ)

عید کی نماز کے بعد جب عورتوں سے خیرات کرنے کے لئے کہا گیا تو انھوں نے اپنے کان کا زیور (بالی وغیرہ) پیش کیا (مگر ناک کے کانٹے کا کوئی تذکرہ نہیں آتا، وہ ہندوں سے آیا ہے)

[٥٩-] بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ.

[٥٨٨٣-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صَلَّى يَوْمَ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلاَ بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا. [راجع: ٩٨]

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

بچوں کے لئے لونگ وغیرہ کا ہار

سِخاب: موتیوں کے علاوہ دیگر معمولی چیزوں (لونگ وغیرہ) سے بنایا ہوا ہار جو بچے بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ باب میں مذکور واقعہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سخاب پہن رکھا تھا، وہ آکر آپ ﷺ کے گلے لگ گئے، تحفۃ القاری (۵:۱۸۹) میں یہ واقعہ گذرا ہے۔ لُکَعٌ: بچہ۔

[٦٠-] بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

[٥٨٨٤-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ سُوْقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ، فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ، فَقَالَ: "أَيْنَ لُكَعُ؟ - ثَلاَثًا - ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ" فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِيْ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ، فَأَحْبِبْهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ"

قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَاقَالَ. [راجع: ۲۱۲۲]

بَابُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو صنفیں بنائی ہیں: مرد و زن، اور ہر صنف کے کچھ امتیازات رکھے ہیں، اس کے کچھ حقوق ہیں اور کچھ فرائض، شریعت ان امتیازات کو باقی رکھنا چاہتی ہے، اور ان حقوق و فرائض کا لحاظ کرتی ہے، پس اگر مرد ہجڑے بن جائیں یا عورتیں مردانی بن جائیں تو یہ ان امتیازات کو رائگاں کرنا ہے، اس لئے دونوں پر لعنت بھیجی گئی ہے (تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ ۵:۵۱۱ میں ہے)

[۶۱-] بَابُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

[۵۸۸۵-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ. [طرفاه: ۵۸۸۶، ۶۸۳۴]

بَابُ إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوْتِ

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے گھروں میں آنے پر پابندی

ہجڑے بھی مردانی خواہشات رکھتے ہیں، ہیت نامی ہجڑے کی باتیں اس کی دلیل ہیں، اس لئے ان سے پردہ واجب ہے، ان کو گھروں میں نہ آنے دیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے لعنت بھیجی ہے مردوں میں سے ہجڑے بننے والوں پر اور عورتوں میں سے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والیوں پر۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ ایک کوے جیسے کالے غلام انجشہ نامی پر جو عورتوں کے لئے حُدی گاتا تھا، نبی ﷺ نے عورتوں کے پاس آنے پر پابندی لگائی، اور حضرت عمرؓ نے بھی کسی ہجڑے کو نکالا ہے یعنی عورتوں کے پاس آنے پر پابندی لگائی ہے، اور ام سلمہؓ کی روایت میں ہے ہیت نامی ہجڑے کی گفتگو سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہجڑے تمہارے پاس نہ آنے پائیں'' ان سے پردہ واجب ہے۔

[۶۲-] بَابُ إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوْتِ

[۵۸۸۶-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: "أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ" قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فُلَانَةَ، وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.[راجع: ۵۸۸۵]

[۵۸۸۷-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ أَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنْ فُتِحَ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفُ، فَإِنِّيْ أَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَايَدْخُلَنَّ هٰؤُلَآءِ عَلَيْكُمْ"[راجع: ٤٣٢٤]

ملحوظہ: ہمارے نسخہ میں باب ہے: باب إخراجهم، میں نے گیلری والا نسخہ رکھا ہے، وہ واضح ہے۔

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ

مونچھ کاٹنے کا بیان

حاشیہ میں ہے کہ یہاں سے کتاب اللباس کے ختم تک کے ابواب لباس (پہناوا) سے زینت ہونے میں شریک ہیں، مونچھوں کے بارے میں حدیثوں میں پانچ لفظ آئے ہیں: (۱) جزُّوا الشوارب: مونچھیں کاٹو (۲) قَصُّ الشارب: مونچھ کترنا (۳) أُحْفُوا الشواربَ: مونچھیں پست کرو (۴) أُنْهِكُوْا الشوارب: مونچھوں کو خوب پست کرو (۵) أَخْذُ الشارب: مونچھ لینا ـــــ مونڈنے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں آیا، اس لئے امام مالکؒ کے نزدیک مونڈنا منع ہے، اور احناف کے یہاں مونڈنا جائز ہے اور افضل صورت کے متعلق تین قول ہیں:

۱- مونچھیں اتنی کاٹی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے، یہ صورت بالاجماع سنت ہے۔

۲- مونچھیں بھوؤں کے مانند بنائی جائیں، صاحب ہدایہ نے التجنیس والمزید میں لکھا ہے کہ یہی مناسب طریقہ ہے، فتاوی عالمگیری میں بھی اسی کو لیا ہے۔

۳- مونچھیں کتر کر بالکل پست کردی جائیں، کیونکہ پانچوں لفظوں کی دلالت مبالغہ پر ہے۔

پس قول فیصل یہ ہے کہ مونڈنا بدعت تو نہیں، البتہ سنت کترنا ہے، اور وہ بھی مبالغہ کے ساتھ اس طرح کہ تمام بال پست کردیئے جائیں۔

حضرت ابن عمرؓ اپنی مونچھیں پست کرتے تھے، یہاں تک کہ کھال کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی، اور سبالتین بھی کاٹتے تھے، مونچھ کے آخر سے ڈاڑھی شروع ہونے تک کے بال سبالتین کہلاتے ہیں۔

[٦٣-] بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتّٰى يُنْظَرَ إِلٰى بَيَاضِ الْجِلْدِ، وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

[٥٨٨٨-] حدثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: أَصْحَابُنَا: عَنِ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ"[طرفه: ٥٨٩٠]

[٥٨٨٩-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً:" الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيْمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" [طرفاه: ٥٨٩١، ٦٢٩٧]

وضاحت: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے مکی بن ابراہیم نے سند نافع تک بیان کی، مگر ہمارے دوسرے اساتذہ یہی حدیث مکی بن ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے آخر میں ابن عمرؓ کا ذکر کرتے ہیں اور حدیث کو مرفوع کرتے ہیں............اسْتِحْدَاد: دھاردار آلہ (استرہ) سے شرمگاہ کے بال صاف کرنا۔

بَابُ تَقْلِيْمِ الأَظْفَارِ

ناخن تراشنے کا بیان

ناخن کاٹنا، امور فطرت میں سے ہے، فطرت کے لغوی معنی ہیں: ساخت، بناوٹ، اور اصطلاحی معنی ہیں: انبیاء کی سنتیں (طریقے) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ امتوں کو چند ایسی باتوں کا حکم دیا ہے جن کے ذریعہ وہ اپنی اسلامی شخصیت کو نمایاں کرسکتے ہیں، جو انسانی فطرت کے مطابق ہیں، ایسی باتیں متعدد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) زیر ناف مونڈنا یعنی دونوں شرمگاہوں کے اردگرد کے بال صاف کرنا (۲) ختنہ کرانا (۳) مونچھ کاٹنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) ناخن تراشنا (٦) ڈاڑھی چھوڑنا (۷) مسواک کرنا (۸) ناک کی صفائی کرنا (۹) بدن کے جوڑوں کا دھونا۔

اور باب کی آخری حدیث میں ہے کہ مشرکین (ہندوؤں) کی مخالفت کرو: ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو —— یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، ان کا خاص ذوق اتباعِ سنت تھا، وہ جب حج یا عمرہ کرتے اور احرام کھولتے تو اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیتے اور جو زائد ہوتی اس کو کٹوا دیتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل تھا (فتح ۱۰: ۳۵۰) اور ترمذی میں مرفوع روایت بھی ہے (حدیث ۲۷٦٦) اور اس کی سند حسن ہے۔

[٦٤-] بَابُ تَقْلِيْمِ الأَظْفَارِ

[٥٨٩٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ،

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" مِنَ الْفِطْرَةِ: حَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ" [راجع: ۵۸۸۸]

[۵۸۹۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:" الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الإِبْطِ" [راجع: ۵۸۸۹]

[۵۸۹۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ: وَفِّرُوْا اللُّحَى، وَأَحْفُوْا الشَّوَارِبَ" وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.[طرفه: ۵۸۹۳]

بَابُ إِعْفَاءِ اللُّحَى

ڈاڑھی بڑھانے کا بیان

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مونچھوں کو خوب پست کرو، اور ڈاڑھی بڑھاؤ" —— أَعْفَى الشَّعر: بالوں کو باقی رکھنا، نہ کاٹنا.......... اللُّحی (بضم اللام و کسرھا) اللحیة کی جمع: ڈاڑھی یعنی وہ بال جو نیچے کے جبڑے پر اگتے ہیں، پس جو بال گال یا گلے پر اگتے ہیں وہ ڈاڑھی میں شامل نہیں۔

تشریح: ڈاڑھی کے بارے میں حدیثوں میں چھ لفظ آئے ہیں: (۱) أَعْفُوْا: ڈاڑھی کو بڑھاؤ، تاکہ بال زیادہ اور دراز ہوں (۲) أَوْفُوْا: کامل کرو، پورا کرو (۳) أَرْخوا: لٹکاؤ، لمبا کرو (۴) أَرْجُوْا: مؤخر کرو یعنی بالکل نہ لو (۵) وَفِّرُوْا: زیادہ کرو، پورا کرو (۶) دَعُوا: چھوڑ دو —— ان تمام لفظوں کا حاصل یہ ہے کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا مامور بہ ہے، اس لئے واجب ہے، پس جس طرح ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے، کترنا اور خشخشی رکھنا بھی حرام ہے، کیونکہ یہ وجوب کے منافی ہے، اور اس سے حکم شرعی کا تقاضا پورا نہیں ہوتا —— ان لفظوں کا مفہوم یہ ہے کہ ڈاڑھی جتنی بڑھے بڑھنے دی جائے، مگر نبی ﷺ اور صحابہ ڈاڑھی کے طول وعرض سے لیتے تھے، اس لئے احناف کے نزدیک سنت ایک مشت ڈاڑھی ہے، زائد کاٹ لینی چاہئے۔

لغت: سورۃ الاعراف (آیت ۹۵) میں ہے: ﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا﴾: پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی، یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی —— افراد و اموال بڑھے —— عَفَا (ن) عَفْوًا: بڑھنا، زیادہ ہونا إعفاء (باب افعال) الشَّعْر: بالوں کو بڑھانا، نہ کاٹنا۔

[۶۵-] بَابُ إِعْفَاءِ اللُّحَى

عَفَوْا: كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ.

[۵۸۹۳-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "انْهَكُوْا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوْا اللُّحَى"[راجع: ۵۸۹۲]

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ

بالوں کی سفیدی کا تذکرہ

خضاب کے لئے اگلا باب ہے، اس باب میں صرف سفید بالوں کا ذکر ہے، پہلی روایت میں ہے: ابن سیرینؒ نے انسؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے خضاب کیا؟ انھوں نے کہا: نہیں پہنچے نبی ﷺ سفید بالوں کو، مگر تھوڑے سے اور دوسری حدیث میں ہے: نبی ﷺ خضاب کی حد کو نہیں پہنچے، اگر میں ریش مبارک میں سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن لیتا —— ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے خضاب نہیں کیا..........الشَّمَطَات: کالے بالوں میں کچھ سفید بال۔

دوسری طرف: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ایک شیشی تھی، اس میں موئے مبارک حفاظت کے لئے رکھے تھے، جس کو نظر وغیرہ لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ ان بالوں کو دھو کر پلاتیں، عثمان (راوی) نے اس شیشی میں جھانک کر دیکھا تو اس میں چند سرخ بال تھے، اور حاشیہ میں ابن عمرؓ کی روایت ہے: انھوں نے نبی ﷺ کو زردی سے رنگتے ہوئے دیکھا —— ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے خضاب کیا ہے۔

مگر اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپؐ نے خضاب نہیں کیا، کیونکہ آپؐ کی ریش اور سر مبارک میں سترہ بال سفید ہوئے تھے، ان کے لئے خضاب کی حاجت نہیں، ہاں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے خضاب کیا ہے، اور آپؐ نے اس کی ترغیب دی ہے، پس خضاب کرنا سنت ہے۔

[٦٦-] بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ

[۵۸۹۴-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيْلًا.[راجع: ۳۵۵۰]

[۵۸۹۵-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يُخْضَبُ، لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ.[راجع: ۳۵۵۰]

[۵۸۹۶-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْهَبٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِيْ أَهْلِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَبَضَ إِسْرَائِيْلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ، مِنْ فِضَّةٍ، فِيْهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْئٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ،

فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْراً. [طرفاه: ۵۸۹۷، ۵۸۹۸]

[۵۸۹۷-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَخْضُوْبًا.
[راجع: ۶۸۹۶]

[۵۸۹۸-] وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَحْمَرَ. [راجع: ۵۸۹۶]

قولہ: لو شئتُ: کی جزاء محذوف ہے أی **لَعَددتُّها**............ عثمان کہتے ہیں: مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس پانی کے پیالے کے ساتھ بھیجا، اور اسرائیل (راوی) نے تین انگلیاں ہاتھ میں لیں (اور اشارہ کیا کہ شیشی میں تین بال تھے) وہ شیشی چاندی کی تھی (گیلری میں من فضة ہے، میں نے اس کو لیا ہے) اس میں نبی ﷺ کے بال تھے، جب کسی انسان کو نظر لگتی یا کوئی اور بیماری ہوتی تو وہ ام سلمہؓ کے پاس اپنا برتن بھیجتی (وہ اس میں سے نلکی میں پانی بھرتیں، پھر اس کو اس میں خالی کرتیں، وہ پانی مریض کو پلایا جاتا) پس جھانکا میں نے نلکی میں، پس میں نے سرخ بال دیکھے —— عثمان کہتے ہیں: ام سلمہؓ نے ہمیں نبی ﷺ کے بال دکھائے جو خضاب شدہ تھے —— وہ لمبا زمانہ گذرنے کی وجہ سے سرخ ہوگئے ہونگے —— اور ابن عمرؓ نے زردی سے کپڑا رنگتے ہوئے دیکھا ہوگا۔

ملحوظہ: اَلْقُصَّة کے معنی ہیں: بالوں کی لٹ، گچھا، پیشانی کے بال: یہ معنی یہاں نہیں بنتے، اور گیلری والا نسخہ من فضة بنتا ہے أی کائن من فضة اور ضمیر کا مرجع الجُلجُل ہے، اس کو ذکر کئے بغیر ضمیر لوٹائی ہے، اور فیه کی ضمیر کا مرجع بھی وہی ہے............ مِخْضَب: لگن، بڑا برتن الجُلجُل کے معنی گھونگرو (ایک زیور) اور چھوٹی گھنٹی لکھے ہیں، یہ معنی بھی نہیں بنتے، اس لئے میں نے اس کا ترجمہ 'شیشی' کیا ہے، شاید وہ شیشی گھونگرو کی شکل کی ہوگی۔ اور آخر کی دو روایتیں روایت بالمعنی ہیں۔

بَابُ الْخِضَابِ

خضاب کا بیان

جب سر یا ڈاڑھی سفید ہوجائیں تو خضاب لگانا چاہئے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاری خضاب نہیں لگاتے، پس تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب لگاؤ'' —— اور سرخ خضاب بالاتفاق مستحب ہے، اور سیاہ خضاب کے علاوہ ہر خضاب جائز ہے، حتی کہ سیاہی مائل خضاب بھی جائز ہے، جبکہ بالوں کی سیاہی کے مشابہ نہ ہو، تفصیل تحفۃ الالمعی (۵:۸۲) میں ہے۔

[۶۷-] بَابُ الْخِضَابِ

[۵۸۹۹-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ

يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لاَ يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ"
[راجع: ٣٤٦٢]

بَابُ الْجَعْدِ

گھونگریالے بال

جَعْد: بالوں کا قدرتی طور پر مڑا ہوا، پیچ در پیچ ہونا۔ اس کا مقابل السَّبْط ہے: سیدھے بال، بالوں کی یہ دونوں حالتیں پسندیدہ نہیں، اچھے بال وہ ہیں جو کچھ خم دار ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال ایسی ہی درمیانی کیفیت کے تھے، جب آپؐ زلفیں بنواتے تو وہ آدھے کان تک ہوتے، پھر بڑھ کر گردن تک پہنچ جاتے، پھر اور بڑھتے تو کندھوں کو چھونے لگتے، پھر دوبارہ کٹوا دیتے اور یہاں تک وہی بال پہنچتے ہیں جو سخت گھونگریالے نہ ہوں۔

[٦٨-] بَابُ الْجَعْدِ

[٥٩٠٠-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّـهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ. [راجع: ٣٥٤٧]

حوالہ: یہ حدیث ترجمہ کے ساتھ تحفۃ القاری (۱۲۵:۷) میں آچکی ہے۔

[٥٩٠١-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ مَالِكٍ: إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيْبًا مِنْ مَنْكِبِهِ.

قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ، مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ.

قَالَ شُعْبَةُ: شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. [راجع: ٣٥٥١]

حوالہ: یہ حدیث تحفۃ القاری (۱۲۷:۷) میں آئی ہے........... امام بخاریؒ کہتے ہیں: میرے بعض اساتذہ مالک بن اسماعیلؒ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں آپؐ کے مونڈھوں کے نزدیک تک پہنچ جاتی تھیں............ اور ابواسحاق سبیعی کہتے ہیں: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو بار بار یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے، وہ جب بھی یہ

حدیث بیان کرتے تھے تو ہنستے تھے (ہنسی کی وجہ معلوم نہیں) اور شعبہ (تلمیذ ابی اسحاق) کہتے ہیں: آپؐ کے بال آپؐ کے کانوں کی لوتک پہنچے ہوئے ہوتے تھے۔

[۵۹۰۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " أُرَانِى اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلاً مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ، قَدْ رَجَّلَهَا، فَهِىَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ، أَوْ: عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ، يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ: الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ. وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ، أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ: الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ" [راجع: ۳۴۴۰]

حوالہ: یہ خواب تحفۃ القاری (۷:۵۸) میں آیا ہے۔

[۵۹۰۳-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ. [طرفه: ۵۹۰۴]

[۵۹۰۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْكِبَيْهِ. [راجع: ۵۹۰۳]

[۵۹۰۵-] حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ، عَنْ قَتَادَةَ، سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجِلاً، لَيْسَ بِالسَّبِطِ، وَلاَ الْجَعْدِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ. [طرفه: ۵۹۰۶]

[۵۹۰۶-] حدثنا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ضَخْمَ الْيَدَيْنِ، لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجِلاً، لاَ جَعْدٌ، وَلاَ سَبْطٌ [راجع: ۵۹۰۵]

[۵۹۰۷-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ.

[۵۹۰۸-] حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

وضاحت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ سب روایات نئی ہیں اور واضح ہیں، اس لئے ترجمہ نہیں کیا۔

[۵۹۰۹-] أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ، حَسَنَ الْوَجْهِ، لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

[۵۹۱۰-] وَقَالَ هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

[۵۹۱۱-] وَقَالَ أَبُوْ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ.

[۵۹۱۲-] أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شِبْهًا لَهُ.

[۵۹۱۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عُوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَذَكَرُوْا الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ "كَافِرٌ" وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: "أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوْسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ، عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ، كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ" [راجع: ۱۵۵۵]

حوالہ: آخری حدیث میں جو خواب ہے وہ تحفۃ القاری (۳۳۹:۴) میں آیا ہے۔

بَابُ التَّلْبِيْدِ

بالوں کو نمدہ کی طرح کسی چیز سے چپکانا

بال بکھر کر ٹوٹیں نہیں: اس لئے احرام میں تلبید مسنون ہے، نبی ﷺ نے احرام میں بال چپکائے تھے، اور غیر احرام میں مکروہ ہے، عمرؓ نے فرمایا: جس نے بال خوب گوندھ رکھے ہیں وہ مونڈوادے، اور تلبید کی مشابہت اختیار مت کرو، ابن عمرؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو احرام میں بال چپکاتے ہوئے دیکھا ہے، پس وہ تو سنت ہے، مگر احرام کے بغیر ایسا کرنا مکروہ ہے، لہٰذا بال منڈادے۔

[۶۹-] بَابُ التَّلْبِيْدِ

[۵۹۱۴-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُلَبِّدًا. [راجع: ۱۵۴۰]

[۵۹۱۵-] حدثنا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ

لَكَ''، لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ. [راجع: ۱۵۴۰]

[۵۹۱۶-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: '' إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ، وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ، فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ'' [راجع: ۱۵۶۶]

بَابُ الْفَرَقِ

مانگ نکالنا

بالوں میں درمیان سر میں سیدھی مانگ نکالنا مردوں اور عورتوں کے لئے مستحب ہے اور دائیں بائیں نکالنا غیروں کا طریقہ ہے، نبی ﷺ پہلے اہل کتاب کی موافقت میں مانگ نہیں نکالتے تھے، عرب نکالتے تھے، پھر آپؐ نے بہ حکم الٰہی مانگ نکالنا شروع کیا، مگر اس کا بہت زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے، اگر آسانی سے مانگ نکل آتی تو نکال لیتے، ورنہ سیدھے بال پیچھے کھینچ لیتے۔

[۷۰-] بَابُ الْفَرَقِ

[۵۹۱۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُ وْسَهُمْ، فَسَدَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. [راجع: ۳۵۵۸]

[۵۹۱۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فِيْ مَفْرَقِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم. [راجع: ۲۷۱]

فرق: ابوالولید نے مفارق (جمع) اور عبداللہ نے مَفْرق (مفرد) کہا۔

بَابُ الذَّوَائِبِ

بالوں کی لٹیں (گیسو)

گیسو: سر کے لمبے بال، زلفیں، کاکل، ابن عباسؓ کے سر پر لمبے بال تھے ان کو پکڑ کر آپؐ نے ان کو دائیں طرف لے لیا۔

[٧١-] بَابُ الذَّوَائِبِ

[٥٩١٩-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِيْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا، قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ. [راجع: ١١٧]

حدثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ بِهٰذَا، وَقَالَ: بِذُؤَابَتِيْ أَوْ قَالَ: بِرَأْسِيْ.

بَابُ الْقَزَعِ

سر میں کچھ بال اِدھر اُدھر چھوڑ دینا

حدیث میں ہے کہ سارا سر منڈواؤ یا سارے سر پر بال رکھو، کچھ سر منڈا جائے اور جا بجا بال چھوڑ دیئے جائیں: یہ مکروہ ہے، یہی قزع ہے، جس کی ممانعت آئی ہے، یہ کافروں کی رسم ہے اور دیکھنے میں بچہ/ آدمی بدنما معلوم ہوتا ہے، البتہ دواء علاج کے لئے ایسا کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، اور چوٹی رکھنا بھی اس کا مصداق ہے۔

[٧٢-] بَابُ الْقَزَعِ

[٥٩٢٠-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّـهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: قُلْتُ: وَمَا الْقَزَعُ؟ فَأَشَارَ إِلَيْنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: إِذَا حُلِقَ الصَّبِيُّ وَتُرِكَ هَاهُنَا شَعَرٌ وَهَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ إِلٰى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ، قِيْلَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ: فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، هٰكَذَا قَالَ: الصَّبِيُّ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ: أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا، وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هٰذَا وَهٰذَا [طرفه: ٥٩٢١]

[٥٩٢١-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

[راجع: ٥٩٢٠]

قوله: قال عبید الله: عبیداللہ (راوی) نے عمر (راوی) سے پوچھا: قزع کیا ہے؟ (ابن جریج کہتے ہیں) پس اشارہ کیا ہماری طرف عبیداللہ نے (مشارالیہ آگے ہے) کہا عمر نے: جب بچہ کا سر منڈا جائے، اور یہاں بال چھوڑ دیئے جائیں اور یہاں اور یہاں، پس اشارہ کیا ہمارے لئے عبیداللہ نے (یہ پہلا ہی اشارہ ہے) اپنی پیشانی اور اپنے سر کی دونوں جانبوں کی طرف (یہ مشارالیہ ہے) —— عبیداللہ سے پوچھا گیا: پس لڑکی اور لڑکا؟ یعنی دونوں کا ایک حکم ہے؟ عبیداللہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں، حدیث میں اسی طرح لفظ صبی آیا ہے —— عبیداللہ کہتے ہیں: میں نے عمر سے دوبارہ پوچھا: انھوں نے کہا: رہی لڑکے کی پیشانی اور گدی تو ان دونوں کے کاٹنے میں کچھ حرج نہیں، بلکہ قزع یہ ہے کہ اس کی پیشانی میں کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں، اور اس کے سر پر اس کے علاوہ بال نہ ہوں، اور اسی طرح بچہ کی یہ جانب اور یہ جانب (چھوڑ دی جائے)

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

عورت اپنے ہاتھوں سے شوہر کے خوشبو لگائے

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے سے پہلے اور منیٰ میں احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی ہے۔

مکتبہ حجاز دیوبند

[٧٣-] بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

[٥٩٢٢-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِيَدَيَّ لِحُرْمِهِ، وَطَيَّبْتُهُ بِمَنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيْضَ. [راجع: ١٥٣٩]

بَابُ الطِّيْبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگانا

صدیقہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں اور ڈاڑھی میں عمدہ سے عمدہ خوشبو جو میسر ہوتی لگاتی تھیں۔ وَبِيْص: چمک۔

[٧٤-] بَابُ الطِّيْبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

[٥٩٢٣-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ، حَتّٰى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. [راجع: ٢٧١]

بَابُ الِامْتِشَاطِ

بالوں میں کنگھی کرنا

سر میں یا ڈاڑھی میں بڑے بال ہوں تو ان میں کنگھی کرنی چاہئے، البتہ روز سر دھونا اور تیل کنگھا کرنا ٹھیک نہیں، مگر بوقت ضرورت صرف کنگھی کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت سہلؓ کہتے ہیں: ایک شخص نے نبی ﷺ کے گھر میں سوراخ سے جھانکا، آپؐ کے ہاتھ میں کنگھا تھا، جس سے سر کھجلا رہے تھے، آپؐ نے فرمایا: ''اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں کنگھی مارتا، اجازت طلبی نظر ہی کی وجہ سے مقرر کی گئی ہے!''............ المِدْری: کنگھا، لکڑی کا ہو یا لوہے کا یا کسی اور چیز کا، دَرَی الرأسَ بالْمِدْریٰ: سر میں کنگھا کرنا............ استدلال یہ ہے کہ آپؐ کے پاس کنگھا تھا، معلوم ہوا کہ آپؐ کنگھی کرتے تھے، ورنہ کنگھی رکھنے کی ضرورت نہیں تھی............ جُحْر: سوراخ۔

[۷۵-] بَابُ الِامْتِشَاطِ

[۵۹۲۴-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِیْ إِیَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رُجلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِیْ دَارِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَی، فَقَالَ: ''لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِی عَیْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ''

[طرفاه: ۶۲۴۱، ۶۹۰۱]

بَابُ تَرْجِیْلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

حائضہ شوہر کے سر میں تیل کنگھا کرسکتی ہے

حیض کی حالت میں خدمت کرنا جائز ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا حالتِ حیض میں رسول اللہ ﷺ کا سر دھوکر بالوں کو تیل پلاکر کنگھی کرتی تھیں۔

[۷۶-] بَابُ تَرْجِیْلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

[۵۹۲۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا حَائِضٌ. [راجع: ۲۹۵]

حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

بَابُ التَّرَجُّلِ

تیل کنگھا کرنا

بالوں کوگاہ بہ گاہ دھوکر تیل پلا کر کنگھی کرنی چاہئے، یہ باب تجمّل سے ہے، اور کنگھی کرنے میں سر کی دائیں جانب کا خیال رکھنا چاہئے۔

[٧٧-] بَابُ التَّرَجُّلِ

[٥٩٢٦-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّـهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

[راجع: ١٦٨]

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

مُشک کا تذکرہ

مشک: کستوری، خوشبودار سیاہ مادہ جو نیپال، تبت، خُطا اور خُتن میں ایک خاص قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے، مشک کمیاب اور گراں قیمت خوشبو ہے، اور اصلی بہت کم دستیاب ہے، حدیث میں روزے دار کے منہ کی بو کو مشک سے زیادہ پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

[٧٨-] بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

[٥٩٢٧-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصَّوْمَ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ، وَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ"[راجع: ١٨٩٤]

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ

جو خوشبو پسند کی جائے

خوشبو کے سلسلہ میں لوگوں کے اذواق مختلف ہیں، پس جس کو جو خوشبو پسند ہو وہ استعمال کرے، صدیقہؓ جو بہتر سے بہتر خوشبو پاتیں وہ نبی ﷺ کے لگاتیں، کسی خاص خوشبو کا اہتمام نہیں کرتی تھیں۔

[۷۹-] بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ

[۵۹۲۸-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ. [راجع: ۱۵۳۹]

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ

ایک رائے یہ ہے کہ خوشبو نہ لوٹائے

خوشبو: فرحت بخش چیز ہے اور اس کا استعمال نبیوں کی سنت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو لوٹایا نہیں کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ نبی ﷺ بھی خوشبو لوٹایا نہیں کرتے تھے، اور ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں لوٹانی نہیں چاہئیں: تکیہ، تیل (عطر) اور دودھ، اور ابوداؤد و نسائی میں حدیث ہے کہ جس کے سامنے کوئی خوشبو پیش کی جائے وہ اس کو واپس نہ کرے، کیونکہ وہ ہلکے بوجھ والی یعنی کم قیمت عمدہ خوشبو ہے۔

واقعہ: حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ عام طور پر ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے، ہدیہ پیش کرنے کے لئے پہلے اجازت لینی پڑتی تھی، ایک غیر مقلد عالم بے اجازت ایک بڑی شیشی عمدہ عطر کی لائے، حضرت نے قبول نہیں کی، انھوں نے کہا: حدیث میں خوشبو رد کرنے کی ممانعت آئی ہے، حضرت نے فرمایا: میں اسی حدیث سے رد کر رہا ہوں، اس میں ہے کہ خوشبو اس لئے رد نہیں کرنی چاہئے کہ وہ ہلکے بوجھ والی ہے یعنی وہ معمولی قیمت کی چیز ہے، اور یہ بات اس صورت میں ہے جب خوشبو لگانے کے لئے پیش کی جائے، اور آپ جو شیشی بھر کر لائے ہیں یہ تو بیش قیمت ہے، پس وہ حدیث کے دائرہ میں نہیں آتی —— امام صاحب نے بھی باب میں مَن رکھا ہے، مسئلہ کا فیصلہ نہیں کیا۔

[۸۰-] بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ

[۵۹۲۹-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ.

[راجع: ۲۵۸۲]

بَابُ الذَّرِيْرَةِ

خوشبودار پاؤڈر

ذریرۃ: ایک خوشبودار پاؤڈر تھا جو کئی چیزوں سے ملا کر بنایا جاتا تھا، بعض نے کہا: وہ ایک خوشبودار لکڑی کا برادہ تھا جو

ہندوستان سے جاتا تھا، صدیقہؓ نے نبی ﷺ کے احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت ذریرہ کی خوشبو لگائی تھی، پس ہر خوشبودار پاؤڈر ذریرہ کے حکم میں ہے۔

[۸۱-] بَابُ الذَّرِیْرَةِ

[۵۹۳۰-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ عَبدِ اللّٰهِ ابْنِ عُرْوَةَ، سَمِعَ عُرْوَةَ، وَالْقَاسِمَ، يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدَىَّ بِذَرِيْرَةٍ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالإِحْرَامِ. [راجع: ۱۵۳۹]

وضاحت: امام بخاریؒ یہ حدیث یا تو عثمانؒ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں یا محمد بن یحییٰ ذہلی کے واسطہ سے۔

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

خوبصورتی کے لئے دانتوں میں ریخیں نکلوانا

مصنوعی خوبصورتی پیدا کرنا اور اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنا جائز نہیں، نبی ﷺ نے دانتوں میں ریخیں نکلوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے وہ یہ کام خوبصورت بننے کے لئے کرتی ہیں، اور وہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والی ہیں —— ممانعت کی یہ دو علتیں ہیں، جب دونوں جمع ہوں تو ممانعت ہے، اور حدیث تفصیل کے ساتھ تحفۃ القاری (۹:۵۴۶) میں گذری ہے۔

[۸۲-] بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

[۵۹۳۱-] حدثنا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، مَالِیْ لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر: ۷] [راجع: ۴۸۸۶]

بَابُ الْوَصْلِ فِی الشَّعَرِ

بالوں میں بال ملانا

جن عورتوں کے بال ہلکے یا چھوٹے ہوتے ہیں، وہ بالوں کو گھنے اور لمبے کرنے کے لئے دوسرے بال بالوں میں ملواتی

ہیں، حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے، البتہ بالوں میں کالے تاگے ملانا بلا کراہیت جائز ہے، اور جانور کے بال ملانا اگر اشباہ پیدا نہ ہو تو وہ بھی جائز ہے، اور انسان کے بال ملانا مطلقاً حرام ہے، احترام انسانیت کا تقاضہ ہے کہ کوئی انسانی جزء استعمال نہ کیا جائے ـــــ حسن و جمال مطلوب ہے، اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے جسم کو اور بالوں کو سنوارنا ماموربہ ہے، مگر اس طرح حسن پیدا کرنا کہ کسی کو دھوکہ ہو یا اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی آئے: جائز نہیں، کالا خضاب لگانا، دانتوں میں ریخیں نکلوانا، بھنؤں کے بال نوچنا اور جسم گدوانا اسی وجہ سے ممنوع ہیں، حقیقی حسن وہی ہے جو فطری ہے، بناوٹی حسن صرف دکھاوا ہے۔

[٨٣-] بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعَرِ

[٥٩٣٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ وَتَنَاوَلُ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ: أَيْنَ عُلَمَاؤُ كُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ، وَيَقُوْلُ: "إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نَسَاؤُهُمْ"[راجع: ٣٤٦٨]

حوالہ: یہ حدیث تحفۃ القاری (٨٠:٧) میں آئی ہے۔

[٥٩٣٣-] وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی بالوں میں بال ملانے والی (دکاندار) عورت پر، اور اپنے بالوں میں دوسرے انسان کے بال ملوانے والی (گاہک) عورت پر، اور بدن گودنے والی عورت پر اور بدن گدوانے والی عورت پر (عورتیں خوبصورت بننے کے لئے بدن گدواتی ہیں)

[٥٩٣٤-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ، وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا، فَأَرَادُوْا أَنْ يَصِلُوْهَا فَسَأَلُوْا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"

تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ.[راجع: ٥٢٠٥]

حوالہ: یہ حدیث اسی جلد میں کتاب النکاح میں گذری ہے

[۵۹۳۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: إِنِّيْ أَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ، ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا، وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا، أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا؟ فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.[طرفاه: ۵۹۳۶، ۵۹۴۱]

[۵۹۳۶-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَتْ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.[راجع: ۵۹۳۵]

[۵۹۳۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ"

قَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.[أطرافه: ۵۹۴۰، ۵۹۴۲، ۵۹۴۷]

[۵۹۳۸-] حدثنا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا، فَخَطَبَنَا، فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ، إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سَمَّاهُ الزُّوْرَ. يَعْنِيْ: الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.[راجع: ۳۴۶۸]

لغت:الزور: جھوٹ یعنی دھوکہ (یہ ممانعت کی علت ہے)............شَكْوى: تکلیف، بیماری............تَمَرَّقَ الشَّعَر: بالوں کا گرنا (بیماری کی وجہ سے)............اسْتَحَثَّه: برانگیختہ کرنا، ابھارنا............سَبَّه: اس کو برا کہا یعنی لعنت کی ....الوشم فی اللِّثَة: عورتیں مسوڑھے میں تل بنواتی تھیں۔

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ

پیشانی کے بال اکھڑوانے والی عورتیں

حسین بننے کے لئے عورتیں بھنوئیں اور پیشانی کے بال اکھڑواتی ہیں: ان پر لعنت کی گئی ہے۔ نَمَصَ الشَّعَرَ: بال چونٹنا، تَنَمَّصَتِ المرأةُ: موچنے سے پیشانی کے بال اکھاڑنا۔

[۸۴-] بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ

[۵۹۳۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَمَا لِيْ لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَاللّٰهِ

لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ! قَالَ: وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ: ﴿مَا آتَائُكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾[الحشر: ٧] [راجع: ٤٨٨٦]

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ

بالوں میں بال ملائی ہوئی عورت

الْمُسْتَوْصِلَة اور الموصولة ایک ہیں، وہ گاہک عورت جودکان پر جاکر بالوں میں بال ملواتی ہے: وہ بھی رحمت خداوندی سے محروم ہے۔

[٨٥-] بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ

[٥٩٤٠-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.[راجع: ٥٩٣٨]

[٥٩٤١-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنذِرِ، تَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ، فَامَّرَقَ شَعَرُهَا، وَإِنِّيْ زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ: "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ"[راجع: ٥٩٣٥]

مکتبہ حجاز دیوبند

لغت: الحَصْبَة: خسرہ کی بیماری، بچوں کی ایک بیماری جس میں بدن پر دانے نکلتے ہیں، یہ چیچک کی ایک نوع ہے .... امَّرَقَ کی اصل انْمَرَقَ ہے، نون کو میم سے بدل کر ادغام کیا ہے، معنی ہیں: سر کھلنا یعنی بالوں کا جھڑ جانا، گر جانا (بیماری کی وجہ سے) .... فیه کا مرجع الشَّعر ہے۔

[٥٩٤٢-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" يَعْنِيْ لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٥٩٣٧]

قوله: يعني: یہ بے ضرورت تفسیر ہے، اس کی حاجت نہیں تھی (عمدۃ)

[٥٩٤٣-] حدثنا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ

لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، مَالِيْ لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟![راجع: ٤٨٨٦]

بَابُ الْوَاشِمَةِ

بدن گدوانے والی عورت

نظر واقعی لگتی ہے، مگر نظر سے بچانے کے لئے عورتیں بچہ کے کاجل لگا کر کنپٹی پر جو سیاہ دھبہ بناتی ہیں: وہ بے اصل اور ممنوع ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آنکھ برحق ہے'' اور (نظر بد سے بچنے کے لئے) وشم سے آپؐ نے منع کیا، وشم کے معنی ہیں: سوئی سے گدائی کر کے اس میں نیلا یا ہرا رنگ بھرنے کا نشان۔

[٨٦-] بَابُ الْوَاشِمَةِ

[٥٩٤٤-] حدثنا يَحْيىَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الْعَيْنُ حَقٌّ" وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.[راجع: ٥٧٤٠]

حدثنا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

وضاحت: سفیان ثوری رحمہ اللہ نے منصور کی حدیث عبدالرحمٰنؒ سے ذکر کی تو انھوں نے کہا: میں نے یہ حدیث ام یعقوب سے سنی ہے، پس سند میں سے دو واسطے گھٹ گئے اور سند عالی ہوگئی۔

[٥٩٤٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِيْ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهِ، وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.[راجع: ٢٠٨٦]

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ

بدن گدوانے والی عورت

تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے کوئی بدن گودنے والی ہوگی تو گدوانے والی آئے گی، اور کوئی گدوانے والی نہیں ہوگی تو دکان والی کس کا بدن گودے گی؟ اس لئے فریقین پر لعنت بھیجی گئی، جیسے سود کھانے والا (لینے والا) اور سود کھلانے والا (دینے والا)

دونوں ملعون ہیں۔

[۸۷-] بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ

[۵۹۴۶-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ، فَقَامَ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ! مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ الْوَشْمِ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنَا سَمِعْتُ، قَالَ: مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لاَ تَشِمْنَ وَلاَ تَسْتَوْشِمْنَ"

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو بدن گودتی تھی، پس آپؓ نے (خطاب عام میں) فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! یعنی اللہ کے واسطے بتاؤ: کس نے نبی ﷺ سے بدن گودنے کے سلسلہ میں حدیث سنی ہے؟ ابو ہریرہؓ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے حدیث سنی ہے، پوچھا: کیا سنا ہے؟ بتایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہ گودے نہ گدوائے (کوئی بھی عورت)

[۵۹۴۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

[راجع: ۵۹۳۸]

[۵۹۴۸-] حدثنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، مَالِيْ لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟!

[راجع: ۴۸۸۶]

بَابُ التَّصَاوِيْرِ

تصاویر کی حرمت

قدیم زمانہ سے مجسمہ بنانے کا اور اس کو پوجنے کا اور گھر کی دیواروں پر اور کپڑوں پر اور جسم پر تصویریں بنانے کا رواج چلا آرہا ہے، اس لئے اسلام نے جاندار کی تصویر کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے، خواہ وہ کسی چیز پر ہو اور کسی طرح ہو اور کسی غرض سے ہو، البتہ موضع امتہان (پامالی) میں ہو تو اس سے صرف نظر کی جائے، اور موضع تعظیم میں ہو تو اس پر سخت نکیر کی جائے، اور یہ ابواب کتاب اللباس میں اسی مناسبت سے لائے گئے ہیں کہ لوگ پہننے کے کپڑوں پر تصویریں بناتے ہیں۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتایا تصویر ہوتی ہیں''

تشریح: تصویر سازی کی حرمت کی وجہ علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بت پرستی کا ذریعہ ہے، اور اسلام شرک کا کسی طرح روادار نہیں، اس لئے تصویر سازی اسلام نے مطلقاً حرام کردی، اور کیمرے کا فوٹو بھی اسی ذیل میں آتا ہے، کیونکہ مشرکین ان کو بھی پوجتے ہیں، دکانوں میں، بسوں میں، گھروں میں اور چھوٹے مندروں میں یہی کاغذی فوٹو پوجے جاتے ہیں اور انہی پر دیئے جلتے ہیں، اس موضوع پر مفصل کلام تحفۃ الالمعی (۵: ۷۷) میں ہے۔

[۸۸-] بَابُ التَّصَاوِيْرِ

[۵۹۴۹-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلاَ تَصَاوِيْرُ"[راجع: ۳۲۲۵]

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

وضاحت: دوسری سند سماع کی صراحت کے لئے لائے ہیں .... اور فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، کیونکہ نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں .... اور جس کتّے کے پالنے کی اجازت ہے اور جو فوٹو ضرورت کی وجہ سے ہے: وہ حدیث سے مستثنیٰ ہے۔

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن تصویر سازوں کی سزا

قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو لمبے عرصہ تک سزا دی جائے گی، اور ان کی سزا کی موقوفی کو اس پر معلق کردیا جائے گا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان ڈالیں، اور وہ یہ کام کبھی نہ کرسکیں گے، اور جب تک وہ یہ کام نہیں کریں گے سزا برابر جاری رہے گی، ہاں اگر اللہ تعالیٰ ان کی سزا سے درگذر فرمائیں تو دوسری بات ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ دوسرے گناہ جس کے لئے منظور ہوگا بخش دیں گے۔

حدیث (۱): مسروق رحمہ اللہ: یسار بن نُمیر (مولیٰ عمرؓ) کے گھر گئے، وہاں انھوں نے گھر کے بڑے کمرے میں فوٹو دیکھے تو انھوں نے یہ حدیث سنائی: ''اللہ کے نزدیک یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت سزا تصویر بنانے والوں کو دی جائے گی!'' (مراد مسلمان تصویر بنانے والے ہیں)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ یہ (جاندار کی) تصویریں بناتے ہیں وہ قیامت کے دن سزا دیئے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو ان کو جو تم نے بنائی ہیں!'' —— یہ تعلیق بالمحال ہے، جیسے: ﴿حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ﴾

[۸۹-] بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

[۵۹۵۰-] حدثنا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ، قَالَ: کُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ، فِیْ دَارِ یَسَارِ بْنِ نُمَیْرٍ، فَرَأَی فِیْ صُفَّتِهِ تَمَاثِیْلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: '' إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ''

[۵۹۵۱-] حدثنا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: '' إِنَّ الَّذِیْنَ یَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ لَهُمْ: أَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ''[طرفه: ۷۵۵۸]

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ

تصویروں کو مٹا دینا

انہدام: گرانا، برباد کرنا، اگر کوئی تصویر بن گئی ہو تو اس کو توڑ پھوڑ دینا، پھاڑ دینا اور مٹا دینا ضروری ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی ﷺ نہیں چھوڑتے تھے اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جس میں تصویریں بنی ہوتی تھیں مگر اس کو مٹا دیتے تھے'' (گیلری میں تصاویر ہے) اور ابوزرعہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر میں گئے، آپؓ نے وہاں اعلی درجہ کی تصویریں بنی ہوئی دیکھیں تو حدیث سنائی: ''(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے بنانے کی طرح بنانے کی کوشش کرتا ہے! یعنی وہ اس میں ہرگز کامیاب نہ ہوگا، پس چاہئے کہ بنائیں وہ کوئی دانہ اور چاہئے کہ بنائیں وہ کوئی ذرہ!'' (حدیث سن کر گھر والے نے تصویریں مٹا دی ہونگی)

(دوسرا مضمون) پھر ابو ہریرہؓ نے پانی کا برتن منگوایا (اور وضوء کیا) پس اپنے دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ وہ اپنے بغل تک پہنچے، میں نے پوچھا: کیا آپؓ نے اس سلسلہ میں نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ (کہ ہاتھ بغلوں تک دھونے چاہئیں) فرمایا: زیور کی آخری حد ہے! یعنی میں نے یہ حدیث سنی ہے: تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء: مؤمن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضوء کا پانی پہنچے گا پس میں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

[۹۰-] بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ

[۵۹۵۲-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ یَحْیَی، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، أَنَّ عَائِشَةَ

حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

[٥٩٥٣-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِالْمَدِيْنَةِ فَرَآهَا أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ، فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً"

ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، حَتّٰى بَلَغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَشَيْئٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ. [طرفه: ٧٥٥٩]

وضاحت: دوسری حدیث کا یہ جملہ: فرآها أعلاها مصورا يصور: نسخوں میں مختلف ہے: ایک نسخہ میں فرأی ہے ساتھ ضمیر نہیں ہے، اور مصوراً: اسم فاعل ہے یا اسم مفعول؟ اور یصور ہے یا یُصُوَر؟ میں نے اسم مفعول اور فعل مضارع کا ترجمہ کیا ہے۔

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ

وہ تصویریں جوروندی جائیں

اگر تصویریں موضع امتہان (پامالی) میں ہوں تو ان کی گنجائش ہے، ان پر چلا جائے، بیٹھا جائے یا ٹیک لگائی جائے تو ان کی تعظیم کا کوئی خطرہ نہیں رہتا، اور شرک کا دروازہ کھلنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔

[٩١-] بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ

[٥٩٥٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِيْ، عَلٰى سَهْوَةٍ لِيْ، فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَتَكَهُ وَقَالَ: "أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ" قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ. [راجع: ٢٤٧٩]

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پر پوتے ہیں، ان کے زمانہ میں مدینہ میں ان سے افضل کوئی نہیں تھا، وہ اپنی سند سے حدیث بیان کرتے ہیں: صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ تبوک کے سفر سے لوٹے، درانحالیکہ میں نے اپنے منقش کپڑے سے ڈھانک رکھا تھا اپنے مچان (سامان کی الماری) کو، اس میں تصویریں تھیں، پس جب اس کو نبی ﷺ نے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا، اور فرمایا: "قیامت کے دن لوگوں

میں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ کے پیدا کرنے جیسا کام کرتے ہیں!'' صدیقہؓ کہتی ہیں: پس ہم نے اس کے ایک یا دو بیٹھنے کے گدّے بنا دیئے۔

لغات: القِرَام: نقشیں پردہ، مختلف رنگوں کا موٹا اونی کپڑا جس کا پردہ بنایا جاتا تھا............ السَّهْوَة: سامان کی الماری، مچان............ ضَاهَاهُ مُضَاهَاةً: مشابہ ہونا۔

[٥٩٥٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ سَفَرٍ، وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْزِعَهُ، فَنَزَعْتُهُ.
[راجع: ٢٤٧٩]

[٥٩٥٦-] وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. [راجع: ٢٥٠]

لغت: الدُّرْنُوْك: قالین، غالیچہ، موٹا پردہ۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ

ایک رائے یہ ہے کہ تصویروں پر بیٹھنا مکروہ ہے

مسئلہ یہ ہے کہ اگر تصویر موضع امتہان میں ہو، اس پر چلا جائے یا بیٹھا جائے تو اس کی گنجائش ہے، مگر ایک رائے یہ ہے کہ تصویر پر بیٹھنا بھی مکروہ ہے، موضع امتہان میں بھی اس کی گنجائش نہیں، اور انھوں نے دلیل میں دو حدیثیں پیش کی ہیں:

پہلی حدیث: پہلے تحفۃ القاری (١٧٥:٥) میں آئی ہے، صدیقہؓ نے ایک گدّا خریدا، جس میں تصویریں تھیں، نبی ﷺ اس کو دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے، گھر میں داخل نہیں ہوئے (الی آخرہ) نُمْرُقة کے معنی ہیں: بیٹھنے کا گدّا، بچھانے کا قالین، یہ موضع امتہان میں تھا، پھر بھی نبی ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوئے، معلوم ہوا کہ تصویروں پر بیٹھنا بھی منع ہے۔

دوسری حدیث: بھی پہلے تحفۃ القاری (٤٨٦:٦) میں آئی ہے، اس میں ہے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہوتی ہے'' یہ حدیث عام مطلق ہے، خواہ تصویر موضع تعظیم میں ہو یا موضع امتہان میں دونوں کا حکم یکساں ہے۔

جواب: پہلی حدیث میں روات ایک لفظ پر متفق نہیں، کوئی قِرام کہتا ہے کوئی نُمرقة، پس اس سے استدلال درست نہیں ـــــ اور دوسری حدیث میں جو اطلاق وعموم ہے وہ مخصوص منہ البعض ہے، اسی حدیث کا جملہ إلا رقما في ثوب: اس کی دلیل ہے۔

[٩٢-] بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ

[٥٩٥٧-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا اشْتَرَتْ

نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيْرُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَقُلْتُ: أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ، قَالَ:" مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ؟" قُلْتُ: لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، قَالَ:" إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ. وَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَتَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوَرُ"[راجع: ٢١٠٥]

[٥٩٥٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّـهُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَتَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ" قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلٰى بَابِهِ سِتْرٌ فِيْهِ صُوَرٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟! فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ: إِلَّا رَقْمٌ فِيْ ثَوْبٍ.[راجع: ٣٢٢٥]

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ، حَدَّثَهُ بُسْرٌ، حَدَّثَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ فِي التَّصَاوِيْرِ

تصویروں والے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

اُس کپڑے میں جس میں کوئی تصویر بنی ہو: نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ تصویر خود موضع تعظیم میں جائز نہیں، پھر اس میں نماز پڑھنے کا کیا سوال ہے؟ نبی ﷺ کے سامنے نماز میں پردے کی تصویریں آئیں تو آپؐ نے پردہ ہٹوادیا، پس نمازی کے کپڑے میں تصویر کیسے برداشت کی جائے گی؟

[٩٣-] بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ فِي التَّصَاوِيْرِ

[٥٩٥٩-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:"أَمِيْطِيْ عَنِّيْ، فَإِنَّـهُ لاَ تَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلاَتِيْ"[راجع: ٣٧٤]

بَابٌ: لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

جس گھر میں تصویر ہوتی ہے وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے

حدیث: نبی ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنے کا وعدہ کیا تھا، پھر وہ حسب وعدہ نہیں آئے، دوسرے وقت آئے تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: آپ وعدہ کے مطابق نہیں آئے؟ انھوں نے کہا: آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا

پلّہ تھا، اور ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو (مراد رحمت کے فرشتے ہیں)

سوال: ایک انگریزی پڑھنے والے طالب علم نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے سوال کیا: جس گھر میں کتا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے، پس اگر کوئی کتا پال لے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) بھی نہیں آئے گا، پھر وہ مرے گا کیسے؟

جواب: جو فرشتہ کتے کی روح قبض کرتا ہے وہ اس کی روح قبض کرنے آئے گا!

[٩٤-] بَابٌ: لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

[٥٩٦٠-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم جِبْرَئِيْلُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ، حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلَقِيَهُ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ، فَقَالَ لَهُ: "إِنَّا لاَنَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلاَ كَلْبٌ"[راجع: ٣٢٢٧]

قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ: هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

ایک رائے یہ ہے کہ اس گھر میں نہ جائے جہاں تصویر ہے

نبی ﷺ نے جب نُمْرُقة (بیٹھنے کے گدّے) میں تصویریں دیکھی تھیں تو آپؐ دروازے پر کھڑے ہوگئے تھے، گھر میں داخل نہیں ہوئے تھے، اس سے ایک رائے یہ قائم کی گئی ہے کہ جس گھر میں تصویر ہو وہاں نہیں جانا چاہئے —— عبادت کی تصویروں/مورتیوں تک تو یہ بات ٹھیک ہے، مگر اس کو بہت زیادہ عام نہیں کیا جاسکتا، اور نبی ﷺ کا داخل نہ ہونا نکیر فرمانے کے لئے تھا، دخول کے عدم جواز کی وجہ سے تھا، اس کا کوئی قرینہ نہیں۔

[٩٥-] بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

[٥٩٦١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، وَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: "مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟" قَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" وَقَالَ: "إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ"[راجع: ٢١٠٥]

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

ایک رائے یہ ہے کہ تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی جائے

تصویر بنانے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، پس اس پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ جائز ہے، باب کی حدیث میں آپؐ نے اس پر لعنت بھیجی ہے، اور اگلے باب میں جو کالفصل ہے یہ ہے کہ تصویر بنانے والے کی سزا کی موقوفی کو ایک محال امر پر معلق کیا جائے گا، پس یہ بھی رحمت سے دور کرنا ہوا، اور لعنت کا یہی مفہوم ہے — لیکن صحیح بات یہ ہے کہ لعن کا مفہوم اگر الطردُ عن رحمة العزیز الغفار ہے تو عاصی کو لعن طعن کرنا جائز نہیں، ممکن ہے وہ توبہ کرلے یا مؤمن ہونے کی وجہ سے بخشا جائے، اور اگر لعن کا مفہوم الطردُ عن منازل الأبرار ہے تو جائز ہے، کیونکہ مرتکب کبیرہ نیکوں کے زمرہ سے خارج ہے۔

[۹۶-] بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

[۵۹۶۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِى جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ. وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُصَوِّرَ. [راجع: ۲۰۸۶]

[۹۷-] بَابٌ

[۵۹۶۳-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُوْنَهُ، وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى سُئِلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" [راجع: ۲۲۲۵]

وضاحت: یہ ردیف باب ہے، اور ایسے ہی باب کو کالفصل من الباب السابق کہتے ہیں، اور اس باب کی حدیث گذشتہ باب سے کیسے جڑے گی؟ اس کی تقریر گذشتہ باب میں آچکی۔

بَابُ الإِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا

کتاب اللباس چل رہی ہے، کبھی آدمی دو تین کپڑے پہنتا ہے، اس کا جواز ثابت کرنے کے لئے حدیثیں نہیں ہیں، اس لئے دور کی کوڑی لائے ہیں، اور سواری پر ایک کو پیچھے یا دو کو آگے پیچھے بٹھانے کا جواز ثابت کرتے ہیں، اس طرح بنیان،

کرتا اور شیروانی کا جواز نکل آیا، کرتا اصل ہے، اور بنیان آگے والا ردیف ہے، اور شیروانی پیچھے والا، یا جانگیہ پہن کر لنگی باندھی یا پاجامہ پہنا تو پاجامہ اصل ہے اور جانگیہ ردیف —— اور حدیث پہلے آئی ہے: نبی ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

[۹۸-] بَابُ الِارْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

[۵۹۶٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ، عَلَى إِكَافٍ، عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ. [راجع: ۲۹۸۷]

بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

ایک سواری پر تین سوار

جب نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو خاندانِ عبدالمطلب کے بچوں نے استقبال کیا، آپؐ نے قثم بن عباس کو اونٹ پر آگے اور فضل بن عباس کو پیچھے بٹھالیا، سواری جتنے سواروں کا تحمل کرسکتی ہو اتنے سواری کرسکتے ہیں، اسی طرح جتنی ضرورت ہو اتنے کپڑے پہنے۔

[۹۹-] بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

[۵۹۶۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ. [راجع: ۱۷۹۸]

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

سواری کا مالک دوسرے کو آگے بٹھا سکتا ہے

امام عامر شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے، مگر وہ دوسرے کو آگے بیٹھنے کی اجازت دے تو وہ بھی آگے بیٹھ سکتا ہے۔ ایوب سختیانیؒ کہتے ہیں: عکرمہؒ کی مجلس میں یہ تذکرہ آیا کہ ایک سواری پر تین سوار بہت برے ہیں تو انھوں نے مذکورہ حدیث سنائی کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے قثم کو آگے اور فضل کو پیچھے بٹھایا، اب تین سوار ہوگئے، بتاؤ، ان میں کون برا اور کون اچھا ہے؟ سب اچھے ہیں! اسی طرح سردی میں جرسی کرتا اندر پہنے یا اوپر؟ جیسی

پسند! نیچے پہنے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔

[١٠٠-] بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

[٥٩٦٦-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ: ذُكِرَ الْأَشَرُّ الثَّلاَثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ، فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ، أَوْ: قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَيُّهُمْ أَشَرُّ أَوْ: أَيُّهُمْ أَخْيَرُ؟ [راجع: ١٧٩٨]

بَابٌ

سواری تین کا تحمل نہ کر سکے تو دو ہی بیٹھیں

نبی ﷺ گدھے پر سوار تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھے تھے، اس موقع پر آپؐ نے ان کو قیمتی باتیں بتائی ہیں، گدھا تین بڑے آدمیوں کا تحمل نہیں کر سکتا، اس لئے ایک ہی ردیف تھا، اسی طرح گرمی شروع ہوگئی تو صدری نکال دے بنیان پہنے رہے۔

[١٠١-] بَابٌ

[٥٩٦٧-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: "هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ؟" قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلاَ يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا" ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: "هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ؟" قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ" [راجع: ٢٨٥٦]

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

عورت مرد کے پیچھے سواری کر سکتی ہے

خیبر سے واپسی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر نبی ﷺ کے پیچھے بیٹھی تھیں، معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے، پس مرد

عورت کا بنیان پہن لے یا چادر اوڑھ لے یا اس کا برعکس تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

[۱۰۲-] بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

[۵۹۶۸-] حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يَحْيىَ بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ خَيْبَرَ، وَإِنِّيْ لَرَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ، وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ: الْمَرْأَةُ فَنَزَلْتُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّهَا أُمُّكُمْ" فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ، وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا دَنَا أَوْ: رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ: " آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" [راجع: ۳۷۱]

بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ، وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

چت لیٹنا، اور ایک پیر پر دوسرا پیر رکھنا

آدمی دور سے سواری پر سوار ہو کر آیا ہے، گھر پہنچ کر تھک گیا، اور چت لیٹ گیا، اب بہت جلد سو جائے گا، اس لئے آگے ابواب کون لکھے گا؟ پس کتاب اللباس ختم! —— اور دونوں پیر لمبے کرکے، ایک پیر دوسرے پیر پر رکھ کر سونا جائز ہے، نبی ﷺ اور خلفائے ثلاثہ سے اس طرح لیٹنا ثابت ہے، اس صورت میں کشف عورت کا احتمال نہیں ہوتا، اگرچہ لنگی پہنے ہوئے ہو، اور بیدار ہے تو ایک پیر کھڑا کرکے اس پر دوسرا پیر رکھ کر بھی سو سکتا ہے، نبی ﷺ مسجد میں اس طرح بھی لیٹے ہیں۔

[۱۰۳-] بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ، وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

[۵۹۶۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ، رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. [راجع: ۴۷۵]

﴿الحمد للہ! شب جمعہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو کتاب اللباس کی شرح مکمل ہوئی اور اس پر معاشرتی ابواب کا سلسلہ مکمل ہوا اور تحفۃ القاری کی جلد دہم بھی پوری ہوئی، جلد یازدہم ان شاء اللہ کتاب الادب سے شروع ہوگی﴾

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری کی جملہ تصانیف

رحمۃ اللہ الواسعہ جلد اول	کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟	معین الفلسفہ شرح مبادی الفلسفہ
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد دوم	ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں	مبادئی الفلسفہ
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد سوم	آسان صرف حصہ اول	شرح علل الترمذی
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد چہارم	آسان صرف حصہ دوم	آسان فارسی قواعد حصہ اول
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد پنجم	آسان نحو حصہ اول	آسان فارسی قواعد حصہ دوم
حجۃ اللہ البالغہ اول عربی حاشیہ	آسان نحو حصہ دوم	مبادیات فقہ
حجۃ اللہ البالغہ دوم عربی حاشیہ	آسان منطق	عصری تعلیم اور اس کے تقاضے
ہدایت القرآن مجلد اول	اسلام تغیر پذیر دنیا میں	ہادیہ شرح کافیہ
ہدایت القرآن مجلد دوم	حیات امام طحاوی رحمہ اللہ	تحفۃ الالمعی جلد اول
ہدایت القرآن مجلد سوم	حیات ا[illegible]داؤد رحمہ اللہ	تحفۃ الالمعی جلد دوم
ہدایت القرآن مجلد چہارم	الکلام المفید فی تحریر [illegible]انید	تحفۃ الالمعی جلد سوم
ہدایت القرآن مجلد پنجم	دین کی بنیادیں اور تقلید کی ضرورت	تحفۃ الالمعی جلد چہارم
ہدایت القرآن پارہ تیس (۳۰)	محفوظات حصہ اول	تحفۃ الالمعی جلد پنجم
فیض المنعم مقدمہ مسلم	محفوظات حصہ دوم	تحفۃ الالمعی جلد ششم
مفتاح التہذیب شرح تہذیب	محفوظات حصہ سوم	تحفۃ الالمعی جلد ہفتم
مفتاح العوامل شرح شرح مأۃ عامل	تحفۃ الدرر	تحفۃ الالمعی جلد ہشتم
گنجینۂ صرف شرح پنج گنج	تذکرہ مشاہیر محدثین کرام	خط وکتابت کا پتہ
آپ فتوی کیسے دیں؟	حرمت مصاہرت	**مکتبہ حجاز**
العون الکبیر شرح الفوز الکبیر (عربی)	طرازی شرح سراجی	**اردو بازار جامع مسجد دیوبند**
الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر (اردو)	پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام	**ضلع سہارن پور، یو، پی**
الفوز الکبیر جدید تعریب	زبدۃ الطحاوی شرح طحاوی (عربی)	موبائل نمبر 09997866990